BROWN BOOK

DAMAGE
BOOK

PAGES MISSING WITHIN THE BOOK ONLY

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_226192

UNIVERSAL
LIBRARY

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ

الحمد للہ والمنہ کہ اس زمان ہدایت اقتران میں باری رسالہ شریعہ

Checked 1969

بشارۃ المتبیّن

فی

مسئلۃ نمونخ وراء المعراب

تالیف منیف حقایق آگاہ معرفت دستگاہ واقف رموز جلی وخفی

جناب حضرت شاہ لطف علی صاحب مودودی المعروف بصاحبزادہ صاحب چشتہ بہار

باہتمام ناجر باہوش واعظ مولوی محمد مراد صاحب پشاوری

کتب فروش

مطبع نور الاسلام حیدرآباد دکن میں چھپا

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذی جعل التوبة موجب الغفران الحوبة والعصیان وجعل البیعة موجب الرضوان والصلوٰة والسلام علی من بیعته بیعة الرحمٰن بحکم القرآن وبیعة خلفائه بیعته کما بیعته بیعة الدیان و علی آله واصحابه واتباعه الذین هم هداة الزمان ومرشد و مناهج منازل الاحسان والعرفان لاهل الضلالة والطغیان واهل الفجور والعصیان

اما بعد پس کہتا ہے افقر العباد ہیچ میرز خادم العلماء الفقرا والفقراء العلماء سید لطف علی الحسینی المودودی آبادی الحسنی القادری اماً الچشتی الہروی وطناً والحیدرآبادی ابتلاءً وقسماً غفر الله له ولوالدیه واحسن الیهما والیه کہ بعضی احباب اس فقیر کے بہت دن سے مستدعی اس امر کے تھی کہ یہہ فقیر وعظ کرے اور اسلئے کہ زبان وطنی اس فقیر کی فارسی ہی اور اردو گویی اور اردو نویسی مین یہہ فقیر چندان مہارت نہین رکہتا ہے اور کلمہ اردو کے تذکیر اور تانیث اور مفرد اور جمع کا فرق اور کلمات اردو کا امتیاز اس فقیر کو نہین اور جسوقت کہ یہہ فقیر وطن سے عازم ہندوستان کا ہوا تو اثنائے راہ مین دارد

پنجاب ہوکر دو برس تک وہان کے [illegible] مناف مین سیر و سیاحت
کرتا رہا اور کچھہ کچھہ پنجابی زبان بھی بولنے لگا جو بلہ بدار کچھہ کچھہ پنجابی سیکھی
تو اتنک بعضی الفاظ پنجابی زبان کی اس فقیر کی زبان پر جاگیر مین اور علاوہ
ازان اسلئے کہ یہہ فقیر سریع الکلام ہے اور وہ موجب فصاحت کے نہین بنابران
جہہ فقیر لب ایام اقامت سوال احباب سے استعفا کرتا رہا مگر جب اصرار
اونکا بدرجہ غایت ہوا سنجا اور نیز چونکہ ہدایت عوام کہ عبداللہ بہ اجر عظیم کے
ہے ملحوظ تھی بنابرآن اس فقیر نے باین ہمہ سریع البیانی وعدم مہارت
لسانی وپیمودانی کی محض لمرضاۃ اللہ کمر ہمت باندھکر کتاب معدن الخیرات
فی النجیات والمہلکات کا لکھنا شروع کیا جیسا کہ اتنک اوسکا مسودہ ہوا
ہے انشاء اللہ تعالے اگر حیات مستعار کچھہ ایام باقی رہے اور طاقت
مساعد ہوئی اور وہ کتاب تیار ہوئی تو طالبین حق کے لئے بہت مفید ہوگی
باآنکہ وہ کتاب اتنک تسوید من ہے مگر کثرت التماس نے دوستون کی
اس فقیر کو عازم اس امر کا کیا کہ کوئی باب اوسکا کہ مسودہ ہوگیا ہو مبیضہ کیا جاے
کہ ناتمیض مسودہ کامل اوس کتاب کے وہ باعث ہدایت کا ہو بنابرآن
اس فقیر نے اجابتہ لالتماسہم باب توبہ کا کہ ابواب نجیات سے اوس
کتاب کے ہے باوجود اسکی کہ وہ بھی ناقص اور اصلاح طلب ہے مبیض
کرکے اونکے حوالہ کیا تاکہ وہ لوگ اوسکو پڑہین اور سنا وین اور چونکہ
یہہ باب توبہ کا کتاب معدن الخیرات فی النجیات والمہلکات کے اور
ابواب کا نمونہ ہے بنابرآن اس فقیر نے اس باب کو رسالہ مشتی نمونہ خروارے

سے معروف کیا اگر [illegible] اس کتاب کی فصیح نہین بلکہ یہہ اردو
ولایتی ہے یعنی جیسا کہ [illegible] دمی اپنے ملک سے اول پنجاب مین آکر
ہندوستان مین آکر غیر فصیح اردو بولنے لگتے ہین اور ہندوستانی آدمی
اوسکے کلام غیر فصیح کو سنکر ہنستے ہین تو اردو اس کتاب کی بھی ویسی ہے
مگر اللہ تعالے کے فضل و کرم سے کچھہ بعید نہین کہ اس غیر فصیح کلام کج مج
بیان کو کہ علت غائی اوسکی نصیحت مسلمین کی ہی قبول فرما کی اسکو موجب
ہدایت عوام کا کرے اور اسکی مولف کو اوسکا اجر عطا فرماوے۔ اِنّہٗ عَلیٰ
ذالک قدیر وما ذالک علی اللہ بعسیر من یھدہ اللہ فلا
مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ وھو الھادی ومنہ الرشاد

انتباہ

فقیر مولف بعض جا اس رسالہ مین اور کتابون سے اولیاء حقانی اور
علماء ربانی کے اقوال اپنی تقریر کی تائید مین لایا ہے اور بعضی جا اون
علماء کے اقوال بھی لیکھے ہین کہ وہ ارباب تصوف نہین ہین اگرچہ مطابق
فرمودہ۔ حضرت علی کرم اللہ تعالی وجہہ کے۔ لا تنظر الی من قال
وانظر الی ما قال قول کو دیکھنا چاہیے نہ کہ قائل کو شیخ سعدی نے
فرمایا ہے۔

مرد باید کہ گیرد اندر گوش ٭ ور نشنست پند بر دیوار

مگر عوام جب کسی عالم یا ولی یا شیخ کی حالت اور ولایت اور کرامت اور
علم اور تقوی اور طہارت سے بخوبی واقف ہوتی ہین تب اوسکے کلام کو

معتبر اور لائق سند کے جانکر ہیں اگر بگوش دل اوسکو
سنکر عمل مین لاتی ہین اور جس قابل ہے واقف نہین ہوتے
تو اوسکے قول کیطرف چندان متوجہ نہین ہوتے اور چونکہ علم اور تقوی اور
قوی اور زہد اور طہارت اور کمال اور بزرگی اور کرامات اور خوارق عادات
وسائر صفات غوث الاغواث ربانی قطب الاقطاب صمدانی قائل قول
قدمي هذه على رقبة كل ولي الله واقف اسرار لي مع الله امام الصديقين
حجة العارفين سلطان الواصلين شيخ المكملين سيد المحققين سند المدققين شيخ الاسلام
والمسلمين محبوب حضرت رب العالمين السيد محي الدين عبد القادر الجيلاني
رضي الله تعالى عنه کے نزدیک خواص وعوام کے اظہر من الشمس وابین من
الامس تہی اور اقوال کرامت اشتمال اوس ذو المجد والکمال کے نزدیک
خواص کے بعد کتاب اللہ واحادیث حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اور بعد آثار حضرات صحابہ عظام وتابعین کرام وائمہ ذی الاحترام کے ہم پایہ
اقوال صفوت اشتمال ہدایت منوال حضرت عبد الواحد بن زید اور حضرت
حبیب عجمي اور حضرت معروف کرخي اور حضرت بایزید بسطامی اور حضرت
فضیل بن عیاض اور حضرت سفیان توري اور حضرت ذو النون مصری اور
حضرت سري سقطي اور حضرت جنید بغدادي اور حضرت ابو بکر شبلي اور اور آئمہ
طریقت اور محققین تصوف کے سمجھی جاتی ہین کہ نزدیک عوام کے بعد قرآن مجید
واحادیث نبویہ علیہ افضل التحیہ کے پایہ اعتبار مین گنی جاتی ہین بنا بر آن اس
فقیر نے اس رسالہ مشتمل بنمونہ خروارے مین اقوال کرامت اشتمال حضرت

محبوب سبحانی شیخ عبد القا ں رضی اللہ تعالی عنہ کی کتاب غنیۃ الطالبین
سے اور اقوال اور اولیاء اور علماء کے اور کتب معتبرہ سے نقل کئے چونکہ
تمام عبارت اون اقوال کے لکھکر بمد نظر سمجھانی عوام کے اوسکا ترجمہ اردو
مین لکھنا موجب طوالت کا اور سامعین اور ناظرین کی ملالت کا تہا بنا ءعلیہ
اس فقیر نے جمیع حضرات کے اقوال سے شہادۃ ایک یا دو سطر یا کچھہ کم و
زیادہ اوس سے لکھکر ایجاز کرکے کسی جگہہ اون اقوال کا سارا ترجمہ اور
بعضی جا اونکا خلاصہ ترجمہ لکھا ہے اگر ناظرین یا سامعین کو اوس مین شبہہ
واقع ہو تو اون اقوال کو اوس کتاب مین جنکا اس فقیر نے حوالہ دیا ہے
دیکھہ لین اور اکثر احادیث جو اس رسالہ مین لکھی گئی ہین وہ مشکوۃ شریف سے
منقول ہین مگر بعضی احادیث اسکی غنیۃ الطالبین سے اور اور کتب معتبرہ
صوفیہ سے کہ مؤلف اون کے محدث بلکہ محدثین مین محقق ہوئی ہین منقول ہین
اون احادیث کے اول مین یا اون احادیث کے مضمون کی اول مین
نام اوس کتاب کا مرقوم ہوا ہے اور چونکہ یہہ رسالہ وعظ کیلئے لکھا گیا ہے
اور اسمین تفہیم عوام کی مدنظر تہی بنابران احادیث و اخبار و نقول عربی کا
حاصل ترجمہ لکھا گیا ہے لفظی ترجمہ نہین لکھا نہین گیا سادا عوام کے فہم مین نہ آئے
اے بہائیو - یرحمکم اللہ تعالی جاننا چاہئے کہ توبہ جو معصیت سے طاعت
کی طرف رجوع کرنا ہے اول قدم مریدونکا اور آغاز راہ سالکون کا ہے کسی
آدمی کو اس سے چارہ نہین اسلئے کہ اول آفرینش سے آخر تک گناہون سے
پاک ہونا کام فرشتونکا ہے اور تمام عمر عصیان اور طغیان مین مستغرق ہونا

کام شیطان کا ہے اور معصیت سے ع کرنا اور اپنے گناہونسے
نادم ہونا کہ وہ حقیقت توبہ کے ہی کام حضرت ادم علیہ السلام کا اور اونکی اولاد کا
یعنی آدمیونکا ہے جسنے توبہ سے اپنے گناہونکا تدارک کیا گویا اوس نے نسبت
اپنی ابنیت کی اپنے دادا حضرت ادم علیہ السلام سے درست کی اسلئے کہ
حضرت آدم علیہ السلام نے اگرچہ براہ سہو و نسیان مخالف فرمان واجب الاذعان
حضرت سبحانہ تعالی شانہ ہوکر دانہ نہی عنہ کہا یا مگر بعد ازان اوس سہو سے
نادم اور تائب ہوکر کہا ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفرلنا وترحمنا لنکونن
من الخاسرین یعنی ہمارے رب ہمنے نافرمانی کرنیسے اپنی نفسون پر ظلم
کیا ہے اگر تو ہمکو نہ بخشے گا اور نہ رحم کریگا البتہ ہم زیان کارون مین سے ہونگے
چونکہ آدمی کو تمام عمر طاعت مین رہنا محالات سے ہے اسلئے کہ حضرت اللہ تعالے
نے ابتدا، آدمی پر شہوت کو کہ وہ آلہ شیطان کا ہے سلط فرمایا اور عقل کو
کہ وہ خصم شہوت کا ہے تب پیدا فرمایا کہ پہلے شہوت نے بدن انسان کے
قلعہ کو گھیر لیا تہا یعنی مسلط ہوچکی تہی اور نفس اوس سے مالوف ہوگیا تہا
جب عقل پیدا ہوا دیکہا کہ شہوت آدمی پر غالب ہوچکی ہے تب عقل کو
توبہ اور مجاہدت سے حاجت پڑی تا آدمی کو شیطان اور شہوت کی
پنجی سے چہوڑا دی اور عصیان سے طاعت کی طرف متوجہ کرے پس
ادمی کے لئے سخت ضرورت ہے کہ وہ اپنی گناہون سے توبہ کرے۔

توبہ کی حقیقت کا بیان

جاننا چاہیے کہ آغاز توبہ کا نور معرفت کا اور نور ایمان کا ہے کہ آدمی پر

ظاہر ہوتا ہے اور آدمی اس نور سے دیکھتا ہے کہ گناہ زہر قاتل ہین
مثال اوسکی مثل اوس آدمی کے ہے کہ زہر کہاتا ہے اور جب وہ
ہلاکت کے نزدیک پہونچتا ہے تب اوسمین ہراس اور خوف طاری
ہوتا ہے اور وہ اپنی انگلیون کو اپنے حلق مین مارتا ہے اور قی کرتا ہے
تاکہ وہ زہر قی کے ذریعہ سے بدن سے نکل جاوے اور بسبب اوس
ہراس کے وہ اپنا معالجہ کرنا چاہتا ہے کہ تا اثر اوس زہر کا کہ اوسنے
کہایا ہے اوسکے بدن مین نرہے اور ایسا ہی جسنے گناہ کیا ہے جب
اوسمین نور ایمان کا جلوہ گر ہوتا ہے تو وہ جانتا ہے کہ ہمنے شہد مین زہر کہایا
یعنی ظاہرًا گناہ اگرچہ وہ مانند شہد کے شیرین تھے ہمنے کئے مگر اوس مین
زہر گناہ کا تہا کہ وہ باعث اطفار نور ایمان کا ہے اور وہ آدمی اون گناہونسے
پشیمان ہوتا ہے اور خوف الہی جل شانہ کے آگ اوسکی جان سے شعلہ
ہوتی ہے اور عزم راسخ کرتا ہے کہ توبہ سے ایام ماضی کے گناہونکا تدارک
کرے اور آیندہ زمانہ استقبال مین گناہ نکرے اور وہ اپنے سب حرکات
وسکنات کو بدلتا ہے اور جیسا کہ آگے اس سے غفلت کی سرور مین تہا
اب اوس سے روتا ہے اور پشیمان ہوتا ہے پس توبہ پشیمان ہونا ہر
گناہون سے اور اصل اوسکا نور معرفت کا اور نور ایمان کا ہے اور فرع
اوسکا اپنی احوال کا بدلنا اور نقل کرنا ہے معصیت سے طاعت کیطرف
غوث الاعظم قطب الافخم حضرت محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی رضی
اللہ تعالی عنہ نے غنیۃ الطالبین مین فرمایا ہے وحقیقۃ التوبۃ

فی اللغة الرجوع یقال تاب فلان [illegible] ای رجع عنه الخ یعنی
توبہ کی حقیقت از روئے لغت کے رجوع کرنا ہے یعنی پھرنا ہے جیسا کہ کہا
جاتا ہے تاب فلان من کذا یعنی فلان شخص فلان چیز سے پھرا اور باز
رہا اور توبہ کے شرعی معنی پھرنا ہے مذمومات شرعیہ سے محمودات
شرعیہ کی طرف اور گناہون کو اور عصیان کو ہلاک کرنیوالا اور خدا تعالے سے
دور کرنیوالا اور جنت سے باز رکھنے والا سمجھنا اور گناہون کی ترک کرنیکو
موجب قربت حق تعالی اور دخول بہشت کا سبب جاننا اور نصوح مشتق
ہے نصاح سے کہ معنی لغوی اوسکی خیط ہے یعنی تاگا ہی اومدعا اوس سے
خلوص للہ ہے کہ بغیر امیزش کسی چیز کی ہو اور توبہ نصوح وہ ہے کہ
خالصاً للہ ہو کرنہ کوئی اور چیز بغیر عزم قربت اللہ تعالی کی اوس سے متعلق ہو
اور نہ وہ کسی اور چیز سے متعلق ہو اور وہ استقامت طاعت کے لئے
اور ترک معصیت کیلئے خاص ہو کہ اوسمین رو بہ بازی نہو اور وہ اپنی
نفس کو گناہون پر عود کرنیکا دلاسا اور تسکین ندیوی جیسا کہ اوسنے ارتکاب
معاصی کا خالصاً اتباع شہوات نفسانی کے لئے کیا تہا ایسا ہی گناہ سے
خالصاً للہ توبہ کرے تاکہ اوسکا حسن خاتمہ ہو حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالی عنہ
نے فرمایا ہے کہ توبہ کے چار رکن ہین ایک یہہ کہ جناب آلہی جل شانہ مین
زبان سے اپنے گناہونکی آمرزش طلب کرنا اور دوسرا یہہ کہ دل مین
گناہون سے نادم ہونا تیسرا یہہ کہ گناہون کو ترک کرنا اعضا سے چوتہا یہہ
کہ دل مین یہہ قصد نرکہنا کہ پھر گناہ کرونگا یعنی اپنی نفس کو دلاسا گناہونکا

ندینا کسی نے کیا اچھا

؎ سبحہ بکف توبہ بر لب دل پر ازدوں گناہ ؎ معصیت رانخندہ می آید زاستغفار ما ؎

اور کسی نے کہا ہے۔

؎ در دل ہوس گناہ بر لب توبہ ؎ در صحبت می خوری و در تب توبہ ؎

؎ ہر روز شکستن است ہر شب توبہ ؎ زاین توبہ نادرست یارب توبہ ؎

شیخ العرفاء حضرت ابوالقاسم شافعی قشیری نے رسالہ قشیریہ میں فرمایا ہے کہ توبہ کے معنی شرعاً رجوع کرنا ہے سیات شرعیہ سے حسنات شرعیہ کی طرف اور اہل سنت جماعت کی محققین نے فرمایا ہے کہ شروط صحت توبہ کے تین اشیاء ہیں ایک ندامت گناہوں سے دوسرا ترک ذلت حال کا تیسرا عزم واثق کرنا کہ پھر گناہوں اور نواہی شرعیہ کیطرف رجوع نکرے پس یہہ ارکان توبہ کے ہیں کہ بغیر انکے توبہ صحیح نہیں ہوتی علماء نے فرمایا ہے کہ حدیث ہے الندم توبۃ یعنے گناہوں سے پشیمان ہونا توبہ ہے تو مقصود شارع کا اس سے بیان کرنا معظم ترین ارکان توبہ کا ہے جیسا کہ حدیث ہے الحج عرفۃ یعنے حج عرفہ ہے تو مقصود اس سے یہہ ہے کہ معظم ترین ارکان حج کا عرفہ ہے یعنے وقوف عرفہ کا نہ یہہ کہ بغیر وقوف عرفہ کے اور کوئی رکن حج کا نہیں ایسا ہی الندم توبۃ کے معنی یہہ ہیں کہ معظم ترین ارکان توبہ ندامت ہے اور محققین نے کہا ہے کہ توبہ میں ندامت کافی ہے اسلئے کہ توبہ کے اور دو رکن کہ ایک اونمیں سے ترک زلت حال کا اور ثانی عزم عدم رجوع گناہوں کا ہے یہہ دونو ندامت کو لازم ہیں اسلئے کہ جو شخص کہ گناہوں

سے نادم ہوگا تو ضرور وہ ترک زلت حال [illegible] عزم ترک زلت زمانہ استقبال
کا کریگا زبدۃ العرفاء المحققین شیخ الاسلام حضرت علی الغزنوی الہجویری ثم لاہوری
نے اپنی کتاب کشف المحجوب مین کہ وہ سند عرفاء کے ہے لکھا ہے کہ توبہ
لغت مین بمعنی رجوع کرنے کے ہین جیسا کہ عرب مین کہتے ہین تاب ای رجع
پس حقیقت توبہ کے پھرنا ہے گناہونسے اور بجالانا اوامر کا ہے اور حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے الندم توبۃ یعنے پشیمانی
گناہون سے توبہ ہے اور یہہ قول شامل ہے تینون صفات توبہ پر کہ ایک
اونمین سے افسوس کرنا ہے ایام ماضی کے گناہون پر اور دوسرا عزم
ترک زلت حال کا ہے اور تیسرا گناہون کرنیکا قصد نکرنا ہے زمانہ استقبال
مین اور یہہ تینون صفات ندامت سے متعلق ہین اسلئے کہ جب گناہ کرنے
سے اوسکے دلمین ندامت ہوگی تو یہہ تین صفات اوسکو لازم ہونگی اور
گناہ کے ندامت کی یہی تین سبب ہین ایک سبب تو خوف الہی جل شانہ
کا ہے کہ جب وہ دل پر غالب ہوگا تو آدمی گناہون سے نادم ہوگا اور دوسرا
سبب امید دخول جنت کے ہے کہ جب وہ امید اسکی دل پر غالب ہوگی اور
وہ جانتا ہے کہ دخول جنت بغیر ترک زلت کے نہوگا تو وہ اوس گناہونسے
نادم ہوگا اور تیسرا شرم کہ وہ جب اللہ تعالی کو اپنی سب احوال اور افعال
پر حاضر اور ناظر جانیگا تب از روے شرم کے وہ گناہونسے نادم ہوگا

اقسام توبہ کے بیان مین

پس انمین سے ایک تائب ہے دوسرا منیب ہے تیسرا اواب ہے

اور انابت اور اوبت بھی جمعنی رجوع کرنیکے طرف اللہ تعالی کی ہین اور
توبہ خوف عذاب الہی جل شانہ سے ہوتی ہے اور انابت طلب ثواب
کے لیے اور اوبت رعایت فرمان الہی تعالی شانہ کے لیے اسلیئے کہ توبہ
مقام عام مومنین کا ہے اور وہ گناہون سے ہوتی ہے اور انابت مقام
اولیاء مقربین درگاہ حضرت اللہ جل جلالہ کا ہے جیسا کہ قران مجید مین
ہے من خشی الرحمن بالغیب وجاء بقلب منیب یعنی وہ کہ اللہ تعالی
سے بن دیکھے ڈرا اور سات دل رجوع کرنے والے کے آیا اور اوبت
مقام انبیاء اور مرسلونکا ہے جیسا کہ قران مجید مین ہے نعم العبد
انہ اواب یعنے وہ اچھا بندہ ہے تحقیق وہ رجوع کرنیوالا ہے پس توبہ گناہ
سے حق تعالی کی طرف رجوع کرنا ہے اور یہہ عوام مومنین کیلیئے ہے
اور انابت غفلت اور خودی سے اللہ تعالی کی طرف رجوع کرنا ہے
یہہ خواص کے لیئے ہے کہ مراد اون سے اولیاء اور اور مقرب درگاہ
حضرت ایزدی کی ہین اور اوبت التفات غیر سے اللہ تعالی کی طرف
رجوع کرنا ہے اور یہہ انبیاء ورسل کے لیئے ہے کہ اخص الخواص
خلق کے ہین جیسا کہ ماذاغ البصر وماطغی کہ حضرت سید الانبیاء علیہ
الصلوۃ والسلام کے حق مین ہے اسپر دلالت کرتا ہے۔

دربیان آیات قران مجید کہ درباب توبہ کے وارد ہوئی ہین

جاننا چاہیئے کہ بعض آیات قرانی درباب امر توبہ کے وارد ہوئی ہین کہ وہ
مقتضی وجوب توبہ کے ہین ہر فرد مومن کے لیئے اور بعضی آیات درباب

وعدہ عفو گناہون تائب کی بلکہ درباب تبدیل سیئات تائب مومن
صالح کی حسنات سے ہین اور بعض آیات درباب تحذیر اور تہدید عدم توبہ
کی اور بعض آیات درباب محبوبیت تائب کے واقع ہوئی ہین اور وہ آیات
کہ درباب امر توبہ کرنیکے اور مقتضی وجوب توبہ کے ہر فرد مومن کیلئے ہین
یہہ ہین اللہ تعالی نے قران مجید مین فرمایا ہے وتوبوا الی اللہ جمیعا ایہ المومنون
لعلکم تفلحون یعنی اے مومنو اپنی گناہون گناہون سے سب توبہ کرو تاکہ
تم رستگاری پاؤ اور لفظ جمیعا کا اور ایہا المومنون کا مقتضی وجوب توبہ کا ہے
ہر فرد مومن کے لئے یعنی ہر فرد مومن پر واجب ہے کہ توبہ کرے خواہ
وہ مرتکب گناہون صغائر یا کبائر کا ہوا ہو یا نہ چنانچہ وجہ اوسکی آگے انشاء اللہ
وجوب توبہ کے بیان مین آویگی اور اجماع امت کا بھی اسپر ہے کہ ہر فرد
مومن پر توبہ کرنا واجب ہے جیسا کہ سلطان الابدال والافراد والاوتاد
حضرت محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ نے غنیۃ الطالبین
مین لکھا ہے فالتوبۃ من سائر الذنوب واجبۃ باجماع الامۃ یعنی توبہ
کرنا گناہون سے ہر فرد مومن کو واجب ہے از روئے اجماع کے اور اور
جگہ غنیۃ الطالبین مین لکھا ہے فالتوبۃ فرض عین فی حق کل شخص لایتصور
ان یستغنی عنہا احد من البشر یعنی توبہ کرنا فرض عین ہے ہر شخص پر
کہ اوس سے کوئی آدمی مستغنی نہین جیسا کہ بیان اوسکا انشاء اللہ تعالی آیندہ
مفصلاً لکھا جاویگا اور دوسری آیتہ قران مجید کی کہ اوس مین بھی
اللہ تعالی نے امر توبہ کرنیکا جمیع مومنین کو فرمایا ہے کہ وہ بھی مقتضی وجوب

توبہ کے ہے یہہ ہے یا ایھا الذین امنوا توبوا الی اللہ توبۃ
نصوحا عسیٰ ربکم ان یکفر عنکم سیاتکم ویدخلکم جنات
تجری من تحتھا الانھار یعنی اے مومنو توبہ کرو اور رجوع کرو طرف
اللہ تعالی کے توبہ خالص امید ہے کہ تمہارا رب تمہاری گناہ تم سے دور
کردیگا اور تمہین ایسی جنت مین داخل فرماویگا کہ اوسکی نیچی سے نہرین جاری
ہونگی اور تیسری آیہ قران مجید کی کہ وہ درباب امر توبہ کرنیکی اور مقتضی وجوب
توبہ کی ہے یہہ ہے ان استغفروا ربکم ثم توبوا الیہ یعنی اپنے
پروردگار سے اپنے گناہونکی آمرزش چاہو اور توبہ کرو اور رجوع کرو
اللہ تعالی کی طرف حضرت انس سے روایت ہے کہ جب
یہہ آیہ اوتری تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مع اپنی
صحابہ کے ہر روز ایک سو بار فرماتے تھے نستغفر اللہ ونتوب الیہ یعنے
طلب آمرزش کی کرتے ہین ہم اللہ تعالی سے اور توبہ اور رجوع کرتے
ہین ہم اللہ تعالی کی طرف جیساکہ اگی انشاء اللہ تعالی یہہ حدیث آئیگی
اور یہہ آیہ درباب تحذیر اور تنذیر عدم توبہ کی ہے جیساکہ اللہ تعالی نے
قران مجید مین فرمایا ہے وَمَنْ لَمْ يَتُبْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ یعنے
جو کوئی توبہ نکریگا تو وہ لوگ ظالم ہین تحریر مودودی مولف اس رسالہ کا
کہتا ہے کہ اس آیہ مین تنبیہ اور تخویف شدید ہے درباب توبہ نکرنیکی
اسلئے کہ قران مجید مین اکثر آیات مین اطلاق ظالم کا کافر پر آیا ہے
جیساکہ قران مجید مین ہے والکافرون ھم الظلمون یعنی کافر ظالم ہین تو

اللہ تعالیٰ نے کفر کو ظلم میں محصور فرمایا بخلاف ظلم کے کہ وہ کفر میں محصور
نہیں اسلئے قرآن مجید میں اطلاق ظالم کا غیر کافر پر بھی آیا ہے جیسا کہ
آیہ مَنْ لَمْ یَتُبْ فَاُولٰئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ میں ہے اسلئے کہ توبہ عام ہے
کہ سیئات صغائر سے ہو یا کبائر سے ہو اور یہ میں ہے کہ عدم توبہ صغائر
سے مستلزم کفر کی نہیں ایسا ہی عدم توبہ کبائر سے کہ وہ درصورت
اصرار کے قریب کفر کی ہے نہ کفر و گرنہ لازم آتا ہے کہ مومن مصر کبائر
کا کافر ہو اور یہہ باطل ہے مگر نزدیک معتزلہ اور خوارج کے اصرار بلکہ
ارتکاب کبیرہ کا بھی کفر ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ نزدیک اہل سنت جماعت
کے کفر مستلزم ظلم کا ہے نہ ظلم مستلزم کفر کا اور وہ دو آیتیں کہ درباب
قبول توبہ کے اور عفو اور غفران گناہ تائب کے ہیں ایک اونمیں سے
یہ ہے ھو الذی یقبل التوبۃ عن عبادہ ویعفو عن السیئات
یعنی اللہ تعالیٰ وہ ہے کہ اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور گناہ معاف
فرماتا ہے اور دوسری آیۃ یہہ ہے انی لغفار لمن تاب وآمن
وعمل صالحا ثم اھتدی یعنی میں بخشنے والا ہوں اوس شخص کیلئے
کہ اوسنے توبہ کیا اور ایمان لایا اور عمل صالح کیا پس اوسنے ہدایت
پائی اور وہ آیت کہ درباب تبدیل سیئات تائب مومن کی حسنات
سے بشرط عمل صالح کے ہے یہہ ہے الا من تاب وعمل عملا صالحا
فاولئک یبدل اللہ سیاتھم حسنات یعنے جس نے
کہ توبہ کیا اور ایمان لایا اور عمل صالح کیا پس اللہ تعالیٰ اوسکی سیئات

حسنات سے بدل فرماتا ہے اور یہہ تبدیل سیئات کی حسنات سے
بعد توبہ کرنیکی گناہون سے اور حفظ جمیع شرایط اور ارکان اور لوازم اوسکی
اور بعد ایمان لانیکے اور عمل صالح کی ہے کہ اللہ تعالے بندۂ مومن تائب
صالح کی سیئات کو حسنات سے بدل فرماتا ہے کہ اوسکی سیئات حسنات
ہوجاوینگی اور وہ تمنا کرینگی کہ اے کاش ہمارے گناہ بہت ہوتے
تو آج وہ حسنات ہوجاتی جیسا کہ یہہ بروایت حضرت ابن مسعود
رضی اللہ تعالی عنہ کی انشاء اللہ تعالے آگے لکھا جاوے گا
تو اس سے کمال فضل الہی جل شانہ کا اون تائبین کے حق مین ثابت ہے
کہ وہ اپنی سیئاتسی توبہ نصوح کرکے عمل صالح کرتے ہین جیسا کہ یہہ آیۃ
اسپر دلالت کرتی ہے التائبون العابدون الحامدون
السائحون الراکعون الساجدون الآمرون
بالمعروف والناہون عن المنکر والحافظون لحدود اللہ
یعنی وہ توبہ کرنیوالے کہ عبادت کرنیوالے اور اللہ تعالے کی حمد کرنیوالے
اور روزہ رکھنے والے اور رکوع کرنیوالے اور سجدہ کرنیوالے یعنے
نماز پڑہنے والے اور امر کرنیوالے امور شرعیہ کے اور نہی کرنیوالے
امور غیر شرعیہ سے اور اللہ تعالے کے حدین کو نگہبانی کرنیوالے
بشارۃ دی مومنون کو آخر آیۃ تک یعنے اللہ تعالی تائبون کو صفات
مذکورہ سے موصوف فرماکر فرماتا ہے کہ اونکو بشارۃ دی غرض اس
آیۃ سے یہہ ہے کہ وہ تائب مومن کہ ان صفات سے موصوف ہون

وہ مستحق بشارت کے ہین تو تائب کو چاہیئے کہ بعد توبہ کی اعمال صالحہ
کہ آیتہ مذکورہ مین ہین کری تاکہ وہ مستحق بشارت کا ہو اور اللہ تعالی
بھی اون تائبون کی سئیات کو حسنات سی بدل فرماتا ہے کہ وہ متصف بصفات
مذکورہ آیتہ مزبورہ کی ہون اور وہ آیتہ کہ اوس سے محبوبیت تائبین کی
ثابت ہی یہہ ہے ان اللہ یحب التوابین ویحب المتطہرین یعنی تحقیق
اللہ تعالی دوست رکہتا ہے توبہ کرنیوالون اور دوست رکہتا ہی طہارت
کرنیوالون کو اور فقیر مودودی مولف اس رسالہ کا کہتا ہے کہ مختار نزدیک
اس فقیر کے یہہ ہے کہ متطہرین سی بہی مراد توابین ہین اور یحب المتطہرین
عطف تفسیری یحب التوابین کا ہے اس لئے کہ جس نے گناہون سی توبہ کیا تو
وہ گناہون سی پاک ہوا اور اوس کو گناہون سے کہ وہ نجاست حکمی اور رجاست
باطنی ہی طہارت حاصل ہوئی اور اگر متطہرین سی طہارت ظاہری کرنے والی
حدث اور خباہت سی مراد لیجاوین تو لازم آتا ہے کہ جمیع طہارت کرنیوالی
حدث اور خباہت سی اللہ تعالی کے محبوب ہون تو یہہ باطل ہی اس لئے کہ
اگرچہ طہارت ظاہری کہ مراد ہی طہارت حدث اور خباہت سی ہی امر محمود ہی لاکن کرنیوالا
اوس کا مستحق ایسی رتبہ اعلی کا نہین ہوسکتا چنانچہ کتاب غنیتہ الطالبین مین ابو
ابی منہال سی مروی ہی کہ کہا اوسنی کہ مین ابی عیالہ کے پاس تہا اوس نی ابہی وجہے
وضو کیا مین نے یہہ آیتہ پڑہی ان اللہ یحب التوابین ویحب المتطہرین
اونہون نے جواب دیا کہ وضو کون ایسی چیز ہے جسکی وسطہ اللہ تعالی تعریف فرماوی کہ
مین اوس کو دوست رکہتا ہون ہان وضو البتہ اچہی چیز ہی لاکن اللہ تعالی شانہ کی نزدیک

متطہرین سی مراد وہ لوگ ہین جو اپنی گناہون سی پاک رکھتے ہین اور اللہ تعالی نے
اونہین کی تعریف فرمای کہ مین اون کو دوست رکھتا ہون اور اس آیتہ کی اقتضا
النص سی معلوم ہوتا ہی کہ جو کوئی اپنی سئیات سی نادم ہوا اور اپنی خطیات سے توبہ کیا تو
اللہ تعالی اوس کا محب ٹہیرا اور جب اللہ تعالی اوس کا محب ہوا تو لاجرم وہ اللہ تعالی
کا محبوب ہوا تو دیکہنا چاہئے کہ توبہ کرنا عند اللہ کتنا باعث علو درجا تکلے ہے اور یہہ رتبہ
رفیع حاصل نہین ہوتا بغیر توبہ کرنے جمیع سئیات کی کہ وہ ظاہری ہون یا باطنی عمداً ہون
یا سہواً افعالی ہون یا اقوالی کہ اونسی بصدق قلب و اخلاص دل و بعزم عدم رجوع
کی تائب ہو فائدہ غنیۃ الطالبین مین سعید بن جبیر سی مروی ہی کہ اونسی کہا ان اللہ
یحب التوابین من الشرک والمتطہرین من الذنوب یعنی شرک سی توبہ کرنیوالا
کو اور اپنی آپ کو گناہون سی پاک کرنیوالون کو اللہ تعالی دوست رکہتا ہے وقیل
التوابین من الکفر والمتطہرین بالایمان یعنی کہا گیا ہے کہ کفر سی توبہ کرنیوالون کو
اور ایمان سی پاک ہونیوالون کو اللہ تعالی دوست رکہتا ہی وقیل التوابین من الذنوب
لایعودون فیہا والمتطہرین منہا یعیبونہا یعنی کہا گیا ہی کہ گناہون سی توبہ کرنیوالونکو
کہ وہ پہر اوس گناہ کیطرف متوجہ نہین ہوتے اور گناہون سے اپنے آپ کو پاک کرنیوالون
کو کہ پہر وہ اوس گناہ کی نزدیک نہین جاتی اللہ تعالی دوست رکہتا ہی وقیل التوابین
من الکبائر والمتطہرین من الصغائر یعنی کہا گیا ہی کہ گناہون کبیرہ سی توبہ کرنے
والون کو اور گناہون صغائر سی پاک رکہنیوالون کو اللہ تعالی دوست رکہتا ہے
وقیل التوابین من سوء الاقوال والافعال
والمتطہرین من العقود والاضمار یعنی کہا گیا ہے کہ اقوال و افعال بد سے

توبہ کرنیوالون کو اور بد ارادون اور وساوس سئہ سی دل کو پاک رہنیوالونکو
اللہ تعالی سی دوست رکہتا ہی وقیل لتوابین من الجرائر والمتطہرین
من خبث السرائر یعنی کہا گیا ہی کہ گناہون سی توبہ کرنیوالون کو اور دلون کے
میل دور کرنیوالون کو اللہ تعالی دوست رکہتا ہی وقیل لتوابین من الآثام
والمتطہرین من الاجرام یعنی کہا گیا ہی کہ گناہون سی توبہ کرنیوالون کو اور گناہون سی
پاک رہنیوالون کو اللہ تعالی دوست رکہتا ہے وقیل لتوابین من الذنوب
والمتطہرین من العیوب یعنی کہا گیا ہی کہ گناہون سی توبہ کرنیوالا اور عیوب
شرعیہ سی پاک رہنی والون کو اللہ تعالی دوست رکہتا ہی وقیل التواب الذی
کلما اذنب تاب یعنی کہا گیا ہی کہ تواب وہ شخص ہی کہ جسوقت کہ وہ گناہ کری اوسیوقت
مین وہ توبہ کری اللہ تعالی نی قرآن مجید مین فرمایا ہی انہ کان للاوابین
غفورا یعنی اللہ تعالی رجوع کرنیوالون کو بخشنی والا ہے بیان احادیث کا کہ
درباب توبہ ہین جاننا چاہیئے کہ موجب اقتضاء النصوص آنیہ ان اللہ یحب التوابین
ویحب المتطہرین کی محبوبیت تائبین کی بسا احادیث نبویہ علی صاحبہا افضل التحیہ
سی بہی معلوم ہوتی ہے جیساکہ موجب حدیث کی کہ کتاب کشف المحجوب مین مرقوم ہے
ما من شیئ احب الی اللہ من شاب تائب یعنی نہین کوئی شئی زیادہ دوست
اللہ تعالی کو جوان توبہ کرنیوالی سی یعنی اللہ تعالی سب اشیاء سی جوان تائب کو
زیادہ دوست رکہتا ہے اور جب اللہ تعالی نے جوان تائب کو دوست رکہا
تب اللہ تعالی نی اوس کا محب ہوا اور وہ اللہ تعالی کا محبوب ہوا اور موجب
اس حدیث کی کہ کتاب کیمیای سعادت مین ہے التائب حبیب اللہ یعنی توبہ کرنیوالا

اللہ تعالی کا حبیب ہی اور اس لئی کہ فعیل کبھی بمعنی مفعول کی بھی آتے ہی جیسا
جریح بمعنی مجروح کی اور قتیل بمعنی مقتول کی تو حبیب اس جگہہ بمعنی محبوب کے ہی
تو معنی اس حدیث کی یہہ ہوی کہ توبہ کرنیوالا اللہ تعالی کا محبوب ہی اور مطابق اس
حدیث کی کہ مشکوۃ شریف مین ہی عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ان اللہ یحب العبد المومن المفتن التواب یعنی حضرت علی رضی اللہ
تعالی عنہ سی روایت ہی کہ کہا فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی تحقیق
اللہ تعالی دوست رکہتا ہے اوس بندہ مومن کو کہ گناہون مین مبتلا ہوتا ہے
اور بہت توبہ کرتا ہے وعن عبد اللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم التائب من الذنب لمن لا ذنب لہ رواہ ابن ماجہ
والبیہقی فی شعب الایمان یعنی روایت ہی عبد اللہ بن مسعود سی کہ کہا فرمایا حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی کہ گناہون سی توبہ کرنیوالا اوس شخص جیسا ہی
کہ اوسنے گناہ کیا ہی نہین یعنی جسنی کہ گناہ سی توبہ کی اور جسنی کہ گناہ نہین کیا یہہ دونو
ہرابر ہین نقل کیا یہہ ابن ماجہ نی اور بیہقی نی شعب الایمان مین اور غنیۃ الطالبین
مین ہی کہ فی لفظ ولو عاد فی الیوم سبعین مرۃ یعنی ایک روایت مین یہہ
حدیث یون بہی ہی کہ توبہ کرنیوالا گناہون سی اوس شخص جیسا ہی کہ اوس نی گناہ
کیا ہی نہین اگرچہ عود کری تائب گناہ پر ایک روز مین ستر بار یعنی تب بہی اوسکی
لئی گناہ نہین کہتا ہی فقیر مودودی مولف اس رسالہ کا کہ مضمون اس حدیث کا مطابق
آیات قرآن مجید کی ہی کہ ایک آیت مین سی ان اللہ یقبل التوبۃ عن
عبادہ ویعفو عن السیئات ہے اور دوسری آیت یہہ ہی انی لغفار لمن

تاب وامن وعمل صالحا اس لئے کہ توبہ کرنا گناہوں سے موجب غفران
سئیات اور ہدر گناہوں کا ہے اور غفران سئیات اور ہدر معاصی
موجب سلب گناہوں کا ہے پس ثابت ہوا کہ التائب من الذنب
کمن لا ذنب لہ اگرچہ مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ اس حدیث کو ابن ماجہ
اور شعب الایمان میں بیہقی بروایت عبداللہ ابن مسعود کی لائی ہیں مگر رسالہ
قشیریہ میں استاد اساتذہ تصوف امام ابوالقاسم قشیری نے اس
حدیث کو حضرت انس بن مالک سے یوں روایت ہے کہ سمعت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یقول التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ واذا احب
اللہ عبدًا لم یضر ذنب ثم تلا ان اللہ یحب التوابین ویحب المتطہرین
قیل یا رسول اللہ وما علامۃ التوبۃ قال الندامۃ یعنے
سنا میں نے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس گناہوں سے
توبہ کی وہ ایسا ہی کہ اوس نے گناہ نہیں کیا اور جب اللہ تعالیٰ کسی
بندہ کو دوست رکھتا ہے تو اوس کو گناہ ضرر نہیں کرتا یعنی وہ بسبب گناہ کے
دوزخ میں نہیں جاتا پس پڑھی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
آیۃ ان اللہ یحب التوابین ویحب المتطہرین کے پوچھا گیا حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ علامت توبہ کی کیا ہے فرمایا کہ گناہوں سے
پشیمان ہونا فقیر مودودی مؤلف اس رسالہ کہتا ہے کہ تقدیر اذا احب اللہ
عبدًا لم یضر ذنب کی بقرینہ مقام توبہ کی اور بقرینہ پڑھنے حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے آیۃ ان اللہ یحب التوابین ویحب المتطہرین

کو بعد فرمانی اذا احب اللہ عبدا لم یضرہ ذنب کی نزدیک اس فقیر کے
یون معلوم ہوتی ہے کہ اذا احب اللہ عبدا تاب توبۃ لم یضرہ ذنب
یعنی جب بسبب توبہ کرنیکے کسی بندہ کو اللہ تعالی نے دوست رکھا
تو گناہ اون کو ضرر نہین کرتا اور وہ بسبب اپنی گناہ کی دوزخ مین نہین
جاتا اس لئی کہ جب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد فرمانے
اذا احب اللہ عبدا لم یضرہ ذنب کے آیتہ ان اللہ یحب
التوابین ویحب المتطہرین کے پڑہی تو گویا حضرت رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے اول یہہ بیان فرمایا کہ جب اللہ تعالی کسی بندہ کو دوست
رکھا اوس کو اون کا گناہ ضرر نہین کرتا یعنی وہ بسبب اپنی گناہ کے دوزخ
مین نہین جاتا اور اس فرمانیکی بعد حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی
سبب دوستی رکھنی اللہ تعالی کا بیان فرمایا کہ اللہ تعالی توبہ کرنیوالون
کو دوست رکھتا ہے اور جب اللہ تعالی نے بسبب توبہ کرنے کی کسیکو دوست
رکھا تو گناہ اون کا معاف ہوجاویگا اور اون کا گناہ اون کو ضرر نکریگا
اور وہ بسبب گناہ کی دوزخ مین نجاویگا وعن عائشۃ قالت قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان العبد اذا اعترف ثم تاب
تاب اللہ علیہ متفق علیہ یعنی روایت ہی حضرت عائشہ سی کہ کہا فرمایا
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق جب بندہ اقرار کرتا ہے
یعنی اپنی گناہون کا اور توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالی توبہ اوس کی قبول فرماہی
نقل کی یہہ بخاری اور مسلم نے وعن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم من تاب قبل ان تطلع الشمس من مغربھا تاب اللہ
علیہ یعنی روایت ہے ابی ہریرہ سی کہ کہا فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نی جو شخص کہ توبہ کری پہلے نکلنی آفتاب کے مغرب کی طرف سی قبول کریگا
اللہ تعالی اوسکی توبہ وعن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
للہ اشد فرحا بتوبۃ عبدہ حین یتوب من احدکم کانت راحلتہ بارض
فلاۃ فانفلتت منہ وعلیھا طعامہ وشرابہ فیئس منھا فاتی شجرۃ فاضطجع
فی ظلھا قد ایس من راحلتہ فبینما ھو کذالک اذ ھو بھا قائمۃ عندہ
فاخذ بخطامھا ثم قال من شدۃ الفرح اللھم انت عبدی وانا ربک
اخطاء من شدۃ الفرح رواہ مسلم یعنی روایت ہی حضرت انس سی کہ کہا
فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی البتہ اللہ تعالی بہت خوش ہوتا ہے
ساتھہ توبہ کرنی اپنی بندی کی جسوقت کہ وہ توبہ کرتا ہے بہ نسبت ایک تمہاری
کے کہ ہو سواری اوس کی زمین جنگل مین پھر وہ سواری اوس سی جاتی رہی اور
اوس کا کہانا پینا اوس پر تھا پھر اوس کو تلاش کرکے اوس سی ناامید ہوا پھر وہ
ایک درخت کے پاس آکر اپنی سواری کی پانیسی ناامید ہوکر اوسکی سایہ مین لیٹ رہا
پھر اوسوقت کہ وہ اسیطرح تھا یعنی وہ اپنی سواری کی پانیسی اور اپنی زندہ رہنے سے
ناامید تھا تو ایسی وقت مین اوسنی دیکھا کہ ناگہان نزدیک اوس کی اوس کی سواری
کھڑی ہے پس مہار اوسکی پکڑی اور نہایت خوشی کی ماری کہا یا آپنی تو بندہ میرا ہی مین رب
تیرا ہون اوسنی چوک کیا زیادہ خوشی کی ماری نقل کی یہہ مسلم نی جاننا چاہیے کہ اوس کا ارادہ
یون کہنی کا تھا کہ یا آلہی تو رب میرا ہے مین بندہ تیرا ہون لاکن بسبب افراط خوشی کی

مدہوش ہو کر بجای اوس کی کہنی لگا کہ یا آلہی تو بندہ میرا مین رب تیرا ہون اور
مقصود حدیث شریف کا بیان کرنا اس بات کا ہی کہ اللہ تعالی بندہ کی توبہ کرنی سے
ایسا خوش ہوتا ہے جیسا کہ وہ شخص بسبب پانی اپنی سواری کی خوش ہوا اور ازروی
شدت خوشی کی بجای اس کی کہ وہ کہتا ہے کہ یا الہی تو رب میرا ہے مین بندہ
تیرا ہون تو اوس کی زبان سے یہ نکلتا ہے کہ یا آلہی تو بندہ میرا ہے مین
رب تیرا ہون تو اللہ تعالی بسبب توبہ کرنے اپنی بندہ کی اوس بندہ کی خوشی
سے بہی زیادہ خوش ہوتا ہے اور اللہ تعالی توبہ اپنی بندہ کی قبول فرماتا
ہے وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل بنی آدم خطاء
خیر الخطائین التوابون رواہ الترمذی وابن ماجۃ والدارمی یعنے
روایت ہی حضرت انس سی کہ کہا فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
جو بنی آدم ہے خطاکار ہے اور اچہی خطاکرنیوالون سے توبہ کرنے والے ہین
نقل کی یہہ ترمذی اور ابن ماجہ اور دارمی نے وعن ابی ھریرۃ قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان المومن اذا اذنب کانت نقطۃ
سوداء فی قلبہ فان تاب واستغفر صقل قلبہ وان زاد زادت حتی تعلو قلبہ فذالکم
الران الذی ذکر اللہ تعالی کلا بل ران علی قلوبھم ما کانوا یکسبون رواہ احمد
والترمذی وابن ماجۃ وقال الترمذی ھذا حدیث حسن صحیح یعنے روایت
ہے حضرت ابی ہریرہ سے کہ کہا فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے تحقیق مؤمن جب گناہ کرتا ہے ایک نقطہ سیاہ اوسکے
دل مین ہوتا ہے پہر اگر وہ توبہ کرتا ہے

اور طلب بخشش کی کرتا ہے صاف کیا جاتا ہے دل اوسکا اور اگر زیادہ کیا گناہ زیادہ
ہوتا ہے و نقطہ یہان تک کہ اوسکے دل پر وہ چھا جاتا ہی پس یہ ہی ران یعنے زنگ
کہ ذکر کیا ہے اللہ تعالی نے اس آیتہ مین کلا بل ران الایۃ یعنے ہرگز نہین یون
بلکہ اوس چیز نے کہ کرتی تہی اونکے دلون پر زنگ باندہا ہے یعنے گناہ یہان تک
کہ باقی نہین رہی اونمین خیر ہرگز نقل کی یہہ احمد نے اور ترمذی نے اور ابن ماجہ نے
اور کہا ترمذی نے یہہ حدیث حسن صحیح ہے اور جاننا چاہیے کہ چھا جاتا ہے یعنی ڈھانپ
لیتا ہے دل کے نور کو پس وہ اندہا ہوتا ہے دل کی بینائی سے پس نہین دیکھتا کوئی
چیز علمون نفع دینے والون سے اور حکمتون فائدہ بخشنی والون سے اور شفقت اور
رحمت اوسکی دل سے جاتی رہتی ہے کہ نہ اپنے پر وہ رحم کرتا ہے نہ اورون پر اور
آثار ظلمت ظلم اور فتنہ کے اوسکے دل مین پیدا ہوتے ہین اور وہ گناہون پر جرأت
کرتا ہے وعن صفوان بن عسال قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ان اللہ تعالی جعل بالمغرب بابا عرضہ مسیرۃ سبعین عاما للتوبۃ
لا یغلق ما لم تطلع الشمس من قبلہ وذالک قول اللہ تعالی یوم یاتی بعض
ایات ربک لا ینفع نفسا ایمانہا لم تکن امنت من قبل رواہ الترمذی
وابن ماجۃ یعنی روایت ہے صفوان بن عسال سے کہ کہا فرمایا حضرت رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق اللہ تعالی نے پیدا کیا ہے جانب مغرب کے ایک
دروازہ توبہ کے لئے کہ اوسکا عرض مقدار مسافت ستر برس کے ہے بند نہین کیا جاتا
جب تک کہ آفتاب مغرب کی طرف سے نہ نکلے گا اور طالع ہونا آفتاب کا مغرب
کی طرف سے مانع ہے قبول توبہ کا اور یہہ قول اللہ تعالی کا ہے یوم یاتی بعض

اٰیات ربك الایة یعنے اوس دن کہ بعضی نشانیان تیرے پروردگار کے آوینگی
نہ نفع دیوگا کسی جان کو ایمان اوسکا ایسی جان کہ پہلے سے ایمان نہ لائے تھے یعنی
پہلی آنی نشانیون کے نقل کی یہہ ترمذی اور ابن ماجہ نے وعن ابن عمر قال
ان کنا لنعد لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی المجلس یقول رب اغفر لی
وتب علی انك انت التواب الغفور مائة مرة رواہ احمد والترمذی
وابو داؤد وابن ماجة یعنے روایت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ تحقیق ہم
البتہ گنتے تھے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مجلس مین سو بار کہتے
رب اغفر لی الخ یعنے ای میرے پروردگار بخش مجھے اور قبول کر توبہ میری
تحقیق تو ہی ہے قبول کرنیوالا توبہ کا اور بخشنے والا نقل کی یہہ احمد و ترمذی اور
ابو داؤد اور ابن ماجہ نے وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ان اللہ یقبل توبة العبد مالم یغرغر رواہ الترمذی وابن ماجة یعنے
روایت ہے حضرت ابن عمر سے کہ کہا فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے تحقیق اللہ تعالی قبول فرماتا ہے بندے کی توبہ جبتک کہ اوسکو غرغرہ نہ لگے
روایت کی یہہ ترمذی اور ابن ماجہ نے حاصل حدیث شریف کا یہہ ہے کہ جبتک مرنکا
یقین نہین تب تک توبہ بندے کی مقبول ہے اور جب یقین موت کا ہو تو توبہ بندگی
مقبول نہین تو اس حدیث سے یہہ معلوم ہوا کہ مطلق توبہ قبل نزع کے درست ہے
خواہ وہ توبہ کفر سے ہو خواہ وہ گناہ سے ہو لائق یہہ کہ قرآن مجید مین ہے ولیست
التوبة للذین یعملون السیئات حتی اذا حضر احدھم الموت قال انی
تبت الآیة یعنے اونکے لئے توبہ نہین کہ برے کام کرتے ہین اور جب اونکو موت

اتی ہے تو کہا ہے وہ کہ مین نے اب توبہ کی تو مراد مرگ کے وقت سے نزع کا
وقت ہے کہ اوسوقت مین توبہ قبول نہین اور اوسکے آگے توبہ قبول ہے جیسا
کہ حدیث مین گذرا اور بعضون نے کہا ہے کہ مرنیکے وقت توبہ گناہون سے درست ہے
نہ کفر سے پس نزدیک اونکے ایمان یاس کا غیر مقبول ہے اور توبہ یاس کی مقبول ہے
اور طیبی نے کہا ہے کہ یہہ حکم گناہون سے توبہ کرسکا ہے اگر کوئی ایسی حالت مین اوسکا
حق اوس سے بخشا دے تو صحیح ہے غوث الاغوات ربانی محبوب سبحانی حضرت
محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ نے کتاب غنیۃ الطالبین مین
لکہا ہے کہ حدیث شریف ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان
ابلیس حین اھبط الی الارض قال وعزتک یا جلالک لا ازال اغوي
ابن ادم ما دام الروح فی جسدہ وقال الرب وعزتي وجلالي لا
امنعہ التوبۃ مالم یتغرغر بنفسہ یعنی فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے جب کہ شیطان علیہ اللعنۃ بہشت سے زمین کی طرف نکالا گیا تو اوسنے
کہا کہ قسم تیری عزت اور جلال کے ہے جب تک کہ انسان کے جسم مین جان ہے
مین اونکو گمراہ کرونگا خداوند تعالی جل شانہ نے فرمایا کہ مین اپنی عزت اور جلال
کی قسم کہاتا ہون کہ بندے کو گناہونکی توبہ کرنے سے باز نہ رکہونگا جبتک کہ اوسکی
جان کو غرغرہ نہ لگے وعن محمد بن عبد اللہ السلمي رحمہ اللہ قال
جلست الی نفر من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فما لبث
فقال رجل منھم سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من تاب قبل
موتہ بنصف یوم تاب اللہ وقال الاخر سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

یقول من تاب قبل الغرغرة تاب اللہ علیہ یعنے محمد بن عبد اللہ سلمی سے
روایت ہے کہ مین صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم کی جماعت مین مدینہ کی مقام مین بیٹھا تھا
کہ ایک شخص نے اویس سے کہا کہ مینے سنا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ جس شخص نے نصف روز قبل از مرگ کے توبہ کی حق تعالی اوسکی توبہ قبول
فرماتا ہے اور ایک دوسرے شخص نے بیان کیا کہ مین نے سنا کہ حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی غرغرہ سے پہلی توبہ کریگا خداوند تعالی اوسکی تو
قبول فرماتا ہے و روی عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ انہ قال
اذا تاب العبد وتاب اللہ علیہ انسی اللہ تعالی حفظہ ما کان
قد عمل من مساوی عملہ وانسی جوارحہ ما عملت من الخطایا وانسی مقامہ
من الارض وانسی مقامہ من السماء فیجیء یوم القیامۃ ولیس علیہ شیئ
تشھید علیہ یعنے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ
فرمایا جب کہ بندہ نے توبہ کی اور خداوند تعالی نے اوسکی توبہ قبول فرمائی تو جو گناہ
کہ اوسنے قبل توبہ کے کئے تھے خداوند تعالی وہ گناہ کراماً کاتبین کی یاد سے بھلا دیتا
ہے اور اوسکے اعضا وہ گناہ بھول جاتے ہین اور زمین سے مقام گناہ اوسکا
بھلا دیتا ہے اور آسمان سے مقام گناہ اوس کا بھلا دیتا ہے اور جب آتا ہے وہ
قیامت کے دن تو اوس بندے کے گناہ کا کوئی گواہ ثابت نہین ہوتا وعن
ابن مسعود انہ قال ینظر الانسان فی کتابہ یوم القیامۃ فیری اولہ
المعاصی وفی آخرہ الحسنات فاذا رجع الی اول الکتاب رای کل ذالک حسنات
وذالک قولہ تعالی فاولئک یبدل اللہ سیاتھم حسنات الخ یعنے حضرت

ابن مسعود سے روایت ہے کہ کہا قیامت کے دن آدمی اپنے اعمال نامہ کو دیکھیگا
اوسکے اول مین گناہ درج ہونگے اور آخر مین نیکیان لکھی ہونگی پس وہ جب پہر
اول حساب پر نظر دوڑائیگا تو بجائے گناہوں کے سب نیکیان لکھی پاویگا اور یہہ موافق
قول خداوند جل شانہ کی ہے فاولئك یبدل الله سیئاتهم حسنات یعنے وہ لوگ
ہین کہ اللہ تعالی گناہ اونکے نیکیون سے بدل فرماتا ہے اور یہہ تبدیل سیات کی
حسنات سے اون توبہ کرنیوالون کے حق مین ہے کہ اوس نے توبہ اور انابت کی
اور اوسکا خاتمہ توبہ سے ہوا اور بعضی بزرگون سلف نے فرمایا ہے کہ جب بندہ اپنے
گذشتہ گناہون سے توبہ کرتا ہے تو وہ گناہ اوسکے حق مین حسنات بن جاتی ہین
اور اسی سبب سے حضرت ابن مسعود نے فرمایا ہے ولیتمنین اناس یوم القیامة
ان یکثر سیئاتهم یعنے قیامت کے روز بہت لوگ ارزو کرینگے کہ کاشکے
ہمارے گناہ بہت ہوتے تو وہ حسنات بن جاتے اور حضرت ابن مسعود نے اسلئے
یہہ کہا کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے اور وہ جسکے لئے چاہیگا اوسکی سیات کو حسنات
سے بدل فرمائیگا وروی الحسن رضی الله تعالی عنه عن النبی صلی الله
علیه وسلم انه قال اذا اخطا احدکم حتی یملا بین السماء والارض ثم تاب
تاب الله علیه ولهذا جاء فی الخبر یا ابن ادم لو لقیتنی بقراب الارض
ذنوبا لقیتك بقرابها مغفرة یعنے حضرت حسن رضی اللہ تعالی عنہ نے حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا اگر تم مین سے کسی شخص نے اسقدر گناہ کیا کہ درمیان زمین اور آسمان کے
بھر گئی اور بعد ازان توبہ کی تو اللہ تعالی اوسکی توبہ کو قبول فرماتا ہے اور اس سے

سے حدیث قدسی مین آیا ہے اے فرزند آدم کے اگر بمقدار روے زمین کے تو گناہ
کرکے میرے پاس آیا یعنی توبہ کیا تو مین بمقدار اوسکے بخشش کے ساتھہ تجھے
ملانی ہون گا

شیوخ طریقت کے اقوال کے بیان مین کہ توبہ مین آتی ہین

قال ابو علی الدقاق رحمہ اللہ تعالی التوبۃ علی ثلاثۃ اقسام اولہا التوبۃ
واوسطہا الانابۃ واخرہا الاوبۃ فالتوبۃ بدایۃ والانابۃ واسطۃ والاوبۃ
نہایۃ فکان من تاب لخوف العقوبۃ کان صاحب توبۃ ومن تاب طمعا
فی الثواب او رہبۃ من العقاب کان صاحب انابۃ ومن تاب مراعاۃ
للامر لا لرغبۃ فی الثواب او رہبۃ من العقاب کان صاحب اوبۃ یعنے
حضرت ابو علی دقاق علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے کہ توبہ تین قسم پر ہے اول اوسکا توبہ ہے
اور اوسط اوسکا انابت ہے اور اخر اوسکا اوبت ہے پس توبہ ابتدا ہے اور انابت
اوسطہے اور اوبت نہایت ہی پس گویا جسنے کہ خوف عذاب خدائے تعالی سے
توبہ کی وہ صاحب توبہ کا ہے اور جسنے کہ ثواب کے طمع پر یا عذاب کے خوف سے
توبہ کی وہ صاحب انابت کا ہے اور جسنے کہ محض رعایت فرمان الہی جل شانہ کے
لئے توبہ کی نہ طمع ثواب سے اور نہ خوف عذاب سے تو وہ صاحب اوبت کا ہے وقیل
التوبۃ صفۃ المومنین قال اللہ تعالی وتوبوا الی اللہ جمیعا ایہا المومنون
لعلکم تفلحون والانابۃ صفۃ الاولیاء المقربین قال اللہ تعالی وجاء بقلب
منیب والاوبۃ صفۃ الانبیاء قال اللہ تعالی نعم العبد انہ اواب یعنے کہا
گیا ہے کہ توبہ صفت مومنین کی ہے اللہ تعالی نے فرمایا ہے وتوبوا الایۃ توبہ کرو تم

طرف خدائے تعالی کے سبب اسے سو منوتا کہ رستگاری پاؤ تم اور انابت صفت انبیاء
مقربین کی ہے اللہ تعالی نے فرمایا ہے وجاء بقلب منیب یعنے آیا ساتھہ دل
رجوع کرنیوالے کے اور اوابت صفت انبیاؤن کی ہے خداوند تعالی نے فرمایا ہے
نعم العبد انه اواب یعنے اچھا بندہ ہے ایوب کہ وہ رجوع کرنے والا ہے طرف
حق تعالی کے وقال الجنید رحمه الله التوبة علی ثلاث معان الاول ندم
والثانی یعزم علی ترک المعاودة لما نهی الله عنه والثالث یسعی فی اداء الظلم
یعنے حضرت جنید رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ توبہ کے تین معنے ہین اول یہہ کہ وہ اپنے
گناہون سے پشیمان ہو اور دوسرا یہہ کہ جن گناہون سے خداوند تعالی نے منع فرمایا ہے
اونکے ترک کرنیکی اور اون سے باز رہنے کی وہ نیت کرے تیسرا یہہ کہ وہ ظلمون کے
کفارہ مین کوشش کرے یعنے حقوق العباد کی ادا مین سعی کرے وقال سهل ابن
عبد الله التوبة ترک التسویف یعنے سہل بن عبد اللہ نے فرمایا ہے کہ توبہ ترک کرنا
تاخیر کا ہی یعنے گناہ سے جلد توبہ کرنا چاہئے وقال الجنید سمعت الحارث یقول
ما قلت قط اللهم انی اسئلك التوبة ولکنی اقول اسئلك شهوة التوبة
یعنے حضرت جنید رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ مینی سنا کہ حارث کہتی تہی کہ مینی ہرگز
کبھی یہہ نہین کہا کہ اے اللہ تعالی مین تجھسے توبہ چاہتا ہون لاکن یہہ کہتا ہون
کہ مین خواہش توبہ کی تجھسے چاہتا ہون وقال الجنید دخلت علی السری
رضی الله عنه یوما فرایته متغیرا فقلت له مالك فقال دخل علی شاب
فسالنی عن التوبة فقلت له ان لا تنسی ذنبك فعارضنی وقال بل التوبة
ان تنسی ذنبك فقلت ان الامر عندی علی ما قاله الشاب فقال لم

قلت لانی اذا کنت فی حال الجفاء فنقلنی الی حال الوفاء فذکر الجفاء فی حال الصفاء جفاء یعنے حضرت جنید نے فرمایا کہ ایک دن مین حضرت سری سقطی کی خدمت مین آیا مین نے دیکھا کہ اونکا رنگ متغیر ہے مین نے اون سے پوچھا کہ تیرا کیا حال ہے اونھنے فرمایا میرے پاس ایک جوان آیا اور مجھسے توبہ کا حال پوچھا مین نے اوس سے کہا کہ اپنی گناہ کو مت بھول بس اوس نے معارضہ کیا مجھسے اور کہا بلکہ توبہ یہہ ہے کہ اپنے گناہ تو بھول جاے مین نے کہا کہ نزدیک میرے توبہ وہی ہے کہ اوسکو جوان نے کہا ہے یعنی توبہ وہ ہے کہ اپنے گناہ تو بھول جاے پس حضرت سری سقطی نے فرمایا کسلئے تم نے کہا اسلئے کہ جب تین حال رنج مین تہا پس وہانسے نکالکر مجھے مقام راحت مین پہونچایا تو حالت راحت مین اوس رنج اور تکلیف کا ذکر کرنا موجب رنج و تکلیف کا ہے یعنے توبہ کی حالت کہ وہ حالت ترک گناہ کی ہے گناہ کا ذکر کرنا جفا ہے پس حضرت سری سقطی خاموش ہوے اور حضرت سہل ابن عبد اللہ نے فرمایا ہے التوبۃ ان لا تنسی ذنبک یعنے توبہ وہ ہے کہ نہ بھولے تو گناہ اپنے اور جب حضرت جنید سے پوچھا گیا توبہ کا حال تو فرمایا التوبۃ ان تنسی ذنبک یعنے توبہ وہ ہے کہ بھولی تو گناہ اپنے اور حضرت ابو نصر سراج نے ان دونو قولون کے بارے مین کہا ہے کہ حضرت سہل نے تو اشارہ مریدون کے توبہ کی طرف کیا ہے کہ وہ کبھی تو اپنی نفع کیلئے کوشش کرتی ہین اور کبھی واسطے دفع اپنے نقصان کے لیکن حضرت جنید رضی اللہ تعالی عنہ نے محققین کی توبہ کیطرف اشارہ کیا ہے کہ وہ لوگ اپنے گناہون کو یاد نہین کرتے اسلئے کہ اونکے دلون پر عظمت و شان خداوند تعالی غالب رہتی ہے اور اوسکی یاد مین ہمیشہ وہ مشغول رہتی ہین اور ابو نصر سراج نے کہا کہ حضرت جنید کا قول مثل قول حضرت رویم

کہے کہ جب اون سے پوچھا گیا کہ توبہ کیا ہے تو اوس نے جواب مین فرمایا ہے
التوبة من التوبة یعنے توبہ سے توبہ کرنا اور نزدیک فقیر مودود ہی کی دو وجہ سے توبہ کی یاد
بھی توبہ کرنا چاہیئے ایک تو یہہ کہ ترک گناہ کی حالت مین توبہ کی یاد بھی فرع گناہ کے
ہے اور دوسرا یہہ کہ از روے دلالت تضمنی کی توبہ گناہ پر دال ہے اسلئے کہ توبہ کے
معنی گناہون سے پشیمان ہوتا ہے تو گناہ بھی جزو مدلول توبہ کا ہے اور ذالنون
مصری رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے توبة العوام من الذنوب وتوبة الخواص
من الغفلة یعنے توبہ عوام کے گناہونسے ہے اور توبہ خواص کی غفلت سے ہے
اور حضرت ابوالحسن نوری رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے التوبة ان تتوب من کل
شیئ سوی اللہ عز وجل یعنے توبہ یہہ ہے کہ بغیر خدائے تعالی کے ہر چیز سے
توبہ کرین اور عبداللہ بن محمد بن علی رحمہم اللہ نے فرمایا ہے مشتاق بین تائب
یتوب من الزلاة وتائب یتوب من الغفلاة وتائب یتوب من رویة
الحسنات یعنے فرق ہے درمیان اوس تائب کے کہ وہ توبہ کرتا ہے گناہونسے اور
درمیان اوس تائب کے کہ وہ توبہ کرتا ہے غفلتون سے اور درمیان اوس تائب کے
کہ وہ توبہ کرتا ہے اپنی حسنات کے دیکھنے سے حضرت ابوبکر واسطی نے فرمایا ہے
التوبة النصوح ان لا یبقی علی صاحبها اثر من المعصیة سرا ولا جهرا
ومن کانت توبته نصوحا لا یبالی کیف امسی واصبح یعنے توبہ خالص وہ ہے
کہ صاحب توبہ پر نشانی مخفی اور ظاہر گناہ کے نرہے اور وہ شخص کہ توبہ اوسکے
خالص ہے خوف نہین رکھتا کہ کسطرح شام ہوئے اور کسطرح صبح ہوے اور
حضرت یحیی بن معاذ رازی نے مناجات مین فرمایا ہے الهی لا اقول تبت

ولا اعود لما اعرف من خلقي ولا اضمن ترك الذنوب لما اعرف من ضعفي ثم اني اقول لا اعود لعلي اعود قبل ان اعود یعنے اے بار خدایا نہین کہتا ہون مین کہ توبہ کی مین نے اور گناہون پر نہ عود کرونگا اسلیے کہ مین اپنی عادت پہچانتا ہون اور اپنے ترک کرنے گناہونکا ضامن نہین ہوتا اسلیے کہ مین اپنی کمزوری سے واقف ہون پس تخصیص کہتا ہون کہ مین گناہون کی طرف عود کرونگا اسلیے کہ کاشکے قبل رجوع کرنے طرف گناہون کے مرجاؤن اور حضرت ذوالنون مصری نے فرمایا ہے الاستغفار من غیر اقلاع توبۃ الکذابین سے بغیر ترک کی گناہونکے یعنے بغیر عزم راسخ ترک کرنے گناہونکے طلب آمرزش کی کرنا توبہ جھوٹونکی ہے اور یہہ بھی فرمایا ہی ۔ حقیقۃ التوبۃ ان تضیق علیک الارض بما رحبت حتی لا یکون لک قرار ثم تضیق علیک نفسک کما اخبر اللہ تعالی فی کتابہ العزیز وضاقت علیہم الارض بما رحبت وضاقت علیہم انفسہم وظنوا ان لا ملجا من اللہ الا الیہ ۔ یعنی حقیقت توبہ کی یہ ہے کہ باوجود اس فراخی کے زمین تیرے اوپر تنگ ہو جاوے یہانتک کہ تجکو یہانکی کی جگہہ باقی نرہے پھر ترا نفس تیرے اوپر تنگ ہووے جیسا کہ اللہ تعالی نے اپنی کتاب بزرگ مین خبر دی ہے وضاقت علیہم الارض الایۃ یعنے تنگ ہوئی زمین اون پر باوجود فراخی کے اور تنگ ہوا اوپر اونکے نفس اونکا اور جانہون نے جانا کہ خداوند تعالی سے عذاب سے کوئی جاے پناہ گی نہین ہے مگر طرف اوسکے اور حضرت ابن عطار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے التوبۃ توبتان توبۃ الانابۃ وتوبۃ الاستجابۃ فتوبۃ الانابۃ ان تتوب العبد خوفا من عقوبتہ وتوبۃ الاستحیاء ان یتوب

حیاء من کومہ یعنے توبہ دو قسم کی ہے توبہ انابت ہے اور توبہ استجابت ہے پس توبہ انابت وہ ہے کہ بندہ خدا تعالی کے عذاب کے خوف سے توبہ کرے اور توبہ استجابت وہ ہے کہ بندہ خداوند تعالی کے کرم کی شرم سے توبہ کرے اور بعض کتابون مین بجائے توبہ استجابت کے توبہ استحیاء واقع ہے اور حضرت یحیی بن معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے ذلة واحدة بعد التوبة اقبح من سبعین قبلها یعنے بعد توبہ کرنیکی ایک گناہ بدتر ستر گناہون سے ہے اور حضرت ابوالحسن نوشنجی نے فرمایا ہے اذا ذکرت الذنب ثم لاتجد حلاوته عند ذکرہ فهو التوبة یعنے جب تو گناہ کو اور اوسکے ذکر کرنے سے اپنے دل مین تو لذت نپاوے پس وہ توبہ ہے اسلئے کہ ذکر معصیت کا یا ندامت سے اور حسرت سے ہوتا ہے یا ارادت سے ہوتا ہے جب کوئی شخص اپنے عصیان کو حسرت سے اور ندامت سے یاد کرے تو وہ تائب ہے اور وہ شخص کہ ارادت سے گناہ کو یاد کرتا ہے تو وہ گنہگار رہتا ہے اسلئے کہ معصیت کے فعل مین عدان آفت نہین ہوتی جبھی آفت کہ معصیت کی ارادت مین ہوتی ہے اسواسطے کہ فعل معصیت کا ایک ساعت ہوتا ہے اور ارادہ اوسکا ہمیشہ دل مین رہتا ہے پس وہ شخص کہ ایک ساعت تس سے معصیت کا مصاحب ہوتا ہے سہ ایسا ہے کہ ہمیشہ دل سے معصیت کا مصاحبت حضرت الوحفص حداد نے فرمایا ہے لیس للعبد فی التوبة شئی لان التوبة الله لامنه یعنے توبہ مین بندہ کے کوئی حق نہین اسلئے کہ توبہ اللہ تعالی سے بندہ کو نصیب ہوتی ہے اگرچہ نزدیک اکثر علماء کی توبہ کسبی ہے اسلئے کہ اگر توبہ کسبی نہوتی تو اللہ تعالی اوامر توبہ کرنا کا نفرمانا گر ہو فرکرم کہی مین کہ توبہ

یہی اللہ تعالی کی جانب سے ہے اور ہدایت پانا توبہ کی اور استقامت توبہ پر یہہ
دونو ہی ہین کسبی نہین آیۃ قل کل من عند اللہ اسکی موید ہے کسی نے حضرت
رابعہ بصری کو کہا کہ مین نے بہت گناہ کئے ہین اگر مین توبہ کرون تو اللہ تعالے
میری توبہ کو قبول فرمائیگا بی بی رابعہ بصری نے جواب دیا کہ لا بل یوتاب علیك
لتتوبت یعنے ایسا نہین کہ توبہ کرنا تمہارے اختیار مین ہے بلکہ وہ اللہ تعالی کے
اختیار مین ہے اگر وہ توبہ کرانا چاہیگا تو توبہ کرونگے تم **انتباہ** جاننا چاہیے
کہ توبہ کی شرط تابید نہین یعنے توبہ کے قبول ہونیکی شرط یہہ نہین کہ تائب اون گناہونسے
کہ توبہ کی ہے وہ گناہ آئندہ کبھی اون سے سرزد نہون اور وہ ہمیشہ اوس توبہ پر
قایم رہے اور پھر وہ ابداً اوس گناہون کی طرف رجوع نکرے تو تابید شرط توبہ کی
نہین اگر در صورتی کہ تائب کو فترت واقع ہوا اور اوس گناہ کا کہ وہ اوس سے
تائب ہوا ہے اگر بعد صحت عزم عدم رجوع اوسکے ایام توبہ مین وہ پھر اوسکا مرتکب ہو
تو وہ تائب ثواب توبہ کا پاویگا اور بعضی متدی اور تائب ایسے بھی ہوتے ہین کہ وہ
گناہون سے توبہ کرتے ہین اور پھر وہ معاصی اون سے سرزد ہوتی ہین اور وہ
پھر دوبارہ تائب ہوتی ہین ایک شیخ نے کہا کہ مین نے ستر بار توبہ کی اور پھر مین
مرتکب معصیت کا ہوا ایکبار مینی توبہ کی اور اوس پر قایم رہا حضرت ابو عمرو نے فرمایا
ہے کہ مینی حضرت عثمان حیری کی خدمت مین توبہ کی اور کتنے روز اوس پر قایم رہا اور
پھر مین مرتکب معصیت کا ہوا اور حضرت عثمان حیری کی صحبت سے اعراض کیا
اور بسوقت مین حضرت عثمان حیری کو دور سے دیکھتا تھا بسبب شرمندگی کے
اوسنے بھاگتا تھا کہ وہ مجھے نہ دیکھین اتفاقاً ایک دن اوسنے مقابل ہوا حضرت

عثمان حیری نے مجھے فرمایا اے فرزند اپنے دشمنون سے محبت نرکنا جبتک کہ تم بے عیب نہوا سلئے کہ دشمن عیب مین ہوتا ہے اور جب تم مین دشمن عیب پاویگا تو وہ خوش ہوگا اور جب آپ سے کوئی گناہ سرزد ہو تو ہمارے پاس آنا کہ تا ہم اوسکا علاج کرکے اوس سے آپکو نجات دین تا کہ آپ دشمن کام نہون اوسنے کہا کہ حضرت عثمان حیری کے اس فرمانیسے مین دل مین اوس گناہ سے نادم ہوا اور مجھے توبہ حاصل ہوئی اور ایک شخص نے گناہ سے توبہ کی اور پھر وہ گناہ اوس سے سرزد ہوا اور پھر وہ اس گناہ سے پشیمان ہوا اور اپنے دل مین کہا اللہ تعالے کے خطاب مین حال میرا کیسا ہوگا ہاتف نے غیب سے آواز دیا اطعتنا فشکرتنا ثم ترکتنا فاھملناک فان عدت الینا قبلناک یعنے فرمان برداری کی تونے ہماری پس شکر کیا ہمنے تمہارا پھر چھوڑ دیا تونے ہمکو پس مہلت دی ہمنے تمکو پھر اگر اؤگی تو ہماری طرف ساتھہ طاعت کے قبول کرینگے ہم تمکو۔

در بیان وجوب توبہ کے کہ ہر آدمی پر توبہ کرنا واجب ہے

اے بھائیو یرحمکم اللہ ویعدیکم الی صراط اتباع الشریعۃ النبویہ علی صاحبھا افضل التحیہ جاننا چاہیے کہ توبہ کرنا تمام مومنین اور مسلمین پر بلکہ تمام آدمیون پر واجب ہے اسلئے کہ آدمی جب بالغ ہوا اگر وہ کافر ہے تو اوسکو چاہیے کہ کفر سے توبہ کرے اور اگر وہ مسلمان ہے اور مسلمانی اوسکی تقلیدی ہے یعنے بہ تقلید اپنے والدین کی کہ وہ مسلمان ہین یہ بھی مسلمان ہوا ہے اور توحید خدا جل شانہ کا اور رسالت حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا اقرار کیا ہے لاکن دل اوسکا اوس سے غافل ہے تو اوسکو بھی چاہیے کہ اوس مسلمانی تقلیدی سے اور غفلت قلبی سے

توبہ کرے اور ایسا کرے کہ دل اوسکا ایمان کی حقیقت سے آگاہ ہو بلکہ سلطان ایمان
کا اوسکے دل پر غالب ہو کہ اوسکا حکم اوسکی تمام مملکت تن پر جاری ہو اور سب
افعال اوسکے ساتھ فرمان ایمان کے ہو نہ ساتھ فرمان نفس امارہ کے اور شیطان
اور جب کوئی شخص گناہ کبیرہ کرتا ہے تو اوسوقت میں ایمان اوسکا کامل نہیں ہوتا
جیسا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کوئی شخص زنا نہیں
کرتا اور چوری نہیں کرتا کہ وہ مومن ہو زنا کیوقت میں اور چوری کیوقت میں
چنانچہ ساری یہہ حدیث مع ترجمہ کے اس رسالہ مشتی نمونہ خرداری میں ذنوب
کبائر کے بیان میں انشاء اللہ تعالی لکھی جاوے گی اور اس سے یہہ مراد نہیں
کہ مسلمان زنا کیوقت میں یا چوری کیوقت میں کافر ہو جاتا ہے بلکہ اوس سے
یہہ مراد ہے کہ زنا کیوقت میں یا چوری کیوقت میں سلطان شہوت کا اوسکے
ایمان پر غالب ہو جاتا ہے اور اوس حال میں ایمان اوسکا اوسکی شہوت سے
بھاگ جاتا ہے یا ایمان اوسکا اوسکی شہوت میں ناپدید ہو جاتا ہے جیسا کہ آفتاب
ابر میں مخفی ہو جاتا ہے یا اوسکی ایمان کا نور اوسکی شہوت کی ظلمت میں گم ہو جاتا
پس تمنی چاہا کہ اول توبہ سے واجب ہے اور اگر آدمی کافر ہو تو توبہ ایمان
تقلیدی سے واجب ہے اور اگر ایمان اوسکا تقلیدی بھی نہ ہو آدمی گناہ ہونے
تو خالی نہیں ہوتا تو چاہیے کہ گناہ ہونے توبہ کرے اور اگر ظاہر اوہ گناہ ہونے ہی
خالی ہو تو باطن اوسکا تخم معاصی سے خالی نہ ہوگا مثل حرص اور حسد اور حقد اور کینہ
اور عداوت اور دورنگی اور ریا اور خود بینی اور حب مال و جاہ اور امثال اسکی
سے کہ یہہ ہلکات سے ہیں تو اون سے توبہ کرنا واجب ہے تاکہ اس شہوات

کو تابع عقل کے اور شرع کے کرے اور یہ بغیر مجاہدہ اور پیروی پیر و مرشد رہنما کے نہیں ہو سکتا اور جب تابع کرنا شہوات باطنیہ کا پیر و مرشد کی پیروی کے اوپر موقوف ہوا پس جیسا تابع کرنا شہوات باطنیہ کا کہ وہ موقوف ہے واجب ہے ویسا ہی پیروی پیر و مرشد رہنما کی کہ اونکا موقوف علیہ ہے واجب ٹھیری اور فرمان واجب الاذعان حضرت جل جلالہ کا فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون اس پر دلالت کرتا ہے جیسا کہ آگے بیعت کے بیان کی انشاء اللہ تعالی لکھا جاویگا اور اگر حرص اور حسد اور حقد اور کینہ اور عداوت اور دورنگی اور ریا اور خود بینی اور حب مال و جاہ اور امثال اسکی سی اوسمیں نہیں تو وساوس اور خبیث نفس اور اندیشہ ناکردنی سی وہ خالی نہ ہوگا تو چاہیئے کہ ایسی توبہ کرے اگر یہ بھی اوسمیں نہیں تو وہ بعض احوال اور بعض افات من اللہ تعالی سے کہ ذکر سے غافل ہوگا اور اصل سب نقصان کا انوال کے یاد سے غافل ہونا ہے اگر وہ ایک لحظہ ہی ہو کسی نے کیا اچھا کہا ہے ۔

بیعت

ہر انکو غافل از وی یک زمان است ۔ دران دم کافرست اما ندان است

تو چاہیئے کہ وہ غفلت سے توبہ کرے اور اگر آدمی ہمہ اوقات اور ہمہ احوال میں اللہ تعالی کے ذکر میں شاغل ہے تو ذکر کے بھی مقامات ہیں کہ ایک سے دوسرا مقام افضل ہے اور دوسری مقام سے پہلا مقام ادنی ہے اور دوسرے مقام سے تیسرا مقام افضل ہے اور یہ نسبت تیسری مقام کے دوسرا مقام ادنی ہے اور علی ہذا القیاس چوتھا مقام اور پانچواں مقام اور اونکے مافوق مقامات

تو چاہیے کہ اعلیٰ مقام پر ترقی کرے اور ادنیٰ مقام سے کہ وہ بہ نسبت اعلیٰ مقام
کے موجب نقصان اور خسران کا ہے توبہ کرے اور یہہ کہ حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ہر روز ستر بار استغفار فرماتے تھے جیسا کہ اگے وہ حدیث
آویگی تو وہ اسلیے تھا کہ وہ ہر وقت نبوت کے مقامات مین اور اللہ تعالیٰ کے
قرب کے مقامات مین ترقی فرماتے رہتے تھے جب حضرت سید المرسلین علیہ
الصلوٰۃ والسلام ایک مقام سے دوسرے مقام قرب پر ترقی فرماتے رہتے تھے
تو مطابق حسنات الابرار سیئات المقربین کے یعنے حسنات نیکون
کے مقربین کے لیے گناہ ہین تو وہ پہلے مقام قرب سے کہ وہ بہ نسبت دوسرے
مقام قربت کی ادنیٰ معلوم ہوتا تھا استغفار فرماتے تھے سید الابدال والاولیا
سلطان الاغواث والافراد محبوب سبحانی حضرت محی الدین شیخ عبد القادر
جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کتاب غنیۃ الطالبین مین درباب توبہ کے کہ
وہ سب آدمیون پر فرض ہے بسط تام اور عبارت طویل سے مفصل ذکر
فرمایا ہے کہ بیان اوسکا از روے طوالت کے سامعین پر گران ہوگا بنابران
فقیر مولف نے اوسکا خلاصہ یہان لکھا ہے فالتوبۃ فرض عین فی
حق کل شخص لا یتصور ان یستغنی عنھا احد من البشر الخ
یعنے ہر شخص کو توبہ کرنا فرض عین ہے کوئی آدمی اوس سے مستغنی نہین
خواہ وہ عوام مومنین سے ہو یا خواص مومنین سے ہو یعنے اولیا رہے ہو
یا انبیا سے ہو کیونکہ ایسا کوئی شخص نہین جو معصیت سے خالی ہو اگر وہ
معصیت اعضا سے خالی ہوگا تو اوسنے احیاناً اپنے دل مین گناہ کرنیکا

قصد کیا ہوگا اور اگر وہ اس ارادہ سے بھی سلامت رہا ہوگا تو وسوسہ شیطانی
سے نہ بچا ہوگا کہ اوسنے اوسکو یاد الہی سے غافل کیا ہوگا اگر وہ وسوسہ شیطانی
بھی بچا ہوگا تو خداوند تعالی کی ذات اور صفات اور افعال کے پہچاننے مین
غفلت اور قصور کیا ہوگا اور یہ سب گناہ علی قدر مراتب اہل اسلام کے ہین
اور اپنی اپنی جگہ پر ہر ایک کا گناہ اور مرتبہ ہے پس ہر حال مین ہر ایک
آدمی کیلئے علی حسب مراتب عبادتین اور گناہ اور حدین اور شرطین مقرر ہین
اور اون عبادات کی نگہداشت طاعت ہے اور ترک اونکا اور غافل رہنا
اون سے گناہ ہے اور گنہگار محتاج توبہ کا ہے اور توبہ اوس کبھی سے ہے
کہ طریقہ سنیہ شرعیہ مین پائی گئی ہے یا اوس کبھی سے ہے کہ اوسکے مقام
اور منزلت مین پائی گئی ہے کہ وہ اوسمین ہے پس سب لوگ توبہ کے محتاج
ہین اور توبہ مین تفاوت نہین بلکہ جن امور سے کہ توبہ کرنا ہے اونمین
تفاوت ہے جیسا کہ عوام گناہون سے توبہ کرتی ہین اور خواص غفلت سے
توبہ کرتی ہین اور اخص الخواص ماسوی اللہ کی طرف دل کے مایل کرنے سے
توبہ کرتی ہین جیسا کہ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے
کہ عوام کی توبہ گناہون سے اور خواص کی توبہ غفلت سے اور حضرت ابوالحسن
نوری نے فرمایا ہے کہ توبہ وہ ہے کہ بغیر اللہ تعالی کے ہر چیز سے توبہ کرے
پس فرق ہے درمیان اوس تائب کے کہ وہ گناہون سے توبہ کرتا ہے
اور درمیان اوس تائب کے کہ وہ غفلت سے توبہ کرتا ہے اور درمیان
اوس تائب کے کہ وہ اپنی نیکیون کے دیکھنے سے توبہ کرتا ہے اور درمیان

اوس تائب کے کہ وہ ماسوی اللہ کے طرف دل کے مایل کرنے سے توبہ
کرتا ہے جیسا کہ آگے گذرا پس حضرات پیغمبر علیہم السلام بھی توبہ سے
مستغنی نہ تھی کیا تنے اس روایت کو نہین دیکھا کہ حضرت سیدالانبیاء علیہ
الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہے لیغان علی قلبی وانی لاستغفر اللہ عزوجل فی الیوم
واللیلۃ سبعین مرۃ یعنے ہر آئینہ ہمارے دل پر پردہ تنگ ڈالا جاتا ہے
اور تحقیق مین دن رات مین اللہ تعالے کے جناب سے ستر بار طلب آمرزش
کے کرتا ہون اور اور جگہہ غنیۃ الطالبین مین حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ
سے مروی ہے کہ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصحابتہ
بعد ما انزلت وان استغفروا ربکم ثم توبوا الیہ یستغفرون کل
یوم مائۃ مرۃ ویقولون نستغفر اللہ ونتوب الیہ یعنے حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مع اپنے صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم کے بعد
نزول آیۃ وان استغفروا ربکم ثم توبوا الیہ کے یعنے پروردگار سے
طلب امرزش کی کرو اور اوسکی طرف توبہ کرو تو وہ ہر روز سو مرتبہ اللہ تعالے
کی جناب سے طلب امرزش کی فرماتے تھے اور یون کہتے تھے نستغفر اللہ
ونتوب الیہ یعنے اللہ تعالی کی جناب سے طلب آمرزش کی کرتے ہین
ہم اور حضرت ادم علیہ السلام نے جب کہ منع کئے ہوئے درخت کا پھل کھایا
تو اونکے بدن سے لباس بہشتی اوتر گیا اور آپکا جسم مبارک برہنہ ہو گیا
مگر تاج اور عصا بہ آپ کے سر پر باقی رہگئی اور فرشتون نے اوسکی اوتارنے
سے شرم کی پس حضرت جبرائیل علیہ السلام اون کے پاس تشریف لائے

اور تاج اوسکے سر سے اور عصا بہ اوسکی پیشانی سے اوتار لیا اور منادی کئے گئی کہ آدم اور حوا میری پڑوس سے نکل جاویں اور وہ شخص ہماری جوار مین نہین رہ سکتا جسنے ہماری نافرمانی کی حضرت آدم نے حضرت حوا کی طرف حیا سے ملتفت ہوکے فرمایا کہ یہہ پہلی شامت گناہ کی ہے کہ ہم حبیب کے جوار رحمت سے نکالی گئی پس حضرت آدم اور حوا بعد عیش جاودانی کے اور بعد بادشاہی عظیم کے اور بعد فضل بزرگ کے اور بعد عزو ناز کے اور بعد ارتفاع منزلت کے امکنہ شریفہ مطہرہ مقربہ الی اللہ مین توبہ کی اور عاجزی کی اور زاری کی اور اپنے اظہار مسکینی کے اور خواری کے محتاج ہوئے اگر کوئی شخص توبہ سے مستغنی ہوتا اور نفس امارہ کے دشمنی اور شامت سے اور شیطان کے مکر اور وسوسون سے ایمن ہوتا اور قہرت الہی جل شانہ پر مغرور ہوتا تو اوسکی سزاوار حضرت آدم علیہ السلام تھے پس وہ توبہ سے مستغنی نہوئے اور اللہ تعالی نے بفضل عمیم خویش اونکی توبہ کو قبول فرمایا جیسا کہ قرآن مجید مین ہے فتلقی آدم من ربہ کلمات فتاب علیہ انہ ھو التواب الرحیم یعنے پس آدم نے اپنی رب سے چند کلمہ سیکھہ لئے پس اللہ تعالی نے قبول کی توبہ اونکی تحقیق اللہ تعالی قبول کرنیوالا توبہ کا ہے اور رحیم ہے اور حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ تعالے عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت صحیت مین حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی تو سب فرشتون نے حضرت آدم علیہ السلام کو مبارکباد دی اور حضرت جبرائیل اور حضرت میکائیل اور حضرت اسرافیل علیہم السلام تشریف لائے اور حضرت آدم علیہ السلام سے

اونہون نے کہا کہ اپکی انکہین ٹہنڈی رہین حضرت اللہ تعالی نے آپ کی توبہ قبول
فرمائی حضرت آدم علیہ السلام نے کہا اے جبرائیل اگر ہو بعد اس توبہ کے سوال
پس میرا مقام کس جگہہ ہوگا پس حضرت خدائے عزوجل کی طرف سے وحی
نازل ہوئی کہ اے آدم تونے اپنی اولاد کے لئے رنج اور مشقت میراث چہوڑی
اور توبہ بہی اونکی لئے میراث چہوڑی پس جو کوئی پکاریگا مجہے تو مین توبہ اوسکی
قبول کرونگا جیساکہ مینی توبہ تمہاری قبول کی اور جو کوئی مجہسے مغفرت مانگیگا
بخیلی نکرونگا اوسپر یعنے اوسکو بخشونگا پس تحقیق مین نزدیک ہون اور قبول
کرنیوالا توبہ کا ہون اے آدم جن لوگون نے گناہون سے توبہ کی اوسکا حشر
بہشت مین کرونگا اور اونکو قبر دن سے خوشحال اور ہنستا ہوا نکالونگا اور دعا
اونکی مستجاب ہے اور ایسا ہی حضرت نوح علیہ السلام کہ اللہ تعالی نے تمام
جہان کو غرق کیا بسبب دعائے بد اوسکی اور بسبب حفظ ابرو اوسکی اور بسبب
جہٹلانے اوسکی کہ اوسکو اوسکی امت پیغمبری کی دعوی مین جہوٹا جانتے تہے
اور بسبب شدت غضب اونکی اپنی امت پر اور حضرت نوح علیہ السلام آدم
ثانی تہے اسلئے کہ تمام مخلوق اونکی اولاد سے ہی کہتے ہین کہ جو لوگ کہ حضرت
نوح علیہ السلام کے ساتہہ کشتی مین تہے اون سے کوئی اولاد نہین ہوئی
سوائے حضرت نوح علیہ السلام کے اولاد کے کہ وہ تین تہے ایک سام
دوسرا حام تیسرا یافث پس تمام خلق اون سے پیدا اور منتشر ہوئی اور حضرت
نوح علیہ السلام سے باوجود اس علو منزلت کے بارگاہ کبریائی مین عرض کی
جیساکہ وہ قرآن مجید مین ہے کہ رب انی اعوذ بک ان اسئلک مالیس

لي به علم وان لا تغفر لي وترحمني اكن من الخاسرين یعنے اے میرے
پروردگار پناہ دہندہ ہون مین ساتھہ تیرے اس بات سے کہ سوال کرون
مین تجھسے اوس چیز کا کہ اوسکا مجھے علم نہین اور اگر تو آمرزش اور رحمت
نفرمائے گا اور نہ رحم کریگا تو مین زیان کارون سے ہونگا اور حضرت ابراہیم علیہ
السلام باوجود جلیل القدری کی اور باوجود اسکے کہ اللہ تعالی نے اونکو اپنے
دوستی کے لئے پیدا فرمایا اور باوجود اسکے کہ اللہ تعالی نے اونکو پیغمبر ونکا اور
نبیون کا باپ کیا جیساکہ روایت ہے کہ خداوند تعالی نے اون سے اور اونکی
اولاد سے چہار ہزار پیغمبر پیدا فرمائے جیساکہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے وجعلنا
ذریته هم الباقین یعنے اوسکی اولاد کو باقی رکھا ہم یہانتک کہ ہمارے
پیغمبر حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت موسی اور حضرت عیسی اور
حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہم السلام وغیرہم سب حضرت ابراہیم
علیہ السلام کی اولاد سے تھے تو وہ بھی توبہ سے اور اظہار مسکنت اور افتقار
الی اللہ سے مستغنی نہوے پس اوسنے فرمایا کہ وہ قران مجید مین ہے الذي
خلقني فهو يهدين والذي هو يطعمني ويسقين واذا مرضت
فهو يشفين والذي يميتني ثم يحيين والذي اطمع ان يغفر لي خطيئتي
يوم الدين یعنے وہ خدا کہ پیدا کیا مجھکو اور راہ راست دکھاتا ہے مجھے اور وہ
خدا کہ کھلاتا ہے مجھکو اور پلاتا ہے مجھکو اور جب بیمار ہوتا ہون مین تو وہ شفا
عطا فرماتا ہے مجھکو اور وہ خدا کہ ماریگا مجھکو پس جلائیگا مجھکو اور وہ خدا
کہ اوسکی رحمت عظیم سے مین امید رکھتا ہون کہ قیامت کے دن میرے گناہ بخشیگا

اور حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام نے کہا جیسا کہ وہ قرآن مجید
مین ہے وارنا مناسکنا وتب علینا انک انت التواب الرحیم یعنے دکہا ہمکو
جگہہ عبادات حج کی یا دکہا ہمکو مطلق عبادات اور توبہ ہماری قبول فرما تحقیق
کہ تو قبول کرنیوالا توبہ کا اور مہربان ہے اور حضرت موسی علیہ السلام باوجود
اس منزلت اور علو مرتبت کے کہ اللہ تعالی نے خاص اپنے رسالت کیلئے
اور اپنے سے کلام کرنے کے لئے اور خاص اپنے لئے اونکو برگزیدہ کیا اور
اور اپنی طرف محبت کو اونپر القا فرمایا اور معجزہ غالب سے مثل ید بیضا
کے اور عصا کے اور نو نشانیون کے کہ مراد اون سے جراد اور قمل اور ضفادع
اور دم اور حجر اور بحر اور طیور اور طوفان اور نقص ثمرات ہین اور اور
اشیا کہ اون کے لئے تیہ مین تہی عمود نور سے کہ رات کو جنگل مین روشنی ہوتی
تہی اور من وسلوی سے کہ اوسکی امت کے لئے برستا تہا اور بہت معجزون سے
اونکو تائید فرمائے کہ اوس سے آگے کسی نبی اور مرسل کے لئے نہ تہی تو اوسنے
فرمایا جیسا کہ وہ قرآن مجید مین ہے رب اغفر لی ولاخی وادخلنا فی رحمتک
وانت ارحم الراحمین یعنے اے پروردگا بخش مجہے اور میرے بہائی کو
اور داخل کر ہمکو اپنی رحمت مین اور تو زیادہ مہربان مہربانون کا ہے اور
حضرت داود علیہ السلام باوجود اس علوشان کے کہ حضرت اللہ تعالی نے
ایک عظیم الشان ملک کا اونکو بادشاہ کیا تہا اور تینتیس ہزار پاسبان اونکے
تہے اور جب آپ زبور پڑہتے تہے تو سب جانور پرندہ اپنی سیر موقف باندہے
رہتے اور ہوا بھی اپنی تمرد انی سے ٹہہر جاتی تہی اور جن اور انس اپکے گرداگرد

صف باندھتے تھے اور درندہ اور گزندہ جانور ایک دوسرے کو آزار نہ پہنچاتے
تھے اور آپکی تسبیح کہنے سے پہاڑ بھی تسبیح کہتے تھے اور حضرت خداوند تعالی شانہ
نے آپکی تعظیم اور جلال قدر اور حصول رزق اور صیانت امر کے لئے لوہی
کو نرم کر دیا تھا وہ چالیس روز تک سجدہ مین پڑے رویا کئے یہانتک کہ اونکی
آنسون سے کھائنس پیدا ہوئے پس خداوند تعالی نے اون پر رحم فرمایا
اور اونکی توبہ قبول فرمائی جیساکہ وہ قران مجید مین ہے فغفرنا لہ ذالک
وان لہ عندنا لزلفی وحسن مآب یعنے بخشا ہمنے اونکو تقصیر اونکی اور اونکو
ہماری بارگاہ علی مین قربت اور اچھی بازگشت حاصل ہے اور حضرت سلیمان
بن داؤد علیہما السلام باوجود اوس ملک عظیم کے کہ بعد اونکے کسی کو سزاوار
نہ تھا اور باوجود اسکے کہ ہوا اون کی مطیع اور مسخر تھی کہ صبح سے دوپہر تک ایک
مہینہ کی مسافت طے کرتی تھی اور دوپہر سے شام تک ایک مہینہ کی مسافت
طے کرتی تھی جب آپ معتوب ہوئی بسبب اسکے کہ اونکے محل مین ایک صورت
کے چالیس روز تک عبادت کئے گئی حالانکہ حضرت سلیمان علیہ السلام
کو وہ معلوم نہ تھا پس اس جرم مین اون سے چالیس روز تک وہ سلطنت
چھینی گئی پس حضرت سلیمان علیہ السلام متحیر ہوکے وہان سے بھاگے اور
اپ جس شخص کے آگے کھانا مانگنے کے لئے ہاتھ پھیلاتے تو آپ طعام نہ پاتے
اور جب آپ کہتے کہ مین سلیمان بن داؤد علیہ السلام ہون تو وہ حضرت
سلیمان علیہ السلام کا سر مبارک توڑتے اور آپ کو مارتے اور آپکی اہانت
کرتے اور آپکو جھوٹا جانتے ایک روز آپ نے ایک دروازہ پر سوال کیا وہانسے

نکالی گئی اور ایک عورت نے آپ کے منہہ مبارک پر تھوک دیا اور روایت
ہے کہ ایک بوڑہی عورت نے ایک کوزہ جسمین پیشاب بہرا تہا آپکے سر مبارک
انڈیل دیا پس آپ اوسی خواری اور ذلت مین مبتلا رہے کہ خداوند غرشانہ
نے مچہلی کے پیٹ سے انگشتری کو برآمد کیا اور آپ نے اپنی انگلی مین پہن لی
اور یہہ بات جب نصیب ہوئی کہ پورے چالیس روز ایام عقوبت کے گذر چکی
تہے پس پرندہ آپ کے سر پر جمع ہوکر سایہ فگن ہوئے اور جن اور شیطان اور
وحشی جانور آپ کے گرد فراہم ہوگئے اور جب اون لوگون نے کہ آپکی امانت کی
تہی اور آپکو پہچانا تہا آپکو پہچانا تو وہ اپنے کردار سے پشیمان ہوکر اوسکی عذرخواہی
کی آپ نے فرمایا کہ جو فعل تمنے میرے ساتہہ کئے اوسپر مین تمکو ملامت نہین
کرتا اور نہ اس تمہاری عذرخواہی کی مین حمد کرتا ہون یہہ جو کچہہ ہوا سب امر
ربی تہا اوسمین کسیکو چارہ نہین پس خداوند تعالی نے اونکی توبہ قبول فرمایا
اور اوسکی بادشاہی اونکو حوالہ کی اور اونکا ملک اور مال اور محل پڑہایا پس جسکہ
ایسے سردار عظیم الشان جو تمام خلق کو اللہ تعالی کی طرف کہینچتے ہے اور وہ
حاکم جہان کے اور مشرع کی تہی اور اللہ تعالی کی خلق مین خلیفتہ اللہ ہے تو
تو اونکا بارگاہ معلی حضرت ایزدی مین یہہ حال تہا کہ اونہون نے جناب الہی
جل شانہ مین بہی توبہ کی پس کیا حال ہے تیرا اور غرور تیرا اے مسکین اور تو
دار غرور اور جاگیر شیطان مین مقیم ہے اور لشکر دشمنون کا کہ وہ مراد خلق
ہے اور ہوا اور ہوس سے اور نفس سے اور شہوات سے اور ارادات غیر
مشروعہ سے اور وساوس سے اور ترزمین شیطان سے ہے تیرا محیط ہے تو اسنے

عبادت ظاہری صوم صلوۃ حج زکوۃ پر اور ترک گناہ ظاہری پر مغرور رہو اسے
اور حالانکہ باطن تمہارا عریان ہے عبادات باطنیہ سے یعنے ورع سے اور تقوی
سے اور زہد سے اور صبر سے اور رضا سے اور قناعت سے اور توکل سے اور تسلیم سے
اور یقین سے اور صفائی سینہ سے اور سخاوت نفس سے اور اللہ تعالی کی منت
اور احسان کے دیکھنے سے اور حسن نیت سے اور صدق سے اور اخلاص وغیرہم
اخلاق حسنہ سے کہ بیان اوسکا طویل ہے بلکہ تمہارا دل عادات سیئہ اور خصال
ذمیمہ سے اور ان امہات ذنوب سے کہ جنسے محنت اور بلا اور امور ہلاک کرنیوالی
دنیا اور آخرت کے متفرع ہوتی ہین بھرا ہے مثل ناشکری کے اور نارضامندی کے
تقدیر الہی اور حکم خداوند تعالی پر اور مقدرات پر اعتراض کرنا اور اوس حاکم مطلق
کی قضا و قدر پر تہمت رکھنا اور اوسکے وعدون پر شک کرنا اور مانند غل کے اور حسد
کے اور حقد کے اور حق پوشی کے اور طلب مراتب عالی کے اور حب اپنی ثنا اور حمد کے
اور حب جاہ دنیاوی کے اور رضا اور طمانیت اوسکی سے اور اللہ تعالی کے بندون پر
تکبر کرنا اور عظمت و ہونڈہنا اور تکبر سے اپنی ناک موڑنا اللہ تعالی نے قرآن مجید
مین فرمایا ہے واذا قیل له اتق الله اخذته العزة بالاثم یعنے جب اوس سے
کہا جاتا ہے کہ خدائے تعالی سے ڈرتو اوسکو غرور عزت اور ثروت گناہ کی طرف
کھینچتا ہے اور مثل غضب کے اور ننگ ناموس کے اور حب ریاست کے اور عداوت
کے اور بغض کے اور بخل کے اور اوروں کے مال کی طرف رغبت کرنیکے اور آدمیون
سے خوف رکھنے کے اور مانند خوشی کے اور اپنے بزرگ منشی کے اور امرا کے
تعظیم اور فقرا کی توہین اور تحقیر کے اور مثل ناز کے اور تکبر کے اور نخوت کے اور دنیا

رغبت کرنے اور فخر کرنے کے اور ریا کی اور سمعہ کے اور اعراض حق کی اور استکبار
کے اور امور بالا یعنی مین خوض کرنیکی اور کثرت کلام غیر نافع کے اور لاف مارنے
کے اور اوروں کا احوال آزمانا اور اپنی حالت کو ترک کرنا اور اللہ تعالی کے
کامون مین اپنی ملکیت و قدرت ظاہر کرنا اور مخلوق کی زیادہ توقیر کرنا اور اونکے
ساتھہ مداہنت کرنا اور اپنے اعمال پر عجب کرنا اور اپنی جھوٹی تعریف کو دوست
رکھنا اور خلق کی عیب جوئی کرنا اور اپنے عیبون سے چشم پوشی کرنا اور خدا تعالی
کی نعمتونکو فراموش کرنا اور اون نعمتون کو اپنی طرف یا غیر کی طرف اضافت
کرنا اور ظاہری باتون پر عمل کرنا اور اعمال کے حدود اور اصول پر نظر نکرنا اور
وضع الشیئ فی محلہ نکرنا اور خوشی کو اختیار کرنا اور حزن کو دشمن رکھنا اور اور
اعمال ناشائستہ اور افعال نابایستہ کہ شرح اونکی طویل ہے کرنے غرض
سید الاقطاب محبوب سبحانی حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ
کی اس تقریر سے یہہ ہے کہ انبیا رباوجود اوس عظمت اور بزرگی اور قربت
حق تعالی کے کہ وہ ہادی خلق اور حاکم شرع اور خلفاء اللہ تھے تو وہ توبہ سے
مستغنی نہوے اور آپ لوگ کہ معدن افعال ذمیمہ اور اخلاق سیئہ کی
ہین تو توبہ کرنے سے انکار کرتے ہو پس ثابت ہوا کہ توبہ کرنا سب آدمیون پر
واجب ہے اسلئے کہ جب انبیا رعلیہم السلام نے توبہ کی ہے پس کوئی آدمی
اوس سے کیسا مستغنی ہوگا اور جاننا چاہیئے کہ وجوب دو قسم پر ہے ایک
وجوبات شرعی ہین اور دوسری وجوبات طریقت کے ہین اور بعضی اقسام
وجوب توبہ کے واجبات شرعیہ سے ہین اور بعضی اقسام وجوب توبہ کے

واجبات طریقت سے ہین کہ اوس سے مراد عزیمت اور تقوی ہے اور واجب
طریقت کا وہ ہے کہ عموم خلق کو طاقت ادا ئی اوسکی نہین ہوتی اور تارک اونکا
اگرچہ عذاب دوزخ سے رستگار ہوگا لاکن وہ عدم ترقی کی حسرت کی عذاب
سے خلاص نہوگا جیسا کہ قیامت کے روز ایک گروہ دوسرے گروہ کو اپنے
درجات مین فوق دیکھیگا تو وہ اپنی عدم ترقی مدارج کی حسرت مین کہ
وہ بہی ایک عذاب ہے گرفتار ہوگا جیسا کہ ایک آدمی اس جہان مین اپنے
ہم جنس کے ترقی مدارج کی دیکھتا ہے اور اسلئے کہ وہ اوس درجہ کو نہین پاتا
تو وہ اپنے ہمجنس کی ترقی کے سبب سے حسرت مین گرفتار ہوتا ہے اور جہان
اوس پر تنگ اور تاریک ہوجاتا ہے اور غبن اور حسرت کی آگ اوسکی جانمین
پڑتے ہی تو بعضے وجوہ وجوب توبہ کے باعث رستگاری اوس عذاب سے
ہین اور اللہ تعالی روز قیامت کو کہ روز تغابن کا فرمایا ہے تو اسلئے کہ کوئی
آدمی اوسدن مین غبن سے خالی نہوگا الا ماشاء اللہ جسنے کہ اس جہانمین
اللہ تعالی کی عبادت نہ کی ہوگی تو وہ اوس غبن مین ہوگا کہ کسلئے مین نے
اللہ تعالی کی عبادت نہ کی اور جسنے کہ اللہ تعالی کی عبادت کی ہوگی تو وہ اس
غبن مین ہوگا کہ کسلئے مین نے طاعت زیادہ نہ کی کہ آجکے دن وہ باعث
ترقی مدارج کی ہوتی اور انبیاء اور اولیاء اللہ تعالی کے اسلئے اللہ تعالی کی
عبادت مین مقصر نہین ہوئے تاکہ وہ بروز قیامت اونکی لئے موجب حسرت
کے اور غبن کے نہو حضرت سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اپنی کو بہوکہا کہتے
تھے باوجود اسکے کہ جانتے تھے کہ سیر کہانا حرام نہین حضرت عائشہ صدیقہ

نے فرمایا ہے کہ جب مین حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے پیٹ مبارک
پر اپنا ہاتھہ رکھتے تہی تو اوسکو بہو کہا پاتے تہی اور مجھکو رحم آتا تہا تو مین کہتی تہی
کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میری جان آپ پر فدا ہو کیا ہوگا اگر آپ اس
جہان مین سیر کھایا کرین حضرت رسول اللہ علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے تہے کہ اے
عائشہ اور انبیاء اولوالعزم میرے بھائی مجھسے آگے گئے ہین اور اونہون نے اللہ تعالی سے
رتبے اور بزرگیان حاصل کئے ہین مین خوف کرتا ہون کہ اگر مین اس جہان مین تنعم مین
رہون تو ہمارا درجہ قیامت کے دن اون کے درجون سے کم ہو ایکدن حضرت عیسی علیہ السلام
اپنے سرہانے پتھر رکھکر سوئے شیطان آیا اور حضرت عیسی علیہ السلام کو کہا کہ تمنے دنیا کو
ترک کیا تہا کیا پہ اب اوس سے پشیمان ہوئے ہو حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا کہ تمنے
کیا کیا ہے کہ تو نے ایسا کہا شیطان نے کہا کہ آپنے اپنے سرہانے کو پتھر رکھا ہے اور
آپنے اپنے لئے دنیا سے آسایش چاہی ہے حضرت عیسی علیہ السلام نے وہ پتھر سرہانے
کا پھینک دیا اور فرمایا کہ میں نے اس پتھر کو دنیا کے ساتھ تجھے دیا حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے نعلین کا ایک تسمہ کہ وہ نیا تہا اچہا معلوم ہوا فرمایا کہ یہ تسمہ
نیا نعلین سے نکالو اور تسمہ کہنا اس مین لگاؤ حضرت ابابکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ
نے ایکدن دودہ پیا بعد پینے دودہ کے اون کو اوس دودہ مین کچہ شبہ معلوم ہوا تو
اونہون نے اپنے انگلیون کو اتنا اپنے حلق مین مارا اور قی کیا کہ خوف جان کا کنی کا
تہا اگرچہ یہ سب وجوہات شرعیہ سے نہین ہین لاکن یہ واجبات طریقت سے ہین کہ
وہ موجب تقوی کا ہے فتوی اور ہی تقوی اور ہی فتوی مین رخصت ہے
تقوی مین عزیمت ہے اور انبیاء اور اولیاء کو بہ نسبت عوام کے اللہ تعالی کا

خوف زیادہ ہوتا ہے اور انبیاء اور اولیاء بہ نسبت اور جمیع مخلوق کے اللہ تعالیٰ
اور اللہ تعالیٰ کے مکر سے اور اپنے راہ کے خطرے زیادہ واقف ہوتے
ہیں شاید کہ آپ جانتے ہوں گے کہ ان حضرات نے اتنا رنج اپنے پر عبث
گوارا کیا ہے اگر محض وجوب شرعی ہوتا اور وجوب طریقت کا نہ ہوتا تو
وہ اپنے پر اتنا رنج کس لئے رکھتے پس اس سے معلوم ہوا کہ آدمی کسی حالمین
توبہ سے بے پروا نہیں اور سب مؤمن پر توبہ کرنا واجب ہے اور جاننا چاہئے
کہ جو کوئی کہ اوس سے گوہر نفیس ضایع ہو تو وہ عمر بھر اوس کے ضایع ہونے کے
عذاب میں گرفتار ہوتا ہے اور ہر نفس انسان کے عمر کا ایسا گوہر نفیس ہے کہ
اوس سے سعادت ابدی حاصل کر سکتا ہے جب کوئی آدمی اوس کو صرف
معصیت کا کرتا ہے تو وہ سبب ہلاک نور ایمان کے ہوتا ہے مگر اوس ہلاک سے
تب وہ واقف ہوگا کہ اوس وقت میں حسرت نافع نہ ہوگی اور یہہ کہ قرآن مجید
میں ہے وانفقوا مما رزقناکم من قبل ان یاتی احدکم الموت
فیقول رب لولا اخرتنی الی اجل قریب الخ لینے خرچ کرو اوس سے
کہ دیا ہے ہمنے تمکو اوس کے آگے کہ تم میں سے ایک کو موت آوے پس کہے وہ
اے میرے رب کاشکے تو مہلت دیتا مجھے تھوڑی مدت غرض یہ کہ بندہ اپنے مرنے کے
وقت ملک الموت کو دیکھتا ہے اور جانتا ہے کہ یہہ وقت میرے مرنے کا ہے اوسوقت
اوس کے دل میں ایسی حسرت پیدا ہوتی ہے کہ اوسکی نہایت نہیں وہ بندہ کہتا ہے ای
ملک الموت مجھے ایک روز کی مہلت دے تا میں اپنے گناہوں سے توبہ کروں ملک الموت
کہتا ہے کہ تم بہت روز دنیا میں زندہ رہے اب تمہارا وقت مرنیکا ہے کوئی روز

تمہاری حیات سے باقی نہیں رہا وہ بندہ کہتا ہے کہ مجھے ایک ساعت کی مہلت دی تا میں اپنے گناہوں سے توبہ کروں ملک الموت کہتا ہے تمہاری عمر سے کوئی ساعت باقی نہیں رہا جب یہہ بندہ گنہگار ناامید ہوتا ہے اور ایمان اوسکا اضطراب میں آتا ہے اگر عیاذاً باللہ وہ ازل میں شقی ہے تو وہ شقاوت سے مرتا ہے اور بے ایمان ہوکر دنیا سے جاتا ہے اگر وہ ازل میں سعید ہے تو اصل ایمان اوس کا سلامت رہتا ہے اور اس جہان سے ایمان سلامت لے کر جاتا ہے فطوبیٰ لہ وبشریٰ لہ بیت۔ ایمان بسلامت بلب گور بریم ✤ احسنت براین پختی وچالاکی ما۔ صحت توبہ کے شرائط کے بیان میں۔ اے بھائیو یھدیکم اللہ تعالیٰ۔ جاننا چاہیئے کہ شرائط توبہ کے تین ہیں اون میں ایک گناہوں سے نادم ہونا ہے مطابق حدیث شریف کے الندم توبۃ پس اصل توبہ میں پشیمان ہونا ہے گناہوں سے اور نتیجہ اوس کا توبہ کی ارادت ہے اور گناہوں سے پشیمان ہونے کی علامت وہ ہے کہ مدام اندوہ اور حسرت میں ہو اور کام اوسکا گریہ اور زاری اور تضرع ہو اس لئے کہ جس نے کہ اپنے کو قریب ہلاک پایا وہ شخص مسرت اور اندوہ سے کیسا خالی ہوگا درصورتیکہ کسی کا لڑکا بیمار ہو اگر ڈاکٹر کہے کہ یہہ بیماری سخت ہے اور اوس سے خوف مرنے کا ہے تو کیسا غم اور اضطراب اوس کے باپ کو لاحق ہوگا اور سمجھنا چاہیئے کہ ہر ایک آدمی کو اپنا نفس اپنی لڑکی سے عزیز تر ہے اور اللہ تعالیٰ اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ڈاکٹر سے زیادہ صادق ہیں اور خوف ہلاک ایمان کا اور عذاب آخرت کا خوف مرگ سے عظیم تر ہے اس لئے کہ موت باعث تلف زندگانی چند روزہ

کا ہے اور تلف ایمان کا موجب ہلاک آخرت اور سبب تلف عیش و تنعم جاودانی
ہے اور دلالت معصیت کے اللہ تعالیٰ کے غضب پر ظاہر تر اور قوی تر ہے دلالت
کرنے بیماری کے سے مرگ پر پس اگر اس سے خوف اور حسرت نہ ہو تو اوس کا سبب
یہہ ہے کہ معصیت اوس کی اوس کے ایمان پر محیط ہو گئی ہے اور نور ایمان اوس کا
درمیان ابر عصیان اوس کے ناپدید ہو گیا ہے ہر چند آتش حسرت اور ندامت گناہ کے
سوزان تر ہو گی اثر اوس کا تکفیر گناہ اور کفارت ذنوب مین عظیم تر ہو گا اسلئے
کہ اوس زنگ معاصی اور ظلمت بزہ کو کہ اوس کے دل پر بیٹھا ہے بغیر آتش ندامت کے
وہ توبہ ہی کوئی اور چیز نہ پگلا دے گی اور گناہ کی ندامت مین تائب کا دل زیادہ تر
صاف ہوتا ہے اور غنیۃ الطالبین مین حدیث شریف ہے روی عن النبی
صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال جالسوا التوابین فانھم ارق افئدۃ یعنے
تائبون کے ساتھہ بیٹھو کہ وہ زیادہ نرم دل ہین اور جس قدر کہ دل آدمی کا صاف ہو گا
وہ معصیت سے متنفر ہو گا اور دوسری شرط توبہ کی ترک کرنا گناہون کا ہے جمیع حالات
اور جمیع ساعات مین اور تیسری شرط یہہ ہے کہ پھر گناہون کے طرف رجوع نکرے
مطابق قول حضرت ابی بکر واسطے کی کہ جب پوچھا گیا توبہ نصوح سے تو اونہون نے
کہا کہ توبہ نصوح وہ ہے کہ تائب پر اثر معاصی ظاہر یکا اور باطنی کا باقی نرہے ایک
نبی نے جو انبیاء بنی اسرائیل مین سے تھے اللہ تعالیٰ کی درگاہ مین ایک شخص کے توبہ
کے قبول ہونے کے لئے شفاعت کی کہ وہ شخص بھی بنی اسرائیل کی قوم سے تھا
وحی آئی کہ مجھے قسم ہے اپنی عزت کی کہ اگر تمام آسمانون کے فرشتے اوس کی شفاعت
کرین تو مین توبہ اوس کی قبول نکرونگا جب تک کہ حلاوت گناہ کی اوس کے دل سے

باقی ہے اور سمجھنا چاہیئے کہ معصیت اگرچہ مرغوب و مطبوع ہے لاکن تائب کے
حق مین مانند شہد کے ہے کہ اوس مین زہر ہو اور جس نے کہ ایک بار اوس شہد
زہرآلودہ سے چکھا ہے اور بہت رنج اوس سے دیکھا ہے جب اور بار اوس کا
اندیشہ کرے گا تو اوس کی کراہیت سے اوس کے تمام بدن کے رونگٹے اوٹھینگے
اور حلاوت اور لذت اوس شہد کی اوس کے خوف زیان مین نزدیک اوس
تائب کے منفی ہوجائے گی اور جو کوئی گناہون سے تائب ہے یہ تلخی زہر سب گناہون مین
پاوے گا اگرچہ وہ بظاہر مانند شہد کے شیرین ہونگے اور زہر اس لئے اوس مین ہے
کہ گناہ کرنے سے اللہ تعالی غضب ہوتا ہے لاکن پشیمانی گناہ کے کہ توبہ کی ارادت سے
پیدا ہوتی ہے تین زمان سے متعلق ہے حال و ماضی و استقبال سے اور پشیمانی
حال کی تو یہہ ہے کہ وہ تمام معاصی کو ترک کرے اور ادائی مفروضات مین مشغول ہو
اما پشیمانی مستقبل کی وہ ہے کہ عزم راسخ کرے کہ آخر عمر تک توبہ پر قایم رہے اور
اللہ تعالی سے ظاہرا اور باطنا عہد محکم کرے کہ ہرگز پھر گناہ نکرے اور اوس کے
فرائض کی ادائی مین مقصر نہووے اور تائب بیشک کہ عزلت اور خاموشی اختیار
نکرے گا اور اوس کو اکل حلال اور صدق مقال نہ ہوگا اور وہ شبہات سے مجتنب نہوگا
تو توبہ اوس کی کامل نہ ہوگی اور بزرگون نے فرمایا ہے کہ اگر رغبت خلاف شرع
کی تائب پر غالب ہو تو وہ سات مرتبہ اون سے اپنے کو روکے پس انشاء اللہ
اوس کو اجتناب سہل آسان ہوگا لاکن ارادت ماضی اس سے متعلق ہے کہ
گناہون گذشتہ کو تدارک کرے اور سوچے کہ اللہ تعالی کی کون سے حقوق ہین
اور بندون کے کونسی حقوق مین وہ مقصر رہا ہے اور اوس کو ادا نہین کیا

اور اللہ تعالیٰ کے حقوق دو قسم پر ہین ایک ادائی فرض کے دوسرا ترک معاصی کا
اما ادائی فرائض کے لئے چاہئے کہ اوس روز سے کہ وہ بالغ ہوا ہے اگر تمام
فرائض اوس سے قضا ہوئی ہون یا بعض فرائض اوس سے قضا ہوئی ہون یا کسی یا کسی روز
اوس کی نماز قضا ہوئی ہو بغیر شرائط اور ارکان نماز کے اوس نے نماز پڑھی ہو جیسے
نماز کو بی وضو پڑھا ہو یا وضو مخل سے پڑھا ہو اور مضمضہ اور استنشاق اور غسل وجہ
اچھا نکیا ہو یا ریشمی کپڑے مین نماز پڑھی ہو یا کپڑے مغصوبہ سے نماز مین یا زمین مغصوبہ
پر نماز پڑھی ہو یا حالت ادائی فرائض مین اوس کا کپڑا پاک نہ ہو یا وضو یا رفع جنابت
پانی غیر طاہر سے کیا ہو یا جمیع فرائض کی ادائی کے وقت اوس کی نیت درست
نہوئی ہو یا اوس کے اعتقاد مین خلل اور شک واقع ہوا ہو تو ان صورتون مین
وہ فرائض ادا کرے اور اوس روز سے کہ اوس کے پاس مال بقدر نصاب
شرعی کی یا اوس سے زاید جمع ہوا ہو یا اور اشیاء تجارت کے بقدر مال نصاب کے
یا اوس سے زائد اوس کے پاس موجود ہوئے ہون بشرطیکہ وہ قرضدار نہو
اور اگر در صورتی کہ وہ قرضدار ہو تو بعد نکالنے مال مقروضہ کے اگر وہ مال بقدر
نصاب کے یا اوس سے زاید رہجاوے یا اوس کے پاس زیور یا ظروف یا اور
اشیاء رسمین یا زرین ہون اور مدت ایک برس کی اوس کو اوس مال کے قابض
ہونے پر گذر چکی ہو یا اوس کے مواشی ہون کہ اوس کے حوائج ضروری سے زاید
ہون اگر اوس نے حسب مسئلہ شریعہ فقیہ کے اون کی زکوۃ ندی ہو یا بعضی برسون مین
دی ہو اور بعضی برسون مین ندی ہو اگر در صورتی کہ وی بھی ہو تو وہ مستحقین زکوۃ کو
ندی ہو تو ان صورتون مین اوتنا مال زکوۃ کا اپنی نقد اور جنس اور مواشی سے نکال کر

للہ مساکین اور فقرا اور غیر ہما مستحقین زکوۃ کو دیوی اگر اوس سے روزی ماہ رمضان
کی قضا ہوئے ہون یا اون کی نیت فراموش کی ہو تو جتنے روزے قضائے کہ
یقیناً اوس کو معلوم ہون ادا کرے اور جتنے روز دن مین اوس کو شک واقع ہوا ہو
تو غالب ظن پر اوتنے دن روزے رکھے اور تقوی یہہ ہے کہ بغیر اعتبار غلبہ ظن کے
تمام ایام مشکوکہ کی روزے رکھے علی ہذا القیاس نماز اور زکوۃ کی ادائی مین بھی اگر
اوس کو شک واقع ہو تو غالب ظن پر عمل کرے اور احوط یہہ ہے کہ سب کو ادا کرے
اور اگر آدمی کو استطاعت نفقہ عیال کے اور استطاعت زاد راحلہ کے ہو اور حرمین
الشریفین کی راہ مین اوس کو خوف تلف ہونے اپنی جان کا نہو بشرطیکہ وہ مرد مسلم
صحیح بصیر عاقل بالغ ہو تو حج کی ادائی مین توقف نکرے غنیۃ الطالبین مین حدیث
شریف ہے قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من وجد زادا وراحلۃ
تبلغہ البیت فلم یحج فلا علیہ ان یموت یھودیا او نصرانیا
او علی ای ملۃ شاء وفی لفظ من مات ولم یحج فان شاء
ان یموت یھودیا او نصرانیا یعنے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے کہ جو شخص توشہ راہ اور راحلہ پر قادر ہو اور حج نکرے تو اوس کو باک
نہین کہ وہ یہودی مرے یا نصرانی مرے یا کسی اور دین غیر اسلام پر مرے اور دوسری
روایت مین ہے کہ جو کوئی مرے اوس حال مین کہ اوس نے حج نہین کیا پس برابر
ہے کہ وہ مرے یہودی یا نصرانی اور یہہ اسلئے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ بندۂ مؤمن حکم حج کی بجا آوری کی نگہداشت اور اوس کے ضایع
ہو جانے سے خوف کرے اور ترک معاصی کے لئے چاہیے کہ ایام بلوغ سے

اپنے تمام معاصی مثل معاصی آنکھ کے اور کان کے اور زبان کے اور ہاتھ کے اور پاؤن کے
اور شکم کے اور فرج کے اور جمیع اعضا کے یاد کرے اور سوچے کہ وہ صغیرہ ہین
یا کبیرہ ہین اور اون مین سے کتنے متعلق حقوق اللہ سے ہین اور اون سے
کتنے متعلق حقوق العباد سے ہین اور سب معاصی اپنے ایک ایک برس کی اور
ایک ایک مہینے کے اور ایک ایک ہفتہ کی اور ایک ایک دن اور ایک ایک
ساعت کی تفتیش کرے اور تفصیل وار اپنی فہرست گناہون کی غور سے ملاحظہ فرماوے
تاکہ وہ تمام گناہون اپنے پر مطلع ہو اور اون لوگون کو بھی یاد کرے جو کہ اوس کے
ساتھہ اون گناہون کے کرنے مین شریک تھے اور وہ مقام اور وہ جگہہ بھی
یاد کرے جہان اوس نے وہ گناہ کئے تھے اور اون گھرون کو بھی خیال کرے
کہ جہان اپنی دانست مین اوروں کی نظرون سے وہان چھپ کر وہ گناہ کئے تھے
اور وہ غافل تھا کراماً کاتبین کی آنکھون سے کہ وہ نیند نہین کرتے اور ایک طرفۃ العین
بھی اُن کی آنکھہ بند نہین ہوتی جو کچھہ کہ آپ کرتے ہو اوس کو وہ جانتے ہین مطابق
آیت قرآن مجید کے ہو ما یلفظ من قول الا لدیہ رقیب عتید یعنے
آدمی کوئی بات نہین کرتا مگر اوس کے نزدیک نگہبان آمادہ ہین اگر وہ معاصی کبیرہ
ہون اور متعلق حقوق عباد سے نہون بلکہ وہ متعلق حقوق اللہ سے ہون مثل زنا کے
اور لواطت کی اور شراب خواری کے اور اور ایسی معاصی کہ شرعاً اون پر حد
واجب ہوتی ہے تو کفارہ اوس کا یہہ ہے کہ توبہ کرے اور تائب کو لازم نہین
کہ توبہ کی صحت کے واسطے اپنی آپ کو رسوا کرے اور اپنا پتہ دے پہاڑے کہ وہ حاکم
یا بادشاہ یا قاضی کے پاس حاضر ہو کر اوس کی حد جاری کرائے غنیۃ الطالبین مین

حدیث شریف ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ من اتی
بشیئی من ھذا القاذورات فلیستتر بستر اللہ تعالیٰ ولا یبدی لنا
صفحتہ فان من ابدا لنا صفحتہ اقمنا علیہ حدود اللہ یعنے جو شخص
لاوے ایسی خراب چیزین اوس کو چاہیئے کہ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے
پردہ مین چھپائے اور ہمارے پاس اپنے گناہون کا اظہار نکرے اس لئے
کہ ہمارے نزدیک جو کوئی اس امر کا افشا کرتا ہے تو ہم اوس پر حد شرعی جاری
کرتے ہین اور اگر در صورتی کہ اوس نے اپنا جرم کو ظاہر کیا اور اوس کا احوال
حاکم وقت یا قاضی تک پہونچا اور اگر حاکم یا قاضی نے عام کے روبرو اوس پر
حد جاری کی تو وہ گناہ اوس کا دفع ہوا اور توبہ اوس کی درست ہوئی اور
اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی وہ مقبول ہوئے۔ اور وہ آلایش گناہ سے پاک ہوا
بلکہ اوس کو چاہیئے کہ وہ اپنے گناہ کو فاش نکرے اور وہ حاکم حقیقی کے بارگاہ
عالی مین توبہ کرے اور اوس سے رجوع کرے اور اپنے گناہون کو مدنظر
رکھکر اوس سے نادم ہوکر مستغفر ہووے غنیۃ الطالبین مین حدیث شریف ہے
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان العبد لیذنب الذنب فیدخلہ
الجنۃ قالوا یا نبی اللہ وکیف یدخلہ الجنۃ قال یکون الذنب تصب
علیہ یستغفر منہ ویندم علیہ حتی یدخل الجنۃ یعنے فرمایا حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق بندہ گناہ کرتا ہے پس وہ گناہ اوسکو بہشت
مین داخل کرتا ہے کہا صحابہ نے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیسا گناہ
اوس کو بہشت مین داخل کرتا ہے فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

کہ وہ گناہ اوس گنہ گار کے مدنظر رہتا ہے اور وہ اوس گناہ کے جناب
حضرت باریتعالیٰ سے آمرزش چاہتا ہے اور اوس سے توبہ کرتا ہے
اور پشیمان ہوتا ہے تا آنکہ وہ گناہ اوس کو بہشت مین لاتا ہے اور
بندۂ مومن کو چاہیے کہ اون گناہون کے عوض مین حسنات بھی کرے
اور اقسام کے مجاہدات مین مشغول ہووے جیسے کہ روزے رکھنا اور مباح
اور لذیز چیزون کو کم کھانا اور شب کا قیام کرنا اور قرآن مجید کو کثرت سے
پڑہنا اور وظیفے پڑہنا اور علاوہ اوس کے اور حسنات کرنا تاکہ وہ حسنات اوس
سئیات کو محو کرین غنیۃ الطالبین مین حدیث شریف ہے ۔ قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم ار شیئا احسن طلبا ولا اسرع
ادراکا من حسنۃ حدیثۃ لذنب قدیم قال اللہ تعالیٰ ان الحسنات
یذھبن السئیات وذالک ذکری للذاکرین یعنے کوئی چیز اچھا طلب
کرنے والی اور جلد پانے والی ایسی مینے نہین دیکہی جیسا کہ حسنات نئی سئیات
پرانے کو پاتے ہین اور اوس کو دفع کرتے ہین اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید مین
فرمایا ہے ان الحسنات یذھبن السئیات الایہ یعنے نیکیان دفع
کرتے ہین بدیون کو یہہ نصیحت اللہ تعالیٰ کے یاد کرنے والون کے لئے ہے
اگر وہ معاصی کبیرہ اور متعلق حقوق اللہ سے ہون لاکن اون پر حد شرعی واجب
نہوتی ہو مانند شرک باللہ کے اور اصرار معصیت صغیرہ کے اور قنوط رحمت اللہ
سے اور امن مکر اللہ سے اور جہاد کی صف جنگ سے بہاگنا تو اُن کا کفارہ یہہ ہے
کہ وہ اون سے توبہ کرے اور نادم ہو اور اون کے عوض حسنات کرے کما ما

اور اگر وہ معاصی کبیرہ متعلق حقوق العباد سے ہوں اور اوس پر حد شرعی
واجب ہوتی ہو مانند قتل ناحق کے تو کفارہ اوس کا یہہ ہے کہ وہ اپنے کو
مقتول کے وارثون کے تفویض کرے تاکہ مقتول کے عوض اوس کو قتل
کرین یا وہ مقتول کی دیت اوس کے وارثون کو دیوے یا اون سے
مقتول کی دیت یا اوس قتل کا گناہ معاف کراے اور اللہ کی جناب مین
توبہ کرے اور اگریہ اور تضرع اور زاری سے اوس گناہ کا استغفار کرے
اور مقتول کے لئے مغفرت چاہے اور مقتول کی روح کو ساتھہ صدقہ کے
اور فاتحہ کے خوشنودی کرے یا وہ گناہ مانند چوری کے ہو کہ وہ بھی متعلق
حقوق سے عباد سے اور مستوجب حد شرعی کا ہے تو کفارہ اوس کا یہہ ہے کہ
مال مسروقہ اوس کے مالک کے تفویض کرے یا اوس سے بخشواے اور درصورت
عدم حیات مالک کے وہ مال مسروقہ اوس کے وارثون کو دیووے اور درصورت
عدم موجودی اوس کے وارثون کے اور درصورت عدم تعارف مالک مال مسروقہ
کے توبہ کرے اور اوس سے مستغفر ہو اور اوس کے مالک کے لئے جناب الٰہی سے
استغفار کرے اور شہادت زور اور یمین الغموس اور قذف محصن مین کہ وہ بھی
کبائر سے اور حقوق العباد سے ہین کہ اوس کے جھوٹی گواہی دینے سے یا جھوٹی
قسم کہانے سے یا زنا کی جھوٹی تہمت لگانے سے کسی مسلمان کو نقصان پہونچایا
ہو یا کہ عزت ریزی کی ہو تو کفارہ اوس کا یہہ ہے کہ حاکم یا قاضی کے آگے
اپنی قسم کا یا شہادت کا یا قذف کا بابطلان ظاہر کرے اور کہے کہ مینے
فلان کے حق مین جھوٹی شہادت دی تھی یا جھوٹی قسم کھائی تھی یا فلان کو

زنا کی تہمت جھوٹی لگائی تھی تاکہ وہ حاکم یا وہ قاضی اوس کا حق کہ جس کی تھین
اوس نے قذف محصن یا شہادت زور یا یمین الغموس کی تھی اوس کو دلوادی
اور درصورت نہ دلوانے حاکم کے وہ اتنا نقصان اپنے مال سے ادا کرے
اور اگر وہ اوس کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو کفارہ اوس کا یہہ ہے کہ وہ
گناہ اون سے عذر اور تضرع سے بخشوائے اور اگر اون کو وہ نپاوے تو
وہ اپنے گناہون سے نادم ہوکر توبہ کرے اور مستغفر ہووے اور اون کے
لئے صدقہ دیوے اگر اوس نے کسی کو سحر سے نقصان پہونچایا ہو کہ وہ
بھی کبائر ہے اور حقوق العباد سے ہے تو کفارہ اوس کا یہہ ہے کہ اگر وہ
دفع سحر کا جانتا ہو تو اوس کو دفع کرے اور مسحور سے وہ گناہ معاف کرائے
اور اگر وہ دفع سحر کا نہ جانتا ہو تو اوس مسحور کو اور کسی کے پاس کہ وہ دفع
سحر کا کرتا ہو لیجاکر اوس کا سحر دفع کرائے اور درصورت عدم قدرت اوس کے
مسحور سے اپنا گناہ معاف کرائے اور سحر کرنے سے آیندہ توبہ کرے
اور درصورتے کہ بغیر توسط اوس کے کسی اور سے دفع سحر ہوگیا ہو تو
کفارہ اوس کا یہہ ہے کہ احسان اور معذرت اور عجز سے وہ گناہ مسحور سے
معاف کرائے اور درصورت نہ پانے اوس کے وہ گناہ اوس کے وارثون
سے بخشوائے اور مسحور کے لئے صدقہ دیوے اور مستغفر ہو اور اگر اوس نے
اپنے والدین کا عقوق کیا ہو کہ وہ بھی کبائر ہے اور حقوق العباد سے ہے تو
کفارہ اوس کا یہہ ہے کہ اوس سے توبہ کرے اور درصورت حیات
والدین کے اون سے احسان کرنے سے اور خدمت کرنے سے اور گریہ

اور زاری سے اور عجز اور نیاز سے اپنا گناہ اون سے معاف کرائے
اور درصورت عدم حیات اون دونون کے یا اون مین سے ایک کے اون کے
اقربا سے اور احباب سے احسان اور دوستی کرے اور اون کے لئے جناب
باری مین مغفرت چاہے اور اون کے ارواح کو فاتحہ اور صدقہ اور حسنات سے
شاد کرے اور ایسا ہی اور حقوق العباد مین اگر کسی کو کسی پر حق مالی ہو کہ اوس نے
کسی سے قرض لیکر ادا نکیا ہو یا کسی کا حق غصب کیا ہو یا کسی سے رشوت
لی ہو یا کسی سے سود لیا ہو یا کسی کا مال غارت کیا ہو یا اوس نے امانت مین
یا عاریت مین خیانت کی ہو یا کسی کا حق ندیا ہو اور اگر درصورتیکہ دیا ہو تو
وہ کم دیا ہو یا اوس نے کسی چیز عیب دار کا عیب مخفی کرکے فروخت کیا ہو
یا اوس نے بطریق دغا اور فریب کے کسی کا حق رکھا ہو یا اوس نے اشیاء
گران مین اشیاء ارزان کو ڈال کر بیچا ہو جیسا کہ سونے مین یا چاندی مین
پیتل یا تانبا یا اور شئے کو کہ اوس سے ارزان ہون یا دودہ مین پانی یا روغن
مین تیل یا مسکہ و ملائی مین آٹا یا گیہون کی آٹے مین جو یا جواری یا باجری کا
آٹا ملا کر بیچا ہو یا کسی شئے کو ناقص کرکے بیچا ہو جیسا کہ دودہ کا یا دہی کا مسکہ
یا ملائی نکال کر بیچا ہو یا ایک چیز کے ایک جنس گران کو دکہا کر اوس چیز کی
ارزان جنس کو بیچا ہو جیسا کہ دس سیر فی روپیہ کے گیہون کو یا چانول کو یا اور
اجناس کو دکہا کر بارہ سیر فی روپیہ کے وہ اجناس بیچے ہون یا اچہا کپڑا دکہا کر
اوس جنس سے خراب کپڑے کو بیچا ہو یا ایسے اور حقوق العباد کہ تفصیل
اون کی دشوار ہے اوس پر ہون تو کفارہ اون کا یہہ ہے کہ وہ اون سب

گناہون سے توبہ کرے اور نادم ہو اور جناب آلہی مین اون سے استغفار کرے
اور اون سب حقدارون کو اون کا حق پہونچادے یا اون سے عذر اور معذرت اور
الحاح کی ساتہہ اون کا حق بخشوائے اور درصورت نہ پانے اون کے وہ حق اون کے
وارثون کو ڈہونڈہکر دیوے اور درصورت نہ پانے اون کے وارثون کے
یا عدم تعارف اون حقدارون کے اور اون کے وارثون کے یا درصورت عدم
قدرت ادائی اوس کے حقوق کے اوس کے حقدارون کے لئے جناب
آلہی سے طلب آمرزش کے کرے اور صدقہ اور فاتحہ سے اون کی ارواح کو
خوشنود کرے غرض یہہ کہ جس صورت مین کہ اوس کو کسی کا روپیہ یا پیسہ یا درم
یا دینار یا قران یا غلہ یا اور جنس دینا ہو تو کفارہ اون کا یہہ ہے کہ بعد توبہ کے
وہ اون حقوق کے مالکون کو ڈہونڈکر وہ حق اون کا ادا کرے اور اگر وہ اون کے
مالکون کو نہ پاوے تو اون کے وارثون کو دیوے اور یہہ بہت دشوار ہے
حاکمون اور سوداگرون کو اس لئے کہ اون کا معاملہ بہت آدمیون سے واقع
ہوتا ہے اور اگر درصورتی کہ اون کو اون سبون کا بلانا اور پانا اور جمع کرنا دشوار
ہو تو چاہئے کہ وہ اتنی عبادت اور حسنات کرے کہ اون سب کے حقوق اوس کے
حسنات سے وضع ہوکر اوس کے لئے بھی حسنات بچین اور اگر درصورتے کہ
اوس پر کفارے اور نذور رہون تو اوس کو بھی چاہئے ادا کرے اور آدمیون کے
ایذا پہونچانیکا کفارہ یہہ ہے کہ اون کے ساتہہ احسان کرے اور اون کے
حق مین دعا خیر کرے اگر کسی کو اوس نے زبان سے ایذا دے ہے یا اوسکو
پیٹا ہے اور وہ فوت ہوگیا ہو تو اوس کے لئے اللہ تعالی کی جناب مین

رحمت اور مغفرت مان گے اور اوس کے فرزندون اور دارثون سے
احسان کرے اور اگر اوس نے کسی کی غیبت کرنے سے یا چغلی سے یا عیب
لگانے سے آبرو ریزی کی ہو تو کفارہ اوس کا اوس کی تعریف کرنا ہے
اگر وہ لوگ کہ جس کی اوس نے غیبت یا چغلی یا عیب جوئی کی ہو وہ مسلمان
ہون تو کفارہ اوس کا یہہ ہے کہ اون مین جو باتین لائق ستائش کی ہون
جن کو وہ جانتا ہو اون کے اقربا اور احباب اور امثال کی محفلون اور مجمعون
مین وہ ظاہر کرے اور اوس غیبت یا چغلی یا عیب گوئی کی باتین مین سے
جو کچھہ کہ اوس نے اون کے حق مین کہے ہون اپنے کو جھٹلائی اور کہے
ہمنے وہ باتین جھوٹ کہین تھی سلطان الاتقیاء سید الافراد محبوب سبحانی
حضرت محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غنیۃ الطالبین مین
فرمایا ہے واما الاعراض فموسم الناس وشتائمہم مثالبہ وھو
الجنایۃ علی القلوب وکذالک غیبتہم وذکرہم بالقبیح وما یسوءہم
من الغیبۃ الخ یعنے اگر کوئی شخص نے کسی کی آبرو ریزی گالی گلوچ
اوس کے روبرو کی ہو وہ گناہ دل آزاری کا ہے اور اسیطرح غیبت
یا عیب گوئی یا کسیطرح کی برائی اور وہ وہ کلام ہے کہ اگر کسی کو وہ مقابل
لکھا جاوے تو وہ اوس سے آزردہ ہو جائے تو جب ایسے کلام کو اوس کی
غیبت مین کہوگے تو وہ غیبت ہے تو اوس کا کفارہ یہ ہے کہ اوس کا ذکر
اوس کے سامنے کرکے اوس سے بخشوائے اگر کسی نے ایک جماعت کی
غیبت کی ہو تو کفارہ اوس کا یہہ ہے کہ اوس جماعت کی ایک ایک آدمی کے سامنے

جاکر کہے اور اوس سے عفو چاہے اگر اوس مین سے کوئی آدمی فوت ہوگیا
ہو تو اوس کے تدارک کے لئے بہت سے نیکیان کرے اور اسیطرح پر
عمل کرنا اوسوقت مناسب ہے جبکہ اوس غیبت وغیرہ کی خبر اون لوگون کو
پہنچے اوس جماعت کے آدمیون کو پہونچ گئی ہو کہ جس جماعت کے کہ اوس نے
غیبت کی ہو اور اگر درصورتیکہ اوس جماعت کے آدمی اس غیبت سے
بے خبر ہین تو کچھ ضرور نہین کہ اوس غیبت کی خبر اون کو پہونچاوے اور
اون سے معافی چاہے اس لئے کہ اوس کی سننے سے اون کے دلون کو
رنج پہونچے گا بلکہ اوس کو چاہیئے کہ جن لوگون کے آگے اوس نے اون کی
غیبت بیان کی ہو اون کے آگے اپنے کو وہ جھٹلائے اور اون کی وہ تعریف
کرے کہتا ہے فقیر مودودی کہ اون کے لئے استغفار بھی کرے حضرت
انس سے مروی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ
ان من کفارۃ الغیبۃ ان تستغفر لمن اغتبتہ بقول اللھم اغفرلنا
ولہ یعنے کفارہ غیبت کا یہہ ہے کہ جس کی تو نے غیبت کی ہے اوس کے
لئے طلب مغفرت کی کرے اور کہہ کہ یا اللہ مجھے اور اوس کو مغفرت فرما۔
غوث الاعظم قطب الائمہ حضرت محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ
عنہ نے غنیۃ الطالبین مین لکھا ہے ولا بد ان یعرفہ قدر جنایتہ
ولا یعرض لہ فی سائر المظالم ولا یکفی فی ذالک لاستحلال لانہم لم
یعنے جانی کو ضرور ہے کہ قدر گناہ اپنے کا مجنی علیہ کے آگے ظاہر کرے اور
جمیع گناہون مین سخن سربستہ نکہے اس لئے کہ جب مجنی علیہ کو قدر جنایت

جانے کا معلوم ہو شاید کہ وہ معاف کرنے سے خوش نہ ہو بلکہ مجنی علیہ اپنے
عوض کو روز قیامت پر موقوف رکھے بغرض اس کے کہ تاکہ وہ اوس
گناہون کے عوض مین جانے کے حسنات لیوی اور درصورت عدم
موجودگی حسنات جانے کی اوس گناہون کے عوض مین اپنی سئیات جانے
کو دیوے تو چاہئے کہ جانے اپنے گناہ کے مقدار مجنی علیہ کی آگے ظاہر
کرے اگر درصورتیکہ وہ ایسا گناہ ہے کہ اگر وہ مجنی علیہ سے کہا جاتا ہے تو
مجنی علیہ اوس کے سننے سے آزردہ ہو جاتا ہے مانند زنا کے کہ اوس کی
بیوی یا اوس کے جاریہ سے ہوا ہو یا اور گناہ تو اس صورت مین چاہئے
کہ مجنی علیہ سے گناہ مبہم معاف کرائے اگر اوس صورت مین کہ مجنی علیہ
جانے کا گناہ مبہم معاف کرے تو بھی مظلمۂ مبہم گناہ کا جانے پر رہیگا پس
جانے تائب کو چاہئے کہ ابہام گناہ کا جبر نقصان حسنات سے کرے جیسا کہ جبر
نقصان مظالم میت کا اور غائب کا حسنات سے کیا جاتا ہے اور اگر درصورتیکہ
وہ ایسا گناہ ہے کہ اگر جانے اوس کا ذکر کرکے مجنی علیہ سے معافی چاہتا ہے
تو مجنی علیہ اوس کو جلدی معاف نہین کرتا یا مجنی علیہ جانی کرہ اوس جنایت کی
عوض مین نقصان پہونچاتا ہے تو اس صورت مین طریقہ اوس کے معاف
کرانیکا اور بخشوانیکا یہہ ہے کہ جانے طریقہ دوستی کا مجنی علیہ سے جاری
رکھے اور اوس کے حوائج کے انصرام مین اور مہام کے انجاح مین سعی کرے
اور ہر وقت اوسی احسان اور محبت کرتا رہے تاکہ اوس کے دل مین جانیکی
طرف سے محبت پیدا ہووے اور وہ بسبب محبت جانی کے گناہ جانیکا معاف کرے

اس لئے کہ انسان بندہ احسان کا ہے اور جو کوئی کہ کسی سے بسبب کسی گناہ کے
نفور ہوتا ہے تو وہ بسبب محبت کے اور احسان کے مائل بھی ہوتا ہے اور اگر دوستی
کرنا اور احسان کرنا اور شفقت کرنا مجنی علیہ سے اوس کو دشوار ہو پس کفارہ
اوس کا تکثیر حسنات سے کرنا چاہیئے تاکہ اللہ تعالیٰ پر روز قیامت کے جانے
کے حسنات جنایت کی قصاص مین مجنی علیہ کو دیوے اور در صورت عدم قبول
حسنات جانے کے مجنی علیہ کو اوس کے قبول مین مجبور کرے اور یہہ مانند اوس
صورت کے ہے کہ ایک آدمی اور کسی آدمی کا دنیا مین کچھہ مال تلف کرتا ہے
اور آدمی متلف اوس مال متلف کے عوض مین متلف عنہ کو اوتنا مال دیتا ہے
اگر متلف عنہ متلف سے وہ مال قبول نکرے گا تو حاکم یا قاضی اوس مال کے
قابض ہونے پر متلف عنہ کو مجبور کرے گا اگر متلف عنہ چاہے یا نہ چاہے
اور ایسا ہی اللہ تعالیٰ روز قیامت کے در صورت عدم قبول حسنات جانی
کی مجنی علیہ کو اون حسنات کے قبول کرنے پر مجبور کرے گا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ
احکم الحاکمین اور اعدل العالمین ہے غوث الاغواث ربانی قطب الاقطاب
صمدانی حضرت محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غنیۃ الطالبین
مین فرمایا ہے لا بد للتائب من تکثیر الحسنات والنوافل لیرضی بها
الخصوم یوم القیامة وترفع بها الفرایض کما قال النبی صلی اللہ علیہ
وسلم اکثروا من النوافل یرفع بها الفرایض او کما قال ویعقد مع اللہ
تعالیٰ عقدا صحیحا مؤکدا وعهدا وثیقا لا یعود الی تلک الذنوب
ولا امثالها ابدا ویشتغل علی ذالک بالعزلة والصمت

وقلة الاکل الخ یعنے تائب کو بجز کثرت سے نیکیان کرنے کے اور
نفلین پڑھنے کے کوئی چارہ نہین ہے تاکہ بروز قیامت اپنے دشمنون کو
عوض اپنے حسنات کے خوشنودی کرے اور اُن نیکیون اور نوافل کے
باعث اوس کے فرائض عند اللہ مقبول ہون جیسا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بہت سے نفلین پڑھ ہو کہ بسبب اون کے فرائض
مقبول ہوتے ہین اور اللہ تعالی کی جناب مین پہونچتے ہین یا ایسا فرمایا کہ
اللہ تعالی سے عقد درست مؤکد اور عہد محکم باندھے اسپر کہ پھر وہ اون گناہون
کے طرف اور اون گناہون کے اشال کیطرف عود نکرے اور وہ شفاعت
کرے عقد صحیح اور عہد وثیق کے وفا کے لئے گوشہ نشینی سے اور خاموشی سے
اور کم خوری سے اور کم خوابی سے اور حصول قوت حلال سے اور پرہیز
حرام سے اور شبہ داری سے کہ اوس قوت حلال کو کسب سے حاصل کیا
ہو یا کوئی اسباب تجارتی اوس کے ہاتھہ مین ہو کہ وہ اوس کو ارث سے
حاصل ہوا ہو یا اور کسی وجہ حلال سے حاصل ہوا ہو اگر درصورتیکہ اوس کے
میراث مین شبہ یا حرام ہو تو اوس کو اپنے یہان سے نکالے اور اوسمین
کچھہ نہ کھاوے اور نہ اپنے کو اوس سے آلودہ کرے اس لئے کہ حرام سرگناہ ہوتا
ہے اور اکل حلال اور ورع اور صفائی لقمہ کے سرمایہ دین کا ہے آدمی
سے جو کچھہ نیکی یا بدی پیدا ہوتی ہے تو وہ لقمہ کے سبب سے ہوتی ہے
لقمہ حلال نیکی پیدا کرتا ہے اور لقمہ حرام بدی پیدا کرتا ہے جیسا کہ ہانڈی
کہ جب پکجاتی ہے وہ چیز کہ اوس مین ہی اور پختگی اوس کی کامل ہوتی ہے

تو اوس وقت ہوا اور بو اوس طعام کی کہ اوس مین ہے ظاہر ہوتی ہے
اور ہر ہر تن سے وہی ٹپکتا ہے کہ اوس مین ہے یعنے جس کا اکل حلال
ہوگا اُن سے حسنات اور خیرات اور عبادات ظاہر ہون گے اور
جس کا اکل حرام ہے اون سے عصیان اور طغیان اور فساد پیدا ہون گے
اور تائب کو چاہیئے کہ علماء ربانی اور فقہاء دیندار اور پرہیزگار اور اہل تقوی
سے ہمنشینی اختیار کرے تاکہ اون کی صحبت سے امر دین کا اور سلوک اور طریقت
الی اللہ کا اور حسن ادب طاعات کا اور قیام فی امر اللہ کا استفادہ کرے تاکہ
اوس کو وہ رموز غموض اسرار مخفیہ سلوک الی اللہ سے آگاہ اور خبردار
کرین اور سکھاوین پس کسی سالک طریقت کو دلیل سے کہ اوس کو دلالت
کرے اور مرشد سے کہ اوس کو ارشاد کرے اور ہادی سے کہ اوس کو
ہدایت کرے اور کھینچنے والی سے کہ اوس کو کھینچے چارہ نہین تاکہ وہ اوس
سالک کو صدق اور اخلاص اور مجاہدہ استعمال کرائے اللہ تعالی نے قرآن مجید
مین فرمایا ہے والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا یعنے وہ لوگ کہ
ہمارے راہ مین مجاہدہ کرتے ہین البتہ دیکھاتے ہین ہم اون کو راہین اپنی
پس مجاہدہ کرنے والی صادق کے لئے ہدایت طریق وصول الی اللہ حق ہے
اور جب مجاہدہ مین مجاہدہ کرنے والا صادق ہوگا تو اوس کو عدم ہدایت ہوگی
اس لئے کہ اللہ تعالی اپنے وعدہ کا خلاف نہین فرماتا اور اللہ تعالی اپنے
بندون پر ظلم نہین کرتا اور وہ ارحم الراحمین ہے اور بہت مہربان ہے
اور رحیم ہے اور لطف فرمانے والا ہے اپنے خلق سے اور احسان کرنے والا

ہے اپنے مخلوق سے اور جو آدمی کہ اوس کے طرف متوجہ ہوتے ہین تو وہ یاری
کرنے والا ہے اور توفیق دینے والا ہے اون کو اور جو آدمی کہ اوس سے
مونہہ پھیرنے والے ہین اور پیٹھ دینوالے ہین تو وہ اون کو اپنی طرف بلاتا ہے
اور اللہ تعالی اپنے بندہ کی توبہ کرنے سے ایسا خوش ہوتا ہے جیسا کہ کسی لڑکی کی
ماں اپنی لڑکی سے سفر دراز سے گھر کے کیوقت خوشی ہوتی ہے حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تحقیق اللہ تعالی ساتھہ توبہ کرنے ایک تمہارے
اوس آدمی سے زیادہ خوش ہوتا ہے کہ وہ زمین جنگل دار سے گذرتا ہے اور اوس کا
اونٹ کہ اوس پر کھانا پینا اور اسباب اوس کا ہوتا ہے اوس جنگل مین اوس سے
گم ہوجاتا ہے جب وہ اوس اونٹ کو ڈھونڈ ڈھونڈ کے نہین پاتا اور اوسکی
تلاش مین جان بلب ہوتا ہے تو یہہ کہتا ہے کہ جہان اونٹ گم ہوا ہے وہان
جاکر مرجاؤن پس وہ لوٹ کے وہان آتا ہے اور اوس کو نیند آجاتی ہے
جبتک وہ نیند سے بیدار ہوتا ہے تو وہ اپنے اونٹ کو کھانے پینے سب
چیز کی ساتھہ اپنے سر پر کھڑا پاتا ہے نقیر مودودی کہتا ہے کہ غرض اس حدیث
سے یہہ ہے کہ جیسا کہ وہ آدمی کہ بسبب گم ہونے اپنے اونٹ کے اور عدم
موجودی کھانے پینے کے اپنی زیست سے ناامید تھا اور یکایک اپنے اونٹ
اور کھانے کے پانی سے خوش ہوا تو اللہ تعالی اپنے بندہ کی توبہ کرنے
سے اوس آدمی سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے اور ایک ایسی حدیث توبہ
مین آگے لکھی گئی ہے مگر اس حدیث مین اور اوس حدیث مین اتنا فرق
ہے کہ اوس مین یہہ ہے کہ وہ آدمی جب اپنے اونٹ کو کھانے پینے کیساتھ

پاتا ہے تو چاہتا ہے کہ بہہ نکلے یا آلہی تو رب میرا ہے مین بندہ تیرا ہون تو غایت
خوشی سے از روے غلطی کی اوس کے مُنہ سے بے تحاشا یہہ نکلتا ہے کہ یا الٰہی
تو بندہ میرا ہے مین رب تیرا ہون تو یہہ مقولہ اس حدیث مین نہین ایک حدیث
ویسی آئی ہے اور دوسری حدیث ایسی آئی ہے یہہ دو نو حدیثین کتب
صحاح مین موجود ہین غوث الاعظم قطب الاعظم حضرت محی الدین شیخ عبد القادر
جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کتاب غنیۃ الطالبین مین لکھا ہے وہ مظالم العباد
لا تسامح فیھا ولا تترک الخ یعنے مظالم بندون کے معاف نہین کیے جاتے
اور چھوڑے نہین جاتی حدیث مین ہے کہ بندہ کو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے آگے
کھڑا کیا جاتا ہے اور اوس بندہ کے نیکیان پہاڑ کے برابر ہوتے ہین اگر اوس کے
حسنات اوس کے لئے سلامت رہین تو وہ اہل بہشت سے ہو پس مظالم والی اوس کے
کھڑے ہوتے ہین اور اوس نے دنیا مین کسی کی گالیان دینے سے آبرو ریزی کی ہے
اور کسیکا مال چھین لیا ہے اور کسی کو مارا ہے پس اوس کے نیکیان اوس کے گناہون کے
قصاص مین مظلومون کو دی جاتی ہین اور اوس کے پاس اپنے حسنات سے کچھہ باقی
نہین رہتا پس فرشتے اللہ تعالیٰ کی جناب مین عرض کرتے ہین کہ یا رب اب اوس کی
کوئی نیکی باقی نہین رہی اور ابھی اون کے طالب حقوق کے بہت باقی ہین پس حضرت
اللہ تعالیٰ حکم فرماے گا کہ اوس کے مظلومون کے سئیات کو اوس کے سئیات مین
ڈالو اور اوس کے لئے پروانہ دوزخ کا لکھو پس وہ بسبب گناہ مظلومون کے
بطریق قصاص کے دوزخ مین ہلاک ہوتا ہے اور اسیطرح اوس کے مظلوم بسبب
اوس کے حسنات کے دوزخ سے نجات پاتے ہین اس لئے کہ حسنات ظالم کے بعوض

اوس کے ظلم کے مظلوم کے طرف جاتے ہین اور حضرت عائشہ صدیقہ سے مروی ہے کہ
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے الدواوین ثلاثۃ دیوان
یغفرہ اللہ تعالیٰ ودیوان لا یغفرہ اللہ ودیوان لا یترک منہ شیئی
فاما الدیوان الذی لا یغفرہ اللہ تعالیٰ فالشرک باللہ جل جلالہ قال
اللہ عز وجل من یشرک باللہ فقد حرم اللہ علیہ الجنۃ ومادیہ النار
واما الدیوان الذی یغفرہ فظلم العبد نفسہ فیما بینہ وبین ربہ
واما الدیوان الذی لا یترک منہ شیئی فظلم العباد بعضھم بعضا
یعنے اعمال نامون کے تین دفتر ہین ایک دفتر وہ ہے کہ اوس کو اللہ تعالیٰ بخشتا ہے
اور ایک دفتر وہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اوس کو نہین بخشتا اور ایک دفتر وہ ہے کہ
اوس مین سے کوئی چیز نہین چھوڑتا پس وہ دفتر کہ اوس کو اللہ تعالیٰ نہین بخشتا
وہ شرک کا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے کسی کو شریک گردانے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے
انہ من یشرک باللہ الایۃ یعنے جو کوئی کسی کو اللہ تعالیٰ سے شریک کرتا ہے
پس حرام کی اللہ تعالیٰ نے اوس پر بہشت کو اور جگہہ اوس کی دوزخ ہے اور وہ
دفتر کہ اللہ تعالیٰ اوس کو بخش دیتا ہے تو وہ بندون کا اپنے جانون پر ظلم
کرنا ہے اون امور مین کہ درمیان بندہ کے اور درمیان اوس کے رکھے ہے
یعنے حقوق اللہ اتیان اوامر اور ترک نواہی سے اور وہ دفتر کہ جس مین سے
کوئی چیز نہین چھوڑتا پس وہ ظلم کرنا بندون کا ہے بعضون کا بعضون پر اور
حدیث شریف ہے عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اتدرون من المفلس من امتی یوم القیامۃ بصلوٰۃ

وصیام فقالوا یا رسول اللہ المفلس فینا من لا درھم لہ ولا متاع
قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم المفلس من امتی من یاتی یوم القیامۃ
بصلوٰتہ وصیامہ وقد شتم ھذا وقذف ھذا واکل مال
ھذا وسفک دم ھذا وضرب ھذا فیقاص ھذا من حسناتہ
وھذا من حسناتہ وان فنیت حسناتہ اخذ من خطایاھم فطرحت
علیہ ثم طرح فی النار یعنے حضرت ابی ہریرہ سے مروی ہے کہ حضرت
رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایا تم جانتے ہو کہ قیامت کے دن میرے امت
مین سے باوجود نماز اور روزہ اوس کے کون مفلس ہے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم ہمارے درمیان وہ شخص مفلس ہے
کہ نہ درم ہو اوس کے لئے اور نہ رخت ہو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ میری امت مین سے وہ شخص مفلس ہے کہ وہ اپنی نماز روزہ کے ساتھہ قیامت
کے دن آویگا اور اوس نے دنیا مین کسی کو گالی دی ہوگی اور کسی کو زنا کی تہمت
کی ہوگی اور کسی کا مال کہایا ہوگا اور کسی کو مار ڈالا ہوگا اور کسی کو مارا ہوگا پس
بطریق قصاص کے لیویگا یہہ شخص اوس کے حسنات سے اور یہہ شخص اوس کے
حسنات سے یعنے مظلوم ظالم کے حسنات بطریق عوض اون کے ظلم کے لیوینگے جب
ظالم کی نیکیان تقسیم ہو جاوینگے اور مظلوم کا قصاص تسپر بھی ظالم پر باقی رہیگا تو
مظلومون کے گناہ اوس ظالم پر ڈالی جاوینگے اور وہ دوزخ مین ڈالا جاویگا
اور اگر درصورتی کہ وہ گناہ صغائر ہون تو اوس کا تدارک بھی توبہ اور استغفار سے
کرے اور چاہیئے کہ اون معاصی کی مقدار اور کثرت اور مدت شمار کرکے اوس کے

عوض مین نیکی کرے اور ہر گناہ اور معصیت کا بدل اون کی حیثیت کے موافق
نیکیون سے کرے اللہ تعالی نے فرمایا ہے ان الحسنات یذھبن السیئات
یعنے نیکیان لیجاتے ہین سیئات کو اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے اتق اللہ حیثما کنت واتبع السیئۃ الحسنۃ تمحھا یعنے ڈر اللہ
تعالی سے جس جگہہ کہ تو ہو اور ہر بدی کے پیچھے نیکی کر تاکہ وہ بدی کو محو کرے
پس کفارہ ہر بدکاری کا نیکی سے کرے کہ اوسی جنس سے ہو کہ وہ اوس کے کفارہ کو از روے
جنسیت کے نزدیک ہو نہ غیر اوس کے کوتا اثر اوس کا رفع ذنوب مین زیادہ ہو مثلاً
اوس نے اگر شراب پیا ہو کہ وہ گناہ کبیرہ متعلق حقوق اللہ ہے تو کفارہ اوس کا
للہ مشروبات لذیذۂ خوشگوار کے دینے سے کرے کہ وہ اون کو مرغوب اور
محبوب ہون مطابق فرمودۂ اللہ تعالی کے لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون
یعنے جبتک کہ اشیاء محبوبہ سے للہ تم نہ دیوگے تو نیکی تک نہ پہنچوگے اور وہ مشروبات
حلال مال سے ہون تا ہر ظلمت کہ اوس کو شراب خوری سے حاصل ہوگی للہ مشروبات
محبوبہ مرغوبہ کی دینے سے وہ ظلمت اوس کی زائل ہوگی اگر وہ مثلاً مسجد مین جانے
سے بیٹھا ہے کہ وہ سیئات صغائر متعلق حقوق اللہ سے ہے تو اوس کا کفارہ مسجد
مین اعتکاف بیٹھنے سے اور اعتکاف مین عبادت کرنے سے اور عبادت مین
مشغول رہنے سے کرے اور اگر اوس نے بے وضو قرآن مجید کو مس کیا ہے
کہ وہ بھی سیئات صغائر متعلق حقوق اللہ سے ہے تو اوس کا کفارہ ساتھہ کرام
قرآن مجید کے اور پڑھنے قرآن مجید کے کثرت سے اور مس کرنے قرآن مجید
کے طہارت سے اور عبرت اور نصیحت پکڑنے آیات قرآنی سے اور عمل کرنے

جیسا کہ ایک آدمی ظلم کرنے سے توبہ کرتا ہے اور وہ اوس وقت مین
اوس گناہ کرنے پر قادر نہین یا ایک آدمی ربا کھانے سے توبہ کرتا ہے
اوس حال مین کہ وہ مفلس ہے اور وہ بالفعل ربا کھانے پر قادر نہین تو
توبہ اون دونو کی بھی درست ہے اس لئے کہ چونکہ اعظم رکن توبہ کا کہ وہ
ندامت ہی اون آدمیون مین کہ وہ اون افعال سے تائب ہوتے ہین
موجود اور متحقق ہے اور اوس ایک آدمی کو ظلم کرنے ایام ماضی سے
اور اوس دوسرے آدمی کو ربا کھانے ایام ماضی سے ندامت حاصل ہوئی
اور وہ زمانہ حال مین اوس معصیت سے تائب ہوتے ہین اور عزم راسخ رکھتے
ہین کہ اگر زمانہ استقبال مین وہ اون گناہون پر قادر ہون گے تو وہ
اون کے مرتکب نہ ہون گے تو توبہ اون دونو کی بھی درست اور جائز
ہے غیث الاغواث سلطان الاقطاب محبوب سبحانی سیدنا حضرت محی الدین
شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ نے غنیۃ الطالبین مین فرمایا ہے
ویجوز ان یتوب عن بعض الذنوب دون بعض اذا لم یمکنہ التوبۃ
عن جمیعھا فی حالۃ واحدۃ مثل ان یتوب عن الکبائر دون الصغائر
یعنے اگر کوئی شخص یکبارگی جمیع گناہون سے توبہ نکر سکے
اور وہ بعضے گناہون سے توبہ کرے اور بعضی گناہون سے توبہ
نکرے تو توبہ اوس کی بعض گناہون سے جائز ہے مثلاً ایک شخص کہ وہ
گناہون کبائر سے توبہ کرتا ہے اور گناہون صغائر سے توبہ نہین کرتا
اس حال پر کہ گناہ کبیرہ اللہ تعالی کے غضب اور غصہ کو افروختہ کرتے ہین

اور وہ بہاری عصیان ہین اور گناہ صغیرہ بہ نسبت کبائر کے درجہ عصیان مین
کم ہین اور قریب تر ہے کہ اللہ تعالی گناہ صغائر کو بخشدے تو اوس کو اس وقت
مین گناہ کبائر سے بخلاف صغائر کے توبہ کرنا دشوار معلوم نہین ہوتا پس
جب اوس کے دل مین اوس کا ایمان اور یقین قوی ہوتا ہے اور اوس کے
قلب پر انوار ہدایت کے ظاہر ہوتے ہین اور قلب اوس کا توبہ کرنے
کے لئے کشادہ ہوتا ہے تب وہ جمیع گناہ صغائر کو اور دقیق زلات کو اور
شرک خفی کو اور ذنوب قلبی کو بھی ترک کرتا ہے اور بعد اوس کے جب وہ
ایسی حالت اور مقام پر ترقی کرتا ہے کہ اوس جگہہ موجب امر الہی جل شانہ کی
کرنا اور موجب نہی ایزدی عز شانہ کی چھوڑنا پڑتا ہے تب وہ معاصی حالی
اور مقامی کو بھی ترک کرتا ہے اور سب جاننے والے اس بات کے اور
سالک اس طریق کے اور مصاحب اور مخالط اہل اللہ کی بخوبی اس کو جانتے
ہین اور چاہئے کہ اول وہلہ مین مبتدیون سے مجاہدہ منتہیون کا نہ لیوے
اس لئے کہ رسول اور ہادی طریقت کے مبعوث ہوئے ہین تاکہ وہ سہولت سے
خلق اللہ کو ہدایت فرمائین نہ یہہ کہ آدمیون کو بیکبارگی تنگ کرین اور
نفرت دلائین اور یہہ دین متین ہے چاہئے کہ رفق اور سہولت سے
اس مین جاوے اور مثلاً ایک آدمی بعضی کبائر سے توبہ کرتا ہے اور بعضی
کبائر سے توبہ نہین کرتا اس لئے کہ وہ جانتا ہے کہ بعضی گناہ کبائر کے
بعضی گناہ کبائر سے عند اللہ سخت عقوبت ہے جیسا کہ ایک شخص قتل کرنے
اور غارت کرنے سے توبہ کرتا ہے اس لئے کہ یہہ گناہ متعلق العباد سے ہین

کہ قیامت کے دن نہین بخشے جاتے اور وہ شخص زنا سے اور شراب کے
پینے سے توبہ نہین کرتا اس لئے کہ یہہ حقوق اللہ سے ہین یہہ بخشے جاتے
ہین اور مثلاً ایک شخص شراب کے پینے سے توبہ کرتا ہے مگر وہ زنا کرنے
سے توبہ نہین کرتا اس لئے کہ وہ جانتا ہے کہ شرب الخمر مفتاح کل گناہ ہوگا
اور جب شراب پینے سے عقل زائل ہوتا ہے تو آدمی سب گناہون کا مثل
شرک کے اور قتل کے اور نہب کے اور زنا کے اور قذف محصن کے
اور اور سئیات کبائر کے مرتکب ہوتا ہے اسواسطے کہ شراب کا پینا ام الخبائث
اور ینبع سئیات اور اصل معاصی کا ہے بخلاف زنا کے کہ اگرچہ وہ بنفسہ
گناہ کبیرہ ہے مگر وہ موجب ارتکاب اور معاصی کا نہین ہوتا اور مثلاً ایک
شخص ایک گناہ صغیرہ سے یا بہت گناہون صغائر سے توبہ کرتا ہے مگر وہ
گناہ کبیرہ پر مصر ہوتا ہے جیسا کہ ایک شخص غیبت کرنے سے اور محارم
کے طرف نظر کرنے سے توبہ کرتا ہے مگر وہ شراب کے پینے پر مصر ہوتا ہے
اور کہتا ہے کہ شراب ہماری بیماری کی دوا ہے اور ہم اہل اسلام مامور ہین
کہ اپنے امراض کا علاج کرین اور شیطان رجیم اوس کے نظر مین شراب کو
زینت دیتا ہے اور اوس کو بہکاتا ہے کہ شراب کا پینا موجب قوت شہوت کا
اور سرور اور فرح اور موجب دفع غموم کا اور صحت جسم کا ہے اور شیطان
اوس آدمی کو اوس کی خرابی عاقبت سے اور دوزخ کی عقوبت سے کہ وہ بسبب
شرب خمر کے ہوتی ہے اور فساد دین سے اور دنیا سے غافل اور ذاہل
کرتا ہے اور یہہ کہتے کہا ہے کہ توبہ بعض گناہون سے باوجود اصرار بعض

گناہون کے جائز ہے یہہ اس لئے ہے کہ اکثر آدمی اس سے خالی نہین
کہ وہ عبادت آلہی جل شانہ کے بھی کرتے ہین اور بسبب جبلت انسانی کے
معاصی بھی اون سے سرزد ہوتے ہین یعنے وہ جامع ہین طاعت کے اور
معصیت کے مگر یہہ کہ وہ متفاوت ہون گے اپنے حالات مین بعضی مرتکب گناہ
کبیرہ کے ہون گے اور بعضی مرتکب گناہ صغیرہ کے ہون گے حسب تفاوت
قرب اور بعد اللہ جل شانہ کے جس کو اللہ تعالی کی قربت حاصل ہوتی ہے
تو وہ مرتکب گناہ کبائر کا نہ ہوگا اور جس کو جناب کبریائی سے بعد ہے تو اوس سے
ارتکاب گناہ کبائر کا بعید نہین اور وہ آدمی کہ باوجود ارتکاب بعضی گناہونکے
بعضے گناہون سے تائب ہوتا ہے تو یہہ کہتا ہے کہ اگر ہمکو شیطان بعضی
گناہون کے ارتکاب مین مجبور کرے تو لائق نہین کہ ہم سب گناہون کو
کرتے رہین بلکہ جس گناہون کا کہ میرے پر ترک کرنا آسان تہا تو اوس کو
من نے ترک کیا تاکہ چھوڑنا بعضی گناہون کا اور مقہور کرنا اپنی نفس کا
بعضی گناہون کے ترک مین کفارہ ہون اور گناہون کا کہ مین اوس کا مرتکب ہون
اور اللہ تعالی کو آقا اور رہنما ہے اس پر کہ مینے بعضے گناہون کو سبب خوف
عذاب اوس کے ترک کیا ہے اور بعضے گناہون کا مرتکب ہون تو اوس کے
ترک کرنے مین بھی اپنے نفس سے جنگ کرتا ہون پس اعانت کرے
اور توفیق دے اللہ تعالی مجھے اور اپنی رحمت سے ہمارے درمیان
اور ہمارے گناہون کے درمیان حائل ہو یعنے مجھکو بعضے گناہون سے
کہ ہین اوس کا مرتکب ہون چھوڑائے اور اگر ایسا نہین یعنے اگر باوجود

ارتکاب بعضی گناہ سے بعض گناہ سے توبہ کرنا صحیح نہین تو ہرگز کسی گنہگار کی
نماز اور روزہ اور حج اور زکوۃ اور کوئی طاعت درست نہین ہوتی اور
اوس گنہگار کو کہا جاوے کہ تو گنہگار ہے اور تو بسبب اپنے گناہ کے
اللہ تعالی کی اطاعت سے باہر ہے اور تو نے خلاف حکم خدائی تعالی کے کام کئے
ہین اور اللہ تعالی کے نزدیک تیری عبادت مقبول نہین کہ وہ اللہ تعالی کے
لئے نہین اگر تجھکو گمان ہے کہ وہ اللہ تعالی کے لئے ہے تو سب گناہون کو
چھوڑ دے اور اگر بغیر ترک کرنے گناہ کے خالی نماز ہی کے پڑھنے سے خدائی تعالی
نے نزدیک کو تو چاہتا ہے تو یہہ غلط ہے تو گنہگار کو ایسا کہنا جائز نہین اور باوجود
ارتکاب بعضے گناہون کے بعضے گناہون سے توبہ کرنا شابہ اوس شخص کے
ہے کہ اوس پر دو دینار دو شخصون کے قرض ہون اور اوس نے اونہین سے ایک کو
ایک دینار دی دیا ہو اور دوسرے شخص کے دینار سے اوس نے انکار کرکے
قسم کھائی کہ دینی نہین لیا حال آنکہ وہ جانتا ہے بس کوئی شبہ نہین کہ ایک شخص
کے دین سے جس کو اوس نے پہونچایا ہے وہ بری ہے اور اوس سے عند اللہ
قیامت کے دن دوسرے دینار کے قرضہ کی انکار کی علت مین باز پرس رہیگی
جس سے باوجود علم کے اوس نے انکار کیا ہے اسیطرح پر جس شخص نے بعض اوامر
مین اللہ تعالی کی اطاعت اور فرمان برداری کی تو وہ شخص اوس اوامر کے ادائی
مین اللہ تعالی کا مطیع ہے اور جب اوس نے بعض نواہی کے ترک کرنے مین
اللہ تعالی کا عصیان کیا تو اوس مین وہ عاصی ہے پس وہ شخص کہ بعض طاعات مین
مطیع ہے اور بسبب ارتکاب بعضی نواہی کے عاصی ہے وہ مومن ناقص الایمان ہے

اور یہہ طریقہ بسر تخلف کا کے اپنے طاعت مین گناہ کو خلط کرتا ہے اوسوقت تک
کہ وہ پہونچتا ہے ایسے حال کو کہ اوسکے شہوات نفسانی بفضل حضرت ایزد سبحانی
جل جلالہ کے زایل ہوتے ہین پس اوس سے جمیع معاصی چھوٹ جاتے ہین مگر
وہ کہ اوس کے لیئے ارتکاب گناہ کا ازل مین مقدر ہو چکا ہے اس لیئے کہ جمیع
آدمی معصوم نہین اور اللہ تعالی قبول کرتا ہے اوس آدمی کی توبہ کو کہ وہ توبہ کرتا ہے
اور جو کوئی کہ گناہون سے طاعت کے طرف رجوع کرتا ہے تو اوس پر اللہ تعالی
اپنے فضل سے رحمت کرتا ہے فائدہ غوث الاغواث ربانی قطب الاقطاب
صمدانی محبوب سبحانی حضرت محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ نے
غنیۃ الطالبین مین فرمایا ہے وانما تعرف توبۃ التائب فی اربعۃ اشیاء
یعنے رسونیت توبہ تائب کی چار چیزون سے معلوم ہوتی ہے۔ اوّل یہہ کہ تائب
اپنے زبان کو کلام فضول اور عیب اور نمامی اور کذب سے روکے۔ دوسرا
یہہ کہ تائب اپنے دل مین کسی سے حسد اور عداوت اور بغض اور عداوت نہ رکھے
تیسرا یہہ کہ تائب اپنے رفیقون کی صحبت کو ترک کرے کہ وہ فسخ توبہ پر اور
ارتکاب گناہون پر اوس کو برانگیختہ کرین چوتھا یہہ کہ تائب ہر حال مین اپنے
گناہون سے نادم اور مستغفر ہو اور اپنے رب کی طاعت مین مشغول اور
مرگ کے لیئے آمادہ رہے اور یہہ بھی غنیۃ الطالبین مین ہے کہ خلاصہ اوسکا
یہہ ہے دلیل علامۃ انہ مقبول التوبۃ اربعۃ اشیاء الخ یعنے تائب
کی توبہ کے مقبول ہونے کے چار علامتین ہین اول یہہ کہ اپنے برے مصاحبون
کی صحبت کو قطعاً ترک کرے اور اون کی صحبت بد سے تائب کے دل مین

یہہ ہیبت رہے کہ مبادا اون کی صحبت بد سے ہر من گناہون مین مبتلا ہو جاوے
اور تائب صالحون کی صحبت کو اختیار کرے اور دوسرا یہہ کہ نائب سب گناہونکو
ترک کرے اور عبادت کے طرف متوجہ ہو اور تیسرا یہہ کہ دنیا سے خوشی اوسکی
دل سے فاروغ ہو جائے اور عقبیٰ کا غم اوس کے دل مین جاگیر ہو چوتھا یہہ کہ
تائب اپنے نفس کو رزق کے تفکرات سے خالی پائے اسلئے کہ اللہ تعالیٰ اوسکا
ضامن ہو چکا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے اوامر کے بجا آوری مین مشغول اور
اوسکے نواہی سے مشتغل ہو اور یہہ بھی غنیۃ الطالبین مین ہے کہ خلاصہ اوسکا
یہہ ہے وجب لہ علی الناس اربعۃ اشیاء الخ یعنے چار چیزین آدمیون
تائب کے حق مین واجب ہین اول یہہ کہ آدمی تائب کو دوست رکھین اس لئے
کہ اللہ تعالیٰ نے اوس کو دوست رکھا ہے کہ اوس کو توبہ نصیب فرمائی ہے
دوسرا یہہ کہ آدمی اللہ تعالیٰ کے جناب سے تائب کے لئے دعا مانگین کہ اللہ تعالیٰ
اوس کو توبہ پر قایم رکھے اور تیسرا یہہ کہ اسباب وقوع سیئات ماضیہ تائب کے
اوسکی عیب جوئی نکرین اور کہین کہ وہ ایسا ایسا تھا یا اوس نے آگے ایسا
ایسا کیا ہے تاکہ شرمندہ ہووے اس لئے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے من عیر مومنا لفاحشۃ فھو کفارۃ لھا وکان حقا
علی اللہ تعالیٰ ان یوقعہ فیھا ومن عیر مومنا بحرفۃ لم یخرج من الدنیا
حتی یرتکبھا ویفتضح بھا یعنے جسے کہ کسی مسلمان کو کسی گناہ فاحش سے عار دلائے
پس وہ عیب لگانا گویا اوس کے گناہون کا کفارہ ہے اور اللہ تعالیٰ پر لازم ہے
کہ عیب لگانے والے کو اوس گناہ مین مبتلا کرے اور جو کہ کسی مسلمان کو

عار دلائیگا تو وہ دنیا سے نجاد یگا جبتک کہ وہ اوس گناہ کا مرتکب نہووے گا
اور اوس گناہ کے ارتکاب سے رُسوا نہو ویگا اور چوتھا یہہ کہ آدمی اوس کے
ساتھہ صحبت رکھین اور اوس سے بات چیت کرین اور اوس کو مدد دین اور
اوس کی اعانت کرین اور یہہ بھی غنیۃ الطالبین مین ہے ویکرمہ اللہ تعالے
ایضاً باربع کرامات الخ یعنے اللہ تعالیٰ تائب کو چار چیزون کی بزرگی عطا
فرماتا ہے ایک یہہ کہ اوس کو اللہ تعالیٰ گناہون سے ایسا نکالتا ہے گویا کہ اوسنے
کبھی گناہ نکئے تھے دوسرا یہہ کہ اوس کو اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے اور تیسرا
یہہ کہ شیطان تائب پر غالب نہین ہوتا اور اللہ تعالیٰ تائب کو اوس کے شر سے
محفوظ رکھتا ہے چوتھا یہہ کہ تائب کو اللہ تعالیٰ آخرت کے خوف سے امین کرتا
ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید مین فرمایا ہے تتنزل علیہم الملائکۃ
ان لا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون یعنے اترتے
ہین اون کے اوپر فرشتے اور کہتے ہین وہ کہ نہ ڈرو تم اور نہ غمگین ہو تم اور
خوش ہو تم بہشت کی بشارت سے کہ اوس سے وعدہ دئے گئے ہو تم حجۃ الاسلام
امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب کیمیائی سعادت مین لکھا ہے کہ عالم باعمل
ابی اسحاق اسفرائنی سے منقول ہے کہ اوس نے کہا کہ مین نے اللہ تعالیٰ کے
جناب سے تیس برس تک دعا مانگی کہ مجکو توبہ نصوح نصیب کرے پھر دعا میری
قبول نہ ہوئی مینے اپنے دل مین تعجب کیا کہ سبحان اللہ تیس برس تک مینے
ایک حاجت کے انصرام کے لئے دعا مانگی وہ بھی قبول نہ ہوئی پس مین نے خواب مین
دیکھا کہ کوئی مجھکو کہتا ہے کہ ایا تو نے اس سے تعجب کیا اور یہہ بھی جانتے ہو اللہ تعالیٰ

یہہ مانگتے ہو تم کہ اللہ تعالیٰ تجھے دوست رکھے کیا اللہ تعالیٰ کا قول کہ وہ قرآن
مجید مین ہے تو نے نہین سنا ان اللہ یحب التوابین ویحب المتطہرین
وعظ اور پند اور نصائح مین اے بھائیو یہہ حکم اللہ تعالیٰ کیا تم جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ
کا دوست بننا آسان امر ہے جبتک کہ آدمی نجاست ظاہری اور باطنی سے کہ وہ گناہ ہین
توبہ کرنے سے پاک نہ ہووے اور اپنی گناہون کے آلایش کو توبہ کے پانی سے مطہر
نہ ہووے اور حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا نکرے اور آیندہ مرتکب معاصی کا
نہووے مطابق فرمودہ حضرت اللہ تعالیٰ شانہ کے وذروا ظاہر الاثم
وباطنہ یعنے چھوڑو گناہون ظاہری اور باطنی کو تب تک یہہ رتبہ توبہ کا
کہ اعلیٰ و اعظم و اجل ہے حاصل نہین ہوتا پس ہر مومن کو چاہیے کہ اپنی تمام گناہون
گذشتہ جہریہ سے کہ وہ صغیرہ ہون یا کبیرہ ہون یا وہ خطاءً وسہواً ہون یا عمداً
ہون اور جمیع ذنوب سریہ سے کہ وہ کینہ ہو یا حسد ہو یا حقد ہو یا بغض ہو یا عناد ہو
یا خود بینی ہو یا ریا ہو یا نفاق ہو یا عزم ارتکاب جرایم کا ہو یا حرص ہو یا بخل ہو یا
غیر اون کا اون کے امثال سے ہو توبہ کرے اور بخشش چاہے اور آیندہ تمام گناہون
ظاہری اور باطنی کو ترک کرے اور صبح اور شام توبہ اور استغفار بجناب حضرت ایزد غفار
کے اپنا ورد کرے کہ وہ تمام گناہون کا کفارہ ہوتا رہے اور وہ بسبب شومی گناہون کے
توفیق طاعت سے محروم نرہے اور ظلمت اصرار گناہون کے اوس کے دل کو بالکل نہ
گھیر لے اور کفر اور دوزخ کو نہ پہونچاوے اور تائب کو چاہیے کہ بسبب وسوسہ دالنے
نفس و شیطان کے یہہ نکہے کہ مین توبہ پر ثابت نہین رہنے کا توبہ کیونکر کرون اسلیے
کہ جب بندہ مومن صدق دل سے توبہ کرتا ہے تو گناہ گذشتہ اوس کے بخشے جاتے ہین

اور اگر آیندہ پھر بمقتضائے فطرت بشریت کے بعد توبہ کے بندۂ مؤمن سے کوئی گناہ سرزد ہو تو پھر وہ اللہ تعالیٰ کی جناب مین اپنے گناہ سے استغفار کرے اور اوس کے بعد اگر پھر کوئی گناہ اوس سے سرزد ہو تو پھر وہ استغفار کرے اگر پھر صادر ہو پھر وہ استغفار کرے کہ اللہ تعالیٰ غفور تواب رحیم ہے اس لئے کہ مومن گنہگار جبتک گناہ کرکے استغفار کرتا رہتا ہے اور وہ اپنے گناہون سے نادم ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اوس کے گناہ معاف فرماتا ہے اگرچہ وہ گناہ کئی بار اوس سے سرزد ہوا ہو جیسا کہ اس حدیث مین ہے عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان عبدا اذنب ذنبا فقال رب اذنبت فاغفرلی فقال ربہ اعلم عبدی ان لہ ربا یغفر الذنب و یاخذ بہ غفرت لعبدی ثم مکث ما شاء اللہ ثم اذنب ذنبا فقال رب اذنبت ذنبا فاغفرہ فقال اعلم عبدی ان لہ ربا یغفر الذنب و یاخذ بہ غفرت لعبدی ثم مکث ما شاء اللہ ثم اذنب ذنبا فقال رب اذنبت ذنبا اخر فاغفرہ لی قال اعلم عبدی ان لہ ربا یغفر الذنب و یاخذ بہ غفرت لعبدی فلیفعل ما شاء متفق علیہ یعنے روایت ہے حضرت ابی ہریرہ سے کہ کہا فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق ایک بندے یعنے اس امت مین سے یا اگلی امتون مین سے گناہ کیا پھر کہا اے پروردگار میرے گناہ کو پس بخش اس گناہ کو پس فرمایا پروردگار اوس کے نے یعنے فرشتون سے کیا جانا بندی میرے نے کہ تحقیق اوس کے لئے پروردگار ہی بخشتا ہے گناہون کو یعنے جب چاہتا ہے جس کے لئے چاہتا ہے بخشتا ہے اور پکڑتا ہے ساتھ گناہون کے جب چاہتا ہے

جسکے لئے چاہتا ہے پس بخشا میںنے اپنے بندے کو پھر ٹھہرا بندہ یعنے گناہ کرنے
ایک مدت تک کہ چاہا اللہ تعالی نے پھر گناہ کیا اور کہا اے پروردگار میرے
میںنے گناہ کیا پس بخش اوس کو پس فرمایا اللہ تعالی نے کیا جانا بندے میرے نے کہ
تحقیق اوس کے لئے پروردگار ہی بخشتا ہے گناہ اور پکڑتا ہے ساتھہ اوس کے
بخشا میںنے اپنے بندہ کو پھر ٹھہرا بندہ اوس مدت تک کہ چاہا اللہ تعالی نے
پھر گناہ کیا اور اوس نے کہا اے پروردگار میرے میںنے اور گناہ کیا پس بخش اوسکو
میرے لیے پس فرمایا کیا جانا بندے نے کہ تحقیق اوس کے لئے پروردگار ہی
بخشتا ہی گناہ اور پکڑتا ہے ساتھہ اوس کے بخشا میںنے اپنے بندہ کو پس کرے وہ
جو کہ چاہے نقل کی یہہ مسلم اور بخاری نے حاصل اس حدیث کا یہہ ہے کہ
جبتک کہ بندہ مؤمن گناہ کرتا رہیگا اور استغفار کرتا رہیگا تو بیں گناہ اوس کے
بخشتا رہونگا یہاں مقصود بیان کرنا فضیلت استغفار کا اور تاثیر اوس کے کا
محو سئیات میں اور بخشنے گناہوں کا ساتھہ تکرار استغفار کے ہے نہ مقصود حدیث کا
ساتھہ امر کرنے گناہ کے استغفر اللہ منہ غنیۃ الطالبین میں ہے قال انس
رضی اللہ تعالی عنہ جاء رجل الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فقال یا رسول اللہ انی اذنبت ذنبا قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم استغفر اللہ قال انی اتوب ثم اعود قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کلما اذنبت فتب حتی یکون الشیطان الخسیر
قال یا نبی اللہ اذا تکثر ذنوبی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
عفو اللہ اکثر من ذنوبک یعنے حضرت انس نے کہا کہ ایک شخص حضرت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خدمت مین حاضر ہوا اور کہا اے پیغمبر خدا
صلی اللہ علیک وسلم مین نے گناہ کیا ہے آپنے فرمایا کہ اللہ تعالی سے آمرزش
طلب کر اوس شخص نے کہا کہ توبہ کرتا ہون پھر گناہ کرتا ہون آپنے فرمایا کہ جب تو
گناہ کرے تو توبہ کر تا کہ شیطان زیان کار ہو اوس نے عرض کیا کہ ای نبی اللہ صلی اللہ
علیک وسلم جب تو گناہ میرے بہت ہو جائین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ اللہ تعالی کی بخشش تیرے گناہون سے بڑی ہے یعنے تب بھی
توبہ کر اور بخشش طلب کر لاکن جب بندہ مومن توبہ اور استغفار کرے تو توبہ
کرنے اور استغفار کرنے کے وقت اوس کے دل مین یہہ نہو کہ پھر گناہ کرونگا
اور پھر توبہ اور استغفار کرونگا بلکہ یہہ خیال کرے کہ شاید کہ پہلے اور
گناہ کرنے سے مر جاؤن تو لازم ہے کہ اب توبہ سے اپنے کو گناہون سے
پاک کرلون اور جب کوئی آدمی توبہ کرے تو چاہیے کہ مطابق سرا الطہارۃ
طہارۃ السیر ابتدا طہارت بدن اور جامہ کی حاصل کرے یعنے نہا کر
کپڑے پاک پہن کر دل کے حضوری سے دو رکعت نماز پڑہے اور بعد ازان
سجدہ مین جاوے اور مطابق حدیث حنین الملہ نبین احب الی من قبیلہ المنتقین
بہت تضرع اور زاری کرے اور بعد نماز کے اپنے نفس کو ملامت کرے اور
گناہون گذشتہ کو یاد کرکے عذاب الہی جل شانہ سے ڈر کر نادم ہووے اور
توبہ اور استغفار کرے اور اپنے ہاتھہ اوٹھا کر کہے یا الہی غلام گنہگار شرمسار
بھاگا ہوا آپکے دروازہ پر حاضر ہوا ہے اور اپنے گناہون سے توبہ
اور عذر تقصیر کا کرتا ہے گناہ میرے بخشدے اور اپنے فضل سے عذر میرا

قبول فرما اور رحمت کی نظر سے میری طرف دیکھ اور میرے سب گناہون گذشتہ
بخش اور آیندہ مرتے دم تک مجھکو گناہون سے نگاہ رکھ اور تو ہی بخشنے والا ہے
اور اس کے بعد درود پڑھے اور اور مسلمانون کے لئے بھی بخشش چاہے یہ تو
عوام کی ہے کہ صاحب اوس کا مستحق بشارت ان اللہ یحب التوابین ویحب
المتطہرین کا ہوتا ہے اور بعد توبہ کے توبہ پر گھمنڈ نکرے کہ اب مین توبہ کرنے سے
پاک ہوگیا ہون اس لئے کہ قبول توبہ امر مخفی ہے معلوم نہین کہ توبہ اوس کی
قبول ہوئی یا نہ ہوئی اگرچہ موجب وعدہ اللہ تعالی کے وانی لغفار لمن
تاب وامن وعمل صالحا ثم اھتدی مومن کو یقین کرنا چاہئے کہ توبہ
میری جناب اقدس عزشانہ مین قبول ہوئی تب بھی اللہ تعالی کے درگاہ بے نیاز
مین مانند مذنب کے گڑگڑائے اور گریہ اور عجز اور زاری کرے کہ یا تو اب
میری توبہ قبول فرما اور جاننا چاہئے کہ گناہ کبیرہ اگرچہ ایمان سے خارج نہین
کرتے لاکن فاسق اور عاصی گردانتے ہین اور گناہ صغیرہ بے انتہا ہین اور
اون سے پرہیز کرنا دشوار ہے اور بمذہب مختار کے گناہ صغیرہ سے
تقوی مین بھی خلل نہین آتا۔ بشرطیکہ اوسپر اصرار نہ ہو اس لئے کہ گناہ صغیرہ
بسبب اصرار کے گناہ کبیرہ ہوجاتا ہے پس مومن کو واجب ہے کہ کبائر سے بلکہ حتی المقدور
صغائر سے بھی پرہیز کرے۔ اور جانے کہ گناہ کبیرہ اگرچہ ایمان سے خارج نہین کرتا لاکن
خوف اس کا ہے کہ رفتہ رفتہ انجام کار کفر اور دوزخ کو نہ پہونچادے اس لئے کہ یہ مسئلہ
متفق علیہ فقہا کا ہے کہ اصرار گناہ صغیرہ کا گناہ کبیرہ ہے اور اصرار گناہ کبیرہ کا قریب
کفر کے ہے یعنے اگر کوئی آدمی گناہ صغیرہ کرتا کرتا بغیر توبہ کرنے کے مرگیا تو وہ

وہ مرتکب گناہ کبیرہ کا ہوا اور اگر کوئی آدمی گناہ کبیرہ کرتا کرتا بغیر توبہ کرنیکے مرگیا تو وہ قریب کفر کے ہوا اور سہل تر علاج گناہون سے بچنے کا یہہ ہے کہ آدمی ہر چیز مین حد ضرورت پر ٹھیرے اور وہ عموم کے لیے یہہ ہے کہ قدر حلال دفع کرنیوالا بھوک کا اور کپڑا ڈھانکنے والا ستر کا اور مکان محافظت کرنے والا گرمی سے اور سردی سے اور باس ضروری اور ایک بیوی اگر ضرور ہو ابن یمین نے کیا اچھا کہا ہے ۔

دو تائی نان گر از گندم است یا از جو ۔۔۔ سہ تائی جامہ گر ت کہنہ است یا خود نو
چہار گوشۂ دیوار خود بنجا طر جمع ۔۔۔ کہ کس نگوید زانیجا بخیز انجا رو
ہزار بار نکوتر بہ نزد ابن یمین ۔۔۔ ز قہر مملکت کیقباد و کنجیرو

اور بسبب تجاوز کرنے کے حد ضرورۃ سے اور بسبب وسعت کرنیکے مباحات مین آدمی مکروہات اور شبہات مین پڑتا ہے اور بسبب پڑنیکے مکروہات مین مرتکب حرام چیزون کا ہوتا ہے یہان سرحد اسلام کے تمام ہوئی اسکے بعد سرحد کفر کے اور دوزخ کی آگ کی شروع ہوئی اعاذنا اللہ وایاکم من دخولہ اے میرے بھائیو کتنا فضل و کرم حضرت رب العالمین جل جلالہ کا ہم امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہے کہ بندۂ مؤمن کتنا ہی گناہ کرے جب اوس نے صدق دل سے گناہون سے توبہ کی تو اللہ تعالیٰ اوس کا گناہ معاف فرماتا ہے مطابق آیۃ قرآن مجید کے وانی لغفار لمن تاب الایۃ اور آیۃ ھو الذی یقبل التوبۃ عن عبادہ ویعفوا عن السیئات کے جیسا کہ یہہ دونو آیتین مع ترجمہ کے آگے مرقوم ہوئے ہین اور حدیث مین ہے کہ توبہ

کہ نیوالا گناہ سے مانند اوس شخص کی ہے کہ اوس نے گناہ نہین کیا کما مر
تو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس نے گناہ کرکے توبہ کی اور جس نے کہ گناہ
ہرگز نہین کیا یہہ دونو برابر ہین بلکہ اللہ تعالی سیئات سابقہ اوس تائب صادق
کے کہ وہ بعد توبہ کے باوجود ایمان کے خالصًا لمرضات اللہ عمل صالح کرتا ہے
حسنات سے بدل فرماتا ہے یعنے اوسکو سیئات کی عوض مین حسنات دئے
جاتے ہین یا اوس کے سیئات حسنات ہوجاتے ہین جیسا کہ قرآن مجید مین ہے
الا من تاب وامن وعمل عملا صالحا فاولئک یبدل اللہ سیئاتہم
حسنات پھر عجب آتا ہے ہم بندون کے حال سے کہ رات اور دن گناہون
مین مبتلا اور ہوا و ہوس مین گرفتار اور باوجود اس کے کہ ہر وقت بجائے
طاعت کے عصیان صادر ہوتا ہے اور بجائے عبادت کے طغیان توبہی توبہ
کرنے کا خیال نہین اور انسان کو لازم ہے کہ ہر وقت اپنا نفع اور نقصان
سوچا کرے اگر کوئی آدمی گناہ کرے تو اپنے دل مین سوچے کہ اس مین نفع
کتنا ہے اور نقصان کتنا ہے جس کام مین کہ نفع سے نقصان بہت دیکھے
تب چاہیے کہ اوس کام کو چھوڑ دے اور آدمی کہ گناہون ظاہر یسے کس گناہ کا
مرتکب ہوگا تو وہ گناہ یا زنا ہوگا یا شراب کا پینا ہوگا یا سود کھانا ہوگا یا چوری
کرنی ہوگی یا رشوت کا لینا ہوگا یا کسی آدمی کا مال غصب کرنا ہوگا یا جھوٹ
کہنا ہوگا یا غیبت کرنی ہوگی یا دغابازی ہوگی یا ایسی اور گناہ ظاہری ہونگے
اور گناہون باطنی سے یا حسد اور خقد ہوگا یا بغض ہوگا یا کینہ ہوگا یا عداوت
ہوگی یا غصہ ہوگا یا نفاق ہوگا یا دورنگی ہوگی یا ریا ہوگی یا کبر و خود بینی

ہوگی یا امثال اوس کے اور گناہ باطنی ہونگے اگر العوذ باللہ منہ کسی آدمی نے
زنا کیا یا شراب پیا تو وہ اپنی دل مین یہہ سوچے کہ یہہ لذت ایک دم کی
ہے مگر یہہ دونو گناہ کبیرہ ہین اور اس مین نقصان دین کا بھی ہے اور دنیا کا
بھی ہے اور علاوہ اس کے قیامت مین اس کی سزا دوزخ ہے اور اگر کسی نے
سود کھایا یا چوری کا مال کھایا یا رشوت کا مال کھایا یا کسی کا حق چھین کے
کھایا تو وہ یہہ سوچے کہ علاوہ اس کے کہ قیامت مین اس کی سزا دوزخ ہے
مگر دنیا مین اگر وہ مال کھایا تو حرام کھایا اور اگر ایسا مال کما کے چھوڑ کے مرا تو
گناہ بھی ہوا اور دنیا مین بھی حاصل کچھہ نہوا اور اگر وہ مال اپنے اولاد کے
لئے رکھا تو حفظ مال کا وہ اٹھائینگے مگر قیامت کے دن مجھے مواخذہ اور
عذاب ہوگا تو یہہ مال اور یہہ اولاد دشمن ٹھہرے کہ جنے اون کی محبت
مین ایسے کام کئے کہ وہ قیامت کے دن موجب عذاب کے ہونگے اسلئے
اللہ تعالی نے قرآن مجید مین فرمایا ہے انما اموالکم واولادکم فتنۃ
یعنے سوائے اس کے نہین کہ مال تمہارا اور اولاد تمہاری آزمایش ہے
یعنے اللہ تعالی کہ تم کو مال دیتا ہے وہ اس مین تمہاری آزمایش کرتا ہے
تاکہ معلوم ہو کہ اوس مال کو اللہ تعالی کی راہ مین خرچ کرتی ہو یا گناہون
مین اوس کو صرف کرتے ہو اور اس مال سے مراد وہ مال ہے کہ وجہ حلال سے
اوس کو پیدا کیا ہو اور اللہ تعالی کہ تمکو اولاد دیتا ہے تاکہ تمہاری آزمایش
کرے کہ تم اولاد کی دوستی مین اللہ تعالی کو تو نہ بھولتے ہو اور اور جگہہ اللہ تعالی
نے قرآن مجید مین فرمایا ہے یا ایھا الذین امنوا ان من ازواجکم

واولادکم عدو الکم فاحذروھم یعنے اے ایمان والو تحقیق بعض
بیویں اور اولاد تمہارے ایسے کہ وہ زکوٰۃ اور صدقہ فطر دینے سے اور قربانی
اور اور سنات کرنے سے تم لوگون کو منع کرتے ہین اور اون کی محبت
تمکو باعث کمانی مال نامشروعہ کی ہوتی ہے اور تمکو غیر پر توکل کرنے کے
لئے کہتے ہین اور اللہ تعالی پر توکل کرنے سے منع کرتے ہین اور تمکو طاعت
سے روکتے ہین اور افعال محرمہ کیطرف رغبت دیتی ہین تو وہ دشمن تمہارے
ہین پس بچو اون سے مولانا فرید الدین عطار نے کہ اولیائے کبار سے
تھے اس آیتہ کی ترجمہ مین فرمایا ہے۔

مال و اولادت بمعنی دشمن اند　　خیرہ ساز ہر دو چشم روشن اند

اور اگر آدمی جھوٹ کہتا ہے یا کسیکے غیبت کرتا ہے تو اوس مین ایک تو
وہ ہے کہ یہہ دو نو گناہ ہین اور دوسرا یہہ کہ جھوٹ کہنے والے کی اور
غیبت کرنے والے کی کسیکی دل مین توقیر نہین ہوتی اور جھوٹ کہنے
والے کو اور غیبت کرنیوالے کو سب آدمی حقیر سمجھتے ہین غرض یہہ کہ
ایسا ہر ایک گناہ ظاہری اور باطنی کی عاقبت سوچے اور اوس سے
تائب ہووے اور جانے کہ جہان سفرگاہ ہے ادہر سے آنا اودہر کو جانا
اور آدمی کہ سفر کرتا ہے اور سفر کی تکلیف اوٹھاتا ہے اور سفر مین کچھ
کماتا ہے تاکہ گھر مین چند دن آسایش کی گذرین تو آدمی کو چاہئے
کہ اس جہان مین کہ سفرگاہ ہے ایسے کام کرے اور ایسا کچھ کمائی کہ
قیامت مین کہ ابد الاباد جائے قیامت کی ہے او فی الحقیقۃ وہی

آدمی کا گھر ہے وہان خوش رہے اور چین کرے نہ یہہ کہ دنیا مین کہ سفر گاہ ہے
ایسی کام کرے کہ عاقبت وہان جائے اقامت ہین ہمیشہ گرفتار رہے حدیث
شریف الدنیا مزرعۃ الاخرۃ یعنے دنیا جائے زراعت آخرت کی
ہے یعنے جو بکھہ کہ اس جگہہ مین بوئی گا آخرت مین اوہی پائے گا حافظ شیرازی
نے فرمایا ہے ؎

دہقان سالخوردہ چہ خوش گفت با پسر کای نور دیدہ من بجز از گشتہ ندروی

اگر آدمی دنیا مین طاعت اور حسنات اور انیان اوامر کا اور اجتناب
نواہی سے کیا تو آخرت مین نتیجہ اوس کا دخول جنت اور حصول درجات
جنان اور حور اور قصور اور غلمان لاسیما دیدار اللہ تعالی کا کہ اعلی اور افضل
جمیع درجاتون سے ہی ہوگا اور اگر دنیا مین گناہ کیا اور گناہون سے
اپنا اعمال نامہ کو سیاہ کیا اور پھر اوس پر رہا اور گناہون سے نادم ہو کر توبہ
نکی اور مر گیا تو نتیجہ اوس کا قیامت مین کہ ایک ایکدن اوس کا مطابق آیتہ
وان یوما عند ربك کالف سنۃ مما تعدون کی مقدار
مدت ہزار برس دنیا کی ہوگا اور دوزخ کی آگ جلائی جائیگی اور ایک
ایک شرارہ اوس کا مانند قصر کے ہوگا اور زمین مانند تابہ آہنی کے
گرم کی جائیگی اور ہر ایک آدمی اپنے عرق مین غرق ہوگا تو اوس دن مین
اس گناہون کی سزا بہگتنی ہوگی اور وہ مال کہ اوس کی زکوۃ نہین دی یا
یا وہ مال کہ اوس کو سود خوری یا رشوت سے یا دغا بازی سے یا چوری سے
یا کسی کا حق چھین کے کمایا ہے اور کسی وجہ حرام سے اوس مال کو جمع کیا

ہو اور علاوہ تادم زیست اپنے کے وہ مال کہ جس سے لیا ہے اوس کو واپس نہین دیا
یا اون سے مُعاف نہین بخشوایا در حالت نپانے اون کے مالک کے اور اوس کے
وارثون کے اوس افعال سے نادم ہوکر توبہ نہین کی تو اوس مال کو دوزخ کی
آگ مین گرم کرکے اوس کو داغ دیا جائیگا اور اگر وہ مال بہت ہوگا اور اوس کا قد
اور قامت چھوٹا ہوگا تو اوس کے قد کو اتنی درازی اور لمبائی دی جائیگی کہ
اوس تمام اموال کا داغ اوس پر آسکے اور وہ مال اژدہا اور سانپ اور بچھو بنکے
اوس کو کاٹین گے اور اوس کو دوزخ کی آگ مین ڈالکے کھاجاویگا کہ یہہ عوض
گناہونکا ہے کہ تمنے دنیا مین دو دن کی زندگی مین کمائی اور پہر اوس سے تائب
نہوئے اب چکھو اوس کی لذت اے بھائیو یرحمکم اللہ تعالیٰ ویھدیکم
اللہ تعالیٰ نے آدمیون کو اور جنون کو اپنی عبادت کے لئے پیدا فرمایا ہے جیسا کہ
قرآن مجید مین ہے وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون یعنے
نہین پیدا کیا ہمنے جن کو اور انس کو مگر تاکہ وہ میری عبادت کرین تو چاہیے
کہ چند دنون کے لئے کہ اس جہان فانی مین آئے ہین تو اللہ تعالیٰ کی عبادت
کرین اور نماز پڑہین اور روزے ماہ رمضان کے رکھین اور اگر طاقت
ہو تو زکوۃ دین اور حج کرین اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرین اور قرآن مجید کی تلاوت
کرین اور اور حسنات اور عبادات کرین اور حقوق اللہ کو ادا کرین اور
حقوق العباد اپنے ذمہ پر نہ لین یعنے کسی کا مال نہ کھائین اور کسی کی غیبت
نکرین اور سود اور رشوت اور شراب اور غیر کے مال کے ناحق لینے
سے بچین اور جھوٹ اور فحش نہ بکین اور زنا اور قتل اور لوطنت نہ کرین

اور ناچ اور رنگ کے دیکھنے سے دور رہین اور کسی مسلمان سے حسد اور بغض اور عداوت اور کینہ نہ رکھین اور چوری سے اور حرام خوری سے اور چغلی سے اور غیبت سے اور تکبر اور منی اور خود بینی سے اور خودی سے اور دو مسلمانون کے آپس مین لڑوانے سے اور اور گناہون سے کنارہ کش رہین اگر دو صورتیکہ موجب مقتضائے بشریت اور جبلت انسانی کے کوئی گناہ بھی بندہ مومن سے سرزد ہو تو اون سے توبہ کرین کہ اللہ تعالی قیامت مین اوس کی جزا مین بہشت مین داخل فرمائیگا اور درجات عالیات اور انواع نعمتین اور اپنا دیدار نصیب کریگا اور ابدالآباد اوس عیش مین رہینگے اور اگر اس جہان مین اللہ تعالی کی عبادت نکی اور اور حسنات نکئے اور اقسام کے فسق اور فجور کئے اور حقوق اللہ اور حقوق العباد اپنے ذمہ سے ادا نکئے اور گناہون سے تائب نہوئے اور مر گئے تو مرنا کیا ہے بلکہ دوزخ مین گرنا ہے کسی نے کیا اچھا کہا ہے ۔

ہر چہ آمد بر بہانت گفتی ۔ ہر چہ آمد بر بہانت خوردی

دیگرے را چہ گناہست کہ تو ۔ خویش را خویش بآتش بردی

غیر تائبون کے عذرات کے جوابات اور اون کے دفع خیالات مین جاننا چاہیئے کہ آدمیون کے حالات اور خیالات متفاوت ہین اور ہر ایک آدمی تابع اپنے خیال کا ہے اگر وہ خیال اچھا ہے تو متبع اوسکا بھی اچھا ہے اگر وہ خیال بُرا ہے تو متبع اوس کا بھی بُرا ہے اگر باعث توبہ نکرنے کا یہہ ہے کہ آدمی آخرت پر ایمان نہین رکھتے اور جزاء اعمال نیک کی اور سزا اعمال بد کی

قیامت کے دن حق نہین جانتے اور اس مین اون کو شک واقع ہے تو وہ
کافر ہین اعوذ باللہ منہ اور اگر آدمی مؤمن ہے اور وہ اس لئے
توبہ نہین کرتا کہ آخرت کا وعدہ نسیہ ہے اور دنیا نقد ہے اور آدمی کے
طبع بہ نسبت نسیہ کی نقد کی طرف زیادہ تر مائل ہوتی ہے اور جو کچھ کہ نسیہ ہے
آنکھہ سے دور ہے اور مطابق مثل مشہور کے ۔

ہر چہ از چشم دور از دل دور

جو کچھہ کہ آنکھہ سے دور ہے دل سے بھی دور ہے تو اوس آدمی کو کہنا چاہیے
کہ جو کچھہ آنے والا ہے ضرور آئے گا تو آدمی کو چاہیے کہ اوس کو آیا سمجھے
اگر کوئی آدمی اب مرجاوے تو اوس کو آخرت نقد ہو جائیگی اور مرگ کا حال
معلوم نہین کہ کب آتی ہے شاید کہ اسوقت آجائے تو اسوقت مین اوس کو
وہ آخرت کہ نسیہ تھی نقد ہو جائیگی اور ایام حیات کے کہ اوس کو نقد تھے
مانند خواب کے ہو جائینگے تو آدمی کو چاہیے کہ اس خیال پر توبہ کرنے مین تاخیر
نکرے اور اگر کوئی آدمی اس لئے توبہ نہین کرتا کہ شہوات نفسانی اور
لذات دنیاوی اوس پر ایسے غالب ہوتے ہین کہ اوس آدمی کو آخرت سے
غافل اور ذاہل کیا ہے تو اوس آدمی کو سمجھنا چاہیے کہ جب وہ ایکساعت
شہوات نفسانی اور لذات دنیاوی کو ترک نہین کرسکتا تو وہ آخرت مین
دوزخ کے جلنی کی طاقت کیسی رکھیگا اور بعد مرگ کے کیسا شہوات نفسانیکو
ترک کرے گا اور لذات جاودانی بہشت سے وہ کیسا صبر کریگا فرضاً اگر وہ
بیمار ہو جائے اور کوئی چیز نزدیک اوس کے پانی سرد سے اچھی نہ ہو اگر

ڈاکٹر اوس کو کہے کہ پانی سرد تجھے زیان کریگا تو کیسا وہ شخص بامید شفا
اور بامید چند روزہ حیات کے اپنی خواہش نفسانی کا خلاف کرتا ہے
اور وہ پانی سرد کو ترک کرتا ہے تو چاہیئے کہ بقول طبیب روحانی حضرت
محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ صادق تر ڈاکٹر ترسا سے ہے اتباع شہوات
نفسانی غیر مشروعہ کو کہ بیمار گناہ کے لئے مضر تر پانی سرد سے ہی ترک کرے
اور اپنے گناہون سے توبہ کرے اور اگر کوئی آدمی بالفعل توبہ نہین کرتا
اور وہ کہتا ہے کہ کل یا پرسون یا بعد ایک مہینہ کے یا بعد چھ مہینے کے
یا بعد اوس کے توبہ کرونگا تو اوس آدمی کو سمجھنا چاہیئے کہ کل یا پرسون یا
ایک مہینہ یا چھ مہینے یا اوس کے بعد اوس کے اختیار مین نہین شاید کہ
وہ اس کے آگے مرجاوے اور اگر کوئی آدمی توبہ کرنے مین اس لئے
توقف کرتا ہے کہ آج توبہ کرنا اور ترک کرنا گناہون کا دشوار ہے اور
کل آسان ہوگا تو اوس کو سمجھنا چاہیئے کہ کل بھی توبہ کرنا ایسا ہے دشوار
ہوگا جیسا کہ آج دشوار ہے اس لئے کہ دنیا مین کوئی ایسا دن نہین کہ
اوسدن مین ترک کرنا گناہون کا آسان ہو اور مثل اوس کے مثل اوس
شخص کے ہے کہ اوس کو کہا جاتا ہے کہ آج اس درخت کو بیخ سے
اوکھاڑ تو وہ کہتا ہے کہ یہہ درخت قوی ہے اور مین ضعیف ہون
اور برس مین اس درخت کو اوکھاڑونگا تو اوس آدمی کو کہنا چاہیئے
کہ اے نادان اور برس مین تو یہہ درخت قوی تر ہوگا اور آپ ضعیف
تر ہونگے تو تم کیسا اور برس مین اوس کو اوکھاڑوگے اور ایسا ہی

شہوات نفسانی کا درخت ہر روز قوی تر ہوتا جاتا ہے اور اوس کے
مخالفت سے تم ہر روز عاجز تر ہوتے جاتے ہو پس ہر چند کہ شہوات
نفسانیکی درخت کو توبہ کرنے سے جلدی اوکھاڑ دوگے آسان تر ہوگا
اور اگر کوئی آدمی توبہ اس لئے نہین کرتا کہ لازم نہین کہ آدمی گناہ کرنے سے
ضرور دوزخ ہی مین جاوے بلکہ ممکن ہے کہ اللہ تعالی اپنے فضل و کرم سے
اوس کے گناہ عفو فرمائے اس لئے کہ اللہ تعالی غفار اور رحیم ہے اور
غفران ذنوب اور عفو سیئات گنہ گار کے لئے ہے نکوکار کے لئے
جیساکہ نظامی گنجوی نے کہا ہے۔

گناہ من ار نامدی در شمار تو انام کی بودی آمرزگار۔

اور آدمی کو لازم ہے کہ وہ ہر وقت جناب باری تعالی مین امیدوار
عفو کار ہے تو اوس کو سمجھنا چاہیے کہ اللہ تعالی پر لازم نہین کہ سب آدمیونکے
گناہ عفو فرمائے بلکہ اللہ تعالی عفو فرماتا ہے جس کو کہ چاہتا ہے پس کیونکر
اوس کو معلوم ہوا کہ اللہ تعالی اوس کے گناہ ضرور معاف فرمائے گا۔
اور اوس کو عذاب نکرے گا اور اس لئے کہ ایمان درمیان خوف اور
ورجا کے واقع ہے تو اللہ تعالی کے عفو کے بھروسہ پر گناہ کرنا اور
گناہون سے توبہ نکرنا اور اوس کے عذاب سے نہ ڈرنا موجب کفر کا
ہے جیساکہ فریدالدین عطار نے فرمایا ہے

ہر کہ ایمن از عذاب حق بود نیست مومن کافر مطلق بود

اور جاننا چاہیے کہ ایمان مانند ایک درخت کے ہے کہ آبیاری

اوس کی عبادت سے ہے اور جب بندہ مومن نے اپنے ایمان کے درخت کو
عبادات اور حسنات سے پانی نہ دیا تو وہ درخت ضعیف ہوگا پس خوف
یہہ ہے کہ وہ درخت ایمان کا صرصر صعوبت سکرات مین اوکھڑ جاوے
بلکہ ایمان بے عبادات کہ وہ گناہون سے قرین ہو حال اوس کا مانند
حال اوس بیمار کے ہے کہ اوس کو اقسام کے بیماریان لاحق ہون اور
ہر ساعت مین خوف مرنے اوس بیمار کا ہو اگر اوس صورت مین کہ بندۂ
مؤمن مرنے کے وقت اپنا ایمان سلامت لے گیا تو اوس مین بھی یا امید
عفو حضرت رب العالمین جل شانہ کی ہے یا خوف عذاب نار جہنم کا ہے
پس خوف عذاب دوزخ سے قطع نظر کر کے محض عفو حضرت غفار رحیم
عز اسمہ کی بھروسہ پر گناہ کرنا اور پھر اون گناہون سے تائب نہونا
دلیل بے عقلی کی ہے اور وہ شخص مثل اوس شخص کے ہے کہ جو کچھہ کہ اوس کے
پاس نقد اور جنس ہوتا ہے وہ اوس کو تلف کرتا ہے اور اپنے عیال
اور اطفال کو بھوکا چھوڑتا ہے اس امید پر کہ شاید کہ وہ کسی ویرانہ
مین جاوے اور خزانہ پاوے یا وہ شخص مثل اوس شخص کے ہے کہ
ڈاکو اوس کے شہر کو غارت کرتے ہین اور وہ شخص اپنی اشیاء
اور متاع کو مخفی نہین کرتا اور اپنے گھر مین رکھتا ہے اس امید پر کہ جب
یہہ ڈاکو ہمارے گھر مین آوینگے تو وہ غافل یا نابینا ہو جائینگے اور ہمارا
اشیاء اور کالا اور متاع رہجاوے گا اور سمجھنا چاہیئے کہ یہہ سب
ممکن ہے اور امکان عفو کا بھی ویسا ہی ہے لاکن محض عفو پر بھروسا کر کے

اللہ تعالیٰ کے عذاب سے امین ہونا اور گناہ کرنا اور پھر اوس سے
توبہ نکرنا دلیل حماقت کی ہے اس لئے کہ معصیات کا حضرت اللہ تعالیٰ
کے ہاتھ مین ہے یغفر لمن یشاء ویعذب من یشاء یعنے وہ
مختار ہے جس کو چاہے عفو فرمائے اور جس کو چاہے عذاب کرے اور
کوئی اوس پر حاکم نہین کہ اوس کو کہے کہ ہمارے گناہ مردود معاف فرمانا
اور مجھے گناہون کے پاداش مین عذاب نکرنا اور اللہ تعالیٰ اوس کے کہنے پر
عمل فرماکے اوس کو چھوڑ دے اور عذاب نکرے بعضے آدمی اپنے
دل مین یہہ کہتے ہین کہ اب کس لئے توبہ کرین اور سود کھانے اور
رشوت اور حرام کھانے کو ترک کرین اور شراب خوری کی مجلسون مین
اور ناچ رنگ اور سیندھی کی محفلون مین نجائین اور پتہ بازی اور
دغابازی کو چھوڑ دین اور زنا اور لغویات سے کہ چین زندگانی کے
خصوصًا ایام عیش جوانی کے ہین کنارہ کش ہون جب مرنے کا وقت
آوے گا یا جب بوڑھا ہون گا تب توبہ کرلون گا اے بھائیو ہوشیار
ہو کہ یہہ سب خیالات شیطانی ہین بلکہ یہہ شیطان کا
اغوا ہے توبہ کرنا جوانی مین اور تندرستی مین مفید ہے اور چاہیے
کہ اللہ تعالےٰ جناب مین جوانی مین اور تندرستی مین قبل مرگ کے
توبہ کرے اور اوس توبہ پر قایم رہے حدیث شریف مین ہے کہ اللہ
تعالیٰ کو جوان توبہ کرنے والے سے اور کوئی چیز زیادہ دوست نہین
یعنے سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ جوان تائب کو زیادہ دوست رکھتا ہے

کما ذکرتہ کسی شاعر نے کما ہے ۔

توبہ کردن در جوانی معجزہ پیغمبری ست ورنہ در پیری ہمہ کس را کہن پرہیزگار

اور تحقیق و تجربہ سے کہ جوانی میں کہ ایام استیلاء ہوا و ہوس کا اور زمان غالب ہونی شہوات لعانی کا ہے گناہوں سے توبہ کرنا حالت معجزہ کی ہر بخلاف ایام شیب اور بوڑھاپے کی کہ ایام انحطاط سن اور زمان کم ہونے ہوا و ہوس کا ہے اوس میں توبہ کرنا چندان دشوار نہیں اس لئے کہ ایام پیری میں گرگ بوڑھا کہ جب اس کو طاقت جانوروں کی پھاڑنے کی نہیں رہی تو وہ بھی اپنے کو پرہیزگار کہتا ہے اور علاوہ اس کے یہہ خیالات باطلہ کہ جب مرنے کا وقت آوے گا یا جب بوڑھا ہونگا تب توبہ کر لونگا سب بجا ہیں کہ اللہ تعالی سے آدمی کے پاس اقرار نامہ یا عہدہ اور پیمان ہو کہ میں تمکو بوڑھا کر کے مارونگا یا قبل مرنے تمہارے کے تم کو اطلاع دونگا کہ تم اب مرتے ہو توبہ کر لو اے بھائیو جب زندگانی ایک دم کا بھروسہ نہیں اور مرنے کا کوئی وقت معین نہیں اور خبر نہیں کہ اللہ تعالی لڑکپن میں مارتا ہے یا جوانی میں یا بوڑھاپے میں اور جب خبر نہیں کہ مرگ کس وقت آتی ہے تو یہہ خیالات کہ جب مرگ آویگی تو توبہ کر لونگا یا جب بوڑھا ہونگا توبہ کر لونگا غلط ہیں حضرت سید الانبیاء علیہ الصلوۃ والسلام کہ واقف اسرار لی مع اللہ کی اور مقرب رتبہ قاب قوسین او ادنی کی تھی اون کو تو اپنے حیات بھر ایکدم کا بھی بھروسا نہ تھا جیسا کہ مشکوۃ میں حدیث ہے

عن ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یعرق
الماء فیتیمم بالتراب فاقول یا رسول اللہ ان الماء منک
قریب یقول ما یدرینی لعلی لا ابلغہ یعنے حضرت ابن عباس
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نکلے کہ پیشاب کریں کبھی پس تیمم کرتے مٹی سے یعنے پہلے اس کے
کہ وضو کریں پس کہا میں نے یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم تحقیق پانی
نزدیک ہے یعنے اسقدر دور نہیں کہ اوس کے سبب سے تیمم کیا جائے
فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس چیز معلوم کروایا مجھے
یعنے کیا جانوں میں کہ شاید کہ نہ پہونچوں میں اوس پانی تک اور حضرت
اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے فاستبقوا الخیرات وسارعوا
الی مغفرۃ من ربکم یعنے آگے بڑھ کر لو خیرات اور حسنات اور
طاعات کو اور جلدی کرو طرف توبہ کے اور بخشوانے گناہوں کے
اپنے رب سے اور حدیث شریف میں عجلوا بالتوبۃ قبل الموت
یعنے عجلت اور جلدی کرو توبہ کرنے میں موت سے آگے قطب الائمہ
غوث الاعظم محبوب سبحانی حضرت محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی
نے غنیۃ الطالبین میں فرمایا ہے فینبغی للمذنب ان یبادر الی
التوبۃ وروی عن ابی عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما عن
النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال ھلک المسوفون الذین
یقولون سوف نتوب الخ یعنے گنہگاروں کو چاہیئے کہ توبہ کرنے

جلدی کرین اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے روایت کی
کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ہلاک ہوئے
توبہ میں تاخیر کرنیوالے کہ وہ کہتے ہین کہ آیندہ ہم توبہ کرینگے یعنے
اسوقت ہین توبہ نہین کرتے اور کہتے ہین کہ آیندہ ہم توبہ کرینگے
اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے قرآن مجید کی آیتہ
بل یرید الانسان لیفجر امامہ کے معنے ہین روایتہ ہے
کہ اونہون نے فرمایا کہ اس آیتہ کے یون معنے ہے کہ انسان مقدم
کرتا ہے گناہون کو اور مؤخر کرتا ہے توبہ کو اور کہتا ہے کہ آخر
کار توبہ کرونگا یہانتک کہ اوس کو موت آتی ہے حالانکہ وہ گناہ کرنے
پہ قائم ہے یہی وہ گناہون پہ مرتا ہے اور گناہون سے توبہ نہین
کرتا اور لقمان حکیم نے اپنے فرزند کو نصیحت کی کہ یا بنی لا تؤخر
التوبۃ الی غد فان الموت یاتیک بغتۃ یعنے اے فرزند
میرے توبہ کرنے ہین کل کے روز تک تاخیر مت کر اس لئے کہ موت
ناگاہ آجائیگی تجھے غفلت ہین اور غنیۃ الطالبین ہن اور جگہہ حضرت
جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی ہے کہ حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے بروز جمعہ کے یہہ خطبہ ارشاد فرمایا یا ایہا الناس
توبوا الی اللہ قبل ان تموتوا وبادروا بالاعمال الصالحۃ
قبل ان تشغلوا الحدیث یعنے اے لوگو قبل مرگ کے اللہ تعالی
کے درگاہ مین توبہ کرو اور قبل اس سے کہ مرگ آئے اور اعمال صالحہ

کرنے پہ دوڑ و آخر حدیث تک اور بعضی آدمی یہہ کہتے ہین کہ ہم تو شب و روز
گناہون مین گرفتار ہین پس اگر توبہ کرین اور پہر کوئی گناہ سرزد ہو تو وہ
توبہ بہی برباد ہوئے تو اچہا یہہ ہے کہ توبہ نکرین تو سمجہنا چاہئے کہ جب
کوئی آدمی مؤمن توبہ کرے تب چاہئے کہ وہ اوس پہ قایم رہے اور پہر گناہ
نکرے مگر جب اللہ تعالیٰ نے دو دشمن ہر ایک آدمی کے لئے امتحاناً پیدا
فرمائے ہین ایک تو اپنا نفس امّارہ ہے اور دوسرا شیطان ہے پہر جب تک
بندۂ مؤمن زندہ ہے تو یہہ دونو دشمن انسان کے کمین مین رہتی ہین اور
ہر وقت اوس کو گناہ کرنے کے لئے رغبت دیتی رہتی ہین پہر اوس کا علاج
یہہ ہے کہ پہلے تو بندۂ مؤمن صدق دل اور اخلاص سے بنیت عدم ارتکاب
گناہ کے توبہ کرلیوے پہر اگر کوئی گناہ جبلت انسانی کے اوس سے سرزد
ہو تو وہ پہر استغفار کرلے اور اگر پہر گناہ سرزد ہو تو وہ پہر استغفار کرلے
جیسا کہ آگے وہ حدیث شریف لکہی گئی ہے کہ آدمی جبتک گناہ کرتا رہتا ہے
اور اوس گناہ سے استغفار کرتا رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے
اوس کے گناہ عفو فرماتا رہتا ہے اور یہہ رباعی ترجمہ حدیث قدسی کا ہے

باز آ باز آ ہر آنچہ ہستی باز آ　　گر کافر و گبر و بت پرستی باز آ
این درگہ ما درگہ نومیدی نیست　　صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

اور واسطے رفع سئیات اور دفع گناہون کے خاندان عالیشان چشتیہ
اور قادریہ مین بیعت کرنے کے وقت مریدون کو تلقین کیا جاتا ہے
کہ وہ ہر نماز کے بعد باخلاص قلب و حضور دل اپنے گناہون سے مستغفر ہو

استغفر اللہ ربی من کل ذنب اذنبتہ عمدا او خطاء او سرا
او علانیۃ و اتوب الیہ دس مرتبہ پڑھے تاکہ جو کچھ گناہ کہ اون سے
اوسی دن مین سرزد ہوئے ہونگے وہ سب بخشے جاوینگے اور وہ گناہون
سے ایسا پاک ہوگا جیسا بچہ کہ تیا اپنے ان سے پیدا ہوتا ہے اس لئے کہ حدیث
یعنی ہے التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ و فی لفظ لو عاد
فی الیوم سبعین مرۃ یعنے توبہ کرنیوالا گناہ سے مانند اوس شخص کے ہے
کہ اوس نے گناہ نہین کیا اور غنیۃ الطالبین مین ہے کہ ایک روایت مین
اسی حدیث کے ساتھہ یہہ بھی آیا ہے کہ اگرچہ تائب عود کرے گناہ پر ایکدن
مین ستر بار یعنے جس نے کہ گناہ سے توبہ کے اگرچہ اوس نے ایک ہی دن مین
ستر بار گناہ کرکے ستر بار توبہ کی ہو اور جس نے کہ گناہ کیا ہی نہین یہہ دونو
برابر اور مماثل ہین عدم گناہ مین کما مر اور یہہ بھی غنیۃ الطالبین مین ہے
کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی کہیگا
استغفر اللہ العظیم الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم و اتوب الیہ
تین بار۔ بخشی جاوینگے گناہ اوس کے اگرچہ وہ گناہ مثل کف دریا کے ہونگے
مگر حق العباد استغفار سے نہ بخشا جاویگا جبتک کہ اوس سے کہ جس کا اون
حق ہے نہ بخشائے اور درصورت عدم پانے اون کے یا اون کے
وارثون کے آخر الحیل علاج اوس کا بھی استغفار ہے کما قلتہ اور
جاننا چاہئے کہ جیسا اطباء امراض جسمانی علاج اسقام جسمی کا بتاتے ہین
ویسا ہی اہل اللہ رحمہم اللہ تعالی امراض روحی کا علاج بتاتے ہین

تو گناہون کے مرض کے دفع کے لئے توبہ جیسا اور کوئی علاج نہین جیسا کپڑی میلے کا علاج دہونا اور صابون لگانا ہے ایسا ہی دفع مرض مہلک گناہون کے لئے تریاق توبہ کا مجرب ہے اگر کوئی کہے کہ کپڑا جب میلا ہوتا رہتا ہے تو بار بار اوس کو دہونا اور صابون لگانا عبث ہے تو یہہ بات اوس کی بیعقلی اور نادانی کی ہے اس لئے کہ جب کپڑا میلا ہوا تو علاج اوسکا دہونا اور صابون لگانا ہے ویسا ہی اگر کوئی کہے کہ جب ہم سے ہر وقت گناہ صادر ہوتے رہتے ہین تو توبہ کرنا بے فائدہ اور عبث ہے تو یہہ بات اوس کے بھی بیعقلی اور نادانی کی ہے تو سمجھنا چاہئے کہ جیسا کپڑی میلے کو بار بار دہونا اور صابون لگانا ضرور ہے ویسا ہی جب گناہ کسی سے صادر ہوا تو اوسیوقت اوس کو اوس گناہ سے استغفار اور توبہ کرنا اور اوس سے نادم ہونا ضرور ہے اگرچہ ایک ہی دن مین وہ کئی بار بھی ہو کوئی آدمی بغیر انبیا علیہم السلام کے معصوم نہین اور جب کوئی آدمی بغیر انبیا علیہم السلام کے معصوم نہوا تو کچھہ عجب نہین کہ اوس سے گناہ سرزد ہون حضرت آدم علیہ السلام کہ ابو البشر تھے اور اللہ تعالی نے اون مین اپنی روح پہونکی تھی جیسا کہ قرآن مجید مین ہے فنفخت فیہ من روحی اور اوس کی مٹی کو اللہ تعالی نے اپنی قدرت کے ہاتھون سے چالیس دن گوندہا تھا جیسا کہ حدیث قدسی ہے خمرت طینۃ آدم بیدی اربعین صباحا یعنی مین نے آدم کی مٹی کو اپنے ہاتھون سے چالیس دن گوندہا ہے جب اون سے لغزش ہوئی تو اور کون ہے کہ اوس سے گناہ نہون کسی نے کیا اچھا کہا ہے۔ گنہ بارت رسیدست از پدر ما ۔ خطا زروز ازل رزق آدمی زادست

تو جیسا کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے سہو سے استغفار کیا اور اللہ تعالیٰ نے
اون کا سہو معاف فرمایا ایسا ہی اگر کوئی آدمی حسب عادت فطرتی اپنے
داد اکے گناہ مین مبتلا ہو تو چاہیے کہ مطابق رویہ اپنے دادا کے توبہ بھی کرے
تاکہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل عمیم سے اوس کے گناہ بخشدے اور بمد نظر اس کے
کہ اکثر اولیاء اللہ اور اخیار اور ابرار نے ذوق اور رسوخ توبہ کے لئے بیعت
توبہ کی اپنے پیرون کے ہاتھہ پر فرمائی ہے تو بعضے آدمی عدم موجودگی کامل کو
باعث عدم توبہ کرنے کا ٹھیرا کر یہہ کہتے ہین کہ وہ اولیاء اللہ کہ اگلی موجود تھے
اور جنسے صدہا کرامات صادر ہوتے تھے اب ایسے کہان ہین جب ویسا
کوئی ولی ہاتھہ آویگا تب اون کے ہاتھہ پر توبہ کرلیوینگے اے بھائیو یرحمکم
اللہ تعالیٰ و یہدیکم تحقیق وہ نفوس زکیہ اور وہ وجوہ قدسیہ کہ اون کے
نظر فیض اثر مردہ دلون کے لئے حکم مسیحائی کا رکھتے تھے اور اون کی ذات
قدسی صفات سے جہان فیض یاب تھا اور اون سے صدہا کرامات اور خوارق
عادات صادر ہوتے تھے وا دریغا وا دریغا کہ اس دار فانی سے رحلت
فرما گئے مگر بحکم اس کے کہ ہر دن بدتر ہے اب بھی جو کچھہ صلحا اور اخیار اور
ابرار کہ موجود ہین غنیمت ہین مگر آیندہ ہین پھر اتنا بھی کوئی باقی نہ رہیگا تو چاہیے
کہ وقت موجود کو ہاتھہ سے جانے نہ دیوے اور وقت حاضر کو غنیمت سمجھے
اور جس پر اوس کا حسن ظن ہو اور جس کو وہ اچھا سمجھتا ہو اوس کے ہاتھہ پر
توبہ کرلیوے یہہ نہو کہ جیسا ولی کامل کہ وہ چاہتا ہے وہ بھی ہاتھہ نہ آوے
اور آدمی مؤمن بغیر توبہ کرنے کے مرجاوے اس لئے کہ زندگانی کا یکدم کا

بہر دسہ بھی نہین ہان اتنا ضرور ہے کہ وہ کسی عالم باخدا متقی صالح سے کہ وہ
متبع احکام شریعت کا اور واقف غوامضات طریقت کا ہو بیعت توبہ کی کرلیوے
نہ یہہ کہ دغل باز بیدین جاہل مکار جو فروش گندم نما کے ہاتھہ پر بیعت توبہ
کی کرے اور بجائے اس کے کہ کچھہ فائدہ حاصل کرے نقصان دینی اٹھائے
اور بجائے اس کے کہ طریقت حاصل کرے شریعت کو چھوڑ دے اور بجائے
اس کے کہ کچھہ دین حاصل کرے بیدین ہو بیٹھے ہان اب فی زمانا بہت سے
آدمی بیدین جاہل مکار ہین کہ وہ نہ شریعت سے واقف ہین نہ طریقت سے
آگاہ ہین اور اس لئے کہ وہ بے ہنر ہین دنیا اون سے تکلیف کمانیکی نہین
ہوتی دنیا وہ پیر بنے سے اپنا شرف دنیاوی چاہتے ہین تو محض برائے
حصول معاش دنیا کے یا برائے حصول شرف دنیاوی اور شہرت کے دام مکر کا
پھیلا کے لمبے لمبے تسبیحین اپنے گلے مین ڈالکے باوجود بیدینی اور جہالت کے
اپنے کو شیخ اور راہبر دین کا مقرر کرکے سیکڑون لوگون کو فریب دیکر
اور اون کو اپنے مریدی مین لاکر اور اپنے دام مکر مین پھنساکر بیدین
بنا لیتے ہین نعوذ باللہ من ذالک اور مریداون کے بجائے اس کے
کہ کچھہ زہد اور تقوی حاصل کرین نماز پنجوقتہ بھی چھوڑ دیتے ہین اور بجائے
اس کے کہ وہ اتباع شریعت کرین تحقیر اور توہین شریعت کے اور احکام
شریعت کے کرکے اور مستحل حرمت کے بن کے کافر ہوجاتے ہین اس لئے
مولانا جلال الدین رومی نے مثنوی مین فرمایا ہے۔

اے بسا ابلیس آدم روے ہست + پس بہر دستی نباید داد دست

تو آدمی کو ایسی۔ جاہل مکار کے ہاتھہ پر توبہ کرنا اور اوس کے دھوکے مین
آنا ہرگز نچاہئے اور آدمی شیطان کے اس دھوکے مین بھی نہ آوے
کہ جب کوئی ولی کامل کہ جیسا کہ ہم چاہتے ہین دستیاب ہوجائیگا تب اوسکے
ہاتھہ پر بیعت توبہ کی کرلینگے تو آدمی کو چاہئے کہ وقت موجودہ کو غنیمت
سمجھے شاید کہ بندۂ مؤمن کو شیطان اس دھوکے مین رکھکر توبہ کرنے سے
محروم رکھے اور مرگ ناگہان آجائے اور بندۂ مؤمن بغیر توبہ کرنے کے
رحلت کرے اور گناہون کی آلودگی سے پلید مرجائے اور توبہ کے مطہر
پانے سے اپنے گناہون کے پلیدی کو دھونے نہ پائی تو چاہئے کہ توبہ
کرنے مین بسبب خیالات شیطانی کے دیر نکرے۔ حکایت ہے کہ سلطان
التارکین امام الکاملین شیخ الواصلین حضرت شاہ سلیمان صاحب تونسوی
چشتی رضی اللہ تعالی عنہ کہ تیرھوین صدی ہجری مین ایک مشہور اور نامی
اور متفق علیہ ولی تھے استنجا سکہار رہے تھے اتنے مین ایک آدمی آیا اور
عرض کیا ہم آپکے ہاتھہ پر بیعت توبہ کی کرنا چاہتے ہین حضرت شاہ سلیمان
صاحب نے جلدی سے اپنے ہاتھون کو دھوکر بیعت لینے کے لئے آگے بڑھایا
اور اوس آدمی نے حضرت شاہ سلیمان صاحب کے دست حق پرست پر بیعت
توبہ کی ایک مولوی صاحب حاضر تھے اُنھون نے حضرت شاہ سلیمان صاحب
کے خدمت سراپا سعادت مین عرض کیا کہ یا حضرت بیعت لینے مین اتنی
جلدی کس لئے تھی کہ آپنے وضو بھی نفرمایا اور ایسا ہی اوس سے بیعت
لے لئے حضرت شاہ سلیمان صاحب نے فرمایا کہ مینے اس لئے جلدی کی کہ

جبتک کہ ہم وضو کرین مبادا شیطان اتنی دیر مین موقع پاکر اس آدمی کے
دل مین دغدغہ اور وسواس ڈال کے اوس کا توبہ کرنے کا ارادہ توڑ دے
اور اوس کو توبہ کرنے کے ثواب سے محروم رکھے اے بھائیو اولیاء اللہ
رحمہم اللہ تعالیٰ نے تو اتنی دیر کرنے کو بھی توبہ کرنے مین گوارا نہین فرمایا
کہ شاید اتنی دیر مین شیطان الرجیم موقع پاکر آدمی کے دل مین وسواس
ڈالکر اوس کو توبہ کرنے کے ثواب سے محروم کرے اور آدمی کو گناہون سے
پاک ہونے نہ دے اور جو کوئی صدق دلی اور اخلاص قلبی سے اپنے گناہون سے
توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اوس کی توبہ کو قبول فرماتا ہے اور اوس کو
گناہون سے نجات بخشتا ہے اور اوس کو دین اور دنیا مین رتبہ عالیہ
نصیب کرتا ہے کسی نے کیا اچھا کہا ہے۔

رو بدرگاہش کے آوردی کہ گشتی ناامید
چون گدا کاہل بود تقصیر صاحب خانہ چیست

تو اس پر فقیر مودودی مؤلف اس رسالہ کا چاہتا ہے کہ وہ دو حکایتین کہ
قطب الاقطاب ربانی غوث الاغواث صمدانی محبوب سبحانی حضرت محی الدین
شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی باب مین غنیۃ الطالبین
مین لکھے ہین اس رسالہ مین سامعین اور ناظرین کی تنبیہ اور تحریص کے
لئے لکھے **حکایت** سلطان الاغواث والاقطاب حضرت محی الدین شیخ
عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غنیۃ الطالبین مین لکھا ہے۔
وروی ان عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مرذات یوم فی موضع من نواحی الکوفۃ الخ یعنے روایت ہے کہ
حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے اصحابون سے تھے ایکدن کوفہ کے نواح مین ایک ایسی
مقام پر گذری کہ اوس گہر مین چند فاسق جمع تھے اور دور ساغر شراب کا
چل رہا تھا اور اون مین ایک مغنی کہ نام اوس کا زادان تھا وہ چنگ بجا کر
خوش آوازی سے سرود مستانہ گا رہا تھا پس جسوقت حضرت عبداللہ ابن
مسعود رضی اللہ تعالی عنہ نے وہ خوش آوازی سُنے تو فرمایا کیا اچھی یہہ
آواز ہے کاشکی اس آواز سے اگر قرآن مجید پڑہا جاتا تو کیا خوب
تھا اور حضرت عبداللہ ابن مسعود یہہ کہتے ہوئے چادر اپنے سر پر اوڑہ کر
اوس جلسہ سے گذرے مطرب زادان کے کانون مین یہہ آواز حضرت
عبداللہ ابن مسعود کی آئی تب اوس نے پوچہا کہ یہہ کون ہے لوگون نے
کہا کہ یہہ حضرت عبداللہ ابن مسعود ہے کہ حضرت سید الانبیاء علیہ الصلوۃ
والسلام کے صحابہ سے ہین اوس نے پوچہا کہ اونہون نے کیا فرمایا
لوگون نے کہا کہ اونہون نے فرمایا یہہ کیا اچھی آواز ہے کاشکے اس
آواز سے اگر قرآن مجید پڑہا جاتا تو افضل ہوتا اوس کے سنتے ہی
زادان مطرب کے دل مین ایک ہیبت چہا گئی اور کہڑے ہوکر عود کو
زمین پر پہینکدیا وہ ٹوٹ گیا اور دوڑکر حضرت عبداللہ ابن مسعود کو
پہونچا اور اپنی دستار کو اپنے گردن مین ڈالدیا اور اون کے آگے
زار زار رونے لگا حضرت عبداللہ ابن مسعود نے بہی اوس کے گردن

اپنی باہین ڈالکر رونے لگی اور دونو کی آواز گریہ اور زاری کی بلند ہوئی
اور حضرت عبداللہ ابن مسعود نے فرمایا کیونکر اس شخص کو مین دوست نرکہون
کہ اوس کو اللہ تعالی نے دوست رکہا ہے پس زاذان مطربی گانے بجانے
سے توبہ کی اور حضرت عبداللہ ابن مسعود کی حضوری کا ملازم رہا اور قرآن مجید کا
پڑہنا سیکہا اور علم پڑہکر امام وقت ہوا اپنے پیشوا دین کا ٹہیرا چنانچہ بہت
احادیث مین ہے کہ روی زاذان عن سلمان الفارسی و روی
زاذان عن عبداللہ ابن مسعود یعنے زاذان نے روایت احادیث
نبویہ افضل التحیہ کے حضرت سلمان فارسی سے اور حضرت عبداللہ ابن مسعود
کی ہے رضی اللہ تعالی عنہم اے بہائیو یہہ کتنا رتبہ جلیلہ ہے کہ اوس کو دین
اور دنیا مین تفضیل توبہ خالص کے حاصل ہوا کہ وہ پیشوا دین متین کا بنا اور
احادیث نبویہ افضل التحیہ کا راوی ہوا اور چونکہ روایت احادیث کے بغیر وجود
صفات مخصوصہ کے کہ وہ عدل اور تقوی اور ثقاہت وغیرہم ہین معتبر نہین
تو اس سے معلوم ہوا کہ جب اوس مین یہہ امور پائے گئے ہین تو روایت اوسکی
نزدیک علماء محدثین کے معتبر ہوئی ہے تو مطابق آیۃ شریفہ ان اکرمکم
عند اللہ اتقکم یعنے زیادہ شرف والی تم مین سے عنداللہ زیادہ
پرہیزگار تمہارے ہین تو اکرمیت زاذان کے عنداللہ ثابت ہوئی۔
حکایت سید الاقطاب سلطان الاغواث حضرت محی الدین شیخ عبدالقادر
جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ نے غنیۃ الطالبین مین لکہا ہے دخل الاسرائیلیات مروی انہ کانت امراۃ بغیۃ مغنیۃ مفتنۃ للناس

بجمالها وکان بابدارها ابدًا مفتوحًا الخ یعنی بنی اسرائیل
کے کتابون مین مروی ہے کہ ایک عورت گانی والی بدکار تھی اور اپنی خوبصورتی
سے لوگون کو فریب دیتے تھے اور اوس کے گہر کا دروازہ ہمیشہ کہلا
رہتا تہا اور وہ اپنے دروازہ کے مقابل تخت پر بیٹھے رہتے تہے جو کوئی
اودہر سے گذرتا تہا اوس کو دیکہہ کر شیدا ہوتا تہا اور اپنے نقد دل کو نذر
کرتا تہا اور اوس عورت کا معمول تہا جب کسی سے وہ دس دینار یا اوس سے
زیادہ لیتی تہی تو اوس کو اجازت آنیکی دیتی تہی ایکدن بنی اسرائیل کے
عابدون مین سے ایک عابد کا اوس کے کوچہ مین سے گذر ہوا ناگہان
اوس عابد کے نظر اوس عورت مغنیہ پر پڑی اب عابد صاحب آہین بہرنے
اور اپنے نفس سے جنگ کرنے لگا اور بجز اس کے کوئی چارہ ہاتہہ نہ آیا
کہ اوسنی حضرت مجیب الدعوات کی جناب مین دعا کے ہاتہہ بلند کئے
تاکہ اوس کا عشق اوس عابد کے دل سے زائل ہو آخرکار جب اوس سے
بھی اوس مغنیہ کا عشق زائل نہوا اور وہ عابد کے دعا جناب الہی عزاسمہ
مین مقبول نہوے اور زمام اختیار کے عابد کے ہاتہہ قدرت مین نرہے
تو بغیر اس کے اور کچہہ نہ سوجہا کہ وہ تمام مال ومتاع اپنا بیچکر اوس قدر
سرمایہ فراہم کیا کہ اوس سے وصال مغنیہ کا حاصل ہو اور بعدہٗ اوس کے
دروازہ پر آکر حاضر ہوا اوس مغنیہ نے اپنے وکیل کو اشارہ کیا کہ جو کچہہ کہ
وہ لایا تہا اوس سے لیکر اوس کو آنے کا وعدہ دیا وہ عابد بموجب اوس
وعدہ کے اوس مغنیہ کے دروازہ پر حاضر ہوا دیکہا کہ وہ معلن

حسن وخوبی کے زیب وآرایش سے اپنا کاشانہ فسق آشیانہ مین تخت پر
جلوہ افروز ہے عابد بھی تخت پر اوس کے برابر آبیٹھا اور دست درازی
کرنے لگا ناگاہ کارکنان قضاوقدر نے اوس عابد کو اوس فسق سے بچالیا
یعنے عابد نے اپنے دل مین خیال کیا کہ حضرت خداوند تعالیٰ شانہ عرش معلی سے
میرا یہہ حال فسق کا دیکھہ رہا ہے اور مین حرام کاری مین مشغول ہون ہاے
افسوس میری عبادت سالہاے دراز کی سب برباد ہوئی عابد یہہ خیال کرکے
اللہ تعالی کے خوف سے تھر تھرانے اور کانپنی لگا اور اوس کے چہرہ کا رنگ
فق ہوگیا اوس عورت مغنیہ نے دیکھا کہ عابد کا رنگ زرد پرواز کرگیا ہے اور
ہیبت اوس کے دل پر چھائی ہوئی ہے اوس نے پوچھا اے شخص تیرا کیا حال
ہے اور کس کے خوف سے تیرا یہہ حال ہوا عابد نے جواب دیا کہ مین اپنے پروردگار
جل شانہ سے ڈرتا ہون اب تو مجھکو حکم دے کہ مین یہان سے چلا جاؤن اوس نے
کہا کہ وے[1] تیرے پر ہو بہت لوگ اسدن کی آرزو رکھتے ہین جو تجھکو نصیب
ہوا ہے پس کیا سبب ہے کہ تو اس سے مونہہ پھیرتا ہے عابد نے کہا کہ مین
اپنے خداوند جل جلالہ سے ڈرتا ہون اور وہ مال کہ تیری وکیل کو دیا ہے وہ
تجھکو حلال ہے اور مجھکو برای خدا اجازت دی کہ مین جلد یہان سے چلا جاؤن
اوس مغنیہ نے کہا کہ آپنے ایسا کام آگے کبھی نہین کیا عابد نے کہا نہ
عورت مغنیہ نے کہا کہ آپ کہان رہتے ہین اور آپکا نام کیا ہے عابد نے
کہا کہ میرا مکان فلان قریہ مین ہے اور میرا یہہ نام ہے پس اوس عورت
مغنیہ نے اون کو باہر نکلجانے کی اجازت دی اور وہ عابد اوس جاے

[1] وے بمعنی ہے

مہلک سے صحیح وسلامت باہر آئے حال آنکہ عابد نے اپنے لئے ہلاکت اور
عذاب چاہا تھا اب عابد اپنے نفس کو ملامت کرنے اور زار زار رونے لگا۔
اب خدا تعالی کی قدرت کا تماشا دیکھو ادہر سے اوس عورت مغنیہ کے
دل مین ترس اور خوف آلہی جل شانہٗ کا اوس عابد کی صحبت اور برکت سے
نازل ہوا اس خیال سے کہ اس شخص نے پہلے ہی اس گناہ کا قصد کیا تھا اور
خوف آلہی مزاحم اوس پر غالب ہوا اور وہ اس گناہ سے باز رہا وہی بر
حال من کہ مین اتنے برسون سے اس فسق وفجور مین مبتلا ہون اور ابتک
اپنے پروردگار سے کہ اوس کا پروردگار بھی وہی ہے خوف نکیا مجھکو
لائق ہے کہ میرا خوف اور ترس اپنے پروردگار سے اوس کی خوف و
ترس سے بڑھکر ہو یہہ خیال کرکے اوس مغنیہ نے اپنے پروردگار کی بارگاہ
معلی مین توبہ کی اور پرانے کپڑے پہن لئے اور عوام کے آمدورفت
کا دروازہ بند کرلیا اور جنناب خداوند تعالی نے چاہا وہ اللہ تعالی کی
عبادت مین مشغول رہے ایکبار اوس عورت نے اپنے دل مین
خیال کیا کہ اگر مین اوس عابد کے پاس پہونچتے ہی شاید کہ وہ اپنے نکاح مین
مجھکو لاتا اور مین اوس کی خدمت مین رہکر اوس سے دین کا کام سیکھتے
اور وہ عابد خداوند تعالی کی عبادت مین میرا مددگار ہوتا یہہ سوچ کر عابد کے
تلاش کرنے مین آمادہ اور مستعد ہوئے اور اپنے مال واسباب مین سے
جو خدا تعالی نے چاہا تھا اپنے ساتھہ لیا اور پوچھتے پوچھتے اوس گانون مین
آپہونچے جہان وہ عابد رہتا تھا لوگون نے عابد سے کہا کہ ایک عورت

آپ کو پوچھتی ہوئی آئی ہے عابد اوس کے پاس آیا جب اوس عورت نے
اوس عابد کو دیکھا تو اوس نے اپنے چہرہ سے نقاب اوٹھایا تاکہ عابد اوس کو
پہچان لے جب عابد نے اوس کے چہرہ کی طرف نظر کی تو فوراً اوس کو پہچان
لیا اور وہ معاملہ کہ درمیان اپنے اور اوس کے واقع ہوا تھا یاد کیا اوس عابد کے
دل سے نالہ جانگداز بلند ہوا اور وہ اسیوقت جان بحق تسلیم ہوا اس واقعہ
سے وہ عورت غمناک ہوئے اور اپنے دل مین کہا کہ مین اوس کے لئے
یہان آئی تھی اور اوس نے مجھکو دیکھکر جان دی اب تحقیق کرنا چاہیئے
کہ آیا اوس کے کنبہ مین کوئی ایسا شخص ہے کہ مجھکو نکاح مین لائے لوگون نے
کہا کہ اوس کا ایک بھائی صالح ہے مگر مفلس ہے مال اور دولت اوس کے
پاس نہین ہے عورت نے کہا کہ اس باتون کا کچھ خیال نہین میرے پاس تو
کافی وافی مال ہے کہ وہ زندگی بسر کرنے کے لئے کفایت کرتا ہے یہہ
کہکر اوس عابد کے بھائی کے پاس آئے اور عابد کا بھائی اوس عورت کو
اپنے نکاح مین لایا اوس عورت کے سات لڑکے پیدا ہوے وہ سب
بنی اسرائیل کے قوم مین پیغمبر ہوے پس درستی نیت اور صدق توبہ
کی برکت کے طرف خیال کرو کہ خداوند کریم نے اوس زاوان مطرب کو
حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف کس طرح رہنمائی فرمائے اور
بنی اسرائیل کے عابد کے برکت اور صدق ارادت اور حسن عقیدت کو دیکھو
کہ خداوند تعالیٰ نے اوس کو کیسے بلا سے یعنے گناہ کبیرہ سے نجات بخشی
پس اللہ تعالیٰ درمیان اوس عابد کے اور اوس عورت کے آڑ ہوگیا

اور اوس عابد کی نیکیان اوس کے آڑے آئین کہ اوس نے خلوت اور
جلوت مین صدق دل اور حسن ارادت سے حضرت اللہ تعالی کی عبادت
اور طاعت بجا لائے تھے اور دیکھو کہ اوس عورت نے اوس عابد کی برکت سے
کسطرح اوس فسق و فجور سے نجات پائے اور کیسے اوس کے مفلس بھائی
تنگ پہونچے اور اوس کے سبب سے اوس کی مفلسی اور رنج دور ہوا حضرت
خداوند تعالی نے خوبصورت ترین عورتون سے اوس کو بیوی عطا فرمائے اور اوس کو
مالدار بنا دیا اور ایسی جگہہ سے اوس کو روزی پہونچائے کہ جہان سے اوس کو وہم و گمان
بھی نہ تھا اور اُس کو سات پیغمبرون کا باپ بنایا اور اوس عورت کو اون پیغمبرون کے
مان ہونے کا فخر بخشا پس تمام نیکیان خداوند تعالی کی اطاعت اور فرمان برداری مین
ہین اور سب برائیان اللہ تعالی کے نافرمانی مین ہین اے رب کریم تواب الرحیم ۔
جل شانک وعز برهانک بحرمت خیر التائبین حضرت سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ
والسلام کے اور اوس کی اہل بیت مطہرین کے اور اوس کی اصحاب متقین کی اور اپنی
اولیا مقربین کے اس عاجز کی توبہ کو کہ آپکے واصلین کی دست حق پرست پر کی ہے
اور اس عاجز کے دوستون کی توبہ کو اپنے فضل عمیم سے قبول فرمانا اور ہمکو مادام الحیات
اوس توبہ پہ قائم رکھنا اور اغوائے شیطان رجیم اور نفس امارہ سے اور جمیع عصیان اور
طغیان سے بچانا اور روز محشر کے ہم سب طفیلیان حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کو
تائبین مخلصین کے زمرہ مین سے حشر کرنا آمین یا رب العالمین چونکہ توبہ کے معنے
گناہون سے نادم ہونا اور سیئات سے اللہ تعالی کی طاعات کے طرف رجوع
کرنا ہے تو معرفت گناہون کی توبہ پہ مقدم ہے اس لئے کہ جبتک آدمی ذنوب

کبائر اور صغائر سے واقف نہو گا تو اون سے کیونکر توبہ کرے گا تو لازم تھا کہ
قبل بیان توبہ کے گناہ کبیرہ اور صغیرہ لکھے جاوین مگر چونکہ علت غائی تالیف
اس رسالہ کی بیان توبہ کا تہا اور علاوہ ازان توبہ کے بیان مین مجملاً گناہون کا
ذکر بھی تہا بنا بر آن فقیر مؤلف نے بعد ختم ہونے بحث توبہ کے گناہ کبیرہ اور صغیرہ
کہ آدمی کو اون سے بچنا فرض ہے مفصل لکھے تا تائب اوس سے متنبہ ہوکر
اوس کا مرتکب نہووے اور اون سے مجتنب رہے اور بشرط ارتکاب
اوس کے ایام ماضی مین اون کا کفارہ دیوے اور اوس سے استغفار کرے
کما فصلتہ گناہون کبائر کے بیان مین جاننا چاہئے کہ گناہ کبیرہ وہ ہے
کہ شرع مین اوس کے کرنے پر حد آئی ہو یا وعید عذاب کی اوس کے کرنے پر قرآن
مجید مین یا حدیث صحیح مین آئی ہو یا شرع اوسکی کرنیوالی پر اطلاق کفر کا آیا ہو جیسا کہ
اس حدیث مین ہے من ترک الصلوٰۃ متعمداً فقد کفر یعنے جس نے
نماز ترک کی جان بوجھکر بے عذر پس تحقیق وہ کافر ہوا یا فساد اوس کا مثل فساد گناہ
کبیرہ کے یا اوس سے زیادہ ہو یا ساتھہ دلیل قطعی کے اوس سے منع آیا ہو یا وہ
موجب تہا حرمت دین کے ہو اور مراتب گناہ کبیرہ کے متفاوت ہین بعضے
اون کے بہت بڑے ہین بعض سے اور حدیثون مین جو گناہ مذکور ہوئے ہین
وہ سب گناہ کبیرہ نہین مذکور ہوئے بلکہ جو مناسب پوچھنے والے کے ہوتے تو
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرماتے سید الاقطاب سلطان الاغواث
امام ربانی محبوب سبحانی سیدنا حضرت محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالے
عنہ نے غنیۃ الطالبین مین فرمایا ہے و الذی عندہ التوبۃ من الذنوب

کبائر وصغائر اما الکبائر فقد اختلف فیھا العلماء منھم
من قال ھی ثلاث وقیل اربع وقیل سبع وقیل تسع وقیل احدی
عشرۃ الخ یعنے وہ گناہ کہ اون سے توبہ کی جاتی ہے وہ گناہ کبائر اور صغائر ہین
اما گناہ کبائر کے بارے مین علماء دین کا اختلاف ہے بعضون نے اون کے کہا ہے
کہ گناہ کبیرہ تین ہین اور بعضے کہتے ہین کہ وہ چار ہین اور بعض کے نزدیک وہ
وہ سات ہین اور بعض کے نزدیک وہ نو ہین اور بعض کے نزدیک وہ گیارہ
ہین اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ نے سنا کہ حضرت ابن عمر نے کہا ہے
کہ گناہ کبیرہ سات ہین تو اونہون نے فرمایا کہ وہ ستر کے قریب ہین نہ کہ سات
اور فرمایا جن امور سے اللہ منع فرمایا ہے وہ سب گناہ کبیرہ ہین اور بعضون نے
کہا ہے کہ گناہ کبیرہ مبہم ہین اون کی تعداد معلوم نہین مانند شب قدر اور
روز جمعہ کے ساعت اجابت دعا کے تاکہ آدمی اوس کی تلاش مین کوشش بلیغ
اور سعی وافر کرے اسیطرح سے گناہ کبیرہ کا شمار بھی مبہم رکھا گیا تاکہ انسان ہر
گناہون سے بخوف وقوع کبائر کے حذر کرے اور بعضون نے کہا ہے کہ ہر
گناہون کے عوض اللہ تعالی نے دوزخ کی وعید فرمائی ہے وہ گناہ کبیرہ ہے
اور بعض علماء نے گناہ کبائر کو جمع کیا ہے پس اونہون نے کہا ہے کہ وہ سترہ ہین
کہ اون مین سے چار گناہ دل کے ہین ایک الشرک باللہ یعنے اللہ تعالی سے
غیر کو شریک گردانا دوسرا یہہ کہ الاصرار علی معصیۃ اللہ یعنے گناہ پر
مداومت کرنا اگرچہ وہ صغیرہ ہی ہو تیسرا القنوط من رحمۃ اللہ یعنے اللہ تعالی
کی رحمت سے ناامید ہونا چوتھا الامن من مکر اللہ یعنے اللہ کی عذاب سے

امین ہونا اور اون مین سے چار گناہ زبان کے ہین ایک شہادۃ
الزور یعنے جہوٹی گواہی دینا دوسرا قذف المحصن یعنے پاکدامنونکو
زنا کا عیب لگانا تیسرا یمین الغموس یعنے جہوٹی قسم کہ اوس سے جہوٹ کو
سچ بنائے یا جہوٹے کو سچا کرے یا اوسی سے کسی مسلمان کا حق باطل کرے
یا کسی کا مال ناحق قطع کرے اگرچہ وہ پیلو کے درخت کی مسواک ہی ہو اور
چوتہا السحر یعنے جادو کرنا اور اون مین سے تین گناہ پیٹ کے ہین ایک
شرب الخمر والمسکر من کل شراب یعنے شراب اور اور مست کرنیوالے
چیزین پینا دوسرا اکل الربوا وھو یعلم بہ یعنے بیاج کا کہانا جانکر اور
اون مین سے دو گناہ شرمگاہ کے ہین ایک الزنا یعنے زنا کرنا اور دوسرا
اللواطۃ یعنے لواطت کرنا اور اون سے دو گناہ ہاتہون کے ہین ایک
القتل یعنے ناحق مارڈالنا دوسرا السرقۃ یعنے چوری کرنا اور اونمین سے
ایک گناہ پاؤن کا ہے وھی الفرار من الزحف یعنے کافرون کی لڑائی سے
بہاگ جانا کہ ایک آدمی دو آدمیون کے مقابلہ سے بہاگے اور دس آدمی بیس
آدمیون کے مقابلہ سے بہاگین اور ایک سو آدمی دو سو آدمیون کی لڑائی
سے بہاگین اور اون مین سے ایک گناہ تمام بدن کا ہے وھی عقوق
الوالدین یعنے وہ گناہ ماں باپ کے نافرمانی کرنا ہے اور وہ یہہ ہے کہ اگر
والدین کسی فعل مشروع کی قسم کہاوین تو تو اوس کو سچا نکرے یعنے جو کہہ
وہ کہین تو اوس کو پورا نکرے اور اگر وہ تجکو گالی دین تو اوس کے عوض مین
اون کو مارے اور اگر وہ کوئی چیز تجسے مانگین تو تو نہ دیوی اور اگر وہ

بھوکے ہون اور تجھسے طعام مانگین تو اون کو طعام ندیوی اور سعید بن
جبیر رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے کہ کبائر قریب سات سو کے ہین اور
انسب یہہ ہے کہ کبائر کو ضبط اور قیاس کرنا چاہیئے مفاصد منصوصہ پر اگر
وہ مفاسد منصوصہ سے کم ہون تو وہ صغیرہ ہین اور نہین تو کبیرہ ہین اور
یہہ خلاصہ تقریر امام عزالدین بن عبدالسلام کا ہے اور شیخ ابو طالب مکی نے
فرمایا ہے کہ مینے کتاب قوت القلوب مین کبائر کے احادیث کو جمع کیا
ہے مینے سترہ کبائر مصرح پائے جیسا کہ آگے غنیۃ الطالبین کی عبارت سے
منقول ہوئی اور مولانا جلال الدین دوانی وغیرہ نے گناہ کبائر یہہ نقل
کئے ہین کہ اوس کو شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے مشکوۃ شریف کے شرح مین
لکھے ہین اور اوس کو اس فقیر نے مظاہر حق سے نقل کیا شرک کرنا ساتھ اللہ
تعالی کے خواہ اوس کے ذات مین کسی کو شریک کرے یا عبادت مین یا
استعانت مین یا علم مین یا قدرت مین یا تصرف مین یا پیدا کرنے مین
یا پکارنے مین یا کہنے مین یا نام لینے مین یا ذبح کرنے مین یا نذر ماننے
مین یا لوگون کے امور سونپنے مین یعنے جیسے اللہ تعالی کو سب کے کام سپرد
ہین ویسے اور کو بھی جاننے کہتا ہے فقیر مودودی کہ مقصود مولانا جلال الدین
دوانی کا یہہ ہے کہ اللہ تعالی کا شریک کسی کو نہ گردانے نہ اوس کی ذات
مین کسی کو شریک کرے یعنے یہہ نجانے کہ بغیر اللہ تعالی کے کوئی اور بھی معبود
ہے نہ اوسکے عبادت مین یعنے اوس کی عبادت مین کہ وہ نماز اور روزہ
اور حج اور زکوۃ اور قربانی اور صدقہ فطر کا وغیرہم ہین کسی اور کو شریک

نکرے نہ اوس کی استعانت مین یعنے یہہ کہ اوس سے استعانت اوس کی
غیر کی شرکت سے نکرے نہ اوس کے علم مین اوس کی غیر علم مین اوس کے
غیر کو شریک نکرے اور جیسے صفات اللہ تعالی کے ہین ویسی صفات
اوس کے غیر کے لئے ثابت نکرے یعنے جیسا کہ اللہ تعالی سے جمیع
حاجات مین استعانت کے جاتی ہے ویساہی اور کو بہی علی الاطلاق
معین سمجھکر اوس سے استعانت نکرے بخلاف طلب دعا کے کہ اجابت
دعا صالحین اور مضطرین کے حق ہے جیساکہ قرآن مجید مین ہے یجیب
دعوۃ الداع اذا دعان الایۃ یعنے قبول کرتا ہون مین دعا دعا
مانگنے والے جب وہ پکارتا ہے مجھے آخر آیۃ تک اور قرآن مجید
مین ہے امن یجیب المضطر اذا دعاہ ویکشف السوء یعنے
بغیر اللہ تعالی کے کون ہے کہ مضطر کی دعا قبول فرمائے اور اوس کی مشکل
کو حل کرے یا جیساکہ اللہ تعالی عالم الغیب ہے کہ ہر وقت مین جزو سے
کل تک سب اشیاء کے حالات سے کہ وہ جس مقام مین ہون عالم ہے
ویساہی اور کو نجانے بخلاف کشف اولیاء اللہ کے کہ وہ علم غیب ہر اشیاء
کا ہر زمان مین علی الاطلاق نہین یا جیساکہ اللہ تعالی ہر شئے پر مطلق قدیر ہے
ویساہی اور کو نجانے یا جیساکہ اللہ تعالی جمیع اشیاء مین متصرف اور جمیع
اشیاء کا موجد ہے ویساہی اور کو نہ سمجھے بخلاف اجابت دعا اولیاء اللہ کی
کہ اللہ تعالی کے تصرف مین اور قدرت مین غیر کی شرکت نہین ایساہی جمیع
صفات باری عز اسمہ کی اوس کے غیر کے لئے ثابت نکرے خواہ وہ پیر ہو

یا پیغمبر ہو یا امام ہو یا غیر ہم ہون پس دفع ہوا اعتراض غیر مقلدین کا کہ وہ کہتے
ہین کہ مقلدین مشرک ہین کہ وہ اللہ تعالی کے صفات مین پیرون پیغمبرون
امامون کو شریک کرتے ہین تو یہہ قول اون کا محض افترا ہے اس لئے کہ کوئی
آدمی مقلدین مین سے اگرچہ وہ جاہل ہی ہو نہ تو وہ اللہ تعالی کی ذات مین
کسی پیر یا پیغمبر یا امام کو شریک کرتا ہے نہ تو اوس کے صفات مین اور نہ
وہ اللہ تعالی کے صفات کو کسی پیر اور پیغمبر اور امام کے لئے ثابت کرتا ہے
کبرت کلمۃ تخرج من افواھم اور اور سیئات کبائر کہ مولانا جلال الدین
دوانی سے منقول ہین اور اون کو صاحب مظاہر حق شرح مشکوۃ سے
اور فقیر مؤلف نے اون کو کتاب مظاہر حق سے نقل کئے ہین اون مین سے
نیت اصرار گناہ کی اور ناحق خون کرنا اور زنا اور لواطت اور چوری کرنے
اور سحر کرنا اور سحر سیکھنا اور سکھانا اور شراب کا پینا اور نشہ کی چیز پینے اور
اپنے محارم سے نکاح کرنا اور جوا کھیلنا اور کفار کے ملک سے ترک کرنا ہجرت کا
اور کفار سے دوستی کرنی اور ترک کرنا جہاد کا باوجود قدرت کے اور غلہ کفار
کے اور سود کھانا اور مردار کا گوشت کھانا اور خنزیر کا گوشت کھانا اور نجومی
اور کاہن کی تصدیق کرنی اور کسی کا مال ظلم سے لے لینا اور مرد یا عورت
پاکدامن کو زنا کی تہمت کرنی اور جھوٹی گواہی دینی اور روزہ ماہ رمضان کا
قصداً بے عذر توڑنا اور قسم جھوٹی کھانی اور ناتا کاٹنا اور ماں باپ مسلمان
کو ناحق ستانا اور اون کی نافرمانی کرنی اور کافرون کے لڑائی سے
بھاگنا اور مال یتیمون کا ناحق کھانا اور ماپ تول مین خیانت کرنی اور

نماز کو بے عذر وقت سے آگے یا پیچھے پڑھنا اور مسلمانون سے ناحق لڑنا اور
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندہ لینا اور رسل اور ملائک
علیہم السلام کو اور قرآن مجید کو بُرا کہنا اور اون کا انکار کرنا اور ساتھہ اوس کے
ٹھٹھا کرنا اور ضروریات دین کا انکار کرنا اور باوجود قدرت کے نماز کا اور ماہ
رمضان کے روزہ کا اور حج کا اور زکوۃ کا ترک کرنا اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو بُرا کہنا اور بے عذر گواہی چھپانے اور رشوت لینی اور خاوند جورو مین
لڑائی ڈلوانی اور بادشاہ وغیرہ سے چغلی کرنی اور غیبت کرنی اور اسراف کرنا
اور قزاقی کرنی اور زمین مین لوگون کے مال اور دین مین فساد کرنا اور
ہمیشہ صغیرہ گناہ کرنا اور گناہون پر مدد کرنا اور گناہ پر رغبت دلانی اور
روبرو لوگون کے حمام مین ستر کھولنا اور اداء واجب سے بخل کرنا اور
اپنے نفس کو قتل کرنا اور اپنے اعضاء سے ایک عضو کا تلف کرنا اور اپنے
غیر کے مارنے سے بہہ گناہ مین زیادہ ہے اور پیشاب سے اور منی سے
پاکی نکرنی اور ساتھہ بند دینکی ایذا دینا اور تقدیر کو جھٹلانا اور اپنے
امیر سے عہد شکنی کرنی اور نسبون مین طعن کرنا اور از راہ تکبر کے پائجامے
کے پائنچے نیچے کرنے اور لوگون کو گمراہی کے طرف بلانا اور نوحہ کرنا اور
بُرا طریقہ نکالنا اور بھائی مسلمان کے طرف تیز چیز سے اشارہ کرنا اور
کسی کو خوجا کرنا اور کسی چیز کا اپنے اعضا سے قطع کرنا مثلاً اپنی ڈاڑھی مونڈنی
یا تھوڑی سی ناک وغیرہ کٹوانی اور اپنے بدن کی نا شکری کرنی اور حرم مین
کجروی کرنی اور جاسوسی کرنے اور نرد کھیلنا اور جتنے کھیل کہ بالاتفاق

حرام ہین کھیلنے اور مسلمان کا مسلمانون کو کافر کہنا اور درمیان اپنے
بیویون کے نوبت بین عدل نکرنا اور رلق کرنا اور حائضہ سے صحبت
کرنی اور غلہ کی گرانی سے خوش ہونا اور جانور سے فعل بد کرنا اور
عالم کو اپنے علم پر عمل نکرنا اور دنیا کی محبت کرنی اور امرد خوبصورت کو
شہوت سے نظر کرنا اور کسیکے گہر مین جھانکنا اور کسیکے گہر مین بغیر
اوس کے مالک کے اذن کے جانا اور دیوتی اور قرمساقی کرنی اور
امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو باوجود قدرت کے ترک کرنا اور قرآن
مجید کو بعد سیکھنے کے بھولنا اور حیوانات کو زندہ جلانا اور عورت کو
بلا سبب اپنے خاوند کے نافرمانی کرنی اور اللہ تعالی کی رحمت سے ناامید
ہونا اور اوس کے عذاب سے نڈرنا اور عالمون کے اور حافظون کے
حقارت کرنی اور اپنے بیویسی ظہار کرنا اور ان کی سوا اور بہی گناہ
کبیرہ ہین فائدہ کنز الدقایق مین ہے الظہار ھو تشبیہ المنکوحۃ
بحرمۃ علیہ علی التابید حرم الوطی ودواعیہ بانت علی
کظھر امی حتی یکفر الخ یعنے ظہار اوس کو کہتے ہین کہ تشبیہ دے
اپنے بیوی کو یا اوس کے اوس عضو کو تعبیر دیجاتی ہے کل کو ساتھہ
اوس عضو کے یا تشبیہ اوس کے جزو شایع کو ساتھہ اوس عضو کے
کے کہ اوس کو حرام ہے اوس کا دیکھنا جیسا کہ وہ اپنے بیوی کو کہے
کہ تو مجھپر مانند پیٹھ مان میری کے حرام ہے یا سر تیرا اور مانند اوسکے
کے یا نصف بدن تیرا یا مانند اوس کے کے مانند پیٹھ یا پیٹ مان

میری کے یا مانند ران ماں میری کے یا مانند پیٹھ بہن میری کے یا
یا پھپی میری کے یا مانند اوس کے ہے پس اسطرح کے کہنے سے
صحبت کرنی اور اسباب صحبت کے یعنے مس و بوسہ لینا وغیرہما اپنے
بیوی سے حرام ہو جاتی ہین یہانتک کہ کفارہ دیوے پس اگر کفارہ
دینے سے پہلے اوس سے صحبت کرے تو اوس پر بغیر استغفار
کے کچھہ لازم نہین آتا اور ظہار بیوی سے ہوتا ہے نہ لونڈی سے
اور باقی مسائل اس کے فقہ کے کتب مین مرقوم ہین۔ گناہ صغائر
کے بیان مین اور بغیر گناہ کبائر کے جو گناہ ہین صغیر ہین اور صغیرہ
گناہ وہ ہے کہ جس سے شرع نے روکدیا ہو یعنے بعد کبائر کے یا صغیرہ
وہ گناہ ہے کہ امر مشروع کے مخالف ہو یا طریقہ مامورہ دین کا رافع
ہو لیکن جو صغیرہ پر مداومت کرے گا وہ گناہ کبیرہ ہو جائے گا اور گناہ
کبیرہ اصرار کرنا قریب کفر کے ہے غوث الاعظم قطب الافخم شیخ
الاسلام امام ولانام محبوب سبحانی حضرت محی الدین شیخ عبد القادر
جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ نے غنیۃ الطالبین مین لکہا ہے واما الصغائر
فاکثر من ان تحصی ولا سبیل الی تحقیق معرفتها و بیان حصرها
لکنا نعلم ذالك بشواهد الشرع و انوار البصائر الخ
یعنے گناہ صغیر پس وہ بہت ہین اور متکل ہے تحقیق اون کی اور حصر
اون کا لاکن جانتے ہین ہم اوس کو سات گواہون شرع کے
اور انوار بصائر کے پس تحقیق مقصود شرع کا ہانکنا خلق کا ہے

بطرف قرب اور جوار حق تعالی کے سات ترک کرنے گناہون کے
جیساکہ اللہ تعالی نے قرآن مجید مین فرمایا ہے وذروا ظاہر الاثم
وباطنہ یعنے چھوڑو گناہون ظاہری کو اور باطنی کو اور بعض
گناہون صغائر سے شہوت سے دیکھنا ہے خوبرو عورت کو یا امرد کو
اور بوسہ لینا اونکا اور ہمخواب ہونا اون سے بغیر جماع کے اور
لواطت کے اور برا کہنا مسلمان کا اور مارنا اون کا اور غیبت کرنا
اور چغلی کرنا اور جھوٹ کہنا اور اور گناہ صغائر بہت ہین کہ بیان
اوس کا دراز ہے اور جب مومن گناہ کبائر سے تائب ہوگا تو گناہ
صغائر بھی اوس توبہ مین آجائینگے مطابق قول تعالی کے ان تجتنبوا
کبائر ما تنہون عنہ نکفر عنکم سیئاتکم الآیۃ یعنے اگر بچوگے
اون کبائر سے کہ منع کیا گیا ہے تمکو اون سے محو کر دینگے ہم یعنے
معفو کر دینگے ہم تمکو گناہ تمہارے آخر آیت تک لاکن طمع نہ دیوے
اپنے نفس کو اوس مین بلکہ کوشش کرے توبہ کرنے مین تمام گناہون کے
کہ وہ کبیرہ ہون یا صغیرہ ہون مانند قول شاعر کے خل الذنوب
کبیرہا وصغیرہا فہو التقی واصنع کماش فوق ارض الشوک
یحذر ما یری یعنے چھوڑ تمام گناہون کبائر کو اور صغائر کو پس
یہہ تقوی ہے اور کر تو مانند چلنے والی کے زمین خاردار پر کہ وہ
پرہیز کرتا ہے اوس چیز سے کہ وہ دیکھتا ہے اور کسی گناہ کو حقیر مت
سمجھہ کہ ذری ملکر پہاڑ بن جاتے ہین وعن انس ابن مالک

رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال نزل رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم بواد ھو واصحابہ لیس فیہ حطب ولا شئی یرونہ
فامرھم ان یحتطبوا فقالوا یا رسول اللہ ما نری حطبا
قال لا تحقروا شیئا تلخذونہ فجعل الرجل یجمع الشئی
بعضہ الی بعض حتی جمعوا سوادًا عظیما فقال لاصحابہ الا
ترون ھکذا تکون المحقرات من خیر وشر حتی الذنب الصغیر
الی الصغیر والکبیر الی الکبیر والخیر الی الخیر والشر الی الشر

یعنے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ حضرت
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھہ ایک ایسی جنگل
مین وارد ہوئی کہ اوس مین لکڑی اور شئے جنس لکڑی سے کہ نظر مین
آوے نہ تھی پس فرمایا اپنے صحابہ کو کہ لکڑی جمع کرو اونہون نے عرض کی
کہ لکڑی نظر مین نہین آتی پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حقیر
نہ سمجھو کسی چیز کو کہ اوس کو لیو یعنے چھوٹے چھوٹے لکڑیان بھی جمع کرو اور
اوس کو حقیر نہ سمجھو پس ہر ایک شخص نے جو کچھہ کہ لکڑی کی قسم پایا
جمع کیا یہانتک کے صحابہ نے ایک بہاری انبار جمع کیا پس فرمایا حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو آیا نہین دیکھتے ہو ایسا ہی
حقیر چیزین نیکی سے اور بدی سے تاکہ گناہ صغیرہ صغیرہ سے ملایا جاوے
اور گناہ کبیرہ کبیرہ مین ملایا جاوے اور نیکی نیکی مین اور بدی بدی مین یعنے
حقیر چیزین نیکی سے اور بدی سے اور گناہ صغیرہ سے اور کبیرہ سے

بھی ایسا ہی ملکر بہت ہو جاتے ہین اور کسی نے کہا ہے کہ جس گناہ کو کہ بندہ
حقیر سمجھتا ہے وہ اللہ تعالی کے نزدیک گناہ عظیم ہوتا ہے اور جسکو
کہ وہ گناہ عظیم جانتا ہے وہ گناہ اللہ تعالے کے نزدیک صغیر ہوتا ہے پس
انسان کو لازم ہے کہ وہ بسبب بزرگی اپنی ایمان کے اور زیادتی
اپنی معرفت کے اپنے گناہ صغیرہ کو گناہ کبیرہ سمجھے جیسا کہ وہ حدیث مین
آیا ہے عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال المؤمن یری
ذنبہ کالجبل فوقہ یخاف ان یقع علیہ والمنافق یری
ذنبہ کذباب طائر علی انفہ فاطارہ یعنے حضرت رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بندہ مومن اپنے گناہ کو مثل ایک
پہاڑ کے سمجھتا ہے کہ اوس کے سر پر ہی اور وہ ڈرتا ہے کہ مبادا
وہ گری اوس پر اور منافق اپنے گناہ کو مانند ایک مکھی کے دیکھتا ہے
کہ وہ اڑتی ہے اوس کی ناک پر پس اوڑاتا ہے اوس کو اور بعض
علمار نے کہا ہے کہ انسان کا یہہ قول کہ کاشکے جو کچھہ کہ ہمنے کیا ہے
وہ مثل اس کے ہو یعنے وہ اپنے گناہ کو حقیر سمجھہ کر یہہ کہتا ہے تو یہ
کہنا بہت بڑا گناہ ہے کہ نہ بخشا جاویگا وہ اور یہہ کہنا اوس کے نقصان
ایمان سے اور ضعف معرفت سے اور قلت علم سے ہے ساتھہ جلال اللہ
تعالی کے اگر وہ اللہ تعالی کی عظمت اور جاہ اور جلال کو بخوبی جانتا تو
وہ اپنے گناہ صغیرہ کو کبیرہ اور عصیان حقیر کو بزرگ سمجھتا جیسا کہ خداوند
تعالی نے اپنے کسی پیغمبر پر وحی نازل فرمائی کہ مت دیکھہ طرف تھوڑے

ہدیہ کے بلکہ دیکھہ طرف عظمت بھیجنے والے کے اور نہ دیکھہ طرف
چھوٹے گناہ کے بلکہ دیکھہ طرف عظمت اور جلال اوس کے کہ تو
اوس گناہ کے ساتھہ اوس کے روبرو ہوا ہے اور اس لئے فرمایا ہے
اوس نے کہ عند اللہ بزرگ ہے رتبہ اوس کا اور عظیم ہے منزلت اوسکی
یہہ کہ کل مخالفت اللہ تعالی کی گناہ کبیرہ ہے اور بعض صحابہ مین سے
اپنے اصحابون سے یعنے تابعین سے فرمایا کہ جو گناہ کہ تمہارے آنکھون
مین بال سے زیادہ باریک دکھائی دیتی ہین ہم لوگ حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین اوس کو مہلکات سے سمجھتے تھے یہہ بات
اون صحابی نے بسبب قربت حضرت اللہ تعالی کے اور حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ اوس کو حاصل تھے کہا ہے پس بزرگ
گناہ جاتا ہے عالم سے وہ گناہ کہ جاہل سے وہ بزرگ نہین گناہ جاتا اور
چھوٹا جاتا ہے عام سے وہ گناہ کہ عارف سے اوس کو نہین چھوٹا جاتا
معظمات صغائر کے بیان مین یعنے اوس اسباب کے بیان مین کہ
گناہ صغیرہ بسبب اوس کے درجہ عصیان مین بڑھکر گناہ عظیم ہوجاتے
ہین جاننا چاہیے کہ گناہ صغائر بہ نسبت گناہ کبائر کے درجہ عصیان مین
کمتر اور عند اللہ قریب العفو ہین لاکن چھہ سبب سے وہ عند اللہ البغض اور
اور درجہ عصیان مین بزرگ ہو جاتے ہین اور خطر اون کا سخت ہوجاتا ہے
اور دل کی تاریکی مین وہ شدید الاثر ہوجاتے ہین سبب اول یہہ کہ
گناہ صغیرہ بسبب اصرار کے گناہ کبیرہ ہو جاتا ہے مثلا ایک شخص

غیبت کرتا ہے یا پوشاک ابریشمی پہنتا ہے جب وہ اوس پر مداومت
اور اصرار کرے گا تو وہ گناہ کبیرہ ہو جاویگا کہتا ہے فقیر مودودی
کہ یہہ حدیث مشکوٰۃ شریف حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے
مروی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔
احب الاعمال الی اللہ ادومہا وان قل یعنے دوست تر
اعمال کے الی اللہ وہ ہے کہ مدام ہو اگرچہ وہ تھوڑا ہو تو بقیاس اس
حدیث کے معلوم ہوا کہ ابغض الذنوب الی اللہ ادومہا وان
صغر یعنے مبغوض تر سیئات سے الی اللہ وہ ہے کہ مدام ہو اگرچہ وہ
صغیرہ ہو اس لئے کہ جب دوست تر حسنات سے الی اللہ ادوم اوسکا
ہوا اگرچہ وہ قلیل ہو تو ضرور ابغض سیئات سے الی اللہ بھی ادوم
اوس کا ہوگا اگرچہ وہ صغیرہ بھی ہو اور جو آدمی کہ گناہ صغیرہ مین مبتلا
ہو تو اوس کو چاہئے کہ توبہ اور استغفار سے اوس کا تدارک کرے اور
اُس سے نادم ہووے اور عزم کرے کہ وہ یہہ گناہ نکرونگا تاکہ وہ
گناہ رفع ہو اور اوس گناہ کی تاریکی دل مین سرایت نکرے اگر دصورتیکہ
بعد وقوع گناہ صغیرہ کے وہ صغیرہ توبہ سے اور استغفار سے اور ندامت
سے رفع نہو بلکہ اوس پر اصرار اور مداومت ہو تو روز بروز تاریکی
اوس کی دل مین سرایت کرتے کرتے دل کو اوس درجہ پر سیاہ کردے
گی جیسا کہ گناہ کبیرہ سے دل سیاہ ہوتا ہے بعضون نے کہا ہے کہ
گناہ کبیرہ توبہ سے اور استغفار سے خفیف ہو جاتا ہے اور تاریکی

اوس کی پیدائن دل مین سرایت نہین کرتے بخلاف گناہ صغیرہ کے کہ وہ بسبب
اصرار کے عظیم ہو جاتا ہے اور تاریکی اوس کے دل مین سخت موثر ہوتی ہے
سبب دوسرا یہہ کہ آدمی اپنے گناہ کو چھوٹا گنے اور حقیر سمجھے اس لئے کہ چھوٹا گناہ
بسبب حقیر جاننے کے عند اللہ بڑا ہو جاتا ہے اور جب کوئی آدمی اپنے گناہ کو
بڑا جانیگا تو وہ عند اللہ چھوٹا ہو جائیگا کما مر انفا اس لئے کہ بڑا جاننا گناہ کا ایمانی
اور خوف آلہی جل شانہ سے ہوتا ہے اور دل کو گناہ کی تاریکی سے محفوظ رکھتا ہے
اور چھوٹا جاننا گناہ کا غفلت سے اور گناہون کے الفت سے ہوتا ہے اور اس سے
معلوم ہوا کہ اوس کے دل بسبب تاریکی کے گناہون سے مانوس ہو گیا ہے اور مقصود
اجتناب گناہون سے بخوف تیرگی دل کے ہے جس گناہ کا کہ دل مین اثر بہت ہو
خطر اوس کا عظیم ہے اور اس لئے کہ گناہون مین قہر آلہی جل جلالہ مخفی ہے تو آدمی کو
چاہئے کہ صغیرہ گناہ کو بھی وہ بڑا جانی اور اوس سے وہ تائب ہو وی شاید کہ جس گناہ کو
کہ وہ چھوٹا اور خفیف جانتا ہے اوس مین قہر اللہ تعالی کا زیادہ ہو مطابق تحسبونہ
ھینا وھو عند اللہ عظیم یعنے جانتے ہو تم اوس کو آسان اور وہ عند اللہ
بڑا ہے سبب تیسرا یہہ ہے کہ آدمی گناہ سے خوش ہو اور اوس کو غنیمت اور فتوحات
سے جانے اور اوس سے فخر کرے جیسا کہ کوئی آدمی کہے کہ فلانیکو مینے فریب دیا اور
فلانے کو مینے مارا اور فلانیکو مینے دشنام دیا اور فلانے کو مینے خجل اور شرمندہ کیا
اور اوس کو مینے بحث مین زک دیا یا مثلاً فلانے عورت کا مینے بوسہ لیا اور اوس کو
مینے اپنی بغل مین لیا اور امثال اس کے جو کوئی اپنے گناہ سے فخر کریگا اور خوش ہوگا
تو معلوم ہوا کہ اوس کے دل سیاہ ہو گئی ہے اور بسبب سیاہی دل کے وہ اللہ تعالی کے

عذاب سے بیخوف ہوگیا ہے سبب چوتھا یہہ کہ اگر کوئی آدمی گناہ کرے اور اللہ
تعالی اوس گناہ کو فاش نکرے تو وہ آدمی اوس کو اللہ تعالی کی عنایت سمجھے
اور اوس کے امہال سے نڈرے تو یہہ بھی مغظم اوس گناہ کا ہے کسی نے کیا اچھا
کہا ہے ۔ تو مشو مغرور بر حلم خدا دیر گیرد سخت گیرد مر ترا ۔ سبب پانچوان
یہہ کہ کوئی آدمی گناہ کرے اور خود بخود اوس گناہ کو وہ فاش کرے تاکہ اور آدمی
بھی اوس گناہ مین رغبت کرین تو اس صورت مین اور آدمی کی ترغیب گناہ کا گناہ اوس کے
جریدہ اعمال مین درج ہوگا اگر کوئی آدمی کو صریح گناہ کرنے کی رغبت دلاتا ہے
اور اوس گناہ کے اسباب اوس کے لئے مہیا کرتا ہے یا اوس کو وہ گناہ سکھاتا ہے
تو اس صورت مین وبال اوس گناہ کا اوس کے لئے ہوگا کہ وہ باعث اوس
گناہ کا ہوتا ہے ۔ سبب چھٹا یہہ کہ اگر کوئی آدمی کہ وہ اور آدمیونکا پیشوا اور
مقتدا ہو مانند عالم کے یا شیخ کے یا پیر کی اور وہ آپ کوئی گناہ کرے کہ بسبب اوسکے
اور آدمی بھی اوس گناہ کی کرنے پر دلیر ہوں اور کہین کہ اگر یہہ فعل گناہ ہوتا
تو وہ عالم صاحب یا وہ شیخ صاحب یا وہ پیر صاحب نکرتا یا جیسا کہ ایک عالم ابریشمی
کپڑے پہن کر امیرون کے پاس جاوے اور اون سے مال حاصل کرے یا وہ مناظرہ
مین مغالطہ سے اپنی زبان کہولے اور اپنی اقران اور امثال مین اپنی مال اور مرتبہ
پر فخر کرے اور اوس کے شاگرد بھی اوس کی اقتدا کرین اور اوس کے شاگردون کے
شاگرد بھی ویسا کرین اور ہر طرف مین وہ گناہ شائع ہوا اور ہر شہر اور ہر دہکی
آدمی اوس کے شاگردون کے اقتدا سے یا اوس کے شاگردون کے شاگردون کے
اقتدا سے وہی فعل اختیار کرین تو بطابق حدیث شریف من فی الاسلام سنۃ

سئیۃ کان علیہ وزرھا ووزر من عمل بھا من بعدہ من غیر
ان ینقص من اوزارھم شئی یعنے جو کوئی طریقہ بد نکالیگا تو وہ گناہ
اور جو کوئی کہ اوس کے بعد اوس پر عمل کریگا اوس کا گناہ اوس کے ذمہ پر
ہوگا بغیر اُس کے کہ اوس کی گناہون سے کچھہ کم ہو تو لاچار گناہ اون سب
آدمیون کے اوس عالم صاحب کے ذمہ پر ہون گے اس لئے کہ وہ عالم صاحب
اون سب آدمیون کا اوس فعل بد مین پیشوا اور مقتدا ہوا ہے قرآن مجید
مین اللہ تعالی نے فرمایا ہے یوم ندعو کل اناس بامامھم یعنے اوسدن
کہ بلائینگے ہم سب آدمیون کو اون کے امام کے ساتھہ یعنی سب آدمیون کا
فعل بد گناہ اون کے امام سے کہ وہ اون کا اوس فعل بد مین پیشوا اور مقتدا
ہوا ہے پوچھون گا اور اُن امام کو اون کے مقتدیون اور متبعین کے ساتھہ
اوس فعل بد کے سزا دیونگا اس لئے کسی نے کہا ہے کہ اچھا وہ آدمی ہے کہ اوس
گناہ اوس کے ساتھہ مرجاوین یعنی بعد مرنے اوس کے کے وہ گناہ اوس کے
مقلدین مین باقی نرہین اور وہ گناہون مین اورونکا پیشوا اور مقتدا نہ ہو
بعضی آدمی ایسے بھی ہوتے ہین کہ اوس کے گناہ اوس کے مرنے کے بعد
ہزار سال تک رہتے ہین ایک عالم نے علماء بنی اسرائیل سے اپنے گناہ سے
توبہ کی تو اوس وقت کی پیغمبر پر وحی نازل ہوئی کہ اوس عالم کو کہہ کہ اگر
تمہارے گناہ تم تک ہوتے تو مین تمہاری توبہ کو قبول کرتا اب تو نے تو توبہ
کی اور وہ قوم کہ تمہاری تقلید سے یا تمہارے شاگردون کی تقلید سے گمراہ
ہوگئی ہے اوس کا گناہ کسکے ذمہ پر ہے اور اس لئے علماء کے لئے خطرہ

عظیم ہے کسی نے کہا ہے فساد العالم فساد العالم یعنے فساد عالم کا فساد عالم کا ہے ایک گناہ عالم کا مقدار ہزار گناہ کے ہے اور ایک عبادت عالم کی ہزار عبادت کے برابر ہے اس لئے کہ آدمی نیکی مین اور بدی مین اون کے اقتدا کرینگے اور وہ گناہ کہ اوس کی اقتدا سے ہوگا وہ بھی اوس کا گناہ ہے اور وہ عبادت کہ اوسکی اقتدا سے ہوگی وہ بھی اوس کی عبادت ہے مطابق حدیث من سن فی الاسلام سنۃ حسنۃ کان علیہ اجرھا واجر من عمل بھا من بعدہ من غیر ان ینقص من اجورھم شیئی۔ یعنے جو کوئی کہ طریقہ اچھا نکالیگا تو اوس کا ثواب اور جو کوئی اوس کے بعد اوس پر عمل کریگا اوس کا ثواب اوس کے لئے ہوگا بغیر اس کہ اوس کے ثواب سے کچھ کم ہو اور اس لئے علماء پر واجب ہے کہ وہ گناہ نکرین اور اگر حسب مقتضای بشریت کے اون سے گناہ صادر ہو تو چاہئے کہ وہ مخفی کرین تاکہ اور لوگ اون کی تقلید سے وہ گناہ اختیار نکرین اور گناہ اون سب آدمیون کے اون کے اعمال نامہ مین درج ہون اس لئے کہ کوئی عالم اگر کوئی مباح کام بھی کریگا تو اور آدمی اوس کام کے کرنے پر دلیر ہون گے زہری علیہ الرحمۃ نے کہا ہے کہ اس کی آگے ہم ہنستے تھے اور کھیلتے تھے اور اب ہم چونکہ مقتدا اور پیشوا خلق کے ہوئے ہین تو ہنسنا بھی ہمکو روا نہین اور بڑا گناہ ہے کہ کوئی آدمی کسی عالم کا گناہ بیان کرے کہ اوس کی سبب سے اور بہت آدمی گمراہ ہون اور وہ گناہون کے کرنے پر دلیر ہون پس سب آدمیون کو مخفی کرنا گناہون کا واجب ہے اور ایسے آدمیون کے گناہون کو ظاہر نکرنا لازم ہے

کہ وہ اورونکے پیشوا ہون مانند علماء اور شیوخ اور پیرونکی بلکہ ویسے آدمیونکے گناہون کو مخفی کرنا زیادہ واجب ہے تاکہ اور آدمی اونکی قدر سے اوس گناہ کے کرنے پر دلیر ہو

گناہ کبائیر اور نفاق علامت کے احادیث کے بیان مین عن عبد اللہ ابن مسعود قال قال رجل یارسول ای الذنب اکبر عند اللہ قال ان تدعو للہ ندا وھو خلقك قال ثم ای قال ان تقتل ولدك خشیة ان یطعم معك یعنے عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ اوس نے کہا ایک شخص نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کونسا گناہ بہت بڑا ہے نزدیک اللہ تعالی کے فرمایا کہ تو کسیکو خدا تعالی کا مثل اور ہمتا ٹھہراوے اور حال آنکہ اوس نے تجھکو پیدا فرمایا ہے اوس نے کہا کہ کفر کے پھر کونسا گناہ بڑا ہے فرمایا یہہ کہ مار ڈالے تو اپنی اولاد کو اس ڈر سے کہ کہاوے تیرے ساتھہ اور تجھے مفلس کرے جاننا چاہیئے کہ ایام جاہلیت مین رواج تھا کہ آدمی فقر کے خوف سے یا عار کے سبب سے اپنے چھوٹے بچون کو مار ڈالتے تھے چونکہ قتل نفس کا گناہ کبیرہ ہے تو قتل اولاد کا کہ منافی توکل اور اعتقاد خلاقیت اور رزاقیت اللہ تعالی کے ہے اون سے برتر ہے قال ثم ای قال ان تزانی حلیلة جارك فانزل اللہ تعالی تصدیقھا والذین لا یدعون مع اللہ الھا آخر ولا یقتلون النفس التی حرم اللہ الا بالحق ولا یزنون الایة متفق علیہ کہا اوس نے پھر کونسا گناہ فرمایا یہہ کہ زنا کرے تو ہمسایہ کی عورت سے پس نازل اللہ تعالی نے مطابق اس کے آیت والذین لا یدعون الایة یعنے جو لوگ کہ نہین پکارتے ساتھہ اللہ تعالی کے اور معبود کو اور نہین مار ڈالتے اوس جان کو کہ حرام کیا ہے

اللہ تعالیٰ نے مگر ساتھہ حق کے یعنے بحکم شرع کے جیسی کہ حدین یا قصاص مین
مارڈالتے ہین اور نہین زنا کرتے آخر آیتہ تک روایت کی بخاری اور
مسلم نے اور جاننا چاہیئے کہ یہہ آیتہ سورہ فرقان مین ہے اس مین برائی
زناکارون وغیرہ کی اور اوس پر عذاب ہونا اون کا مذکور ہے اور مارڈالنا
اور زنا کرنا مطلق بڑی گناہ ہین لیکن اپنے اولاد کو مارڈالنا اور اپنے ہمسایہ کی
بی بی سے زنا کرنا اکبر کبائر سے ہین یعنے بڑی گناہون سے بہت بڑے
گناہ ہین وعن عبد اللہ ابن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم الکبائر الاشراک باللہ وعقوق الوالدین وقتل
النفس والیمین الغموس رواہ البخاری وفی روایتہ الیمین شہادۃ
الزور وبدل الیمین الغموس متفق علیہ یعنے عبد اللہ ابن عمرو سے
روایت ہے کہ اوس نے کہا فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
گناہ بڑے یہہ ہین کہ شریک کرنا ساتھہ اللہ تعالیٰ کے وجود مین اور عبادت مین
اور ماں اور باپ کے نافرمانی کرنا اور کسی کو مارڈالنا اور جھوٹی قسم کہانی
روایت کی بخاری نے اور حضرت انس کی روایت مین جھوٹی گواہی بدلی جھوٹی
قسم کے یہی روایت کی اوس کو بخاری اور مسلم نے اور جاننا چاہیئے کہ معنے
عقوق کے ایذا دینے کے بھی آئے ہین یعنے ماں باپ کو ناحق ایذا دینا
بلکہ چاہیئے کہ ماں باپ کافر کو بھی ایذا نہ دیوی لیکن ماں باپ کافر کو کفر سے
نکالنے کے لئے ایذا دینا جائز ہے اور تفسیر عزیزی مین وبالوالدین
احسانا کی جملہ کی تفسیر مین لکھا ہے کہ ماں باپ کی ساتھہ احسان کرنے مین

تین باتین چاہئین اول یہہ کہ اوس کو زبان اور ہاتہہ وغیرہما سے ایذا ندیوی
دوسرے یہہ کہ بدن اور مال سے اون کے خدمت کرے تیسرے یہہ کہ
جسوقت مین کہ وُہ بُلاوین حاضر ہووے لیکن دو قسمون اخیر کا بیان مفصل
یہہ ہے کہ خدمت کرنے مین شرط ہے کہ مانباپ محتاج ہون اور اون کا
لڑکا اون کی خدمت گذاری کی قدرت رکہتا ہو پس اگر وہ محتاج نہ ہون یا یہہ
شخص قدرت نہین رکہتا تو اون کی خدمت گذاری اوس پر واجب نہین اور
تیسری بات مین شرط یہہ ہے کہ اوس کے حاضر ہونے مین مفسدہ شرعی ثابت نہو ن
والا حاضر ہونا واجب نہین اور اگر والدین یا ایک اون مین سے کہے کہ تو
نفل کو مت ادا کر اور ہمارے پاس حاضر رہ تو وہ بجالاوے اور اگر وہ کہین کہ
واجبات کو ترک کر یا حج فرض کے لئے مت جا تو یہہ قبول نکرے اور اگر
سنتون مؤکدہ کے ترک کہین مثل جماعت کے تو صحیح تر اس مین یہہ ہے کہ
اگر وہ ایک بار یا دو بار ترک کروادین تو اون کی اطاعت کرے اور اگر وہ
اوس کے ترک کرنے کی عادت ڈلوادین تو اون کا حکم اون کا قبول نکرے اور یمین
غموس یہہ ہے کہ گذشتہ جہوٹی بات پر جانکر قسم کہائے جیسا کہ وہ کہے کہ قسم ہے
کہ مینے یہہ بات نہین کی اور واقع مین اوس نے وہ بات کی ہو اور غمس
بالفتح بمعنی غوطہ دینے کے ہے اور چونکہ فعول بمعنی فاعل کے بہی آتا ہے جیسا
شکور اور صبور تو غموس کے معنی غوطہ دینے والا اور چونکہ جہوٹی قسم اپنے
صاحب کو گناہ مین اور دوزخ کی آگ مین غوطہ دینے والی ہے تو بنا بر آن
اوس کا نام یمین الغموس رکہا گیا یعنے قسم غوطہ دینے والی وعن ابی ھریرۃ

قال قال رسول اللہ صلی علیہ وسلم اجتنبوا السبع الموبقات
قالوا یا رسول اللہ وما ھن قال الشرک باللہ والسحر وقتل
النفس التی حرم اللہ الا بالحق واکل الربوا واکل مال الیتیم والتولی
یوم الزحف وقذف المحصنات المؤمنات الغافلات متفق علیہ
یعنے حضرت ابی ہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے بچو تم ساتھہ چیزون ہلاک کرنے والون سے صحابہ نے عرض کیا
کہ یا رسول صلی اللہ علیک وسلم وہ کیا ہین فرمایا اللہ تعالی کے ساتھہ کسی کو شریک
کرنا اور جادو کرنا اور مار ڈالنا اوس جانکا حرام کیا ہے اللہ تعالی نے اسکو
مگر ساتھہ حق کے اور سود کہانا اور یتیم کا مال کھانا اور پیٹھہ دینا اور موںہہ پھیرنا
کافرون سے لڑائی کے دن اور تہمت کرنی عورتون پاکدامنون ایمان والون
بیخبر کو ساتھہ زنا کے روایت کے اوس کو بخاری اور مسلم نے جاننا چاہیئے کہ
شرع مین شرک اوس کو کہتے ہین کہ غیر خدا کو الوہیت مین خدا کا شریک
کرے یعنے غیر خدا کو واجب الوجود جانے جیساکہ مجوس اہرمن اور یزدان کو
کہتے ہین یا غیر خدا کو لایق عبادت کے جانے جیساکہ بت پرست بتون کی
پرستش کرتے ہین اور شرع مین شرک بمعنے کفر کے بھی آیا ہے جیساکہ
شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے مشکوۃ کے ترجمہ مین اوںہی دو قسمون کو کہ وہ شرع
عقاید مین مذکور ہوئے ہین لکھا ہے کہ مطلق شرک سے یہان کفر ہے اور اسیطرح
کتاب خیالی مین بھی ہے اور عصمۃ اللہ نے بھی یہی لکھا ہے اور سحر کرنا جیساکہ حرام ہے
اور ہلاک کرنے والا ہے ویسا ہی سیکھنا اور سکھانا سحر کا بھی حرام ہے اور

ہلاک کرنیوالا ہے اور شرح عقائد کے حاشیہ مین لکہا ہے کہ سحر کرنا بالاتفاق کفر ہے
اور ایک جماعت صحابہ کی اسپر متفق ہین کہ ساحر کو مار ڈالنا چاہیئے اور بعضے کہتے ہین
اگر سحر باعث کفر کا ہوا ور ساحر اوس سے توبہ نکرے تو اوس کو مار ڈالنا چاہیئے
اور نجوم اور کہانت اور کاہن اور نجومی سے پوچہنا اور رمل اور شعبدہ اور اونکے
تعلیم کرنے اور اونپر مزدوری لینی حرام ہے اور اگر ایک مسلمان دو کافرون سے
بھاگے تو وہ گناہ کبیرہ ہے اور اگر کافر دو سے زیادہ ہون تو اون سے بھاگنا
حرام نہین بلکہ جائز ہے لاکن اولےٰ یہہ ہے کہ تب بہی ٹہیرا رہے کذا ذکرہ الشیخ
عبدالحق فی شرح المشکوۃ اور نجوم اور ستارون کے تاثیرات سے آیندہ اور
غیب کی خبرین بتانا اور کہانت بغیر نجوم اور کہانت بغیر نجوم کی غیب کی خبرین دینا جیسا کہ منجم اور نجومی لوگ
کا احوال بیان کرتے ہین وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لا یزنی الزانی حین یزنی وھو مومن ولا یسرق السارق حین یسرق
وھو مومن ولا یشرب الخمر حین یشربھا وھو مومن ولا ینتھب نھبۃ
یرفع الناس الیہ فیھا ابصارھم حین ینتھبھا وھو مؤمن ولا یغل احد
حین یغل وھو مومن فایاکم ایاکم متفق علیہ یعنے حضرت ابی ہریرہ سے
روایت ہے کہ فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین زنا کرتا زنا کرنیوالا
جسوقت کہ وہ زنا کرتا ہے اور وہ مومن ہو یعنے زانی زنا کے وقت مومن
کامل نہین رہتا اور نہین چوری کرتا چوری کرنے والا جسوقت کہ وہ چوری کرتا ہے
اور وہ مؤمن ہو اور نہین شراب پیتا شراب پینے والا جسوقت کہ وہ شراب
پیتا ہے اور وہ مؤمن ہو اور نہین لوٹتا لوٹ کہ اوٹہا دین لوگ طرف اوس کے

اوس لوٹ مین اپنے آنکھین اوسوقت کہ وہ لوٹتا ہے اور وہ مؤمن ہو یعنے
وہ آشکارا لوٹتا ہے کہ لوگ اوس کو دیکھتے ہین اور فغان اور نالہ کرتے ہین اور
چیخین مارتا ہے اور اوس کو اپنے سے دفع نہین کرسکتے اور نہین خیانت کرتا
ایک تمہارا جسوقت کہ وہ خیانت کرتا ہے اور وہ مؤمن ہو پس بچو تم بچو تم یعنے
اوس گناہون سے بچو تم روایت کیے اوس کو بخاری اور مسلم نے کہتا ہے فقیر
مودودی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اون گناہ گارون سے نفی
ایمان کامل کی فرمائے ہے نہ نفی نفس ایمان کی اس لئے کہ اور احادیث سے معلوم
ہوتا ہے کہ کسی گناہ کے کرنے سے مؤمن کا ایمان نہین جاتا اور وہ کافر نہین ہوتا
اس لئے کہ ایمان نزدیک امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اقرار اور تصدیق ہی
ساتھہ توحید خداجل شانہٗ اور رسالت حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
پس اوس کو کوئی گناہ کسی حالت مین سلب نہین کرسکتا مگر یہ کہ گناہون سے ایمان کامل
نہین رہتا جیسا کہ بدرالدین عینی نے صحیح بخاری کے شرح مین وضاحت سے لکھا ہے
اور عدم تکمیل ایمان کے ارتکاب گناہون سے اس لئے ہے کہ اتیان اوامر
اور اجتناب نواہی چونکہ لوازمات ایمان سے ہین اور جب بندۂ مومن مرتکب گناہ
ہوگا تو بالضرور ایمان اوس کا کامل نہ رہیگا اور نہبہ بفتح نون کے معنی لوٹنے کے
ہے اور بضم نون مال لوٹا گیا تو اس حدیث مین دونو معنون کا احتمال ہے اور
غلول غنیمت کی مال سے خیانت کرنا اور اپنے حصہ سے زیادہ چورانا اور بمعنی
مطلق خیانت کے بھی آیا ہے وفی روایۃ ابن عباس ولا یقتل حین یقتل
وھو مومن قال عکرمہ قلت لابن عباس کیف ینزع الایمان منہ

قال هٰکذا وشبک بین اصابعه ثم اخرجها قال فان تاب عاد الیٰ
هٰکذا وشبک بین اصابعه یعنے ابن عباس کے روایت مین یہہ زیادہ ہے
کہ نہین قتل کرتا جسوقت کہ وہ قتل کرتا ہے اور وہ مؤمن ہو کہا عکرمہ نے کہ مینے
ابن عباس کو کہا کسطرح نکالا جاتا ہے ایمان اوس سے کہا اونہون نے اسطرح
سے یعنے اپنے ہاتہ کے انگلیون کو اپنے دوسرے ہاتہہ کے انگلیون مین ڈالکر
پہر نکالا اور فرمایا اگر وہ توبہ کرتا ہے تو اوس کے طرف اس طرح سے ایمان
عود کرتا ہے پہر اوس نے اپنے ایک ہاتہہ کے انگلیون کو اپنے دوسرے
ہاتہہ کے انگلیون مین ڈالا یعنے اپنے ایک ہاتہہ کے پنجہ کے درمیان اپنی
دوسرے ہاتہہ کے پنجہ کو ڈالکر نکالا کہ پہلے ایمان آدمی کے ساتہہ اسطرح ملا ہوا ہے
پہر یون نکل آتا ہے پہر اگر وہ توبہ کرتا ہے بعد گناہ کے تو اوس کا ایمان
پہر بدستور آجاتا ہے وقال ابو عبد اللہ لا یکون هذا مومنا
تاما ولا یکون له نورا بیمان هذا لفظ البخاری یعنے کہا ابو
عبد اللہ نے یعنی بخاری نے کہ نہین ہوتا اوس کے لئے نور ایمان کا یعنے
کمال ایمان کا یہہ لفظ بخاری کا ہے اس حدیث کی توجیہ اور تطبیق مین ساتہہ
مذہب اہل سنت جماعت کے فقیر مودودی کہتا ہے کہ اس سے ظاہر ہوتا ہے
کہ عمل بالارکان نزدیک ابو عبد اللہ بخاری کی داخل حقیقت ایمان نہین بلکہ
موجب کمال ایمان ہے پس باطل ہے یہہ کہ بعضے آدمی گمان کرتے ہین کہ عمل
بالارکان نزدیک جمیع محدثین کے جزو ایمان کا ہے کہ وہ کہتے ہین ایمان کے
تین جزو ہین اقرار لسان تصدیق جنان عمل بالارکان وعن ابی هریرة قال

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایۃ المنافق ثلاث زاد مسلم
وان صام وصلی وزعم انہ مسلم ثم اتفقا اذا حدث کذب واذا
وعد اخلف واذا ائتمن خان یعنے حضرت ابی ہریرہ سے روایت ہے
کہ فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نشانی منافق کی تین ہین زیادہ
کیا مسلم نے اگرچہ وہ روزہ رکھے اور نماز پڑھے اور دعوی کرے اس کا کہ
مسلمان ہون پھر متفق ہوئے دونو بخاری اور مسلم جب کہ بات کرے جھوٹ بولے
اور جب وعدہ کرے خلاف کرے اور جب امانت سونپی جاوے خیانت
کرے اور جاننا چاہیئے کہ نفاق دو قسم پہ ہے ایک نفاق فی العقیدۃ ہے
یعنے نفاق عقیدت مین اور دوسرا نفاق فی العمل ہے یعنے نفاق عمل مین یہان
مراد نفاق فی العمل ہے نہ نفاق فی العقیدۃ یعنے یہہ خصلتین منافقون کے
ہین مسلمانون کو اون سے بچنا چاہیئے وعن عبد اللہ ابن عمرؓ و
قال قال رسول اللہ صلی اللہ وسلم اربع من کن فیہ کان منافقا
خالصا ومن کانت فیہ خصلۃ منھن کانت فیہ خصلۃ من النفاق
حتی یدعھا اذا ائتمن خان واذا حدث کذب واذا عاھد
غدر واذا خاصم فجر متفق علیہ یعنے حضرت عبد اللہ ابن عمرو
روایت ہے کہ فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار باتین
ہین کہ وہ جس مین ہون گے وہ شخص منافق ہے یعنے نفاق فی العمل رکھتا ہے
اور جو وہ شخص کہ اوس مین ایک خصلت اون مین
سے ہو گی تو اوس ایک خصلت سے نفاق سے ہو گی

ہوگی یہان تک کہ چھوڑ دی وہ اوس کو وہ یہہ ہین کہ جب امانت سونپی
جاوے اوس کو وہ خیانت کرے اور جب وہ بات کرے جھوٹ بولے
اور جب وہ وعدہ توڑ دی اور جب وہ جھگڑے بد کہے روایت کی یہہ بخاری
اور مسلم نے جاننا چاہیئے کہ فی الحقیقت یہہ تین نشان منافقون کے نہین
بلکہ مراد اس حدیث سے یہہ ہے کہ یہہ صفات لائق حال منافقون کے ہین
مسلمانون کو چاہیئے کہ وہ ان صفات سے پاک ہون اس لئے کہ بسبب ان
صفات کے مانند منافقون کے ظاہر مخالف باطن کا ہوتا ہے اور مراد اس حدیث سے
تنذیر اور تحذیر مومنون کی ہے ان صفات ذمیمہ سے تاکہ وہ اون سے
معتاد اور خوگیر ہوکر رفتہ رفتہ منافقون کے صفات سے موصوف نہون اور
اس حدیث مین تغلیظ اور تشدید ہے اون کے لئے کہ وہ یہہ صفات
رکھتے ہون اور بعضون نے کہا ہے کہ اس کلام سے حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو منافقون کے صفات سے کہ وہ حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زمانی مین تھے خبر دیا تاکہ صحابہ اون کے
صحبت سے اجتناب کرین اور اون کے نامون سے تعیین نکیا تاکہ
منافقون کو فضیحت نہو اور وہ باعث ہیجان شر کا نہ ہو جیسا کہ شیخ عبد الحق
دہلوی نے مشکوٰۃ شریف کے شرح مین لکہا ہے وعن ابن عمر قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثل المنافق کالشاۃ العائرۃ
بین الغنمین تعیر الی ھذہ مرۃ والی ھذہ مرۃ رواہ مسلم یعنے
ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا کہ مثال منافق کی مانند بکری مادہ کے ہے کہ خواہش رکھتی ہے بکری
نر کی پھرتی ہے درمیان دو گلہ بکریون کے میل کرتی ہے طرف اوس کے
ایکبار اور طرف اس کے ایک بار روایت کی اوس کو مسلم نے اور ایسا ہی
منافقون کا حال ہے کہ کبھی وہ مسلمانون کے گروہ مین آتے تھے اور کبھی
وہ کفار کے گروہ مین جاتے تھے جیسا کہ اللہ تعالی نے اون کے حال سے
قرآن مجید مین خبر دی ہے مذبذبین بین ذالک لا الی ھؤلاء ولا
الی ھؤلاء یعنے دودل ہین وہ اون مین نہ اون سے ہین اور نہ انسی
عن صفوان بن عسال قال قال یھودی لصاحبہ اذھب بنا
الی ھذا النبی فقال لہ صاحبہ لا تقل نبی لو سمعک لکان
لہ اربع اعین فاتیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فسئلاہ
عن تسع ایات بینات یعنے صفوان بن عسال سے روایت ہے کہ ایک
یہودی نے اپنے یار سے کہا کہ چل میرے ساتھ طرف اس نبیؐ کے صلی اللہ
علیہ وسلم پس اوس کو اوس کے یار نے کہا کہ اوس کو تو نبی مت کہہ کہ تحقیق وہ
اگر سنیگا تیرا کہنا البتہ ہونگے اوس کے لئے چار آنکھین یعنے وہ
نہایت خوش ہوگا پس آئے وہ دونو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کیخدمت مین پس اونہون نے نو احکام ظاہر سے پوچھا جاننا چاہئے کہ نو
احکام سے مراد وہ احکام ہین کہ جمیع ملل اور ادیان کو شامل ہین یا نو معجزی
حضرت موسی علیہ السلام کی ہین کہ وہ قرآن مجید مین مجملاً آئے ہین کہ مراد اون سے
عصا اور ید بیضا اور طوفان اور ٹڈیان اور چھڑیان اور میڈک اور خون

اور قحط اور کم ہونا میوؤنکا کہ وہ تفسیرون مین مفصل مذکور ہین پس حضرت
سید الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے بسبب ان کے کہ وہ قرآن مجید مین ہین
اون کا ذکر نکیا اور جو احکام اسلامی کہ اون کا ارشاد کرنا ضرور تھا بیان فرمای
یا یہہ کہ جواب اون کا دی کر بعد اوس کے یہہ احکام بیان فرمائے کہ راوی نے
بسبب شہرہ کے وہ ذکر نہین کئے جیسا کہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے
مشکوۃ کی شرح مین لکہا ہے لاکن کہتا ہے فقیر مودودی کہ اس فقیر کے
نزدیک مراد تسع آیات بینات سے نو احکام ممنوعہ شرعیہ اسلامیہ مشارک
احکام ادیان وملل کے ہین کہ وہ شرک باللہ اور سرقت اور قتل ناحق
وغیرہم ہین کہ حضرت سید الانبیا علیہ الصلوۃ والسلام نے اونکا جواب
دیا اور اون کو اون سے منع فرمایا اور بعدہ اون کے دین کے مسائل مخصوصہ
اون کو متنبہ فرمایا اور کہا وعلیکم خاصۃ ان الیہود اور مؤید اس
ہمارے تقریر کی ہے وہ کہ بعضون نے کہا ہے کہ یہود نے اون نو احکام
ظاہر سے سوال کیا تھا کہ وہ ممنوعہ شرعیہ اسلامیہ ہین اور وسوان سوال کہ
مخصوص اون کے دین کا تہا وہ دل مین رکہہ کر آئے تھے کہ حضرت سید المرسلین
صلی اللہ علیہ وسلم بطریق کشف کے اوس سے آگاہ ہو کر اون کا جواب دیا
لہذا اون دونو نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دست بوسی اور
قدم بوسی کی جیسا کہ آگے اس حدیث مین ہے فقال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم لا تشرکوا باللہ شیئا ولا تسرقوا ولا تزنوا ولا
تقتلوا النفس التی حرم اللہ الا بالحق ولا تمشوا ببریئ الی ذی سلطان

لیقتله ولا تشربوا ولا تاکلوا الربوا ولا تقذفوا محصنة ولا تولوا
للفرار یوم الزحف وعلیکم خاصة ان الیهود ان لا تعتدوا فی
السبت یعنے فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ شریک کرو
ساتھہ اللہ تعالی کے کسیکو اور نہ چوری کرو اور نہ زنا کرو اور نہ مارو
اوس جان کو کہ حرام کیا ہے اللہ تعالی نے مگر ساتھہ حق کے اور نہ لیجاؤ پاک
شخص کو طرف حاکم کے یعنے بیگناہ پر بہتان باندہ کر قصہ اوس کا حاکم کے آگے
مت لیجاؤ تاکہ حاکم اوس کو مار ڈالے اور نہ جادو کرو اور نہ سود کہاؤ
اور نہ عورت پاکدامن کو تہمت زنا کی کرو اور نہ پیٹھہ دو بہاگنے کے لئے
لڑائی کے دن یعنے جہاد مین کفار سے نہ بہاگو اور اوپر تمہارے خاص
اے یہود واجب ہے کہ نہ زیادتی کرو ہفتہ کے دن مین یعنے ہفتہ کے
دن شکار اور امور دنیاوی نکرو کہ منع کیا ہے اللہ تعالی نے تم کو۔
قال فقبلا یدیه ورجلیه وقالا نشهد انك نبی قال
فما یمنعکم ان تتبعونی قالا ان داؤد علیه السلام دعا
ربه ان لا یزال من ذریته نبی وانا نخاف ان تبعناك ان
تقتلنا الیهود رواه الترمذی والنسائی وابو داود یعنے کہا راوی نے
پس چومے اون دونو یہود نے ہاتہہ اور قدم حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے پس اون دونو نے کہا کہ گواہی دیتے ہین ہم کہ تحقیق
تم نبی ہو فرمایا حضرت خاتم النبین علیہ الصلوۃ والسلام نے کہ کیا چیز منع
کرتی ہے تمکو میری پیروی سے کہا اون دونو نے کہ تحقیق حضرت

داود علیہ السلام نے دعا مانگی ہے اپنے رب سے کہ ہمیشہ اون کے اولاد
مین نبی رہی اور تحقیق ہم ڈرتی ہین کہ اگر ہم تمہاری پیروی کرین تو مار ڈالین
ہمکو یہود یعنی اوسوقت مین بسبب آپکے اتباع کی روایت کی اوس کو
ترمذی اور نسائی اور ابوداؤد نے اور جاننا چاہیئے یہہ کہ یہودیون نے
کہا ہے کہ گواہی دیتے ہین ہم کہ آپ نبی ہین یعنی ہم جانتے ہین تمہین نبی
یہہ گواہی بطور قبول کے نہ تھی بلکہ اونہون نے اپنے علم کا حال بیان
کیا اسلئے کہ یہود حضرت سید الانبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نبی ہونا اپنے
کتابون سے جانتی تھے مگر بہ سبب شقاوت قلبی کے قبول اسلام اونکو
نصیب نہوتا تھا اور یہود نے یہہ جو کہا کہ حضرت داود علیہ السلام نے
اپنے رب سے دعا مانگی ہے کہ ہمیشہ اون کے اولاد مین نبی رہے اور
دعا اون کی عند اللہ قبول ہوئی ہوگی پس البتہ کوئی پیغمبر اون کے فرزندون
مین سے نبی ہوگا اور یہود اوس کے تابع ہون گے اور اون کا غلبہ
اور شوکت ہوگا پس ڈرتے ہین ہم کہ اگر تمہین ہم مانین تو وہ ہمین
مار ڈالینگے تو یہہ محض یہود کا افترا تھا اس لئے کہ ہرگز حضرت داود
علیہ السلام نے یہہ دعا نہ مانگی تھی اور کیونکر یہہ ہو کہ اونہون نے زبور
مین خود پڑھا تھا کہ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہونگے
اور اون کا دین ناسخ سب دینون کا ہوگا وعن انس قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلاث من اصل الایمان
الکف عمن قال لا الٰہ الا اللہ لا نکفرہ بذنب ولا نخرجہ من الاسلام

بعمل ۵ روایت ہے حضرت انس سے کہ فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے تین چیز ہیں ایمان کے ہیں یعنے اگر وہ نہوں تو بنا ایمان کے گر پڑی
ایک اون میں سے بند رہنا اوس شخص سے کہ اوس نے کہا لا الہ الا اللہ
نکافر کہہ اوس کو بسبب کسی گناہ کے اگرچہ وہ کبیرہ بھی ہو اور نہ نکال تو اوس کو
اسلام سے بسبب کسی کام کے اور جاننا چاہیئے کہ یہہ حدیث میں ہے کہ نہ کافر
کہہ تو اوس کو بسبب گناہ کے یہہ رد ہے خارجیوں کا کہ وہ کہتے ہیں کہ مومن
بسبب گناہ کرنے کے اگرچہ وہ صغیرہ بھی ہو کافر ہو جاتا ہے اور یہہ کہ حدیث
میں ہے کہ نہ نکال اسلام سے اوس کو بسبب کسی عمل کے یہہ رد معتزلہ کا ہے
کہ وہ کہتے ہیں کہ مومن گناہ کبیرہ کے کرنے سے اسلام سے نکل جاتا ہے
اگرچہ وہ کافر نہیں ہوتا اور وہ ایک اور درجہ کفر کے اور ایمان کے
درمیان پیدا کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مرتکب کبیرہ کا نہ مومن ہے اور نہ
کافر بلکہ وہ فاسق ہے اور نزدیک اون کے فسق کا درجہ سوائے ایمان
اور کفر کے ہے والجہاد ماض منذ بعثنی اللہ الی ان یقاتل اخر
ھذہ الامۃ الدجال یعنے دوسرا اصول ایمان میں سے جہاد کرنا ہے
جب سے کہ بھیجا ہے مجکو اللہ تعالی نے یہاں تک کہ لڑینگے پچھلے لوگ اس امت کے
دجال سے لا یبطلہ جور جائر ولا عدل عادل ۵ یعنے نہ موقوف
کرے گا اوس کو یعنے جہاد کو ظلم کسی ظالم کا اور نہ عدل کسی عادل کا یعنے
ترک کرنا جہاد کا جائز نہیں اگرچہ بادشاہ ظالم اور فاسق ہو بہر حال موافقت
اوس کے واجب ہے اور نکلنا اوس کے ساتھہ جہاد کے لئے متحتم ہے

اور عدل اگرچہ باعث امن کا ہے لیکن سطوت اور شوکت اسلام کے لئے
چاہیے کہ جہاد جاری رہے والایمان بالاقدار رواہ ابوداؤد
یعنے تیسرا اصول ایمان مین سے ایمان لانا ہے تقدیر ون کے ساتھ روایت
کیا ہے اوس کو ابو داؤد نے یعنے یہہ کہ اعتقاد کرے کہ جو کچھہ کہ وہ عالم مین
جاری ہے اور ہوتا ہے اللہ تعالی کی قضا اور قدر سے ہوتا ہے۔
وعن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اذا زنی العبد خرج منہ الایمان فکان فوق راسہ
کالظلۃ فاذا خرج من ذالک العمل رجع الیہ الایمان
رواہ الترمذی وابوداؤد یعنے روایت ہے حضرت ابی ہریرہ
سے کہ فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جسوقت کہ بندہ مومن
زنا کرتا ہے تو ایمان اوس سے نکل جاتا ہے پس مانند سائبان کے
اوس کے سر پر ہوتا ہے پس جب فارغ ہوتا ہے وہ اوس عمل سے
تو پھر آتا ہے اوس کے طرف ایمان روایت کیا اوس کو ترمذی اور
اور ابو داؤد نے کہتا ہے فقیر مودودی کہ اس حدیث مین اشارہ ہے
اس کے طرف کہ بندۂ مؤمن ارتکاب کبیرہ سے اگرچہ ایمان سے مفارق
ہوتا ہے لاکن تب بھی ایمان کے سایہ اور حمایت مین رہتا ہے اور مطلقاً
اوس سے ایسا مفارق نہین ہوتا کہ بعد اوس کے بندۂ مومن کو ایمان کی
امید نہ ہو جیسا کہ اس حدیث سے آگے معلوم ہوتا ہے کہ بعد ارتکاب
کبیرہ کے اور خروج گناہ کے سے بندۂ مؤمن کے طرف ایمان عود کرتا ہے

اور ظُلّہ بضم ظای معجمہ کے وہ چیز کہ سایہ کرے مثل ابر و یا خیمہ و
سقف و یا چھتری کے عن معاذ قال اوصانی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم بعشر کلمات قال لا تشرك باللہ
شیئا وان قتلت وحرقت ولا تعقن والدیك وان
امراك ان تخرج من اھلك ومالك ولا تترکن صلوٰۃ
مکتوبۃ متعمدا فان من ترك صلوٰۃ مکتوبۃ متعمدا
فقد برئت منہ ذمۃ اللہ یعنے روایت ہے حضرت معاذ
سے کہ کہا نصیحت کی مجھکو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھہ
دس باتون کے اور فرمایا کہ نہ شریک کر تو اللہ تعالیٰ کے ساتھہ کسیکو
اگرچہ مارا جاوے تو اور جلا دیا جاوے تو اور نہ نافرمانی کر تو ماں باپ کی
اگرچہ وہ حکم کریں تجھکو یہہ کہ اپنے اہل سے اور مال سے الگ ہو جا
اور چھوڑ تو نماز فرض کو جانکر پس تحقیق جسنے کہ چھوڑی نماز فرض کو
جانکر پس تحقیق الگ ہوا اوس سے ذمہ خدا کا جاننا چاہیئے کہ حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہہ جو معاذ کو فرمایا کہ نہ شریک کر تو
ساتھہ اللہ تعالیٰ کے کسیکو اگرچہ مارا جاوے تو چونکہ حضرت معاذ
اہل تقویٰ کے تھے اور راہ عمل اولیٰ پر کرتے تھے اس لئے اول کو عمل
بالعزیمت فرمایا اگرچہ وقت عجز اور اکراہ کے جائز ہے کہ کفر کا کلمہ
زبان پر جاری کرے اور دل میں ایمان رکھے اور یہہ جو حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ نافرمانی کر تو اپنے ماں باپ کی

لا یبقی احدا الا اکل الربوا فان لم یاکله اصابه من بخارہ
ویروی من غبارہ رواہ احمد والنسائی وابن ماجہ
یعنے حضرت ابی ہریرہ سے مروی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہر آئینہ آدمیون پر ایسا زمانہ آئیگا کہ نہ باقی رہیگا کوئی مگر سود کھانیوالا
پس اگر کوئی آدمی رہا نکھائیگا تو اوس کو اوس کے بخار سے اور ایک روایت مین
اوس کے غبار سے پہونچے گا یعنے اس لئے کہ وہ خرید و فروخت کی شرائط
مین مطابق حکم شرعی کے احتیاط نکرینگے تو خرید و فروخت اون کے ربا سے
خالص نہوگی یا یہہ کہ اگر خود رہا نکھائیگا تو وہ اور کو کھلائیگا یا اوس کا گواہ بنیگا
یا اوس کے تمسک کا کاتب ہوگا یا اوس کے دلوانے مین سعی کریگا یا ربا
خوار سے معاملہ رکھیگا کہ مال اوس کا ربا خوار کے مال سے غلط ہو جائیگا
روایت کیا اس حدیث کو احمد اور نسائی اور ابن ماجہ نے اور اس حدیث
مین تنبیہ ہے خرید و فروخت کرنے مین احتیاط کرنے کے لئے
تاکہ وہ ربا سے اور اوس کے غبار اور بخار سے یعنے اوس کے
لگاؤ سے منزہ ہو وعن عبد اللہ ابن حنظلۃ غسیل الملائکۃ
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم درہم ربوا
یاکلہ الرجل وھو یعلم اشد من ستۃ وثلاثین زنیۃ
رواہ احمد والدارقطنی یعنے عبد اللہ ابن حنظلہ غسیل ملائکہ سے
مروی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک درم ربا کا
کہ کوئی آدمی اوس کو جان کر کھائے وہ عند اللہ عذاب مین چھتیس زنا سے سخت تر ہے

روایت کیا اوس کو احمد اور دارقطنی نے در روی البیہقی فی شعب
ایمان عن ابن عباس وزاد وقال من نبت لحمہ من السحت
فالنار اولی بہ یعنے روایت کیا ہے بیہقی نے شعب الایمان مین
حضرت ابن عباس سے اور زیادہ کیا اس عبارت کو کہ حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کی بدن کا گوشت حرام کی کھانے سے
پیدا ہوا ہو پس دوزخ کی آگ لائق تر ہے اوس کے لئے یعنے چاہئے
کہ دوزخ کی آگ اوس گوشت کو جلائے یا قریب ہے
کہ وہ گوشت دوزخ کی آگ مین جلے اور اس حدیث
مین غایت تشدید اور توبیخ ہے ربا کھانیوالون کے
لئے اور بعضون نے اس حدیث کی توجیہ مین یون کہا ہے کہ چونکہ ربا
کھانا مطابق نص قرآنی فاذنوا بحرب من اللہ و رسولہ کی خدا سے
اور اوس کے رسول علیہ الصلوۃ والسلام سے محاربت اور لڑنا ہے
بنا بر آن وہ جہتیس[۳۶] زنا سے سخت تر ہے اور حنظلہ رضی اللہ تعالی عنہ کو
غسیل ملائکہ کا یعنے غسل دیا گیا فرشتون کا اس لئے کہتے ہین کہ
اوس نے ایکبار رات مین اپنی بیویسی صحبت کے تھی اور اوس کی صبح کو
از سبب عجلت کے بغیر غسل جنابت کے جنگ احد مین جاکر حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے خدمت مین حاضر ہوکر شہید ہوا بعد اوس کے
شہادت کے حضرت سید الانبیا صلوۃ اللہ علیہ وسلامہ نے خبر دی کہ اوسکو
فرشتے غسل دے رہے ہین اور فرمایا کہ اس کا سبب اوس کے بیوی سے

دریافت کرو جب اوس کے بیوی سے یہہ بات دریافت کی گئی تب اوس نے
شب کو اوس کی صحبت کرنیکا احوال اور نہانیکا از سبب عجلت کے اور جانیکا
جہاد مین بیان کیا و عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله
علیه وسلم الربوا اثنان وسبعون جزءا ایسرها ان ینکح الرجل امه
رواه ابن ماجة والبیهقی فی شعب الایمان یعنے حضرت
ابی ہریرہ سے مروی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ سود کی یعنی بیاج کی ستر جزو ہین اون سب سے زیادہ آسان یہہ ہے
کہ آدمی اپنے ماں سے زنا کرے یعنے جتنا گناہ کہ اپنی ماں کے زنا کرنے
مین ہوتا ہے اوس سے زیادہ گناہ سود کی ایک جزو ہین ہے کہ وہ سب
ستر جزو ہین اور چونکہ اکثر آدمی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے زمانے مین سود کہانے مین زیادہ مبتلا تھے تو اللہ تعالی نے سود کو
حرام کردیا حضرت رسول اللہ علیہ افضل التحیہ نے اون کے
لئے زیادہ تشدید اور تغلیظ فرمایا وعنه اتیت لیلة اسری
بی علی قوم بطونهم کالبیوت فیها الحیات تری من خارج
بطونهم فقلت من هؤلاء قال جبرئیل هؤلاء اکلة الربوا
رواه احمد وابن ماجه یعنے حضرت ابی ہریرہ سے مروی
ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یعنے شب معراج
مین آیا مین بالا یا گیا مین ایک گروہ پر کہ پیٹ اون کی مانند گھرون
کے تھی اور اون مین سانپ تھے کہ اون کے پیٹ کے باہر سے

وہ دیکھی جاتی تھی پس کہا میںنے یہہ کون ہین تو جبرئیل نے کہا کہ یہہ سود
کہانے والے ہین روایت کیا احمد اور ابن ماجہ نے وعن انس
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اقرض احدکم
قرضا فاھدی الیہ او حملہ علی الدابۃ فلا یرکبہ ولا
یقبلہ الا ان یکون جری بینہ وبینہ قبل ذالک رواہ
ابن ماجہ والبیھقی فی شعب الایمان یعنے حضرت انس سے
مروی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم مین کا
ایک آدمی دوسرے کو قرض دے پس اگر لینے والا قرض دینے والے کے
پاس تحفہ بھیجے یا اوس کو کسی جانور پر سوار کرے یعنے تاکہ قرض دینے
والے کو راحت پہونچے پس قرض دینے والا نہ اوس کے جانور پر سوار
ہووے اور نہ اوس کا تحفہ قبول کرے یعنے اس لئے کہ جس قرض سے
کہ کسی قسم کا نفع حاصل ہو تو وہ ربا کے حکم مین ہے مگر یہہ کہ وہ طریقہ
اون دونون مین قرض لینے اور دینے سے آگے جاری ہو روایت
کیا اوس کو ابن ماجہ اور بیہقی نے شعب الایمان مین وعن ابی بردۃ
ابن ابی موسی قال قدمت المدینۃ فلقیت عبد اللہ بن
سلام فقال انک بارض فیھا الربوا فاش فاذا کان
لک علی رجل حق فاھدی الیک حمل تبن او حمل شعیر او
حمل قت فلا تاخذہ فانہ ربوا رواہ البخاری یعنے ابی بردہ
بن ابی موسی سے مروی ہے کہ اوس نے کہا مین مدینہ مین آیا اور حضرت

حرام ہی نقل کی اوسکو ترمذی اور ابو داود اور ابن ماجہ نے وعن ام سلمۃ قالت
نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن کل مسکر ومفتر رواہ ابو داود
یعنی حضرت ام سلمہ سے مروی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہر
نشہ کرنے والی چیز سے اور مفتر چیز سے نقل کی اوس کو ابو داود نے نہایہ مین لکھا ہے کہ
مفتر اوس چیز کو کہتی ہین کہ جب اوس کو پیوی یا کھائی تو اوس کا بدن گرم ہو جائی یعنی
گرمی اوس کی قلب اور سوداغ مین سرایت کر جاوی اور اوس مین فتور یعنی ضعف اور انکسار پاوی
اور عرب مین کہا جاتا ہی افتر الرجل اس وقت کہ ضعیف ہو جائین پلکین اوس کی اور منکسر
ہو جائی گوشہ چشم اوس کا اور دلیل پکڑی گئی ہی ساتھہ اس کی بہنج اور اور مغیرات اور مفترات
کی حرمت پر مانند اجوائن خراسانی وغیرہ کے وعن ابی موسی الاشعری ان النبی صلی
اللہ علیہ وسلم قال ثلاثۃ لا یدخل الجنۃ مدمن الخمر وقاطع الرحم ومصدق
بالسحر رواہ احمد یعنی حضرت ابی موسی اشعری سی مروی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا تین آدمی بہشت مین نہ داخل ہونگی ہمیشہ شراب پینی والا اور ناتی کا توڑنی
اور قطع کرنیوالا اور یقین اور سچ جاننی والا جادو کا نقل کی اوس کو احمد نے اور یقین اور
سچ جاننی والی سحر سے اور وہ شخص مراد ہے کہ سحر کو مؤثر بالذات جانے تو وہ بہشت مین داخل
نہوگا والا یقین کرنا سحر کا یعنی ثبوت اوس کے تاثیر کے اور موثر ہونے اوسکی ساتھہ حکم اللہ
تعالی کے صحیح ہے اس لئی کہ وارد ہوا ہے السحر حق وعن ابن عباس قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدمن الخمر ان مات لقی اللہ کعابد وثن رواہ احمد
وروی ابن ماجۃ عن ابی ہریرۃ والبیہقی فی شعب الایمان عن محمد بن عبد اللہ
عن ابیہ وقال ذکرہ البخاری فی التاریخ عن محمد بن عبد اللہ عن ابیہ یعنی حضرت

ابن عباس سی مروی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمیشہ پینی والا شراب کا
اگر مرجاوی ملاقات کریگا اللہ تعالی سے مانند پرستش کرنیوالے بت کے نقل کیا اونکو
احمد نے اور نقل کی ابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہ سی اور بیہقی نے کتاب شعب الایمان مین
محمد بن عبداللہ سی اور اونسی اپنی باپ سی اور کہا بیہقی نے کہ ذکر کیا ہی بخاری نے یعنی اس
حدیث کو تاریخ مین محمد بن عبداللہ سی اور اسنی اپنی باپ سے اور جاننا چاہئی کہ حدیث
مین ہی کہ اگر مرجاوی ملاقات کریگا اللہ تعالی سی مانند بت پرست کی یعنی اگر وہ مرجاوی
اِدمان خمر کی حالت مین بغیر توبہ کی تو جیسا کہ بت پرست اللہ تعالی سی کہ وہ اس پر حالت
غضب مین ہوگا ملاقات کریگا ایسا ہی ہمیشہ پینی والا شراب کا اور تشبیہ مُدمن خمر کی
بت پرست سی اپنی ہوا کی متابعت اور اللہ تعالی کی امر کی مخالفت مین ہی اور تحقیق
اللہ تعالی نے مقارنت فرمائی ہی قرآن مین درمیان خمر کے اور وثن کے جیسا کہ
فرمایا ہی انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام اور مطابق قولہ تعالی افرایت
من اتخذ الٰھہ ھواہ کے اتباع ہوا کی مانند عبادت وثن کی کفر ہی اور شراب
خوری متابعت ہوا سی ہوتی ہی خصوصًا کہانت کی احادیث کی بیان مین عن عائشۃ
سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان الملائکۃ تنزل فی العنان
وھو السحاب فتذکر الامر الذی قضی فی السماء فتسترق الشیاطین السمع
فتسمعہ فتوحیہ الی الکھان فیکذبون معھا مائۃ کذبۃ من عند
انفسھم رواہ البخاری یعنی حضرت عایشہ سی مروی ہی کہ سنا مینی حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نی فرمایا تحقیق ملائکہ اوترتی ہین عنان مین اور وہ ابر ہی
پس ذکر کرتے ہین وہ اون امور کا کہ مقدر ہوی ہین آسمان مین پس چوری سی سنتی ہین

اوس کو شیاطین پس پہونچاتے ہین وہ کاہنون کو پس باندھتی ہین کاہن اپنی جی سے اوسکے ساتھہ سو جھوٹ روایت کیا اوس کو بخاری نے اور روھوا السحاب تفسیر غمان کی ہے اور یہہ قول حضرت عائشہ کا ہی قاموس مین ہی کہ غمان فتحہ سے سحاب کو کہتے ہین کہ وہ پانی کو تھامتا ہی اور کرسی وہ کہ جب تم آسمان کیطرف دیکھو تو وہ تجھے دیکھتی ہین آوی اور صراح مین ہی کہ وحی دل مین ڈالنا اشارہ کا یا پیغام کا وعن حفصة قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من اتى عرافا فسئله عن شئى لم تقبل له صلوٰة اربعين ليلة رواه مسلم یعنی حضرت حفصہ سی مروی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی عراف کے پاس آتا ہے اور کسی شئی مخفی کو عراف سی پوچھتا ہی پس اوسکی چالیس دن کی نماز نہین قبول ہوتی روایت کیا اوس کو مسلم نے عراف وہ کہ غیب کی خبر دیوی مثل کاہن اور نجومی کے اور یہہ حدیث مین ہے کہ نہ قبول ہوگی اوس کی نماز چالیس رات کی تو مراد اس سی عدم حصول ثواب چالیس روز کی نماز کا ہے نہ یہہ کہ اوسکی چالیس روز کی نماز نامقبول ہی یا باطل ہی اور اوس کو اوس کا قضا کرنا واجب ہی اگرچہ حدیث مین تخصیص نماز شب کی ہی لاکن اوس سے چالیس دن اور چالیس رات کی نماز مراد ہی اور ایسا بہت ہی کہ رات کا ذکر کرتے ہین اور دن کو اوس کا تابع سمجھتے ہین یا دن کا ذکر کرتے ہین اور رات کو اوسکا تابع سمجھتے ہین یعنی مراد اوس سے رات اور دن کہتی ہین اور اتمام سے یہ کہ چالیس اتکی نماز کی مراد نماز تہجد چالیس رات کی ہو پس عراف سی پوچھنا موجب نقص فضائل ہی نہ حبط فرائض خصوصاً دشنام اور غیبت اور نمامی وغیرہم سی زبان کی نگاہ رکھنی کے احادیث کی بیان مین وعن انس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لما عرج بى مررت بقوم لهم اظفار من نحاس يخمشون وجوههم وصدورهم فقلت من هؤلاء يا جبرئيل قال هؤلاء الذين يأكلون لحوم الناس ويقعون فى اعراضهم رواه ابو داؤد یعنی حضرت انس سی مروی ہی کہ حضرت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جب کہ اوپر لیگیا مجھکو رب میرا یعنی جب مجھکو
معراج ہوئی گذرا مین ایک قوم پر کہ اونکی ناخن تانبی کے تھی کہرونچتی تھی وہ اپنی منہکو
اور اپنی سینہ کو پس کہا مینی کون ہین یہہ ای جبرئیل کہا اونہون نی یہہ وہ لوگ ہین کہ
لوگون کی گوشت کہاتے ہین اور لوگون کی آبرو مین پڑتی ہین یعنی وہ لوگون کی غیبت
کرتے ہین اور اوس کو برا کہتے ہین اور بسبب اوس کی لوگون کی آبرو ریزی کرتی ہین
روایت کیا اوس کو ابو داود وعن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم من دعا رجلا باللفر او قال عدو اللہ ولیس کذالک الا حار علیہ متفق علیہ
یعنی حضرت ابی ذر سی مروی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی کسیکو کافر یا خدا
کا دشمن کہیگا اور وہ فی الواقع ایسا نہ ہوگا تو یہہ کہ رجوع کریگا وہ اوس پر روایت کیا اوس کو بخاری
اور مسلم نی یعنی جو کوئی کسی مسلمان کو کافر یا عدو اللہ کہیگا اور اگر وہ فی الواقع کافر اور خدا کا دشمن
نہوگا تو وہ کہنے والا خود کافر اور عدو اللہ ہو جاویگا وعن عبد اللہ ابن مسعود قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سباب المسلم فسوق وقتالہ کفر متفق علیہ یعنی حضرت عبد اللہ ابن مسعود سی مروی ہی
کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا برا کہنا مسلمان کا فسق ہی اور مار ڈالنا اوس کا کفر ہی روایت
کیا اوس کو بخاری اور مسلم نے اور جاننا چاہئی کہ یہہ حدیث مشتمل تغلیظ اور تشدید پر ہی در باب
ممانعت مار ڈالنی مسلمان کے اور مقصود نفی اسلام کامل کی ہی جیسا کہ حدیث المسلم من سلم المسلمون
من لسانہ ویدہ اس پر دلالت کرتی ہے یعنی مسلمان وہ ہی کہ مسلمان اوس کی ہاتہہ سی اور زبانہے
سلامت رہین یا مراد مار ڈالنی سی بطریق استحلال کی ہی اور اس مین کچھ شک نہین کہ مستحل حرمت کا
کافر ہے وعن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یرمی رجل رجلا بالفسوق
ولا یرمیہ بالکفر الا ارتدت علیہ ان لم یکن صاحبہ کذالک رواہ البخاری یعنی حضرت
ابی ذر سی مروی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ گالی دی کوئی آدمی

کسی ور آدمی کو فسق سی اور کفر سی یعنی کوئی شخص کسی مسلمان کو فاسق یا کافر نہی مگر پہنچتا اور
لوٹتا ہی کلمہ فسق کا اور کفر کا کہنی والی پر اگر نہ ہو یا اوس کا کہ جس کو اوس نی فاسق
یا کافر کہا ہی اوسیطرح کا یعنی اگر کسی مسلمان نی غیر فاسق کو فاسق کہا یا غیر کافر کو کافر کہا
تو وہ آپ فاسق اور کافر ہو جائیگا روایت کیا اوس کو بخاری نے وعن انس وابی ہریرۃ
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال المستبان ما قالا فعلی البادی مالم یعتد
المظلوم رواہ مسلم یعنی حضرت انس اور حضرت ابی ہریرہ سی مروی ہی کہ حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا یعنی دو شخص آپس مین گالی دینی والی گناہ اوس گالی دینی کا پہلی گالی
دینی والی پر ہی کہ جتنی پہلی گالی دی ہی جب تک کہ زیادتی نکری اور عوض کی حد سی نگذری
مظلوم یعنی وہ دوسرا کہ مظلوم ہی اور اوس کو گالی دی گئی ہی روایت کیا اوس کو مسلم نی یعنی
اگر دو آدمی آپس مین گالی دی رہی ہین جتنی کہ اول گالی دی ہی گناہ دوسری گالی دینی
والی کا بھی پہلی گالی دینی والی پر ہی اس لئی کہ اوس نی پہلی گالی دی اور اوس دوسری پر
کہ وہ مظلوم ہی ظلم کیا مگر یہہ گناہ پہلی گالی دینی والی پر جبتک ہی کہ وہ دوسرا کہ مظلوم ہی
پہلی گالی دینی والی سی گالی دینی مین نہ بڑہی اور وہ جب پہلی سی گالی دینی مین بڑہگیا
تو وہ مظلوم نرہا پس جتنی زیادہ گالی دیتی ہونگی گناہ اوس دوسرے کا بھی اوس پر ہی
وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تجدون اشر الناس
یوم القیامۃ ذا الوجہین الذی یاتی ہؤلاء بوجہ وہؤلاء بوجہ متفق
علیہ یعنی حضرت ابی ہریرہ سی مروی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ قیامت کے دن زیادہ بڑا اور بدحال آدمیون کا دو رنگ کو پاوگے کہ آتا ہی
ایک جماعت کی پاس ایک مونہہ سی اور دوسری جماعت کی پاس دوسری مونہہ سی یعنی

وہ جس گروہ کے پاس آتا ہی اوس کی خوشامد کی باتین کرتا ہی اور اوس کو وہ جھوٹی
بات نہین کہتا روایت اوس کو بخاری اور مسلم نے وعن حذیفۃ قال سمعت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا یدخل الجنۃ قتات متفق علیہ
وفی روایۃ لمسلم نمام یعنی حضرت حذیفہ سی مروی ہی کہ کہا اوس نی کہ سنا مینی کہ
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہشت مین چغل خور نجائیگا نقل کی اوس کو
بخاری اور مسلم نے اور مسلم کی ایک روایت مین بجائی قتات کی نمام ہی اور جاننا چاہیئی کہ
قتات اور نمام کی ایک ہی معنی ہین اور صراح مین لکھا ہی کہ قت سخن چینی کرنا اور سخن
چین وہ آدمی ہی کہ کسی آدمی کی چوری سی باتین سُنی تاکہ وہ بغرض فساد کے اور ونکو
پونچائی اور کہنی والی کو اوس سی خبر نہو کہ کوئی آدمی میری باتین چوری سی سُن رہا ہے
اور قاموس مین لکھا ہی جو کوئی کسی آدمی کی باتین چوری سی سنی خواہ وہ دوسرونکو
پہونچائی یا نہ پہونچائی اوس کو قتات کہتی ہین اور نمامی ایک بات کو ایک جاسی دوسری
جالیجانا تاکہ فتنہ اور فساد برپا ہو اگرچہ وہ سچ بھی ہو اور مسلم کی روایت سی ثابت ہوتا ہی
کہ قتات بمعنی نمام کے ہی وعن عبد اللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم علیکم بالصدق فان الصدق یھدی الی البر وان البر یھدی الی
الجنۃ ومایزال الرجل یصدق ویتحری الصدق حتی یکتب عند اللہ صدیقا
وایاکم والکذب فان الکذب یھدی الی الفجور وان الفجور یھدی الی النار
مایزال الرجل یکذب ویتحری الکذب حتی یکتب عند اللہ کذابا متفق علیہ
وفی روایۃ لمسلم قال ان الصدق بر وان البر یھدی الی الجنۃ و
ان الکذب فجور وان الفجور یھدی الی النار یعنی حضرت عبد اللہ ابن مسعود

سی مروی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا لازم پکڑو تم اپنی پر
سچ بولنی کو اس لئی کہ سچ بولنا یعنی ملازمت اور مداومت سچ بولنی کی راہ بتلاتی ہی
نیکوکاری کے طرف یعنی خاصیت سچ بولنی کی یہہ ہی کہ اوس کو نیکی کرنیکی توفیق ہوتی
ہی اور تحقیق نیکوکاری بتلاتی ہی یعنی پہونچاتی ہی نیکوکار کو بہشت تک یعنی بہشت کے
مراتب عالیہ تک اور ہمیشہ ایک شخص سچ بولتا ہی اور کوشش کرتا ہی سچ بولنی پر یہانتک
وہ عنداللہ صدیق لکہا جاتا ہی اور دور رکہو تم اپنی کو جہوٹ سی اسلئی کہ تحقیق جہوٹ
پہونچاتا ہی بالکاہیت مسق اور تحقیق فسق اور فجور پہونچاتا ہی طرف دوزخ کے
آگ کے اور ہمیشہ آدمی جہوٹ بولتا ہی اور جہوٹ بولنی مین کوشش کرتا ہے یہانتک
عنداللہ نام اوس کا بڑا جہوٹا لکہا جاتا ہی نقل کی اوس کو بخاری اور مسلم نی اور مسلم کی
ایک روایت مین یون آیا ہی کہ تحقیق سچ بولنا نیکی ہی اور نیکی بہشت کو پہونچاتی
ہی اور تحقیق جہوٹ بولنا فجور ہی اور فجور دوزخکی آگ کو پہونچاتا ہی وعن ام کلثوم
قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس الکذاب الذی یصلح بین الناس
یقول خیرا وینمی خیرا متفق علیہ یعنی حضرت ام کلثوم سی مروی ہی کہ حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہین جہوٹا وہ شخص کہ اصلاح کرتا ہی درمیان لوگون کے
اور کہتا ہی باتین نیک کہ باعث اصلاح اور رفع نزاع کی ہون اگرچہ وہ جہوٹ بھی
ہون اور پہونچاتا ہی اچہی باتین یعنی ایک سی دوسری کو روایت کی بخاری اور
مسلم نے وعن ابی بکرۃ قال اثنی رجل علی رجل عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال
ویلک قطعت عنق اخیک ثلاثا من کان منکم مادحا لا محالۃ فلیقل احسب فلانا
واللہ حسیبہ ان کان یری انہ کذالک ولا یزکی علی اللہ احدا متفق علیہ

یعنی ابی بکرۃ سے مروی ہی کہ تعریف کی ایک شخص نی ایک شخص کی کہ وہ بھی حاضر تھا نزدیک
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پس فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی ویل ہو
تجھپر کہ تو نی اپنی بھائی کی گردن کاٹی فرمایا اس کو تین بار جو شخص کہ ہو تم سی تعریف کرنیوالا
ضرور پس چاہئی کہ کہی وہ کہ گمان کرتا ہون مین فلانی کو ایسا یعنی مثلاً مرد صالح حال اسکا اللہ
تعالی جانتا ہی حقیقت حال اوس کی اور حساب کرنیوالا اور جزا دینی والا ہی اوس کا اوس کی
کردار ون کی اگر گمان رکھتا ہی تعریف کرنیوالا تحقیق وہ ایسا ہی یعنی مطابق اپنی تعریف
کی اور حکم نکری خدائی تعالی پر ساتھہ جزم اور یقین کے کیونکہ وہ ایسا ہی یعنی وہ احتیاط
کری تعریف کرنے مین اور کہی کہ گمان رکھتا ہون مین کہ وہ ایسا ہی واللہ اعلم اور یقین سے
نکہی کہ بلاشبہ وہ ایسا ہی تا حکم علم الٰہی جل شانہ پر نہو بغیر اون لوگون کی کہ نام اون کا حدیثون
آیا ہی مانند عشرہ مبشرہ اور غیر اونکی کی اور کاٹنا گردن کا یعنی ذبح اور ہلاک جسمانی کی ہر
کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے استعمال کیا اوس کو ہلاک روحانی مین اس لئی کہ
اوس کی ممدوح کو عجب اور غرور پیدا ہوتا ہی اور ہلاک جسمانی ہلاک دنیا مین ہی اور ہلاک روحانی
ہلاک دین مین وعن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اتدرون ما
الغیبۃ قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال ذکرک اخاک بما یکرہ قیل افرایت ان کان فی
اخی ما اقول قال ان کان فیہ ما تقول فقد اغتبتہ وان لم یکن فیہ ما تقول فقد
بھتہ رواہ مسلم وفی روایۃ اذا قلت لاخیک ما فیہ فقد اغتبتہ واذا قلت
ما لیس فیہ فقد بھتہ یعنی حضرت ابی ہریرہ سی مروی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ایا تم لوگ جانتی ہو کہ غیبت کیا ہی صحابہ نی عرض کیا کہ اللہ اور اوس کا
رسول زیادہ دانا ہی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی بھائی کو تم ایسی

بات کہو کہ اوس کو پسند نہ آئی وہ غیبت ہی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی
کہا گیا اگر جو مینی کہا ہو وہ میری بہائی مین ہو یعنی اگر مینی سچ کہا ہو فرمایا حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر جو کچھہ کہ تونی کہا ہو وہ اوس مین ہو تو تونی اوسکی
غیبت کی اور اگر اوس مین نہ ہو پس تحقیق بہتان اور جھوٹ کہا تونی اوس پر
روایت کیا اوس کو مسلم نے اور مسلم کے دوسری روایت مین یون ہی کہ جب
تونی اپنی بہائی کے لئی ایسی بات کہی کہ اوس مین ہو پس تحقیق تمنی غیبت کی اوسکی
اور جب تونی ایسی بات کہی کہ وہ اوس مین نہین پس تحقیق تونے بہتان باندہا
اوس پر جاننا چاہئی کہ غیبت ایک گناہ نہایت اقبح اور اشنع ہی کہ وہ بہ نسبت اور
گناہونکی لوگون مین زیادہ پہیلا ہوا ہی ایسی لوگ بہت کم ہونگی کہ وہ جمیع الوجوہ
سی اوس سی بچی ہونگی اور کسیکو ایسی عیب سی یاد کرنا کہ وہ اوس کو پسند نہو
وہ غیبت ہی خواہ وہ عیب اوس کی بدن مین ہو یا اوس کی عقل مین یا اوسکی
دین مین اوسکی دنیا مین یا اوسکی خلق مین یا اوسکی مال مین یا اوسکی اولاد مین
یا اوس کی ماں باپ مین یا اوس کی بیوی مین یا اوس کی خادم مین یا اوسکی
رفتار مین یا اوس کی گفتار مین یا اوس کی کردار مین یا اوس کی ہیئت مین
یا اوس کی نشست برخاست مین یا اوس کی حرکات سکنات مین یا اوسکی تازہ
روئی مین اور ان کی سوا جو کچھہ کہ اوس سی متعلق ہو اوس مین ہو خواہ وہ
ساتھہ ذکر کرنی الفاظ کی ہو یا کنایہ سی یا رمز سی یا اشارہ آنکھہ سی یا اشارہ بھوون
سی یا اشارہ سر سی یا اشارہ ہاتھہ سی اور مانند اونکی اور قاعدہ کلیہ اس مین یہہ ہے
کہ جس چیز اور وضع سی کسی مسلمان کا عیب بتائی تو اور وہ اوس کی غائبانہ ہو

پس وہ غیبت ہی اور اگر اوس کی روبرو کہی وہ اوس کو ناخوش لگی تو وہ بی حیائی
اور ایذا اور وقاحت اور فضیحت اور بدخوئی اور درشت گوئی ہی کہ یہہ
اور گناہ ہی اور کفارہ غیبت کا کفارات مین آگی لکہا گیا ہی اور آدمیونکی
برائیون کا بطریق اہتمام کی ذکر کرنا مضایقہ نہین اور مکروہ اوس صورت
مین ہی کہ اوس کی برائی کا یا نقصان کا ارادہ رکہی اور جس نے ایک شہر
والون کی یا ایک بستی والون کی غیبت کی تو وہ غیبت نہین ہوتی یہانتک کہ
قوم معین کا نام نہ لیوی کذا فی السراجیۃ اگر کوئی شخص نماز پڑہتا ہے
اور روزہ رکہتا ہی اور جمیع ارکان اسلام کے بجالاتا ہی لاکن وہ لوگون کو ہاتہ
سی اور زبان سی ضرر پہونچاتا ہی پس ذکر کرنا اوس کا ساتہہ اوس چیز کی کہ وہ
اوس مین ہی غیبت نہین اور اگر کوئی آدمی اوس کی خبر حاکم کو پہونچادی
تاکہ وہ اوس کو تنبیہ کری پس گناہ اوس پر نہین کذا فی فتاوی عالمگیری
وقاضی خان عن بہز بن حکیم عن ابیہ عن جدہ قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ویل لمن یحدث فیکذب لیضحک بہ القوم ویل
لہ ویل لہ رواہ احمد والترمذی وابوداؤد یعنی بہز اپنی باپ حکیم سی
اور وہ اپنی باپ معویہ بن حیدہ سی راوی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا ہلاکی ہو اوس کی لئی کہ وہ بات کہی پس وہ جہوٹ کہی تاکہ ہنسائی اوس سی
آدمیون کو ہلاکی ہو اسکی لئی ہلاکی ہو اسکی لئی روایت کیا اسکو احمد اور ترمذی اور ابوداؤد
نے اور فیکذب کی قید سی مفہوم ہوتا ہی کہ اگر کوئی آدمی سچی بات کو دوسرون کے
ہنسانی کی لئی اور اونکی تفریح اور تنشیط کی لئی کہی تو وہ جائز ہی لاکن چاہئی کہ اوسکو

پیشہ اور کسب اپنا نکرے اس لئے کہ طائبہ اور مزاح کہ وہ جھوٹ نہو اگرچہ مشروع
اور مسنون ہی لاکن احیانًا نہ دایمًا اور چاہئے کہ مدنظر اون لوگون کا ہنسنا
نہو جیسا کہ حدیث آیندہ سی معلوم ہوتا ہی وعن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ان العبد لیقول الکلمۃ لا یقولھا الا لیضحک بہ
الناس یھوی بھا ابعد مما بین السماء والارض وان العبد لیزل من لسانہ
اشد مما یزل من قدمہ رواہ البیھقی فی شعب الایمان یعنی حضرت
ابی ہریرہ سی مروی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا تحقیق بندہ
کہتا ہی کلمہ نہین کہتا ہی اوس کو مگر یہہ کہ ہنسائی اوس سی آدمیون کو گرتا ہی وہ
بندہ بسبب اوس کلمہ کی دوزخ مین دور تر اوس مسافت سی کہ وہ درمیان آسمان
کے اور زمین کی ہی اور تحقیق بندہ یہہ کہ پھسلتا ہی اپنی زبان سی زیادہ اوس سے
کہ وہ پھسلے اپنی قدم سی یعنی زبان سی پھسلنا سخت تر قدم کے پھسلنی سی ہی
روایت کیا اوس کو بیہقی نی شعب الایمان مین وعن عمار قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کان ذا وجھین فی الدنیا کان لہ
یوم القیامۃ لسانان من نار رواہ الدارمی یعنی حضرت عمار سی مروی ہے کہ
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جو شخص کہ وہ دنیا مین دو رو یہ ہوگا
قیامت کی دن اوسکی دو زبانین آگ کی ہونگی روایت کیا اوس کو دارمی نے
وعن ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس المؤمن
بالطعان ولا باللعان ولا الفاحش ولا البذی رواہ الترمذی والبیھقی
فی شعب الایمان وفی اخری لہ ولا الفاحش البذی وقال ھذا حدیث غریب

یعنی حضرت ابن مسعود سی مروی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا نہین پورا مؤمن یعنی نہین مؤمن کامل الایمان طعنہ کرنیوالا اور نہ لعنت
کرنیوالا اور نہ فحش بکنی والا اور نہ زبان درازی کرنیوالا نقل کی ترمذی نے
اور بیہقی نی شعب الایمان مین اور بیہقی کی روایت مین ہی کہ نہین پورا مؤمن
فحش کہنی والا زبان درازی کرنیوالا یعنی اس روایت مین بذی کو فاحش کی
صفت قرار دیا ہی اور فاحش کو اوس کا موصوف ٹہرایا ہی یعنی فحش کہنی والا اور ز
بان غرض اس حدیث سی یہہ ہی کہ یہہ اوصاف مؤمن کی نہین اور کہا اوس نے
کہ یہہ حدیث غریب ہی وعن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اذا کذب العبد تباعد عنہ الملک میلا من نتن ما جاء بہ رواہ الترمذی
یعنی حضرت ابن عمر سی مروی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب وقت
کہ جہوٹ کہتا ہی بندہ تو اوس جہوٹ کی بدبو سی فرشتہ محافظت کرنیوالا مقدار مسافت
میل کی دور ہو جاتا ہی روایت کیا اوس کو ترمذی نے وعن واثلۃ لا تظہر
الشماتۃ لاخیک فیرحمہ اللہ ویبتلیک رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث
غریب یعنی واثلہ سی مروی ہی کہ اوس نے کہا نہ ظاہر کر خوشی بہائی مسلمان کی کہ یعنی اگر
کوئی بہائی مسلمان بلا دینی یا دنیوی مین پڑا ہو تو بسبب دشمنی کی کہ اوس سی رکہتا ہی
خوش نہو پس اگر تو خوش ہو یگا اوس پر تو خدا تعالی اوس پر رحم کریگا اور تجہی
اوس بلا سی مبتلا کریگا روایت کیا اوس کو ترمذی نے اور کہا اوس نی یہہ حدیث
غریب ہی وعن عائشۃ قالت قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما احب انی
حکیت احدا وان لی کذا کذا رواہ الترمذی وصححہ یعنی حضرت عائشہ

راوی یہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہین دوست رکھتا ہون
مین کہ نقل نکالون مین کسیکے حال آنکہ ہو میری لئی ایسا اور ایسا یعنی اگرچہ مین
دنیا سی کتنا ہی مال دیا جاؤن بسبب نقل کی نکالنی اور جاننا چاہئی کہ کسی کی نقل
نکالنی حرام ہی خواہ وہ قولی ہو یا فعلی ہو اور وہ داخل غیبت محرمہ کی ہی وعن
انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا مدح الفاسق غضب الرب
واھتزلہ العرش رواہ البیھقی فی شعب الایمان یعنی حضرت انس سے
مروی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسوقت تعریف
کی جاتی ہے فاسق کی تو حضرت پروردگار اوس کی تعریف کرنے والے پر
غصہ ہوتا ہی اور بسبب تعریف کرنے اوسکی عرش کا پتا ہی یعنی ہلتا ہی روایت
کیا اوس کو بیہقی نے شعب الایمان مین اور کانپنا عرش کا یا محمول ہی ظاہر پر
یا کنایہ ہی امر عظیم سی اس لئے کہ مدح فاسق کی منجر ہی ساتھہ خوشنودی اوس
فاسق کی کہ وہ موجب ناخوشنودی اللہ تعالی کی ہے اور نزدیک ہی وہ کہ موجب
کفر کی اور استحلال حرام کی ہو اور جب فاسق کی مدح کا یہہ حال ہی تو ظالم کی
مدح کا کیا حال ہوگا وعن خالد ابن معدان عن معاذ قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم من عیر اخاہ بذنب لم یمت حتی یعملہ رواہ الترمذی
وقال ھذا حدیث غریب یعنی خالد بن معدان سی اور وہ حضرت معاذ سے
مروی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی بہائی مومن کو کسی
گناہ کی لئی طعنہ اور عار اور سرزنش کریگا تو وہ طعنہ کرنیوالا نمریگا جبتک کہ وہ آپ
وہی فعل بد نکریگا اور مراد گناہ سی وہ گناہ ہی کہ بندۂ مومن اوس سی تائب ہوا ہو

اس لئی کہ حضرت امام احمد حنبل نی اس حدیث کی لفظ ذنب کی تفسیر مین یون
فرمایا ہی کہ بذنب قد تاب منہ لاکن اوس نے اگر اوس فعل بد سی توبہ
نکی ہو اور وہ اوس مین گرفتار ہو تو اوس کو سرزنش کرنا جایز ہے لاکن بطریق
تکبر اور بقصد اوس کی تحقیر کی نہی بلکہ بقصد زجر اور نصیحت کے کہی وعن عبادۃ
ابن الصامت ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اضمنوا لی ستا من
انفسکم اضمن لکم الجنۃ اصدقوا اذا حدثتم وا وفوا اذا وعدتم وادوا
اذ اؤتمنتم واحفظوا فروجکم وغضوا ابصارکم وکفوا ایدیکم رواہ احمد
والبیہقی فی شعب الایمان یعنی عبادہ بن صامت سی مروی ہے کہ حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ضامن ہو تم میری لئی چہہ چیزون کے
محافظت کی اپنی نفسون سی ضامن ہوتا ہون مین بہشت کا تمہاری لئے
یعنی تم چہہ چیزون کی محافظت کا مجھسے ضمانیت کا عہد کرو تو مین تمہاری بہشت
کی دخول کا ضامن ہوتا ہون ایک یہہ کہ جب بات کرو تم سچ کہو اور دوسرا
یہہ کہ جب کسی بات مشروعہ کا تم وعدہ کرو تو اوس کا وفا کرو اور تیسرا یہہ کہ
جب کسی سے امانت لیؤ تم تو اوس کو ادا کرو اور اوس کو واپس سلامت پہونچاؤ
اور چوتہا یہہ کہ تم اپنی اندام نہانی کو زنا سی نگاہ رکہو اور پانچوان یہہ کہ تم
حرام کی دیکہنی سی اپنی آنکہون کو باندہو یعنی محرمات کو ندیکہو اور چہٹا یہہ کہ
تم اپنی ہاتہون کو غیر کے مارنیسی اور حرام اور مکروہ اشیاء کی ہاتہہ لگانیسی
اور قمار اور چوری اور حرام خوری اور قتل اور مس محرمات اور غیر ہم
امور غیر مشروعہ منہیہ سی روکو روایت کیا اوس کو احمد اور بیہقی نی شعب الایمان

مین وعن ابی سعید وجابر رضی اللہ تعالی عنہما قالا قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم الغیبۃ اشد من الزناء قالو یا رسول اللہ و
کیف الغیبۃ اشد من الزنا قال ان الرجل لیزنی فیتوب فیتوب اللہ
علیہ وفی روایۃ فیتوب فیغفر اللہ لہ وان صاحب الغیبۃ لا یغفر لہ
حتی یغفر لہ صاحبہ وفی روایۃ انس قال صاحب الزنا یتوب وصاحب
الغیبۃ لیس لہ توبۃ رواہ البیہقی فی شعب الایمان یعنی حضرت ابی سعید
اور حضرت جابر سے مروی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
غیبت کرنا بعضی وجوہ سے زنا سی سخت تر ہی صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم نے
عرض کیا کہ کیونکر غیبت کرنا زنا سی سخت تر ہی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ زانی زنا کرتا ہے پس وہ توبہ کرتا ہے پس اللہ تعالی اوس پر رحم
فرماتا ہے اور اوس کی توبہ کو قبول کرتا ہے اور ایک روایت مین ہے کہ
زانی توبہ کرتا ہے اور اللہ تعالی اوس کا گناہ معاف فرماتا ہے اس لئے کہ زنا
حقوق اللہ سی ہی اور تحقیق غیبت کرنے والا نہین بخشا جاتا جبتک کہ غیبت
اوس کو نہ بخشی یعنی جسکی اوس نے غیبت کی ہی اور انس کی روایت مین آیا ہی
کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زنا کرنیوالا توبہ کرتا ہی اور غیبت
کرنیوالی کی لئی توبہ نہین روایت کیا ہی اوس کو بیہقی نے شعب الایمان مین اور
کہتا ہی فقیر مودودی کہ چونکہ حق العباد حق اللہ سی اشد ہی تو اس لئی حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زنا سی کہ وہ حق اللہ ہی غیبت کو کہ وہ حق العباد ہی
اشد فرمایا اس لئی کہ اگر اللہ تعالی چاہیگا تو زنا کو بخشی گا بخلاف غیبت کی کہ جبتک

مغتاب اوس کو نہ بخشی گا تو وہ بخشی نجائیگی یا یہہ کہ زناسی کہ وہ کبائر سی ہی آدمی
خوف کرتا ہی اور اوس سی تائب ہوتا ہی بخلاف غیبت کی کہ آدمی اوس کو گناہ
صغیرہ جانکر اوس سی خوف نہین کرتا اور تائب نہین ہوتا اور یہی معنی ہی و
صاحب الغیبۃ لیس لہ توبۃ کی یعنی غیبت کرنیوالا بسبب تحقیر اور تصغیر
غیبت کی اوس سی توبہ نہین کرتا یا صاحب الغیبۃ لیس لہ توبۃ کی معنی یہہ ہے
کہ غیبت بہ سبب بخشنی مغتاب کی بخشی جاتی ہی نہ توبہ سی مگر درصورت عدم موجودی
مغتاب کی اوس کی لئی کفارہ ہی کما مر اور بعضی احادیث سی معلوم ہوتا ہے
کہ اوس کا کفارہ استغفار ہی یعنی کہ جس کی غیبت کی جاوی اوس کی لئی استغفار
کیا جاوی وعن عبد الرحمن بن غنم واسماء بنت یزید ان النبی صلی اللہ
علیہ وسلم قال خیار عباد اللہ الذین اذا رؤا ذکر اللہ وشرار عباد اللہ
المشاؤن بالنمیمۃ المفرقون بین الاحبۃ الباغون البرآء العنت رواہ
احمد والبیہقی فی شعب الایمان یعنی عبد الرحمن بن غنم اور اسماء بنت یزید سے
مروی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کہ بندگان خدا مین سی
اچھی وہ ہین کہ جب وہ دیکھی جائین تو اللہ تعالی کو یاد کیا جائی اور بندگان خدا
مین سی بُری وہ ہین کہ گھومتی ہین چغلی اور نمامی کی لئی اور جدائی ڈالنی والی
ہین درمیان دوستون کی اور طلب کرنیوالی ہین پاکون کی لئی فساد اور مشقت
اور ہلاکت کو یعنی وہ صالحین کی لئی اتہام کاذبہ کو مانند زنا اور فساد اور اور
گناہون کی ڈھونڈتی ہین تاکہ اون کو اون اتہام شنیع سی متہم کرکے ہلاکت
اور مشقت مین ڈالین روایت کیا احمد اور بیہقی نی شعب الایمان مین اور وہ

جو حدیث مین ہی خیار عباد اللہ الذی اذا رؤا ذکر اللہ یعنی
وہ اخیار عباد اللہ کہ بسبب تعلق اور اختصاص اللہ تعالی کی اوس مرتبہ کو
پہونچی ہین کہ آثار اور انوار آلہی جل شانہ کی اونکی چہرہ مبارک سے
ایسی نمایان ہین کہ جب وہ دیکہی جاتی ہین تو بسبب ظہور آثار عبادت و نور
کملاغیت اونکی اللہ تعالی کا ذکر کیا جاتا ہی یا اللہ تعالی یاد آتا ہی اور بعضون
نے اس کی توجیہ مین کہا ہی کہ دیکہنا اونکا مشابہ ذکر آلہی جل شانہ کی ہی
جیسا کہ کہا گیا ہی کہ عالم ربانی کا دیکہنا عبادت ہی اور کبہی ایسا بہی ہوتا ہے
کہ صالح کی دیکہنہی سی باطن مین نور ایمان کا ایسا منور ہوتا ہی کہ اوس سی
دل مومن کا روشن ہوجاتا ہی اور حدیث ہی النظر الی وجہ علی عبادۃ
یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہ کا دیکہنا عبادت ہے بعضی کتابون مین مروی ہے
کہ حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ جب اپنی گہر سی باہر تشریف لاتی تہی تو جو کوئی
کہ اون کو دیکہتا تہا بی اختیار اوس کی مونہہ سی بطریق تعجب یہہ باہر نکلتا
تہا لا الہ الا اللہ ما اشرف ہذا الفتی لا الہ الا اللہ ما اکرم ہذا الفتی
لا الہ الا اللہ ما اعلم ہذا الفتی پس دیکہنا حضرت علی کرم اللہ وجہکا باعث
ذکر کلمہ توحید کا ہوتا تہا شیخ عبد الحق محدث دہلوی نی شرح مشکوۃ مین اس حدیث
کی معنی مین بطریق حکایت کی لکہا ہی کہ مین ایکدن مکہ مکرمہ کی بازار مین جارہا
تہا ناگاہ میری نظر ایک آدمی پر پڑی بے اختیار میری منہہ سی یہہ نکلا لا الہ الا
اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وہو علی کل شئی قدیر
کہتا ہی فقیر مودودی کہ مطابق مضمون حدیث شریف خیار عباد اللہ الذین

اذا رؤا ذکر اللہ کی یہہ کہ خدای تعالی کی بندونسی اخیار وہ ہین کہ جب وہ دیکہی
جاوین تو اللہ تعالی یاد آئی یا دیکہنا اون کا ذکر اللہ کا باعث ہو اس مین
چند باتین ہین ایک تو یہہ کہ اخیار عباد اللہ سب مساوی المراتب نہین ہوتی
بعضی اونسی عابد اور زاہد ہوتی ہین اور بعضی متقی اور بعضی ابدال اور بعضی اغواث
اور اوتاد اور بعضی مادون اوسکی اور دوسرا یہہ کہ سب دیکہنی والی بھی مساوی
الحال نہین ہوتی بعضی اونسی کافر ہوتی ہین اور بعضی مسلمان سیاہ دل اور مسلمانون
مین بعضی عام مؤمن ہوتی ہین اور بعضی خاص مؤمن کہ وہ جب ذکر کی اور صاحب صفائی
قلب کی ہوتی ہین اور تیسرا یہہ کہ ذکر بھی عام ہی کہ ذکر لسانی ہو یا قلبی ہو یا
روحی ہو یا سری ہو یا خفی ہو یا اخفی ہو یا سلطان الاذکار ہو بعضی اخیار سی ایسی
بھی ہوئی ہین کہ احیانا مشاہدہ جمال باکمال اون کا باعث ذکر الہی جل شانہ
کا اور باعث اسلام کا ہوا ہی جیسا کہ کتب تصوف سے ثابت ہی اور بعضی اخیار سے
ایسی بھی ہوئی ہین کہ احیانا دیکہنا اون کا باعث ذکر لسانی کا ہوا ہی جیسا حضرت
علی رضی اللہ تعالی عنہ کی دیکہنی سی کہتی تھی لا الہ الا اللہ ما اشرف ہذا الفتی
لا الہ الا اللہ ما اکرم ہذا الفتی لا الہ الا اللہ ما اعلم ہذا الفتی اور
جیسا کہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی کا قصہ کہ آگی مذکور ہوا اور اوس قصہ سی بھی
معلوم ہوا کہ اوس آدمی کی دیکہنی سی فقط شیخ عبد الحق محدث دہلوی کی مونہہ ہی
کہ وہ آپ بھی صلحا سی تھی ذکر الہی نکلا نہ اور آدمیون کی مونہہ سی کہ وہ اسوقت
مین مکہ معظمہ کی بازار مین موجود تھی اگرچہ اوس آدمی کو اونہون نے بھی دیکہا
جسکی دیکہنی سی شیخ عبد الحق محدث دہلوی نی لا الہ الا اللہ الخ کہا اور بعضی دیکہنی

والی ایسی بھی ہوتی ہین کہ بجرد مشاہدہ اخیار کی اونکی قلب مین انوار
ایمان کی ایسی مجلی اور مشعشع ہوتی ہین کہ اون کو وہ انوار ایمانی قلب
کی مشاہدہ سی معلوم ہوتی ہین کہ وہ موجب یاد آلہی جل شانہ کی ہوتی ہین اور
بعضی دیکھنی والی ایسی ہوتی ہین کہ بجرد دیکھنی اخیار کی اونکی دل مین محبت
آلہی پیدا ہوتی ہی اور دنیا کی محبت اونکی دل سی سرد ہوجاتی ہی اور
بعضی آدمی ایسی ہوتی ہین کہ بغیر دیکھنی اخیار کی محض اونکی مزارات کے جانیسی
اور بعضون کو اونکی مکانات مین بیٹھنی سی جس مین وہ اخیار کسی زمانی مین
بیٹھی تھی یا اخیار کی کسی کپڑی کی پہننی سی یا اخیار کی ہاتھہ لگانیسی ذکر آلہی تعالی
شانہ کا جاری ہوتا ہی اور مطابق حال ہر صاحب حال کی اون پر انوار
اور اسرار کشف ہوتی ہین کہ صاحب اس مذاق پر مخفی نہین حکایت مولوی
خدا بخش صاحب ملتانی ثم خیرپوری کہ مولوی عبید اللہ صاحب ملتانی کی مرشد
اور شیخ العاشقین حضرت حافظ جمال اللہ صاحب ملتانی چشتی کی مرید اور
سلطان الاکملین حضرت حافظ نور محمد مہاروی صاحب فخری نظامی چشتی کے
مرید کی مرید تھی اتفاقاً ایام گرما مین دو تین فقرا کی ساتھہ بطریق سفر کے
کسیطرف جارہی تھی اور چونکہ ایام گرما مین اکثر آدمی بخوف تمازت آفتاب کے
رات مین سفر کرتے ہین تو حضرت مولوی خدا بخش صاحب خیرپوری شب کو گہوڑون
پر سفر کرتے کرتی صبح کی نماز کیوقت کسی کنوین پر جا پونچی اور چونکہ پنجاب کے
ملک مین تمامی کنوؤن پر دولاب جاری ہوتی ہین تو اوس زمین کا مزارع کہ
وہ مسلمان تھا تمامی رات بذریعہ بیلون کی دولاب چلا چلا کر صبح کو رات کو اوس

چاہ کی پاس چہار پائی پر سو رہا تہا حضرت مولوی خدا بخش صاحب خیر پوری
نی مع اپنی فقرار کی وضو فرما کر صبح کی نماز ادا فرمائی اور ایک فقیر کو فرمایا
کہ تم جاؤ اوس مزارع کو جگا کر کہو کہ صبح کی نماز پڑھی فقیر نی اوس کو پکار کر
نماز کی ادائی کی لئی کہا اوس مزارع نی چونکہ تمام شب بیدار رہوا تہا اور
اوسیوقت سویا تہا اور طبیعت اوس کی تمام رات کی بیخوابی سی بی چین تہی
اوسس کو فقیر کا جگانا بہت ناگوار ہوا اوس نی اوس فقیر صاحب کو سخت
اور سست باتین کہکر روانہ کر دیا اور پہر وہ ویسا ہی سو رہا پہر حضرت
مولوی خدا بخش صاحب خیر پوری نی دوسری فقیر کو فرمایا کہ تم جاؤ اوس
مزارع کو جگا کر نماز کی لئی کہو دوسرا فقیر بھی مثل پہلی فقیر کی اوس مزارع
سی دشنام سُن کر واپس آیا اور وہ دہقان پہر ویسا ہی سو رہا جب حضرت
مولوی خدا بخش صاحب خیر پوری نی دیکہا کہ وہ مزارع نماز کی لئی نہین اٹہتا
اور سب کو گالی گلوچ بکتا ہی تب آپ نے جا کر اوس کی پائون کی انگہوٹھی
کو پکڑ کر اوس کو ہلایا اور اوس کو جگا کر فرمایا کہ بھائی اوٹھ صبح کی نماز کہلا
کر پہر دہاتہہ لگانی اور جگانی حضرت مولوی خدا بخش صاحب خیر پوری کے
سلطان الاذکار اوسس دہقان کا جاری ہو گیا اور لطایف کی انوار اوس پر
منکشف ہونی لگی اور اوس کی ہر رگ و پی سی بلکہ ہر موی ذکر اللہ اللہ
کا جاری ہوا تب وہ دہقان حضرت مولوی خدا بخش صاحب خیر پوری
کی قدمون پر گر پڑا اور رونی لگا اور عرض کیا کہ یا حضرت جگانا یہی ہی
کہ آپ نی جگایا وہ کیا جگانا تہا کہ آپ کی فقرا جگاتی تہی آپ نی تو ایسا جگایا

کہ ما دام الحیات کبھی غفلت نہوگی اور بعضی دیکھنی والی ایسی ہوتے ہین کہ اخیار کی
دیکھنے سی اوس کا ذکر قلبی جاری ہوجاتا ہے اور اوس کے دل سی ذکر اللہ اللہ
کا نکلتا ہے اور جاننا چاہیئے کہ بر تقدیر تسلیم اس معنی کی کہ اخیار عباد اللہ ہین کہ جب
وہ دیکھی جاہین تو اللہ تعالی کا ذکر کیا جاتا ہے جیسا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہ کی
دیکھنے سی ذکر کلمہ توحید کا کرتے تھے یا شیخ عبد الحق محدث دہلوی سی مکہ مکرمہ کی بازار
مین ایک آدمی کے دیکھنے سی ذکر تکبیر اور تہلیل وغیرہما کا بے اختیار سرزد ہوا اور معنی
اس حدیث کی یہہ ہوی کہ جس وقت کسی اخیار عباد اللہ کو دیکھا جاوی تو ذکر اللہ کا
کیا جاوی تو بموجب اس تقریر کے حکم اس حدیث کا کلی نہین اس لئی کہ بعضی اخیار
اقطاب اور سائر کاملین سی ایسی بھی ہوئی ہین کہ اونکی دیکھنی سی ذکر اللہ تعالی
کا جاری نہین ہوا اور دیکھنی والے ہین اونکی دیکھنی سی کچھ اثر ظاہر نہین ہوا
ہزارون کافرون سی اخیار ملاقی ہوئی ہین اور ہورہی ہین اور اونہون نے
اون کو دیکھا ہی اور دیکھہ رہی ہین مگر اخیارون کے دیکھنی سی نہ کافرون سے
ذکر لسانی جاری ہوا اور نہ ذکر قلبی اور نہ ذکر قالبی یعنی سلطان الاذکار بلکہ بعضی
اخیار سی ایسی ہین کہ اون کو بغیر اللہ تعالی کے کوئی نہین پہچانتا جیسا کہ حدیث
ان اللہ یحب الابرار الاتقیاء الاخفیا الذین اذا غابوا لم یتفقدوا واذا
حضروا لم یدعوا ولم یقربوا الحدیث یعنی تحقیق اللہ تعالی دوست رکھتا ہی نیکوکارون
پرہیزگارون پوشیدہ حالون کو وہ لوگ کہ جب وہ غائب ہون تو وہ نہ پوچھی جاوین
اور جب وہ حاضر ہون تو وہ نہ بلائین جاوین مجلس مین مہانکی لئے اور اگر وہ بلائین
بھی جاوین تو وہ تعظیم اور تکریم سی پاس نہ بیٹھائی جاوین دل اونکی جہان مین

نکلتی ہین وہ زمین تاریک سی آخر حدیث تک جیسا کہ یہہ ساری حدیث ریا اور
سمعہ سی بچنے کی بیان مین انشاء اللہ تعالی لکھی جاویگی چنانچہ اسی وجہ سی یعنی عدم
تعارف اور عدم امتیاز کی وجہ سی سیکڑون اخیار کو اشرار نی مار ڈالا اور قطع نظر اسکی
ہزارہا اخیار بلکہ شیوخ الاخیار کہ وہ معروف اور مشہور تھی اور ہر ایک اونکا قطب
الوقت اور غوث الزمان ہوا ہی ایسا نہین ہوا کہ جب کسی نے اون کو دیکھا ہو تب
ذکر الہی تعالی شانہ کا دیکھنی والی کی زبان پر جاری ہوا ہو مثل حضرت کمیل ابن زیاد
اور حضرت حسن بصری اور حضرت حبیب عجمی اور حضرت عبد الواحد ابن اور حضرت
معروف کرخی اور حضرت سری سقطی اور حضرت جنید بغدادی اور حضرت ابو بکر شبلی
اور حضرت بایزید بسطامی اور حضرات خواجگان نقشبندیہ چشت مبارک اجداد فقیر مولف
کی لاسیما شیوخ طریقت کے مثل غوث الاغواث ربانی محبوب سبحانی حضرت محی الدین
شیخ عبد القادر جیلانی اور قطب المکملین شیخ الاکملین سند الراسخین ہند الولی حضرت
خواجہ معین الدین چشتی اجمیری اور شمس العارفین امام الواصلین حضرت خواجہ بہاء الدین
نقشبند اور سلطان الاولیاء شیخ الاتقیاء حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی اور ذو
الکرامات العالیہ مقبل بدرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سید احمد رفاعی اور شیخ الطریقت
فرد الحقیقت حضرت سید ابو الحسن شاذلی اور اور شیوخ طریقت کے رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین
اور مریدین اونکی کہ ہر ایک اون کا غوث الوقت سید الاخیار ہوا ہی بلکہ سبطین بکر من
قرۃ العینین حضرت سید المرسلین علیہ الصلوۃ والسلام کی یعنی حضرات حسنین اور اور
ائمہ اثنا عشر کہ وہ شیوخ الاخیار بلکہ سادات الاخیار تھی اون کی دیکھنی سی ہی ذکر الہی
جاری نہین ہوا اور اگر اون حضرات کی دیکھنی سی دیکھنی والون کی زبان پر

اونکی دلون مین ذکر الٰہی جاری ہوتا تو تابعین یزید پلید کی حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مع ذکور اہل بیت کی شہید نکرتی بلکہ حضرت سید الانبیاء صلوٰۃ اللہ علیہ وسلامہ کی دیکھتے سی ابوجہل اور ابولہب وغیرہما کفار شقاوت آثار عرب سی ذکر الٰہی تعالیٰ شانہ کا جاری نہوا تو نزدیک اس فقیر کی مطابق قول بعض کی کہ آگی مرقوم ہوا ہی یہہ توجیہ مستحسن معلوم ہوئی کہ دیکھنا اخیار عباد اللہ کا مشابہ ذکر الٰہی کی ہے یا وہ قائم مقام ذکر الٰہی تعالیٰ شانہ کی ہی یعنی جب وہ دیکھی جائین تو گویا اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا گیا جیسا کہ حدیث مین ہی کہ حضرت علی کا دیکھنا عبادت ہی اور اخیار عباد اللہ سے بھی مراد وہ عباد اللہ ہین کہ شریعت اور طریقت کی عالم اور عامل ہین نہ عالم بے عمل کہ اونکی حق مین اللہ تعالیٰ نی قرآن مجید مین فرمایا ہی کمثل الحمار یحمل اسفارا یعنے عالم بی عمل مانند گدہی کی ہین کہ اوٹھاتی ہین کتابون کو اس آیتہ کی ترجمہ مین سعدی شیرازی نی کہا ہی ۔ نہ محقق بود نہ دانشمند ۔ چار پائی بر او کتابے چند اور جب دیکھنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اور عالم ربانی کا عبادت ہوا اور عبادت ذکر ہی اس لئی کہ اللہ تعالیٰ نے چند جگہہ قرآن مین نماز کو ذکر فرمایا ہی اور نماز عبادت ہی تو دیکھنا حضرت علی کا اور دیکھنا اخیار عباد اللہ کا مشابہ ذکر الٰہی جل جلالہ کی ہوا اگرچہ اس حدیث کی معنی مین فقیر مولف کو یہہ توجیہ مستحسن معلوم ہوئی مگر تب بھی اس فقیر کو اس حدیث کی معنی مین تشفی حاصل نہوئی دل مین خلجان رہا کہ یہہ تاویل ہی کہ اخیار عباد اللہ کا دیکھنا مشابہ ذکر الٰہی تعالیٰ شانہ کی یا قائم مقام ذکر اللہ تعالیٰ کے ہی مگر ظاہری معنی اس حدیث کی تو یہہ ہی کہ اخیار اللہ وہ ہین کہ جب وہ دیکھی جاوین تو ذکر الٰہی کا کیا جاوی اور یہہ شرطیہ کلیہ نہین کما بینتہ انفا تو اس اثنا مین کہ یہہ

فقیر اس حدیث کی معنی مین متفکر اور متردد تھا کہ مولانا حافظ حاجی مولوی محمد انوار اللہ صاحب
کہ فضلاء نامدار دکن سی اور صالح اور متقی اور حضور پر نور نواب نظام الملک آصفجاہ
میر محبوب علیخان والی حیدر آباد دکن خلد اللہ ملکہ کی اور آپکی صاحبزادہ بلند اقبال
نواب میر عثمان علیخان بہادر اطال اللہ تعالی عمرہ کی استاد ہین اور وہ مانند اپنی
چچا صاحب مرحوم کی اس فقیر کی شفیق ہین حسب طریقہ مرعیہ معمولہ اپنی چچا صاحب مرحوم کے
اور خصوصًا اپنی کی اس فقیر کی ملاقات کی لئی تشریف لائی اور اس فقیر کو اپنی ملاقاتی
سی مسرور کیا جزاہ اللہ تعالی خیر الجزا ترتب اس فقیر نی ہنگام مکالمہ مین مولوی محمد انوار اللہ صاحب سی
استفادۃً استفسار کیا اور کہا کہ لفظ اذا کا امر مقطوع بہ کی لئی آتا ہی جیسا شرح ملا جامی
مین حروف شرطیہ کی بحث مین ہے اذا للامل المقطوع بہ یعنی اذا امر یقینی کے
لئی آتا ہے اور کلیتہ حکم حدیث خیار عباد اللہ الذین اذا رؤا ذکر اللہ کا امر یقینی
نہین تب مولوی انوار اللہ صاحب نے اولًا اس حدیث کی یون توجیہ بیان فرمائی
کہ خیار عباد اللہ سی مراد وہ ضعفاء امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہین کہ لوگون کے
تعصبون مین احقر اور موجب ترحم کی اور سبب یاد آلہی جل شانہ کی ہین اس فقیر نی
اوس کی اس توجیہ کو مسلم نہ کہا اور کہا کہ یہہ توجیہ وجیہ نہین کوئی آدمی سلیم الذہن
اس کو مسلم نہ کہیگا تب مولوی انوار اللہ صاحب نی اس حدیث کی دوسرے
توجیہ بیان فرمائی کہ حضرت اللہ تعالی نی قرآن مجید مین حضرت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو کفار عرب کی حق مین فرمایا ہی تراھم ینظرون الیک وھم لا یبصرون
یعنی یا محمد علیک الصلوۃ والسلام دیکھتی ہو تم کافرون کو کہ تمہاری طرف وہ دیکھتی
ہین اور حال آنکہ اون کو بینائی باطنی نہین اور وہ نہین دیکھتے تو اللہ تعالی نی

اونکی ظاہری دیکھی کو کہ وہ مرادف بصیرت ظاہری کی ہی غیر مفید اور غیر معتبر
جانکر اوس کو اونکی عدم بصیرت ہی تعبیر فرمایا تو اس آیۃ مین وھم لا یبصرون
سی عدم بصیرت باطنی مراد ہو کہ اوس ہی سی مراد عدم محبت اور عدم اتباع اور عدم انقیاد
و انقاد اور تعظیم ہی کہ بسبب عدم محبت اور اتباع اور انقیاد اور اعتقاد کفار عرب کے
آیۃ تراھم ینظرون الیک وھم لا یبصرون مین اللہ تعالی نے اونکی بصارت
ظاہری کو عدم بصیرت باطنی ہی تعبیر کیا تو شاید مطابق اوس آیۃ کی اذا سادہ آکر
کہ اس حدیث مین واقع ہی مراد محبت اور تعظیم اور اتباع اور انقیاد اور اعتقاد
خیار عباد اللہ کا ہو کہ وہ بصیرت باطنی کی لوازم ہی ہی اور عدم اوس کا موجب عدم
بصیرت باطنی کی ہی ہیا کہ وھم لا یبصرون مین ظاہری ہی ہیں مطابق اس توجیہ کے
معنی حدیث خیار عباد اللہ الذین اذا رؤا ذکر اللہ کی یہہ ہوئی کہ خیار عباد
اللہ الذین اذا رؤا ذکر اللہ یعنی خیار عباد اللہ وہ ہین کہ جب وہ اتباع اور
انقیاد کی جاوین تو اللہ تعالی کا ذکر کیا جاوی اور اس مین شک نہین کہ اللہ اور
اور انقیاد اور اتباع اور محبت اور تعظیم خیار عباد اللہ کا موجب ذکر الہی جل شانہ کی بلکہ
باعث شوق مزید عرفان کی ہی کہ آدمی اوس سی واصل باللہ بلکہ فانی فی اللہ اور
باقی باللہ ہوتا ہی اور مولوی انوار اللہ صاحب نے اس توجیہ و جیہہ پہ ایک حکایت کا
اضافہ کیا کہ تفسیر روح البیان مین لکھا ہی کہ سلطان محمود غازی غزنوی حضرت
شیخ ابو الحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور پوچھا کہ بایزید بسطامی
رحمۃ اللہ علیہ کی حق مین آپ کیا کہتے ہین شیخ نے کہا کہ وہ ایسی شخص تھا کہ جس نے اونکو
دیکھا ہدایت پائی اور سعادت کو پہونچا سلطان نے کہا یہہ کیسی بات ہی ابو جہل نے

خود حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھتا تھا تو اوسنی ہدایت اور سعادت
نہ پائی بایزید کی دیکھنی سی کیسا کوئی ہدایت اور سعادت پاویگا شیخ نی فرمایا
ابوجہل نے حضرت سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہین دیکھا اوس نے محمد یتیم
بن عبداللہ ابی طالب کی برادر زادی کو دیکھا تھا اگر وہ حضرت سید المرسلین صلی اللہ
علیہ وسلم کو دیکھتا وہ بے شک سعادت اور ہدایت حاصل کرتا جیساکہ اللہ تعالیٰ نی
قرآن مجید مین فرمایا ہی تراھم ینظرون الیک وھم لایبصرون پس اس سے
معلوم ہوا کہ رویت سی مراد اتباع اور انقیاد اور محبت اور تعظیم ہی
کسی نی کیا اچھا کہا ہی برای دیدن رخ تو چشم دیگرم باید کہ این چشمے کہ
مبدارم جمالت رانمی شاید مولوی روی نی فرمایا ہی ای تو پنداری کہ روی انبیا
آنچنان کہ ہست می بینیم ما۔ گفت ہیہات کہ ترا بھم ینظرون + نقش حامند ہم
لایبصرون۔ اس توجیہ کی سنی سی بہت خوش ہوا اور اپنی دل مین سمجھا
شاید کہ اللہ تعالیٰ نی مولوی انوار اللہ صاحب کو میری رفع اشکال کے لئی میرے طرف
بھیجا تھا حدیث ہی عن جابر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لاتمس النار مسلما
رانی او رای من رانی رواہ الدارقطنی یعنی حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے
مروی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا نہ مس کریگی دوزخ کی
آگ اوس مسلمان کو کہ اوسنی دیکھا ہی مجھکو اور اوس مسلمان کو کہ اوس نے دیکھا ہی
اوس کو کہ اوس نی دیکھا ہی مجھکو یعنی جس نے مجھکو دیکھا ہی یا جس نے میری دیکھنی والی
کو دیکھا ہی اوس کو دوزخ کی آگ مس نکریگی روایت کیا اوس کو ترمذی نی اور
اس حدیث مین من رانی سی مراد حضرات صحابہ علیہم الرضوان ہین کہ وہ بغیر توسط

کسی کی متبع اور منقاد اور معتقد حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی اور
رأی من رأنی سی مراد حضرات تابعین علیہم الرضوان ہین کہ وہ بتوسط حضرات
صحابہ کی متبع اور منقاد معتقد حضرت خاتم الانبیاء علیہ الصلوۃ والسلام کی تھی اور
اس رویت سی بھی رویت باطنی مراد ہی کہ وہ لوازم بصیرت باطنی سی ہی اور مقصود
اوس سی اتباع اور انقیاد اور محبت اور تعظیم اور اعتقاد ہی اور اسی سبب سے
اس حدیث مین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی مسلما کی قید فرمای تا کہ
غیر مسلم یعنی کفار عرب کے مانند ابوجہل اور ابولہب وغیرہما کی کہ وہ حضرت احمد مجتبی علیہ السلام
والصلوۃ کو بدون محبت اور اتباع اور اعتقاد اور انقیاد کی دیکھتی تھی اور
وہ سبب عدم بصیرت باطنی اونکا تھا اور آیۃ تراھم ینظرون الیک وھم
لا یبصرون اونکی حق مین وارد ہوئی ہی اور اور کفار کہ وہ ابوجہل اور ابولہب
وغیرہما کی دیکھنی والی تھی عدم مس نار دوزخ کی حکم مین مشارک اور معادل اور سلام
حضرات صحابہ اور حضرات تابعین رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین کی نہو جاوین اور
فرق اور امتیاز درمیان رویت حضرات صحابہ علیہم الرضوان من الرحمن کی اور
رویت کفار عرب علیہم اللعنۃ کی محض اتباع یعنی اسلام و ایمان اور اعتقاد اور انقیاد
تہا کہ حضرات صحابہ حضرت رسول اللہ علیہ الصلوۃ والسلام کو اتباع سی یعنی ایمان
اور انقیاد اور اعتقاد اور محبت سی دیکھتی تھی کہ بسبب اوس کی اونکی لئی اور
اونکی تابعین کی لئی حکم عدم مس نار دوزخ کا آیا اور ابوجہل اور ابولہب وغیرہما
کفار کی لئی کہ وہ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو بعضا و حسدا اور عداوت کی
نظر سی دیکھتی تھی اونکی اور اونکی تابعین کی لئی حکم خلود نار دوزخ کا آیا اور اگر

حدیث میں مراءنی ہی اور مراءی من مراءنی ہی بغیر لحاظ قید مسلما کی محض رویت
ظاہری حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی بدون اتباع اور اعتقاد اور محبت کے
مراد ہوتی تو ابوجہل اور ابولہب اور اور کفار عرب کے کہ انہوں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو یا حضرت سید الانبیاء علیہ الصلوۃ والسلام کی دیکھنی والوں کو دیکھا تھا
تو وہ عام مسلمانوں کے حکم میں معادل اور مشارک اور مساہم حضرات صحابہ اور حضرات
تابعین کی ہوتی تامل و تدبر اور وہ کہ حدیث میں واقع ہی کہ حضرت علی کا دیکھنا
عبادت ہی اور عالم کا دیکھنا عبادت ہی تو ان احادیث میں بھی دیکھنی ہی مراد
رویت باطنی ہو کہ وہ بصیرت باطنی کی لوازم سے ہی اور مراد اور ہی اتباع اور
اعتقاد اور انقیاد اور محبت اور تعظیم اور تکریم ہی اور اگر ان احادیث میں دیکھنی سے
مطلق ظاہری دیکھنا بدون محبت اور اتباع اور اعتقاد اور تعظیم اور تکریم کے مراد لیا
جائے تو وہ دیکھنا ہرگز عبادت نہوگا اس لئے کہ وہ دیکھنا تو کفار اور اشرار کو بھی حاصل تھا
خصوصاً حضرت علی المرتضی کرم اللہ وجہہ کا دیکھنا یا عالم ربانی کا دیکھنا اگر بطریق انکار اور عناد
اور توہین اور تحقیر کی ہو تو وہ موجب کفر کی ہی اس لئے کہ فقہ کے بعض فتاووں میں مرقوم
کہ توہین اور تحقیر عالم کی کفر ہے اور حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ علاوہ اس کی کہ وہ صحابی
کرام حضرت خیر الانام علیہ الصلوۃ والسلام سے اور خلفاء راشدین میں سے اور اہل بیت حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تھی سید العلماء بھی تھی حدیث انا مدینۃ العلم وعلی
بابہا اون کی شان میں ہی کہ یعنی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ میں شہر علم کا ہوں اور علی اس شہر کا دروازہ ہے جب توہین اور تحقیر ہونا
کی موجب کفر کی ہے تو توہین اور تحقیر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی کہ وہ سلطان العلما

داولیا رہتی کیونکر کفر نہوگی اور ظاہر ہی کہ رویت اوسوقت عبادت ہوگی کہ وہ
موجب اتباع اور انقیاد اور اعتقاد اور محبت اور تعظیم کی ہو اور جس رویت مین
کہ اتباع اور انقیاد اور محبت اور توقیر مشہود لہ کی نہو تو وہ عند اللہ غیر مفید
اور مطابق آیۃ ترا ھم ینظرون الیک وھم لا یبصرون کی وہ موجب عدم
بصیرت باطنی کی ہی اور مطلق دیکھنا حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کا تو ابوجہل اور
ابولہب اور غیرہا کفار اور اشرار عرب کو لاسیما حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی قاتل
کو بھی حاصل تھا اور ایسا ہی مطلق دیکھنا عالمون کا تو اون فساق اور فجار کو کہ باوجود
دیکھنی عالمون کی عالمون کی اذیت اور تحقیر کے درپے ہوتے ہین یا اون فساق کو
کہ بخلاف فرمان واجب الاذعان علمار ربانی کی وہ فسق اور فجور مین مستغرق رہتے
ہین اون کو بھی حاصل ہی تو چاہیئے کہ وہ دیکھنا اون کی بھی عبادت اور باعث اجر
اون کا ہو اور یہہ باطل ہی خصوصاً تھاجر اور تقاطع اور اتباع عورات سے بچنی
کی احادیث کی بیان ہین یعنی دوستون کی ملاقات کو چھوڑنی اور دوستون کی
دوستی کو قطع کرنے اور مسلمانون کے عیوب کے ڈھونڈنے کی ممانعت ہین اور
جاننا چاہئی کہ تھا اور تقاطع کی معنی کاٹنا ہی پس تقاطع تھاجر کا مرادف ہی اور
اوس سی بھائی مسلمان کی ملاقات اور سلام کا ترک کرنا اور پیوند صحبت مسلمان
کا اور اخوت اسلامی کا تین دن سی زیادہ کاٹنا مراد ہی اور عورات جمع عورت کی
ہے اور عورت وہ ہی کہ آدمی اوس کی ظاہر ہونے کو مکروہ جانی اور اوس سی شرم
رکھی اور یہہ دوست رکھی کہ وہ پوشیدہ رہی اور اوس سی مراد عیوب اور نقائص آدمی کی
ہین اور اتباع عورات یعنی عیب چینی کرنی عن ابی ایوب الانصاری قال قال

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یحل للرجل ان یھجر اخاہ فوق ثلاث لیال یلتقیان فیعرض ھذا ویعرض ھذا وخیرھما الذی یبدء بالسلام متفق علیہ یعنی حضرت ابی ایوب الانصاری سی مروی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی آدمی کی لئی جائز نہین کہ وہ تین دن سی زیادہ مسلمان بہائی سے کسی سبب سے ترک اخوت اسلامی کری اور جب وہ دونو ملاقی ہون تو وہ اپنا مونہہ پہیری اور وہ اپنا مونہہ پہیری اور اچھا دونو کا وہ ہی کہ ابتدا کری سلام سے یعنی دوسرے کو سلام دی روایت کیا اوس کو بخاری اور مسلم نے کہتا ہی فقیر مودودی کہ چونکہ انسان کی طبع مین غضب اور بدخلقی اور حمیت اور تعصب اور امثال اوس کی متمکن ہوتے ہین تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دن تک بہائی مسلمان کی ہجرت کو معاف فرمایا تاکہ وہ غضب وحمیت وکینہ کہ باعث تہاجر دو مسلمانون کا ہوا ہی دفع ہو بھائی بہائی بنکر ہو جائی اور چونکہ ابتدا سلام سی کرنا باعث رفع کینہ کا اور اظہار محبت کا ہی بنابر آن حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اچھا دونو کا وہی کہ ابتدا سلام سی کری اور اس حدیث مین مراد یہہ ہی کہ جب کسی دنیاوی امور کی سبب سے درمیان دو مسلمانون کی تہاجر اور تقاطع واقع ہو تو تین دن سی زیادہ دو مسلمانون کی روگردانی آپس مین حلال نہین اگر کوئی امور دینی باعث تہاجر کا ہو تو وہ جائز ہی جیسا کہ اہل فسق اور فجور سی روگردانی کرنا جائز ہی اوس کی تائید ہوتے تگ اور سیوطی نے موطا کی حاشیہ مین ابن عبدالبر سی نقل کیا ہی کہ جو کوئی بخوف فساد دین اپنی کی یا مضرت دنیاوی اپنی کی اور صلاح وقت اپنی کی کسی مسلمان سی بروجہ جمیل بغیر وقوع غیبت وعیب جوئی وکینہ وعداوت کی اجتناب کری تو جائز ہی اور احیاء العلوم مین

جماعہ سلف صحابہ وغیرہم سی منقول ہی کہ اون مین سی بعض نی تامدت عمر تہاجر کیا ہے
اور تین آدمیون نی کہ غزوہ تبوک سی تخلف کیا تھا تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے مع اپنی صحابہ و متبعین کی پچاس روز تک امر ساتہہ تہاجر اونکی فرمایا
تھا اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینہ تک اپنی اہل سے تہاجر
کیا تہا اور حضرت عائشہ نی حضرت ابن زبیر سی مدت تک تہاجر کیا اور چونکہ
حارث محاسبی نے علم کلام مین تصنیف کی تو امام احمد حنبل نی اوس سی قطع صحبت کا
کیا لاکن چاہئی کہ بسبب دنیاوی امورات کے تین دن سی زیادہ بہائی مسلمان سے
تہاجر و تدابر نہو لاکن اگر بسبب حدوث فساد دین کی ہو تو اوس مین باک نہین
لاکن اس مین نفسانیت کو دخل ندیوی الحب للہ والبغض للہ کو مدنظر رکھی
وعن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایاکم والظن فان
الظن اکذب الحدیث ولا تحسسوا ولا تجسسوا ولا تناجشوا ولا تحاسدوا
ولا تباغضوا ولا تدابروا وکونوا عباد اللہ اخوانا وفی روایۃ ولا تنافسوا
متفق علیہ یعنی حضرت ابی ہریرہ سی مروی ہی کہ حضرت رسول اللہ تعالی علیہ وسلم نی
فرمایا بچو تم بچو تم گمان بدسی اس لئی کہ بدگمانی زیادہ جہوٹی بات ہی اور نہ چوری سی
سنو اور نہ جاسوسی کرو اور کسی چیز کو اورکی ور فلانی کی لئی زیادہ بہاؤسی نہ مانگو اور
حسد نکرو ایک دوسرے سی یعنی آپس مین اور نہ بغض کہو آپس مین اور ایک دوسری کی
پیٹھ مین غیبت نکرو اور رہو بندہ اللہ تعالی کی مثل بہائیوں کی اور ایک روایت
مین ہی کہ دنیا کی رغبت نکرو اور حرص نکرو روایت کیا اوس کو بخاری اور مسلم نے
اور یہہ کہ حدیث مین ہی کہ گمان زیادہ جہوٹی بات ہے اس لئی کہ جب کوئی آدمی

کسی آدمی پر گمان کرتا ہی تو وہ حکم کرتا ہے اوس پر کہ وہ ایسا ہی یا ایسا ہی اور
چونکہ وہ واقع مین ویسا نہین ہوتا تو حکم اوس کا جھوٹہ ہوتا ہے اور مراد اکذب الحدیث
سی حدیث نفس کی ہی اور چونکہ وہ شیطان کی القا سی ہوتی ہی تو اوس کو جھوٹی
بات کہنا اس سبب سے ہی اور یا اس مین مبالغہ ہی اور قرآن مجید مین آیا ہی ان
بعض الظن اثم یعنی تحقیق بعضے گمان گناہ ہین اور مراد اوس سی گمان بد ہی اور علماء
نی لکھا ہی کہ گمان بد کہ اوس سی نہی آئی ہی وہ وہ ہی کہ استقرار اور جزم کری ساتھہ اوسکے
نہ وہ کہ بطریق خطرہ کی دل مین گذری اور بعضون نی کہا ہی کہ گمان بد موجب گناہ
جب ہی کہ آدمی ساتھہ اوس کے کلام کری یعنی اوس گمان بد کو زبان پر لائی اور بہر تقدیر
گمان گناہ تب ہی جب اوس پر دلیل نر کہتا ہو یا اوس پر دو دلیلین متعارض ہون
اور بحکم دلیل کے اور قرینہ واضح کی جو گمان لیا جاوی تو آدمی اوس سی ماخوذ نہین ہوتا
اور لا تحسسوا پہلا ساتھہ حا مہملہ کی ہی اور لا تجسسوا دوسرا ساتھہ جیم معجمہ کی ہی
اور بالعکس اور فرق درمیان تحسس اور تجسس کے علماء نی کئی وجہ سی کیا ہی قاموس مین فصل
جیم معجمہ مین لکھا ہی کہ تجسس دریافت کرنا خبرون کا اور جاسوس اور حبس اوس سی ہے
اور فصل حا مہملہ مین لکھا ہی کہ حاسوس یعنی جاسوس کی یا وہ مخصوص ہی ساتھہ خبر
خیر کی اور جیم معجمہ سی مخصوص ہی ساتھہ خبر شر کے اور بعضون نے کہا ہی کہ تحسسوا حا
مہملہ سی دریافت کرنا خبر کا حاسہ سی جیسا کہ چوری سی سننا اور چوری سی چھپکے
دیکھنا اور تجسسوا جیم معجمہ سی آدمی کی عیبون کا تفتیش کرنا اور بعض نی کہا ہی کہ جیم سے
طلب کرنا خبر کا غیر کے لئے اور حا سی اپنی لئے اور تنا جشو بخش سے مشتق ہے
اور بخش ساتھہ سکون جیم کی لوگون پر طلب رفعت اور بلندی سی مراد ہی اور بعض نے

نے کہا ہے کہ ایک چیز کی زیادہ قیمت لگانی بغیر ارادہ خریدنے کے تا دوسرا آدمی
اوس کی دیکھا دیکھی اوس کو خرید لیوے اور اصل مین بخش شکار کی برانگیختہ کرنے کو
کہتے ہین اور بخش کہ وہ حدیث مین ہی یعنی ورغلانی ایک آدمی کے دوسری آدمی کو
شراور خصومت پر اور حسد یعنی آرزو کرنے زوال نعمت غیر ظالم کی ہی یا آرزو کرنے
اس کی کہ نعمت اوس کی مجھے پہونچ جاوی کذا فی القاموس اور یہہ کہ حدیث مین ہے
کہ نہ بغض رکھو آپس مین یعنی اسباب حادث ہونے بغض سے احتراز کرو والاحب و
بغض دو نو صفات خلقی ہین کہ آدمی کو اونمین اختیار نہین ولا تدابروا کی
معنی یہہ ہی کہ آپسمین پس پشت عیب نکرو اور طیبی نے کہا ہی کہ مراد تدابر سے تقاطع
ہے یعنی ترک ملاقات کی نکرو اس لئے کہ ہر ایک متقاطعین ہی دوسرے کو پیٹھ دیتا ہے
یعنی حقوق سلام کی ادا سی وہ اعراض کرتا ہے اور معنی تنافس کی تحاسد ہی یا اوسکی
قریب اور احتمال ہی کہ تنافس بمعنی میل و رغبت کرنے دنیا مین ہو وعنہ قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تفتح ابواب الجنۃ یوم الاثنین ویوم الخمیس
فیغفر لکل عبد لا یشرک باللہ شیئا الا رجل کانت بینہ وبین اخیہ شحناء فیقال
انظروا ھذین حتی یصطلحا رواہ مسلم یعنی حضرت ابی ہریرہ سے مروی ہی کہ حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھولی جاتی ہین دروازی بہشت کے پیر کی دن اور
جمعرات کی دن پس بخشش کی جاتی ہی ہر بندی کے لئے کہ نہ شریک کرتا ہو ساتھہ اللہ تعالی کے
کسیکو پس نہین رہتا بغیر مغفرت کے کوئی مگر وہ شخص کہ درمیان اوسکی اور درمیان کسی مسلمان کے
دشمنی اور کینہ ہو پس تحقیق کہا جاتا ہی ملائکہ کو کہ مہلت دو اون دونو کی کہ وہ آپس مین دشمنی
رکھتے ہین یہانتک کہ وہ آپس مین صلح کرلین روایت کیا اوس کو مسلم نے وعن ام کلثوم بنت

عقبة ابن ابی معیط قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لیس الکذاب
الذی یصلح بین الناس ویقول خیرا وینمی خیرا متفق علیہ وزاد مسلم قالت ولم اسمعہ تعنی
النبی صلی اللہ علیہ وسلم یرخص فی شئی مما یقول الناس کذب الا فی ثلاث الرجل
واصلاح بین الناس وحدیث الرجل امراتہ وحدیث المراۃ زوجہا یعنے ام کلثوم
بیٹی عقبہ ابن معیط نے کہ سنا میں کہ حضرت رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نہین جھوٹا وہ کہ
صلح کری آدمیون مین یعنی جھوٹ سی اور کہے وہ اچھی بات اور پہونچاوی وہ اچھی بات
یعنی اگرچہ وہ جھوٹ بھی ہو روایت کیا اوس کو بخاری اور مسلم نے اور زیادہ کیا مسلم نے
کہ کہا ام کلثوم نے کہ نہین سنا میں یعنی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ اونہون نے
رخصت دی کسی شئی مین اوس سے کہ آدمی کہتے ہین جھوٹ مگر تین چیزون مین جھوٹ
کہنے کی رخصت دی ہی ایک کافرون کے جنگ مین یعنی یہہ کہ آدمی اپنی بہادری کی باتین کہے کہ اوس
سی دشمن کا دل ٹوٹ جاوی اگرچہ وہ جھوٹ بھی ہو دوسرا آدمیون کے درمیان صلح ڈلوانی کرلے
یعنی وہ ایسی باتین کہی کہ آدمیون مین صلح ہوجاوی اگرچہ وہ فی الواقع نہون تیسرا یہہ کہ مرد اپنی عورت
کی دوستی کے لئے اور عورت اپنے مرد کے لئے یعنی وہ ایکدوسری کی ازدیاد دوستی کے لئے ایسی باتین
کہین کہ وہ فی الواقع نہون اور جاننا چاہیے کہ ام کلثوم نے لم اسمعہ کی ضمیر سی حضرت نبوی
علیہ الصلوۃ والسلام کو مراد رکھا ہی وعن ابی خراش السلمی سمع رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم یقول من هجر اخاہ سنة فهو کسفك دمه رواہ ابوداود یعنے حضرت ابی خراش
سلمی نے سنا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی کہ اپنی بہائی کو ایک سال تک
جدا کری یعنی اوس سے خلاف ملکی اور اوسے ایک سال تک بات چیت نہ کری پس وہ گناہ مانند کنا ہ اوسکی
قتل کی ہی روایت کیا اسکو ابوداود نے اور اس حدیث سے ثابت ہوا کہ تا کید ہی در باب

عدم جدائی بہائی کے اور جب ایک سال کامل کا ہجران مجری عادت سی خارج ہوا اور نیز باعث
کمال دل آزاری کا ہی تو گویا یہہ ہجران ایذا اور غصہ اور غم کی تلوار سی بہائی کو قتل کرنا ہے
نہ یہہ کہ یہہ حقیقی قتل ہی کہ وہ بعد اشراک باللہ کی اکبر کبائر سی ہی وعن ابی ھریرۃ قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یحل لمؤمن ان یھجر مومنا فوق ثلاث فان
مرت بہ ثلاث فلیلقہ فلیسلم علیہ فان رد علیہ السلام فقد اشترکا فی
الاجر وان لم یرد علیہ فقد باء بالاثم وخرج المسلم من الھجر رواہ ابوداود
یعنی حضرت ابی ہریرہ سی مروی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں حلال
مؤمن کے لئے کہ وہ جدا کری مؤمن کو تین دن سے زیادہ پس اگر گذرین جدائی سے تین روز
پس چاہئے کہ وہ ملاقی ہو اوس سے اور سلام کری اوس پر پس اگر اوس نے سلام کا جواب دیا
پس تحقیق شریک ہوئے وہ دونو ثواب وصلت اور ترک ہجران مین یعنی پہلے جس نے سلام
کیا اوس نے ابتدا سلام کا اور ترک ہجران بہائی سلم کا ثواب پایا اور اوس دوسرے آدمی نے
جواب سلام اور قبول سلام کا ثواب پایا اور اگر درصورتی کہ اوس نے اوس کے سلام کو رد نکیا
یعنی اسکی سلام کا جواب ندیا پس تحقیق رجوع کیا اوس نے گناہ سی یعنی گناہ گار ہوا اور
خارج ہوا سلام دینے والا ہجران کے گناہ سے اور وہ گناہ اوس کے گردن پہ پڑا کہ
جس سلام کا جواب ندیا روایت کیا اوسکو ابوداود نے وعن ابی الدرداء قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا اخبرکم بافضل من درجۃ الصیام والصدقۃ
والصلوٰۃ قال قلنا بلی قال اصلاح ذات البین وفساد ذات البین ھی الحالقۃ
رواہ الترمذی وابوداود وقال ھذا حدیث صحیح یعنی حضرت ابی الدرداء سی
مروی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آیا خبر دیون مین تمکو ایسی عمل سے

کہ ثواب اوس کا روزہ اور صدقہ اور نماز کی ثواب سی کہ وہ نافلہ ہون افضل ہے
کہا ابو داود نے کہا ہمنو یعنی مع اور صحابہ کے ہان خبر دیکھے ہمکو اوس عمل سی کہ وہ
روزہ اور صدقہ اور نماز سی فاضل تر ہو فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
اپہاکرنا ذات البین کا اور فساد ذات البین کا مونڈنے والا کہ روایت کیا اوس کو
ابو داود اور ترمذی نے اور ذات البین اوس احوال کو کہتے ہین کہ وہ آدمیون کے درمیان
ہوتی ہے جیسا کہ بغض اور عداوت اور جنگ اور جدل کہ وہ آدمیون مین پڑا ہوا اور اون مین
فساد ڈالا ہوا اور مراد اصلاح ذات البین سی نیک کرنا اوس کا کہ وہ اوس بغض اور عداوت
اور جنگ اور جدل کو الفت اور محبت اور صلاح سے تبدیل کرے اور فساد سی صلاح پر
لائے اور یہہ کہ حدیث مین ہے کہ فساد ذات البین کا مونڈنے والا ہی یعنی آپسکا فساد ہلاک
کرنیوالا ہی دین کا اور بیخ سے نکالنی والا ہی ثواب کا جیسا کہ استرہ بالون کو بیخ سے کاٹتا ہے
ایسا ہی آپس کا فساد دین کو اور ثواب کو جڑ سی کاٹتا ہے اور اس حدیث مین تحریص اور ترغیب ہے
اصلاح ذات البین اور دفع فساد کے لئے اور تحذیر اور تنفیر ہی خلاف اور فساد سی جیسا کہ
آگے کی حدیث مین بھی آویگا وعن الزبیر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
دب الیکم داء الامم قبلکم الحسد والبغضاء ھی الحالقۃ لا اقول تحلق الشعر
ولکن تحلق الدین رواہ احمد والترمذی یعنی حضرت زبیر سی مروی ہے کہ حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آئی ہے تم مین بیماری امم سابقہ کے وہ بیماری حسد
اور بغض کی ہے اور وہ بغض یا ہر ایک اون کا یعنی حسد یا بغض سی مونڈنی والا ہے
نہین کہتا ہون مین کہ بالون کا مونڈنے والا ہی بلکہ دین کا مونڈنی والا ہے روایت کیا
اوس کو احمد نے اور ترمذی نے اور اس حدیث مین ضمیر ہی کے راجع ہے بغضاء کیطرف

اس لئے کہ بغض اشد ہے رخنہ اندازی دین میں اگرچہ وہ بھی نتیجہ حسد کا ہے اور اگر ضمیر ہی کا تاویل کلو احد من الخصلتین کے ہر ایک خصلت کی طرف کہ وہ مراد حسد اور بغض ہی راجع ہو تو بھی جایز ہے وعن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ایاکم والحسد فان الحسد یاکل الحسنات کما تاکل النار الحطب رواہ ابوداؤد۔ یعنی حضرت ابی ہریرہ سے مروی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بچو تم حسد سے اس لئے کہ حسد کہاتا ہے یعنی نیست و نابود کرتا ہے اور لیجاتا ہے حاسد کی نیکیوں کو جیسا کہ کھاتی اور جلاتی ہے آگ لکڑیوں کو۔ روایت کیا اوس کو ابوداؤد نے جاننا چاہیے کہ اس حدیث سے معتزلہ نے اپنے مذہب کی دلیل پکڑی ہے کہ ارتکاب معصیت کا باطل کرتا ہے عمل صالح کو اور برباد لیجاتی ہیں نیکیوں کو اور نزدیک اہل سنت و جماعت کے ایسا نہیں بلکہ نیکیاں لیجاتی ہیں برائیوں کو جیسا کہ قرآن مجید میں ہے ان الحسنات یذھبن السئیات اور معتزلہ کا جواب یہ ہے کہ معنی اس حدیث کی یہ ہیں کہ جاتا رہتا حسد سے کمال ایمان کا جیسا کہ حدیث ہے الحسد یفسد الایمان کما یفسد الصبر العسل یعنی حسد بگاڑتا ہے ایمان کو جیسا کہ بگاڑتا ہے اہلو شہد کو اور بعضوں نے اوس کا یہ جواب دیا ہے کہ حسد کا حسنات کی کھانے اور لیجانے سے مراد یہ ہے کہ حاسد کو حسد باعث ہوتا ہے تلف کرنے مال اور ہلاک کرنے نفس پر اور ہتک حرمت محسود پر اور اگر یہ امور حاسد نہیں کرتا تو ارادہ رکھتا ہے ہتک حرمت محسود کا بسبب غیبت کے تو ضرور وہ غیبت کرتا ہے پس روز قیامت کے اوس کی نیکیاں اوسکے محسود کو دین گی اوس کے حقوق کے عوض میں کہ وہ حاسد کی گردن پر ہیں جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ مفلس میری امت میں سے وہ شخص ہے کہ روز قیامت کے ساتھ نماز اور روزہ

اور زکوٰۃ کے آویگا اور حال اوس کا یہ ہوگا کہ کسی کو اوس نے گالی دی ہوگی اور کسی کو بہتان
زنا کا لگایا ہوگا اور کسی مال کھایا ہوگا اور کسی کا خون کیا ہوگا کسی کو مارا ہوگا پس تمام نیکیاں اوس کی اون کو
دین گی کہ جسپر اوس نے ظلم کیا تھا جیسا کہ یہ حدیث آگے مرقوم ہو چکی ہے اور معنی حبط اعمال کے
یہ ہین نہ مٹانا اور فنا کرنا اونکا دیوان اعمال سے اور اگر آج اونکو محو و فنا کیا ہوتا تو کل وہ ساتھ
کس اعمال کے آویگا حال آنکہ حدیث ناطق ہے ساتھ آنے اوس کے مع اعمال صالحہ کے
روز قیامت ہین اور جواب یہ ہے کہ حسنات مضاعف ہوتے ہین ساتھ استعداد اور
اصلاح بندی کے پس جب بندہ مرتکب خطاؤن کا ہوتا ہے تو مضاعفیت سے محروم
رہتا ہے۔ وعنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال وایاکم وسوء ذات البین
فانھا الحالقۃ رواہ الترمذی۔ یعنی بچو تم برائی ڈلوانے سے درمیان دو شخصونکے
پس تحقیق وہ مونڈنے والا ہے یعنی تباہ کرنے والا ہے دین کا اور حصر مبالغہ کے لئے ہے
وعن ابی عمر قال صعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المنبر فنادی بصوت
رفیع یا معشر من اسلم بلسانہ ولم یفض الایمان الی قلبہ لا توذوا المسلمین
ولا تعیروھم ولا تتبعوا عوراتھم فانہ من یتبع عورۃ اخیہ المسلم یتبع اللہ
عورتہ ومن یتبع اللہ عورتہ یفضحہ ولو فی جوف رحلہ رواہ الترمذی
یعنی حضرت ابن عمر سے مروی ہے کہ چڑھے ہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر
پس پکارا لوگونکو ساتھ آواز بلند کے پس فرمایا اے گروہ اون شخصون کی کہ اسلام لائے
ہین ساتھ زبان اپنی کے اور نہین پہونچا ہے ایمان اون کے دلون کو نہ ایذا دیو تم مسلمانونکو
یعنی کامل مسلمانون کو کہ جو اسلام لائے ہین زبان سے اور ایمان لائے ہین دل سے اور
طعنہ زدہ اون کو اور اون کے عیبون کو نہ ڈھونڈھو پس تحقیق جو شخص ڈھونڈھے بھائی مسلمان کے

عیوب کے پیچھے پڑتا ہے یعنی تفحص کرتا ہے تو اللہ اوس کے عیوب کے پیچھے پڑتا ہے
اور جس کے عیوب کے اللہ پیچھے پڑتا ہے تو اللہ تعالی اوس کو رسوا اور خوار کرتا ہے اگرچہ
وہ شخص اپنے مکان اور منزل مین پوشیدہ ہو روایت کیا اوس کو ترمذی نے۔ وعن جابر
عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من اعتذر الی اخیہ فلم یعذرہ
اولم یقبل عذرہ کان علیہ مثل خطیئۃ صاحب مکس رواہ البیہقی
فی شعب الایمان وقال المکاس العشار یعنی حضرت جابر رضی اللہ تعالی عنہ سے
مروی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص عذر خواہی کرے
اپنے بھائی مسلمان سے پس وہ بھائی اوس کو معذور نہ رکھے یعنی اوس کے عذر کا وہ
انکار کرے اور کہے کہ تو عذر نہین رکھتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے یا وہ بھائی عذر اوس کا
قبول نہ کرے اور اوس کو کہے اگرچہ تو عذر رکھتا ہے لیکن مین قبول نہین کرتا پس ہوگا اوس پر گناہ
صاحب مکس کا نقل کی اوس کو بیہقی نے شعب الایمان مین اور کہا مکاس عشر لینے والا ہے
یعنی وہ کہ ظلم کرے اور موافق شرع کے عشر نہ لے اور حدیث ہے کہ لایدخل الجنۃ
صاحب مکس یعنی بہشت مین نہ جاوے گا صاحب مکس کا اور قاموس مین مکس بمعنی ظلم
اور نقص کی لکھا ہے اور مجمع البحار مین بیہقی سے منقول ہے کہ مکس بمعنی نقصان کے ہے
اور ماکس وہ کہ ساکین کے حقوق رسانی مین نقصان کرے وعن ابی صرمۃ ان
النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من ضار ضار اللہ بہ ومن شاق شاق اللہ
علیہ رواہ ابن ماجۃ والترمذی یعنی ابی صرمہ سے مروی ہے کہ حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی بے حجت شرعی کسی کو گزند پہونچائے گا
اللہ تعالے اوس کو گزند پہونچائے گا اور جو کوئی بے سبب کسی سے خلاف اور دشمنی

گرے گا خلاف اور عداوت کرے گا اللہ تعالی اوسپر یعنی اوس سے روایت کیا اوسکو
ابن ماجا اور ترمذی نے صراح مین ہے ضار گزند پہونچانا خلاف نفع کے اور صراح مین ہے
کہ شاقہ شقاق سے ہے بمعنی خلاف اور دشمنی کے اور اصل مین اشتقاق شاقہ کا شق بکسر
شین سے ہے بمعنی جانب کے اس لئے کہ ہر ایک متخالفین اور متنازعین سے ایک
جانب ہے اور سی اور طیبی نے کہا ہے کہ شاقہ مشقت سے مشتق ہے اور وہ وہ ہے
کہ اپنے صاحب کو تکلیف دے اس امر کی کہ وہ اوس کی طاقت مین نہ ہو اور یہ معنی نزدیک تر ہے
کلمہ علی سے اگر نہ شاقہ بمعنی خلاف اور عداوت کے بغیر کلمہ علی کے آتا ہے جیسا کہ قرآن مجید
مین ہے من یشاق اللہ ورسولہ ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین
لہ الھدی اور اس لئے علماء نے فرق کیا ہے مضارہ ومشاقہ مین اور بعضی
حواشی مین مرقوم ہے کہ ضرار اور مشقت قریب المعنی ہین لاکن ضرر کا استعمال اتلاف مال مین ہے
اور مشقت کا ایذا رسانی بدن مین مثل تکلیف عمل شاق کے وعن المستورد عن النبی
صلی اللہ علی وسلم من اکل برجل مسلم اکلۃ فان اللہ یطعمہ مثلھا من
جھنم ومن کسی ثوبا برجل مسلم فان اللہ یکسوہ مثلہ من جھنم ومن
قام برجل مقام سمعۃ وریاء فان اللہ یقوم لہ مقام سمعۃ وریاء یوم
القیامۃ رواہ ابوداؤد۔ یعنی مستورد سے مروی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی کسی مسلمان کی غیبت کرنے کے سبب لقمہ کھائے گا
یعنی جو کوئی کسی آدمی کو بہ سبب کسی مسلمان کی غیبت کرنے کے خوش کرکے لقمہ کھائیگا اور
اپنے لقمہ کھانے کے لئے کسی مسلمان کی غیبت کرے گا۔ پس تحقیق اللہ تعالے
کھلائیگا اوس غیبت کرنے والے کو مثل اوس لقمہ کے دوزخ کی آگ سے اور جو کوئی کہ

پہنتا ہی کہ کپڑا بسبب غیبت کسی مسلمان کی یعنی وہ کسی آدمی کی خوش کرنیکی لیئے کسی مسلمان
غیبت کرکی پوشاک حاصل کرتا ہی پس تحقیق پہنتا ہی اوس کو اللہ تعالی مثل اوسکی دوزخ کی آگ
کی اور یہ معنی تب ہی کہ کسی کو صیغہ معلوم سی پڑہا جاوی بقرینہ اکل اور لقام کی اور اگر
کسی کو صیغہ مجہول سی پڑہا جاوی تو اوس کی معنی یہ ہوگی اور وہ کہ پہنایا جاوی اوس کو
بسبب غیبت کسی مسلمان کی کپڑا پس پہنایگا اللہ تعالی اوس کو مثل اوس کی جہنم سی اور
جو کوئی کہڑا ہوگا کسی آدمی کی لیئے سمعہ اور ریا کی مقام مین یعنی جو کوئی کسی کی معتقد کرنی
کی لیئے اور اوس کی سنانی اور دیکہانی کی لیئے عبادت اور تقوی اور طہارت اور مجاہدہ
اور محاسن کریگا پس تحقیق اللہ تعالی قیامت کی دن اوس کو سمعہ اور ریا کے مقام
مین کہڑا کریگا اور اس کی دو معنی ہین ایک معنی تو یہہ ہی کہ جو کوئی دنیا مین اپنی صلاح
اور زہد تقوی کو کسی صاحب مال اور جاہ کی لیئے ظاہر کریگا تاکہ وہ سنی اور دیکہی اور معتقد
ہوئی اور وہ صاحب مال اور جاہ کا اپنا مال اور جاہ اوس عابد ریاکار کی لیئے صرف کری اور
اوس کو دیوی پس کہڑا ہوتا ہی اللہ تعالی اوس کی رسوائی کی لیئے یعنی اللہ تعالی اوس کے
فضیحت کا ارادہ کرتا ہی اور کہڑا کریگا اوس کو قیامت کی دن سمعہ اور ریا کی مقام مین
اور ملائکہ کو فرمائیگا تاکہ وہ ندا دین کہ یہہ شخص ریاکار تھا اور اتنا زہد اور تقوی عبادت
خلق کی لیئے کرتا تہا پس اوس کو عذاب کریگا اللہ تعالی ریاکارون کا اور دوسرے معنی یہہ
کہ جو کوئی کہڑا کرتا ہی کسی آدمی کو سمعہ اور ریا کی مقام مین تاکہ وہ آدمی اوس کی عبادت
اور زہد اور تقوی اور طہارت کی ہر جا شہرت دیتا رہی اور اوس شہرت کو وہ مرائی
باعث حصول دنیا اور شرف دنیاوی کا کرتا ہی جیسا کہ مشایخ کی مرید کہ وہ اپنی پیرونکی
تعریف کرکی اوس کو ذریعہ حصول دنیا کا گردانتی ہین تو اللہ تعالی قیامت کی دن اوس کو

فضیحت اور رسوائی کی مقام مین کھڑا کریگا اور فرشتی ندا دینگی کہ یہہ جھوٹا ہی اوس نے
اپنی پیر کو اپنی حصول دنیا کی لئی جھوٹ سی شہرت دی ہی وعن سعید بن زید
عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان من ادبی الربوا الاستطالۃ فی عرض المسلم
بغیر حق رواہ ابوداود والبیہقی فی شعب الایمان حضرت سعید بن زید سی مروی
ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نی فرمایا کہ ربا مین بہت بڑا ربا زبان درازی
کرنی ہے مسلمان کی آبرو مین بغیر حق کے روایت کیا اوس کو ابوداود نی اور بیہقی نے
شعب الایمان مین اور از روی لغت کی ربا کی معنی افزونی اور زیادتی بھی اور شرع
مین قرض اور بیع مین زیادتی لینا اور مسلمان کی آبرو مین بغیر حق کی اور بغیر اون
اور مصلحت شرعی کی زبان درازی کرنیکا گناہ ربا کی گناہ سی زیادہ ہی اور چونکہ زبان
درازی مین زیادہ استحقاق سی اور زیادہ خصمت شرعی سی آبرو ریزی ہی بنابران
حضرت سید المرسلین علیہ الصلوۃ والسلام نی تشبیہ دی اوس کو ربا سی کہ اوس مین سے
حق سے زیادہ لینا ہوتا ہی اور اس لئی کہ مسلمانون کی آبرو اونکو اون کی مال سی عزیز
اور شریف ہی پس اوسکی لینی مین ربا کی لینی سے فساد اکثر اور اوفر ہوگا اور قید بغیر حق کی اس لئی ہے
کہ بعضی احوال مین زبان درازی مباح ہی جیسا کہ صاحب حق کا اور اگر اوس شخص کو کہ وہ اوس کا
حق نہین دیتا ظالم کہی مباح ہی اور استطالت زبان درازی اور مسلمان کی آبرو ریزی غیبت سے
کرنا اور دشنام دینا اور کسی پر ترفع اور تکبر کرنا اور کسیکو حقیر جاننا اور قاموس استطالت
بمعنی استداد اور ارتفاع اور تفضل کے ہی اور صراح مین استطالت بمعنی تکبر کرنے کی ہے منصوصا
غضب اور کبر سی بچنی کی احادیث کی بیان مین غضب بتقتین غصہ کرنا اور حقیقت غضب کی ایک
حالت ہی کہ باعث حرکت نفس کی ہوتی ہی جانب خارج کے بقصد مدافعہ اور دفع کرنے مکروہ کے

اس لئی کہ روح حیوانی حالت غضب مین میل کرتی ہی طرف مغضوب الیہ کی تا اوس سی بدلہ
لیوی یا اپنی سی دفع مکروہ کا کری اور اسی سبب سی موخہ غاضب کا سرخ ہوجاتا ہی اور رگین
اوس کی پھول جاتی ہین جیسا کہ حالت خوشی مین روح میل کرتی ہے خارج کے طرف تا محبوب سے
پیش آوی پنچانچہ وقت افراط غضب کی اور خوشی کی خوف ہلاک کا ہوتا ہی بسبب نکل جانی تمام
روح کی باہر کی طرف اور غم اور خوف کی حالت مین روح اندر کو چلی جاتی ہی اور زردی موخہ
اور لاغری بدن کی اسی سبب سی ہوتی ہی اور اس جگہہ بھی خوف ہلاک کا ہوتا ہے بسبب چلی جانے
روح کی اندر کے جانب اور سرد ہونے اوس کی مطلق اور جو حدیث مین آیا ہی کہ جو کوئی اللہ
تعالی سی سوال نہین کرتا اللہ تعالی اوس پر غضب ہوتا ہی تو غضب ہونا اللہ تعالی کا بسبب
گناہون کی قرآن مجید سی اور احادیث سی ثابت ہی تو اوس کو مجازاً غضب کہا جاتا ہی یعنی
اللہ تعالی اوس سی وہ معاملہ کرتا ہی کہ بادشاہ غضب کے وقت اپنی زیر دستون پر کرتا ہی کہ وہ اوس
بدلہ لیتا ہی اور عذاب نازل کرتا ہے اور غضب کرنا کہ حق پر نہو تو وہ بُرا ہی اور اگر کوئی
آدمی شرع کے مطابق نہ چلے اور اوس پر غضب حق کی لئی ہو تو وہ محمود ہی اور مقصود یا
سی ازالہ مطلق غضب کا نہین بلکہ مقصود اوس سی یہہ ہی کہ وہ حق کی لئی ہو اور غضب سبب
انتظام بدن کا اور موجب حیات کا ہی اس لئی کہ آدمی بسبب اوس کی اشیاء موذیہ اور
مضادہ کو دفع کرتا ہی اور اس لئی کہ نباتات مین قوت غضبیہ نہین رکھی گئی تو ہر کوئی اوسکی
اہلاک پر قادر ہی بخلاف حیوانات کی کہ اوس مین قوت غضبی رکھی گئی ہی جیسا کہ بعضی جانور اپنی
شاخون سی اور بعضی جانور اپنی دانتون سی اور اپنی پنجون سی اپنی موذیات کا دفع کرتے ہین اور آدمی
مین اللہ تعالی نی عقل کو رکھا ہی کہ وہ ہر جنس کے آلات بنا کر اوس سی اپنی موذیات کو دفع کرتا ہی
اور کبر منشا اوس کا عجب ہی اور وہ اچھا دیکھنا اپنے نفس کا اور اپنی صفاتکا ہے اور جب کوئی

اوس کو اظہار کری اور بسبب اوس کی لوگون پر سبقت اور بلندی اور ترفع ڈھونڈی اور
حق کے فرمان برداری سی انکار کری اور سرکشی ڈھونڈی تو وہ تکبر اور استکبار ہوگا اور کبر
اور تکبر مذموم ہی اگر بر خلاف واقع کی ہو اور اوس کی ذات مین وہ صفات اور کمالات
کہ وہ اون کا مدعی ہی نہون اور اگر واقع مین وہ فضائل کہ بسبب اونکی وہ سبقت اور بلندی
ڈھونڈھتا ہی اوس مین موجود ہون تو وہ مذموم نہین اور حضرت امام غزالی رحمہ اللہ نے
فرمایا ہی کہ کبر منقسم ہی ظاہر کی طرف ظاہر کی اور باطن کی پس جبکہ وہ اوس کی اعضا پر ظاہر ہو تو
اوس کو تکبر کہا جاویگا اور جب وہ اوس کی اعضا پر ظاہر نہو تو کہا جاویگا کہ اوس کی نفس مین کبر
ہی اور مقابل تکبر کی تواضع ہی اگرچہ تواضع تو سط ہی درمیان کبر کی اور صغر کی اس لئی کہ
کبر وہ ہی کہ صاحب اوس کا اپنی موجودہ حال سی زیادتی کا دعوی کری اور بخلاف اوس کے
صغر وہ ہی کہ صاحب اوس کا اپنی مقام سی تنزل اور فروتنی کری اور جس چیز کا یا جس مقام
کا کہ وہ استحقاق رکھتا ہو تو اوس کو بھی وہ ترک کری اور تواضع قایم ہونا طریقہ توسط
اور اعتدال پر درمیان کبر کی اور صغر کی اور حضرات مشائخ صوفیہ قدس اللہ تعالی اسرارہم
نے چونکہ صفت کبر کی نفسون مین غالب دیکہی تو اتنا مبالغہ اوس کی ازالہ مین کیا کہ صغر کو
تواضع سی مشہور کیا اور اوس کی قایمقام ٹہہرایا اس لئی کہ یہہ صفات تواضع کی کہ مشہور اور
معروف ہین یہہ صفات صغر کے ہین نہ تواضع کی اس لئی کہ تواضع تو سط حال کبر کا اور صغر کا
ہی عن ابی ہریرۃ ان رجلا قال للنبی صلی اللہ علیہ وسلم اوصنی قال لا تغضب فردد
ذالک مرارا قال لا تغضب رواہ البخاری یعنی حضرت ابی ہریرہ سی مروی ہی کہ ایک
آدمی نی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین عرض کیا کہ وصیت کیجئی مجکو حضرت
رسول اللہ علیہ الصلوۃ والسلام نی اوس کو فرمایا غضب مت کر پس اوسنی کئی بار کہا کہ وصیت

فرمائی مجھی حضرت سید المرسلین علیہ الصلوۃ والتسلیمات نی فرمایا کہ غضب مت کر یعنی ہر بار
کہ اوس شخص نی وصیت طلب کی اور کہا کہ اوصنی تو حضرت سید الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم نی
جواب اوس کا یہی فرمایا لا تغضب یعنی غصہ مت کر اس لئی کہ اوس شخص مین غصہ غالب تھا
اور عادت شریف ایسی تھی کہ موافق حال ہر سائل کی جواب دیتی تھی اور ہر ایک درد کا علاج
حسب اوس کی مرض کی فرماتی تھی پس اوس کی حق مین غضب کرنیکی ممانعت مناسب جاننے
اور بعض نی کہا ہی کہ طالب وصیت کا حضرت ابو درداء تھی اور اس حدیث مین برجلا
سی بھی مراد حضرت ابو درداء تھی اور کہا بعض محققین نی کہ وہ غضب کہ حق کی لئی نہو شیطانی
وسوسون سی ہوتا ہے کہ آدمی بسبب اوس کی حد اعتدال سی صورت اور سیرت مین نکل جاتا ہی
یہان تک کہ وہ شرعًا اور عرفًا کلام باطل اور افعال بُری کرتا ہی اور دل مین کینہ اور بغض رکھتا ہی
اور سوای اوس کی بہت سی بُری چیزین کہ وہ بدخلقی کی نشانیان ہین اوس سی ظاہر ہوتی
ہین بلکہ کبھی کلمات کفر کی بھی احیانًا اوس سی سرزد ہوجاتی ہین تو اوس کو لازم ہی کہ وہ
توبہ کری اور تجدید ایمان کی کری اس لئی کئی بار حضرت سید الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم نی اوسکی
ممانعت فرمائی باوجود الحاح سائل کی زیادتی اور تبدیل کی لئی پس گویا کہ اوس کو فرمایا اچھا
کر خلق اپنا اور خلق جوامع الکلم سی ہی گویا کہ یہہ معجون ہی کہ مرکب ہی علم سی اور عمل سی و
عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس الشدید بالصرعۃ انما الشدید
الذی یملک نفسہ عند الغضب متفق علیہ یعنی حضرت ابی ہریرہ سی مروی ہی کہ حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کہ قوی اور پہلوان نہین وہ شخص کہ پچھاڑی لوگون کو
سوای اس کی نہین کہ قوی اور پہلوان وہ شخص ہی کہ مالک ہو اپنی نفس کا غصہ کیوقت کہ وہ سخت تر
اور قوی تر دشمن ہی تو چاہئی کہ وہ اس کو زمین خواری پر ڈالی اور اوس پر غالب ہووی

کسی نی کیا اچہا لکہا ہی ۔ مروی نہ زور بازو دانی نہ زور کتف ۔ بانفس گربرائی دانم کہ شاطری
وعن حارثۃ ابن وہب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا اخبرکم باہل
الجنۃ کل ضعیف متضعف لو اقسم علی اللہ لابرہ الا اخبرکم باہل النار کل عتل جواظ
مستکبر متفق علیہ وفی روایۃ لمسلم کل جوار زنیم متلبر یعنی حارثہ بن وہب سی
مروی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نی فرمایا آیا نہ خبر دیؤن مین تمکو اہل بہشت
سی یعنی کہون مین تمکو کہ اہل بہشت کی کون لوگ ہین وہ ہر ضعیف کہ اور آدمی اوس کو ضعیف اور
حقیر جانین اور اس پر تکبر اور تجبر کرین بسبب مسکینی اور شکستگی اوس کی اگر قسم کہا دیگا وہ
خدائی تعالی پر تو راست گو کریگا اللہ تعالی اوس کو آیا نہ خبر دیؤن مین تمکو اہل دوزخ سی
یعنی مین تمکو اہل دوزخ سی آگاہ کرون وہ آدمی درشت گو سخت گو لڑنیوالا بخیل
جمع کرنیوالا مال کا اور نازسی چلنی والا ہی روایت کیا اوس کو بخاری اور مسلم نی اور مسلم
کی ایک روایت مین ہی کہ ہر بخیل حرامزادہ کہ وہ اپنی کو اور کی اولاد سی کہتا ہی کہ
فی الواقع وہ اوس سی نہو یا اپنی کو اور قوم سی کہتا ہی کہ فی الواقع اوس سی نہو جیسا کہ
قرآن مجید مین عتل اور زنیم ولید بن مغیرہ کی شان مین آیا ہی اور یہہ کہ حدیث مین ہی کہ راست
گو کریگا اوس کو اللہ تعالی اس کی چند وجہ ہین ایک تو یہہ اگر وہ قسم کہتا ہی بامید لطف
آلہی اور کرم خداوند جل شانہ کی کہ وہ مجہ راست گو کریگا تو راست گو اور سچا کرتا ہی اوس کو
اللہ تعالی اور اوس کی التجا کو قبول فرماتا ہی دوسرا یہہ کہ اگر وہ کسی چیز کا یا کسی کام کرانصرام
کا یا عدم انصرام کا اللہ تعالی سی سوال کرتا ہی اور اللہ تعالی کو قسم دیتا ہی کہ اوس کا مدعا
حاصل کری تو اللہ تعالی اوس کو سچا کرتا ہے اور سوال اوس کا قبول کرتا ہے اور تیسرا یہہ کہ
اگر وہ قسم کہاتا ہی کہ اللہ تعالی فلان کام کریگا یا نکریگا تو اوس کو اللہ تعالی سچا اور راست

گوگرد انتا ہی اور ایسا ہی کرتا ہی کہ اوس نی اوس پر قسم کہائی تھی اور تضعف ضاد
کی فتح سی وہ کہ لوگ اوس کو ضعیف اور حقیر جانین اور اوس پر تکبر اور تجبر کرین بسبب
مسکنت اور شکستگی دس کی اور بعضی نی کہا ہی کہ وہ عین کی کسر سی ہی اور معنی اوس کے
گمنام اور ذلیل اور نرم دل ہی عقل عین مہملہ اور تا رفوقانیہ کی ضم سی آدمی درشت اور سخت
گو لڑنیوالا باطل سی جو لفظ جیم معجمہ کی فتح اور واو مہملہ کی تشدید سی بخیل جمع کرنیوالا مال کا
اور بعضون نی کہا ہی کہ نازسی چلنی والا اور مراد اوس سی آدمی متکبر ہی اور زنیم حرامزادہ
وعن ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یدخل الجنۃ
من کان فی قلبہ مثقال ذرۃ من کبر فقال رجل ان الرجل یحب ان یکون
ثوبہ حسنا ونعلہ حسنا قال ان اللہ جمیل یحب الجمال الکبر بطر الحق وغمط
الناس رواہ مسلم یعنی حضرت ابن مسعود سی مروی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نی فرمایا کہ نہ داخل ہوگا بہشت مین وہ شخص کہ اوس کی دل مین مقدار ذرہ کی تکبر ہوگا
پس ایک آدمی نی کہا کہ تحقیق آدمی دوست رکھتا ہی کہ ہو کپڑا اوس کا اچھا اور جوتا اوس کا
اچھا یعنی اس خیال پر کہ اوس نی کہا کہ شاید کہ اچھا کپڑا پہننا متکبرون کا رویہ ہوگا
اور باوجود یکہ اوس کو سب آدمی دوست رکھتی ہین تو اوس کے جواب مین حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تحقیق اللہ تعالی صاحب جمال کا ہی اور جمال کو دوست
رکھتا ہی اور تکبر حق کو باطل کرنا اور حق سی سرکشی کرنا اور حق کو قبول نکرنا اور آدمیون کو
حقیر جاننا ہی اور رکھتا ہی فقیر مودودی کہ یہہ جو حدیث مین ہی کہ نہ داخل ہوگا بہشت مین
وہ کہ اوس کی دل مین مقدار ذرہ کی کبر ہوگا تو مراد عدم دخول جنت سی قبل کرنے عذاب کے
ہے نہ مطلق عدم دخول جنت کا کہ وہ کفار کی لئی ثابت ہی اور مؤمن کسی گناہ سی مستحق

مطلق عدم دخول جنت کی نہین ہوتا اور اسیطرح ہر جا کہ احادیث مین مؤمن مذنب کے
حق مین لا یدخل الجنۃ آیا ہے تو اوس سی مراد عدم دخول اوس کا ہی جنت مین
قبل عذاب کرنے اوس کی نہ مطلق عدم دخول جنت کا ہی جیسا کہ معتزلہ اور خوارج
زعم کرتے ہین کہ گناہ موجب عدم دخول جنت کا ہے اگرچہ مومن سی ہی ہو اور یہہ جو
حدیث مین ہی کہ اللہ تعالی جمیل ہی تو معنی اس کی یا یہہ ہی کہ اللہ تعالی کامل الاوصاف
ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ جمیل کے معنی سنوارنیوالا اور جمال بخشنی والا ہے اور بعضون نے
کہا ہی کہ جمیل بمعنی جلیل کی ہی یعنی بزرگ اور بعضون نے کہا ہے کہ جمیل کے معنی بندونے
نیکی کرنیوالا وعن عمرو ابن شعیب عن ابیہ عن جدہ عن رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم قال یحشر المتکبرون امثال الذر یوم القیامۃ فی صور الرجال یغشا
ھم الذل من کل مکان یساقون الی سجن فی جہنم یسمی بولس تعلوھم نار الانیار یسقو
من عصارۃ اھل النار طینۃ الخبال رواہ الترمذی یعنی عمرو بن شعیب اپنی باپ سے
اور وہ اپنی دادا سی راوی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کہ جمع کی
جاوینگی تکبر کرنیوالی مانند چھوٹی چیونٹیون کی قیامت کی دن مردون کی صورت مین
یعنی صورت اون کی مردون جیسی ہوگی اور جثہ اون کا چیونٹیون کی مانند ہوگا اور ڈہانکی
گی اون کو خواری ہر جگہہ سی ہانکی اور کھینچی جاوینگی وہ طرف قیدخانے کی کہ دوزخ مین ہی
نام رکہا جاتا ہی اوس کا بولس غالب ہوگی اون پر اور گھیر لی گی اون کو آگ آگون کی پلائی
جاوینگی دوزخیون کی پیپ کہ نام اوس کا طینۃ الخبال ہی یعنی لوہو اور پیپ جو دوزخیون
کے بدن سے بہیگا روایت کیا ہی اوس کو ترمذی نی جاننا چاہیئے کہ حدیث مین ہی کہ جمع کی جاوینگی
تکبر کرنیوالی مانند چھوٹی چیونٹیون کی تو اوس سی یہہ مراد ہی کہ تکبر کرنیوالی خوار اور پامال

ہونگی نیچی پانون کی جیسا کہ حال چیونٹیون کا ہی بدلیل اس کی کہ اوٹھنا اور عود کرنا
بدنون کا ساتھہ ان اجزار اصلی کی ہوگا کہ دنیا مین رکھتی ہین اور صورت چیونٹیون کی
اور حثہ اوس کا گنجایش اس کی نہین رکھتا چنانچہ اس لئی فرمایا فی صور الرجال تا معلوم ہو
کہ وہ آدمی کی صورت پر ہونگی نہ چیونٹیون کی صورت پر اور یغشاہم الذل بھی اس کا
قرینہ ہی کہ مراد اُس سی خواری ہی اور سیاق حدیث بھی دلالت کرتا ہی اس پر اور صواب
یہہ ہی کہ حدیث محمول ہی ظاہر پر اور اوٹھنا متکبرون کا ہیت چیونٹیون کی حقیقت
مین ہو ولیکن وہ بصورت مرد ہونگی اس لئی کہ اللہ تعالی قادر ہی اس پر کہ اجزار اصلی
اون کی کہ وہ ساتھہ اوس کی اوٹھینگی باوجود حثہ چیونٹیون کی اس صورت سی ہون
اور اون کو اللہ تعالی خوار کری بولس فتح با اور سکون واو اور فتح لام سی ہی اور
قاموس مین ضم با اور کسر لام سی ہی اور وہ مشتق بلس سی ہی بمعنی تحیر اور نا امیدی
کی اور ابلیس بھی اس سی مشتق ہی اور یہہ کہ حدیث مین ہی نار الانبیار یعنی آگ گویان
کی تو معنی اس کی یہہ ہی کہ نسبت اوس کی ساتھہ اور آگون کی مانند نسبت آگ کی ہر ساتھہ
اور چیزون کی کہ جلا دیتی ہی اور خبال ساتھہ فتح خا کی بمعنی فساد کی ہی کہا ایک شارح
نی کہ وہ نام ہی عصارہ اہل نار کا وعن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ثلاثۃ لا یکلمھم اللہ یوم القیامۃ ولا یزکیھم وفی روایۃ ولا ینظر
الیھم ولھم عذاب الیم شیخ زان وملک کذاب وعائل مستکبر رواہ مسلم
یعنی حضرت ابی ہریرہ سی مروی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نی فرمایا
کہ تین شخص ہین کہ اللہ تعالی اون سی قیامت کی دن بات نفرمائیگا اور اون کو پاک
نفرمائیگا اور ایک روایت مین ہی کہ اون کی طرف نظر نفرمائیگا سبب غضب اور

اور نا رضامندی کے اور اون کی لئے عذاب دردناک ہوگا ایک اون مین سی بوڑھا زنا
کرنیوالا ہی دوسرا بادشاہ جھوٹا ہی تیسرا فقیر متکبر ہی روایت کیا اون کو مسلم نے
بوڑھی زنا کرنیوالون سی اس لئے کہ اللہ تعالی غضب ہوگا کہ وہ باوجود بوڑھاپی اور
نقصان شہوت کی اہام پیری مین کہ وہ وقت توبہ کا اور جہا کا ہی زنا جیسا گناہ شنیعہ
اوس سی ظہور پاتا ہی یہہ دلیل اوس کی بیحیائیکی ہی اور بادشاہ جھوٹی سی اس لئے
اللہ تعالی غضب ہوگا کہ جھوٹ یا ضرر کی دفع کے لئے ہوتا ہی یا نفع کے حصول کی لئے
اور چونکہ بادشاہ بغیر جھوٹ کہنے کی اوس پر قادر ہی پس جھوٹ کہنا خصوصًا کہ وہ بی
فائدہ ہو موجب غضب الہی جل جلالہ کا ہی اور علاوہ اوس کی جھوٹ کہنا ب آدمیون سے
بُرا ہی لاسیما بادشاہ سی کہ مدار انتظام ملکی و مصالح مہام خلق اوس کی قبول پر ہوا اور کا
جھوٹ کہنا قبیح القبائح ہی اور درویش متکبر سی اس لئے اللہ تعالی غضب ہوگا کہ تکبر سب
آدمیون سی بدنما ہی خصوصا فقیر سی بدنما تر ہی اس لئے کہ وہ اسباب نخوت سی کہ مال
اور دولت اور ثروت اور مراتب دنیاوی ہین عاری ہی جیسا کہ کسی نی کہا ہی کبر زشت
واز گدایان زشت تر روز سرد و برف آنگہ جامہ تر اور بعضون نے لکہا ہی کہ
عائل یعنی صاحب عیال کی ہی اور اوس سی تکبر اس لئے زشت تر ہی کہ وہ باوجود
احتیاج کی قبول صدقہ اور زکوۃ سی خصوصًا ملائمت اور لین کلام اور اختلاط خلائق
سی کہ وہ باعث رفع حاجت عیال کی ہی تکبر کرتا ہے اور اپنی عیال کو بسبب تکبر کے
ورطہ ہلاک مین ڈالتا ہی اور کہتا ہی فقیر مودودی کہ تعفف اور استغنا رسوال سی
جیسا کہ اللہ تعالی اون کی حال سی قرآن مجید مین خبر دیا ہی یحسبہم الجاہل
اغنیاء من التعفف یعنی اون کو جاہل بسبب ترک کرنے سوال کی اغنیا جانیگی

اور ستر حال اپنی فقر اور فاقہ کا موجب فرمودہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
اخفاء الشدائد من المروۃ یعنی چھپانا اپنی فقر کا اور فاقہ اور تکالیف کا موجب
مروت ہی اور توکل علی اللہ موجب فرمودہ اللہ تعالیٰ کی ان اللہ یحب المتوکلین
یعنی اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے توکل کرنیوالون کو یہہ صفات اور ہین اور تکبر اور
عدم قبول احسان آدمیون کا باوجود احتیاج اور اضطرار کی اور ہی ترک سوال کا
کہ عبارت تعفف سی ہی اور اختیار فقر اور فاقہ اپنی کا اور توکل علی اللہ یہہ صفات
محمود ہین اور نخوت اور تکبر مذموم ہی وہ حسنات سی ہین یہہ سیئات سی اور وہ
موجب خوشنودی اللہ تعالیٰ کی ہین اور یہہ موجب سخط اور غضب الٰہی جل جلالہ کے
عن عطیۃ بن عروۃ السعدی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ان الغضب من الشیطان وان الشیطان خلق من النار وانما تطفئ النار
بالماء فاذا غضب احدکم فلیتوضأ رواہ ابوداؤد یعنی عطیہ بن عروۃ السعدی سی
مروی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یعنی تحقیق وہ غصہ کرنا
کسی کا کی لئی نہو شیطان سی ہی یعنی اوس کی اغواسی ہوتا ہی اور چونکہ شیطان آگ سی
پیدا کیا گیا ہی اور آگ پانی سی بجھائی جاتی ہے پس جسوقت ایک تمہارے کو غصہ آوی
تو چاہئی کہ وہ وضو کری روایت کیا اوس کو ابوداود نے کہتا ہی فقیر مودودی کہ پانی
سو کا استعمال کرنا بالخاصیت دافع غصہ کا ہی اور تجربہ اس پر گواہ ہی اور چاہئی کہ
جب کسی آدمی کی غصہ آوی تو وہ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کو پڑہے
حدیث مین ہی کہ اس سی غصہ جاتا رہتا ہی اور احیاناً جب دیکہی کہ غصہ نہین گیا تو وہ
وضو کری اور دو رکعت نماز کے پڑہی وعن ابی ذر رضی ان رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم قال اذا غضب احدکم وھو قائم فلیجلس فان ذھب عنہ الغضب والا فلیضطجع رواہ احمد والترمذی یعنی حضرت ابی ذر سے مروی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب ایک آدمی کو تم میں سے غصہ آوے اور اوسوقت وہ کھڑا ہو پس چاہیے کہ وہ بیٹھے پس اگر بیٹھنے سے خشم دفع ہو تو بہتر ہے ورنہ چاہیئے کہ وہ لیٹ جائے روایت کیا اوس کو احمد اور ترمذی نے طیبی نے کہا ہے کہ حکمت تغیر حال میں یہہ ہے کہ ایسا ہو کہ اوس سے خشم کی حالت میں ایسی حرکت ہو جائے کہ وہ موجب پشیمانی کا ہو یعنی وہ کسیکو مارنہ بیٹھے بنابر آن حضرت سید المرسلین صلوۃ اللہ علیہ وسلامتہ نے فرمایا کہ اگر آدمی خشم کیوقت کھڑا ہو تو چاہیئے کہ وہ بیٹھ جائے اور خشم کی وقت وہ بیٹھا ہو تو وہ لیٹہ جاوے اس لئے کہ لیٹ ہوا آدمی لڑنے کی حرکت سے دور تر ہے بہ نسبت بیٹھے کے اور بیٹھا ہوا آدمی لڑنے کی حرکت سے دور تر ہے بہ نسبت کھڑے کی اور ظاہر یہہ ہے کہ تغیر حالت کا کہ وہ موجب سکون اور آرام کی ہو دفع خشم اور رفع ہیجان اور ثوران غصہ کی لئے مؤثر ہے وعن ابن عمر وقال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما تجرع عبد افضل عند اللہ عز وجل من جرعۃ غیظ یکظمھا ابتغاء وجہ اللہ تعالی رواہ احمد یعنی حضرت ابن عمر سے مروی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں پیا کوئی بندہ زور اور تکلف سے کوئی گھونٹ کہ وہ عند اللہ غصہ کے گھونٹ پینے سے کہ اوس کو اللہ تعالی کی خوشنودی کی لئے پیتا ہے افضل ہو روایت کیا اوس کو احمد نے یعنی غصہ کا پینا اور غصہ کو ہضم کرنا سب اشیاء کے پینے سے عند اللہ افضل اور اولی ہے وعن ابن عباس فی قولہ تعالی ادفع بالتی ھی احسن قال الصبر عند الغضب والعفو عند الاساءۃ فاذا فعلوا عصمھم اللہ

تعالی وخضع لهم عدوهم کانه ولی حمیم قریب رواه البخاری تعلیقا یعنے
حضرت ابن عباس سی آیته کریمه ادفع بالتی هی احسن کی معنی مین مروی هی که اُنهون نے
فرمایا که قرآن مجید مین هی ادفع بالتی هی احسن یعنی دور کر بُرائی کو اوس خصلت سے
که وه نیک هی تو مراد اوس سی یهه هی که صبر کرنا غضب کیوقت اور عفو کرنا بدی کیوقت
اور جب آدمی غضب کیوقت صبر اور بدی کیوقت عفو کرینگی تو الله تعالی اون کو آفات
نفس سی اور آفات خلق سی نگاه رکهیگا اور اون کا دشمن اون کی لئی فروتنی کریگا گویا
وه دشمن بسبب بدله کرنی اونکی بدی کو نیکی سی مثل دوست قرابتدار کی هو جائیگا اور حضرت
ابن عباس نی حمیم کو قریب سی تفسیر فرمایا اور آیته کریمه یون هی ولا تستوی
الحسنة ولا السیئة ادفع بالتی هی احسن السیئة فاذا الذی بینك و
بینه عداوة کانه ولی حمیم یعنی برابر نهین نیکی اور بدی جزا اور انجام کارمین
دفع کر ساتهه اوس چیز کی که وه بهتر هی بدی کو یعنی اگر کوئی تجهسی بدی کری تو تو اوس کی
ساتهه نیکی کر حضرت ابن عباس نی فرمایا که مراد اوس سی یهه هی که جب کسیکو غصه آوی
وه صبر کری اور اگر اُس کو کسی سی بدی پونچی تو وه اوس سی نیکی کری پس اوس وقت
مین که جب کوئی تجهسی بدی کری اور تم اوس سی نیکی کروگی تو وه شخص درمیان تمهاری
اور اوس کی دشمنی هوگی وه تمهاری لئی گویا که دوست قرابتدار هوگا شیخ سعدی شیرازی
نے کها هی ؎ بدی را بدی سهل باشد جزا اگر مردی احسن الی من اسا
عن بهز بن حکیم عن ابیه عن جده قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم
انما الغضب لیفسد الایمان کما یفسد الصبر العسل یعنی بهز بن حکیم اپنی باپ
سی مروی هی که حضرت رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم نی فرمایا که غصه بگاڑتا هی ایمانکو

جیسا کہ بگاڑتا ہی ایلو اشہد کو وعن عمر رضی اللہ تعالی عنہ قال وھو علی المنبر
یا ایھا الناس تواضعوا فانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول
من تواضع للہ رفعہ اللہ فھو فی نفسہ صغیر وفی اعین الناس عظیم ومن
تکبر وضعہ اللہ فھو فی اعین الناس صغیر وفی نفسہ کبیر حتی لھو اھون
علیھم من کلب او خنزیر یعنی حضرت عمر رضی اللہ تعالی نی منبر پر فرمایا کہ ای
آدمیو تواضع کرو کہ مینی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی سنا ہی کہ فرمایا جو کوئی
اللہ تعالی کی خوشنودی کی لئی آدمیون سی تواضع کریگا بلند کریگا اللہ تعالی اوس کے
مرتبہ کو پس وہ اپنی نفس مین چھوٹا ہی یعنی وہ از روی تواضع کی اپنی کو چھوٹا اور حقیر
سمجھتا ہی اور وہ آدمیون کی آنکھون مین بزرگ ہی اس لئی کہ اللہ تعالی نی اوسکی
مرتبہ کو بلند کیا ہی اور جو کوئی تکبر کرتا ہی نیچا کرتا ہی اللہ تعالی اوس کی قدر کو اور وہ
آدمیون کی آنکھون مین چھوٹا اور حقیر ہی اور اپنی نفس مین بڑائی یہان تک کہ وہ البتہ
زیادہ خوار اور سبک ہوجاتا ہی آدمیون پر کتی اور خوک سی یعنی متکبر اگرچہ وہ اپنی کو
بزرگ جانتا ہی اور بزرگ دیکھتا ہی لاکن عند اللہ وہ حقیر ہی اور آدمیون کی آگی
خوار ہوتا ہی اور متواضع اگرچہ اپنی کو حقیر سمجھتا ہی اور حقیر دیکھتا ہی لاکن وہ عند اللہ
صاحب عظمت کا ہی اور ایسا ہی آدمیون کی پاس وہ عزیز ہوتا ہی وعن ابی ھریرۃ
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال موسی یا رب من اعز عبادک
عندک قال من اذا قدر غفر یعنی حضرت ابی ہریرہ سی مروی ہی کہ حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نی فرمایا کہ حضرت موسی علیہ السلام نی جناب باری عز اسمہ مین
عرض کیا کہ ای پروردگار میری زیادہ عزیز اور ارجمند آدمیون کا منہ دیک آپ کے

کون ہی اللہ تعالی نی فرمایا وہ شخص کہ جب وہ قادر ہو بخشدی یعنی وہ آدمی کہ جب
وہ ظالم پر قدرت عوض کی پائی تو وہ ظالم کو بخش دی اور اوس سی وہ اپنا عوض
نہ لی وعن انس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من حزن لسانہ
ستر اللہ عورتہ ومن کف غضبہ کف اللہ عنہ عذابہ یوم القیامۃ ومن
اعتذر الی اللہ قبل اللہ عذرہ حضرت انس سی مروی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نی فرمایا جو کوئی آدمیون کی عیوب سی اپنی زبان کو روکی گا ڈھانپی گا اللہ تعالی
عیوب اوس کی اور جو کوئی روکی گا غصہ اپنا روکی گا اللہ تعالی قیامت کی دن اوس سے
اپنی عذاب کو کہ بسبب گناہون کی وہ اوس کا مستحق ہوگا اور جو کوئی عذر خواہی
کریگا اللہ تعالی ہی قبول کریگا اللہ تعالی اوس کی عذر کو یعنی جو کوئی اپنی گناہون سے
توبہ کریگا تو اللہ تعالی اوس کی توبہ کو قبول فرمائیگا وعن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم قال ثلاث منجیات وثلاث مھلکات فاما المنجیات
فتقوی اللہ فی السر والعلانیۃ والقول بالحق فی رضا والسخط والقصد
فی الغنا والفقر واما المھلکات فھوی متبع وشح مطاع واعجاب المرء
بنفسہ وھی اشدھن رواہ البیھقی الاحادیث الخمسۃ فی شعب الایمان
یعنی حضرت ابی ہریرہ سی مروی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا تین
چیزین عذاب سی نجات دینی والی ہین اور تین چیزین آخرت مین ہلاک کرنے
والی ہین پس وہ تین چیزین نجات دینی والی ایک اون مین سی خدا تعالی سے
ظاہر مین اور باطن مین ڈرنا ہی دوسرا حالت رضامندی مین اور حالت ناخوشی
مین حق کہنا اور تیسرا دولت مین اور فقر مین میانہ روی کرنے اور ہلاک کرنی والی

چیزین پس وہ بھی تین ہین اول خواہش نفس کی کہ آدمی اوس کی متابعت کرے
دوسرا بخل اور حرص کہ آدمی اوس کی اطاعت کری اور تیسرا مرد کا اپنی نفس کے ساتھہ گھمنڈ
کرنا یعنی وہ آپ اپنی کو اچھا جانی اور اپنی صفتون کو خوش رکھی اور اس سے کبر پیدا ہوتا ہی اور کبر سی
تکبر وجود مین آتا ہی اور یہہ خصلت عجب کی سخت تر اور بدتر خصائل مذکورہ کی ہی نقل کیا اوسکو
بیہقی نی ان پانچون احادیث کو شعب الایمان مین خصوصاً ظلم سی بچنے کے احادیث کی بیان مین
اور جاننا چاہئی کہ ظلم کی معنی لغت مین وضع الشئی فی غیر محلہ ہی یعنی کسی ایک شئی کو اوسکی
غیر محل مین رکھنا اور یہہ کلمہ جامع اور شامل ہی ہر چیز کو کہ وہ اپنی حد محدود سی تجاوز کری اور جسطرح
کہ چاہئی واقع نہ ہو ساتھہ زیادتی کے یا نقصان کی یا وہ بیوقت واقع ہو یا وہ بیجا واقع ہو
اور جور و تعدی کی بھی یہی معنی ہین اور شرعاً ظلم کی بھی یہی معنی ہین یعنی شرعاً ظلم اوس کو کہتے ہین کہ
وہ محل شرعی اور وجہ شرعی سی تجاوز کری اور صراح مین ظلم بمعنی ستم کردن کے ہی اور یہہ بھی ظلم مطابق
اس معنی کی ہی کہ مذکور ہوا اور وہ عام ہی کہ خدا تعالی کی حق مین ہو یا خلق کی حق مین ہو یا اپنی نفس
کی حق مین ہو اور متعارف افہام مین ستم وہ ہی کہ خلق کی حق مین ہو کہ ایکدوسرے پر زور کرین
اور ستم کرین اور ناحق سی ایکدوسرے کی مال مین یا عرض یعنی آبرو مین یا نفس مین تصرف کرین
عن سعید ابن زید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اخذ شبرا من
الارض ظلما فانہ یطوقہ یوم القیامۃ من سبع ارضین متفق علیہ یعنی سعید بن زید سی
مروی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جو شخص کہ ایک بالشت بہر زمین از راہ ظلم کی لی گا
پس تحقیق وہ زمین ساتون زمینون ہی سی اوس کی گردن مین قیامت کی دن پہنائی جائیگی نقل کی
یہہ بخاری اور مسلم نی اور کہتا ہی فقیر مودودی کہ چونکہ بطوق تشدید سی مشتق طاقت سی ہی تو معنی
اوس کی یہہ ہی کہ اوس کی اوٹھانے کے لئے اوس کو تکلیف کی جائیگی اور یہ تکلیف وہ اوس سے

اوٹھوائی جائیگی اور شرح السنۃ مین لکھا ہی کہ معنی طوق پہنانے کی یہہ ہی کہ دھنسا دیگا
اللہ تعالی زمین مین پس زمین کا ٹکڑا اغصب کیا گیا اوس کی گردن مین مانند
طوق کے ہوگا وعن ابی ھریرۃ الرقاشی عن عمہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم الا لا تظلموا الا لا یحل مال امرء الا بطیب نفس منہ رواہ البیہقی
فی شعب الایمان والدارقطنی فی المجتبی یعنی ابی حرہ رقاشی اپنی چچا سی راوی
ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا خبردار ہو نہ ظلم کرو خبردار ہو نہین
حلال ہی مال کسی شخص کا مگر ساتھہ خوشی اوس کے نقل کی یہہ بیہقی نے شعب الایمان
مین اور دارقطنی نی مجتبی مین وعن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
قال الظلم ظلمات یوم القیامۃ متفق علیہ یعنی حضرت ابن عمر سی مروی ہے
کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ظلم کرنا سبب تاریکی ہی قیامت
کے دن یعنی ظالم کو قیامت کی دن ہر طرف سی تاریکی گھیر لے گی اور وہ اوس نور سے
کہ وہ مؤمن کی نصیب ہوگا محروم ہوگا جیسا کہ اللہ تعالی نے اوس نور کی کہ وہ
قیامت کے دن مؤمنون کے نصیب ہوگا قرآن مجید مین خبر دی ہے نورھم
یسعی بین ایدیھم وبایمانھم یعنی نور اون کا دوڑتا ہوگا آگی اون کی اور
دائین اون کی قیامت کے دن یا مراد ظلمات سی شدائد اور عقوبات ہین جیسا
اس آیۃ مین ہے قل من ینجیکم من ظلمات البر والبحر یعنی شدائد بر اور بحر کی
تم لوگون کو کون نجات دیتا ہی روایت کیا اوس کو بخاری اور مسلم نے وعن ابی موسی
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ لیملی للظالم حتی اذا اخذہ
لم یفلتہ ثم قرء وکذلک اخذ ربک اذا اخذ القری وھی ظالمۃ الایۃ متفق علیہ

یعنی حضرت ابی موسی سی مروی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر آئینہ
اللہ تعالی ظالم کو مہلت دیتا ہی اور اوس کی عمر کو دراز کرتا ہی یہانتک کہ جسوقت پکڑتا ہی
ظالم کو تو نہین چھوڑتا اوس کو اور نہین بھاگ سکتا ظالم اوس کی عذاب سی پھر یہ پڑھے
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہہ آیت وکذالک اخذ ربک الآیۃ
یعنی ایسا ہی پکڑنا پروردگار تیری کا جسوقت کہ پکڑتا ہی بستیون کو یعنی بستی والون
کو کہ ظالم ہین آخر آیت تک روایت کیا اوس کو بخاری اور مسلم نے املاء ازروی
نعت کی مہلت دینا اور روزگار کو لمبا کرنا اور رجانور کی رسی لمبی چھوڑنی وعن
حذیفۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تکونوا امعۃ تقولون
ان احسن الناس احسنا وان ظلموا ظلمنا ولکن وطنوا انفسکم ان احسن الناس
ان تحسنوا وان اساؤا فلا تظلموا رواہ الترمذی یعنی حضرت حذیفہ سے
مروی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہو تم غیر ثابت اپنی رائی پر
اور تابع اور آدمیون کی کہ کہتے ہین وہ اگر کرینگی آدمی تو نیکی کرینگی ہم اور اگر ظلم
کرینگی وہ تو ہم بھی ظلم کرینگی بلکہ ٹھہراو اپنی نفسون پر اور دلون مین یہہ کہ اگر نیکی
کرین آدمی تو نیکی کرو تم اور اگر وہ بدی کرین پس تم ظلم نکرو روایت کیا اوس کو
ترمذی نے امعۃ بکسر ہمزہ وفتح میم مشددہ آدمی تابع اور آدمی کا غیر ثابت اپنی
رائی پر اور تاہ مبالغہ کی لئی ہے اور صراح مین امعۃ مردم ہرجائی اور توطین
کی معنی وطن کرنا اور صراح مین طوطین کسی پر دل رکھنا اور وطنوا کی معنی یہہ
ہی کہ اپنی دل مین قرار دیو اور احتمال ہی اپنکی منع حدیث کی یون ہو کہ اگر وہ نیکی کرین
تو تم بھی نیکی کرو اگر وہ بدی کرین تو تم حد اعتدال سی اوس کا مکافات کرو جیسا

مشروع ہی اور ظلم نکرو یعنی حد سی تجاوز نکرو اور اوس سی بڑھکر نکرو یا یہہ کہ مکافات
سی مقید نہو اور اوس کو عفو کرو یا اوسکی ظلم کی عوض مین اونسی احسان کرو جیسا
شیخ سعدی نے کہا ہی ؎ بدی را بدی سہل باشد جزا اگر مردی احسن الی من اسا
کہتا ہی نقیر مودودی کہ لا تظلمون کہ حدیث مین واقع ہے اس کی معنی یہہ ہی کہ اوس سے
احسان کرو اس لئی کہ احسان اور ظلم دونو ضد ہین الضدان لا یجتمعان ولا یرا
تفعان اذا تحقق احدھما رفع آخر ہما اون دونو کا اجتماع ہوگا اور نہ ارتفاع
ہوگا اور ایک کی تحقق سی رفع دوسریکا اور ایک کی رفع سے تحقق دوسریکا ہوگا جب
بدی کرنے والی سی ظلم کرنے کی ممانعت ہوئی تو گویا اون سی احسان کرنیکا امر ہوا
اور جاننا چاہئے کہ بدی کا بدلہ بدی سی کرنا یہہ مرتبہ عوام مسلمین کا ہے اور ظالم کی ظلم کو
عفو کرنا یہہ مرتبہ خواص کا ہی خصوصاً ظلم کے عوض مین احسان کرنا یہہ مرتبہ اخص الخواص
کا ہی اور بسبب شناخت محبت آخرت کے یہہ چار چیزین ہین جس کو کہ محبت دنیا کی
غالب ہوگی اور خدا تعالی خوف سی اور آخرت کی عذاب سی غافل اور ذاہل ہوگا
تو وہ بی سابقہ خلاف کی بی سبب اور آدمیون کو ایذا دیگا اور جس کو کہ محبت دنیا کی
بہ نسبت اوس کی کمتر ہوگی تو وہ پہلی کیطرح ایذا نہ دیگا مگر اگر کوئی آدمی اوس کو ایذا
دیگا تو وہ اوس کی مکافات مین اوس کو ایذا دیگا اور جس کو کہ محبت آخرت کی قوی
ہوگی اور محبت دنیا کی ضعیف ہوگی تو جو کوئی اوس کو ایذا دیگا وہ اوس کو عفو کریگا
اور جس کو کہ محبت مولی کی قوی ہوگی اور دنیا اور مافیہا اوس کی نظر مین حقیر ہوگی اور
مطابق والقدر خیرہ وشرہ من اللہ تعالی کے خیر اور شر کو وہ اللہ تعالی کے
جانب سی جانیگا اور اوس ایذا کو من اللہ جان کر اوس پہ نہ صبر بلکہ شکر کریگا اور اوس سے

عجب خط اوٹھائیگا تو وہ موذی کی ایذا کا مکافات احسان سی کریگا اور یہہ درجہ اللہ
تعالی کی مقربین اور صدیقین کا ہی رزقنا اللہ تعالی ایاھا بحرمۃ مقربیہ
وصدیقیہ وعن ابی امامۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من
شر الناس منزلۃ یوم القیامۃ عبد اذھب اخرتہ بدنیا غیرہ رواہ ابن ماجہ
یعنی حضرت ابی امامہ سی مروی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کہ بدتر اوسکا
ازروی مرتبہ کی قیامت کی دن وہ بندہ ہی کہ وہ غیر کے دنیا کی لئی اپنی آخرت کو برباد دیتا
ہے روایت کیا اوس کو ابن ماجہ نی یعنی وہ ظلم سی اور دغا سی اور جھوٹ سی اور چوری
وغیرہم امور غیر مشروعہ سی غیر کے لئی دنیا کماتا ہی اور وہ اپنی آخرت کو برباد کرتا ہے
جیسا کہ بعضی عمال حکام کی کہ وہ اپنی اخلاص تباہی کی لئی اور دن پر ظلم کرکے اور اپنی آخرت
کو برباد دی کر حکام کی لئی دنیا جمع کرتے ہین یا جیسا کہ بعضی آدمی دغا سی فریب سی جھوٹ
سی ظلم سی چوری سی اپنی اولاد اور عیال کے لئی دنیا کماتے ہین اور اپنی آخرت کو برباد
کرتے ہین وعن علی رضی اللہ تعالی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ایاک ودعوۃ المظلوم فانما یسئل اللہ حقہ وان اللہ لا یمنع ذاحق حقہ یعنی
حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سی مروی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا کہ بچ تو مظلوم کی بددعا سی اس لئی کہ وہ نہین مانگتا اللہ تعالی سی مگر اپنی حق کو اور
تحقیق اللہ تعالی کسی حقدار کو اوس کی حق سی منع نہین فرماتا کہتا ہے فقیر مودودی
اگر کوئی آدمی اپنی حق کو بخشدی یا چھوڑ دی اوس کو ایثار کہتے ہین اور اوس کا درجہ
عند اللہ عظیم ہے وعن اوس بن شرجیل انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یقول من مشی مع ظالم لیقویہ وھو یعلم انہ ظالم فقد خرج من الاسلام رواہ البیہقی

فی شعب الایمان یعنے اوس بن شرجیل سی مروی ہو کہ اوس نی سنا کہ حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی کہ چلی ظالم کے ساتھہ تاکہ وہ اوس کے
تقویت کری حال آنکہ جانتا ہو کہ یہہ آدمی ظالم ہے پس وہ اسلام سی خارج ہوا یعنی
کمال ایمان سی نکلا روایت کیا ان دو نو حدیثون بیہقی نی شعب الایمان مین
انتہا کہتا ہے فقیر مودودی کہ ظلم بمعنی ستم کی اور گناہ کی بھی آیا ہے جیسا کہ احادیث
سابقہ سی ظاہر ہے اور نیز حدیث شریف کہ وہ مع ترجمہ کی آگی توبہ کے باب مین
لکھی گئی ہے اس کی مؤید ہے اور وہ یہہ ہے ۔ عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم الدواوین ثلاثۃ دیوان لا یغفر اللہ الا الاشراک
باللہ یقول اللہ عزوجل ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ودیوان لا یترکہ اللہ
ظلم العباد فیما بینہم حتی یقتص بعضہم من بعض ودیوان لا یعباء اللہ بہ
ظلم العباد فیما بینہم وبین اللہ فذالک الی اللہ ان شاء عذبہ وان شاء
تجاوز عنہ اور ظلم بمعنی کفر کے بھی آیا ہے جیسا کہ قرآن مجید مین ہو والکافرون
ھم الظالمون اور جیسا کہ اس حدیث مین بھی ہو عن ابن مسعود قال لما نزلت
الذین امنوا ولم یلبسوا ایمانھم بظلم شق ذالک علی اصحاب رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم وقالوا یا رسول اللہ ایننا لم یظلم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم لیس ذالک انما ھو الشرک الم تسمعوا قول لقمان لابنہ لا تشرک باللہ
ان الشرک لظلم عظیم وفی روایۃ لیس ھو کما تظنون انما ھو کما قال لقمان
لابنہ متفق علیہ یعنے حضرت ابن مسعودی مروی ہو کہ جب آیۃ الذین امنوا
ولم یلبسوا ایمانھم بظلم اولئک لھم الامن وھم مھتدون کے اتری یعنی

وہ کہ ایمان لائی اور اپنی ایمان کو ظلم سے خلط نکیا اون کے لئے امن ہی اور وہ
راہ سیدہی پانیوالی ہین اور چونکہ حضرات صحابہ علیہم الرضوان ظلم کو خطا اور
معصیت پر حمل کرتے تھی تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحابہ پر نزول
اس آیتہ کا شاق اور دشوار آیا تو صحابہ نی عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کون ہم مین سے ہے کہ اوس نی اپنی نفس پر ظلم نہین کیا اور اُس نی حد سی تجاوز
نہین کیا اور اوس سی گناہ ظہور نہین پایا پس حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی
فرمایا کہ مراد ظلم سی گناہ اور معصیت نہین کہ تمنی سمجھا ہے اور نہین مراد ظلم سے
اس جگہہ مگر شرک آیا تم نے نہین سنا قول لقمان کا کہ اوس نے اپنی لڑکی کو نصیحت
کی اور کہا یابنی لا تشرك بالله ان الشرك لظلم عظیم یعنے اے میرے بیٹے کسی
چیز کو خدا تعالی سی شریک مت کر تحقیق شرک بڑا ظلم ہے اور ایک روایت مین
یون ہی کہ مراد آیتہ ولم یلبسوا ایمانھم بظلم سی معصیت اور گناہ نہین جیسا کہ تم
نی گمان کیا ہی اور نہین وہ مگر جیسا کہ لقمان اپنی بیٹی کو کہا ہی یعنی مراد اوس سی
شرک ہے روایت کیا اوس کو بخاری اور مسلم نے اگر کوئی آدمی اعتراض کرے
کہ خلط اور مزج ایمان کا شرک سی غیر ممکن ہے اس لئی کہ یہہ دو نو ضد ہین اور
اجتماع ضدین کا محال ہی ہان خلط اور مزج معصیت کا ایمان سے متصور ہے جیسا
حضرات صحابہ علیہم الرضوان نی سمجھا تھا جواب اوس کا یہہ ہے کہ ہان ایک چیز مین
اجتماع ضدین کا محال ہے مگر اجتماع ایمان کا شرک سی ایک چیز مین نہین جیسا کہ
منافقین عرب کہ وہ زبان سی اقرار توحید خدا جل شانہ کا اور رسالت حضرت
سید المرسلین علیہ الصلوۃ والسلام کا کرتے تھی مگر دل مین مشرک تھی جیسا کہ قرآن مجید

ہے وما یومن اکثرھم باللہ الا وھم مشرکون یعنی نہین لاتے اکثر اون کے
اللہ تعالی پر ایمان زیادتی مگر یہہ کہ وہ مشرک ہین قلب مین تو اجتماع ایمان کا
اور شرک کا ایک چیز مین نہو اخصوصًا امل اور حرص سی بچنے کی احادیث کے
بیان مین جاننا چاہیئے کہ امل فتح میم سے امید رکھنا اور قاموس مین بمعنی رجا کے
آیا ہے لاکن ظاہر یہہ ہے کہ امل کو مقید کیا جائی درازی حیات سی نہ محض امید کہ
ضد یاس کا ہے اور مشارق الانوار مین لکھا ہی کہ امل فتح میم سی حدیث کرنا
آدمی کا اپنی نفس سی در باب پانے امور دنیاوی کے اور یہہ بمعنی آرزو کے
اور حریص ہونا اون پر کذا قال طیبی اور حرص کی معنی زیادتی آرزو اور ارادہ
کی ہے اللہ تعالی نے قرآن مجید مین فرمایا ہے ان تحرص ھداھم یعنی اگر
زیادہ ارادہ کرتیو اون کی ہدایت مین اور حرص بمعنی فرط شہوت کی بھی آیا ہی اور
قاموس مین لکھا ہی کہ بدترین حرص یہہ ہے کہ لیوی تو اپنا حصہ اور طمع کرتیو غیر کے
حصہ مین اور مراد امل سی یہان درازی آرزو کی ہے دنیا کی امر مین اوس حال مین
کہ وہ توشہ آخرت سی غافل ہو جیسا کہ اللہ تعالی نی فرمایا ہے ذرھم یاکلوا ویتمتعوا
ویلھھم الامل فسوف تعلمون یعنی چھوڑ کافرون کو کہ کھاوین اور برہ مند ہوئین
اور غافل کری اون کو آرزو پس قریب ہی کہ جانینگی اور اس لئی طول امل مذموم ہے
اور درازی آرزو کی حصول علم اور عمل مین محمود ہے بالاجماع جیسا کہ حضرت سید الانبیا
علیہ الصلوۃ والسلام نی فرمایا ہی طوبی لمن طال عمرا وحسن عملہ یعنی خوشحالی ہے
اوس کی لئی کہ دراز ہوئی عمر اوس کی اور اچھے ہوئے عمل اوس کے اور ایسا ہی حرص
جمع کرنے مال اور کثرت جاہ مین مذموم ہی اور حرص کرنا حصول علم مین اور عمل نیک مین

متفق ہی بلا خلاف وعن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہرم
ابن آدم ویشب منہ اثنتان الحرص علی المال والحرص علی العمر متفق علیہ یعنی
حضرت انس سی مروی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بوڑہا ہوتا ہے آدمی
اور جوان اور قوی ہوتے ہین اوسمین دو چیزین ایک حرص مال پر یعنی اوس کی جمع
کرنے پر اور نہ دینی پر اور دوسرا حرص درازی عمر کی اس لیئے کہ آدمی مجبول پر اوپر
حب شہوات کی اور شہوات بغیر مال اور عمر کے ماتہہ نہین آتی اور سبب قوی ہونے
اون کا سبب ضعف بدن کے ہے کہ اوس مین شہوت تو قایم ہے مگر قوت عقلیہ کہ قوت
شہوت کو زبون رکہتے تہی ضعیف ہو جاتی ہی اور وہ اوس کو دفع نہین کر سکتے وعن
ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یزال قلب الکبیر شابا فی
اثنتین فی حب الدنیا وطول الامل متفق علیہ یعنی حضرت ابی ہریرہ سی مروی ہے
کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمیشہ دل بوڑہی کا دو چیزون مین جوان
اور قوی ہی ایک دنیا کی محبت مین دوسرا آرزو کی درازی مین روایت کیا اوس کو
بخاری اور مسلم نے اور جاننا چاہیئے کہ محبت دنیا مقتضی کراہیت اجل کی ہے اور درازی
عمر مقتضی تاخیر عمل کی وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعذر اللہ
الی امرءٍ اخر اجلہ حتی بلغ ستین سنۃ رواہ البخاری یعنی حضرت ابی
ہریرہ سی مروی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیچوڑی حق تعالے
نے جگہہ عذر کی اور دور کیا عذر اوس شخص سے کہ ڈہیل دی اللہ تعالی نی اوس کی اجل کو
یہانتک کہ پہونچایا اوس کو ساٹہہ برس کو یعنی اللہ تعالی نی اوس کو ساٹہہ برس کی عمر بخشی
اور فرصت دی اور پہر بہی اوس نی اتنی مدت مین اپنی گناہون سی توبہ نکی اور اوسنے

گناہون کو بخشدیتا ہے اوس کی لئی اللہ تعالی نی کوئی عذر نہیں چھوڑا روایت کیا اوسکو
بخاری نے اور بعضی کہتے ہین کہ معنی حدیث کی یہہ ہے کہ اللہ تعالی نی ثابت اور
واجب کیا اوس پر کہ وہ توبہ اور استغفار اور عذر خواہی کری اور اوس مین تقصیر
نکری اور کہتا ہی فقیر مودودی کہ نزدیک اس فقیر کے بہ نسبت دوسری توجیہ کے
پہلی توجیہ وجیہہ ہے اس لئی کہ کبھی ہمزہ افعال کا واسطے سلب معنی ثلاثہ مجرد اوس کے
آتا ہے جیسا کہ محققین علم صرف پر مخفی نہین تو بنا بر آن ہمزہ لفظ اعذر سلب
عذر کے لئی ہے یعنی زایل کیا اللہ تعالی نی عذر اوس کا جبکہ اوس نے ساٹھہ برس کی
عمر مین توبہ کی اب اوس کے لئے کوئی عذر نرہا وعن ابن عباس عن النبی صلی
اللہ علیہ وسلم قال لوکان لابن ادم وادیان من مال لابتغی ثالثا ولا
یملأ جوف ابن ادم الا التراب ویتوب اللہ علی من تاب متفق علیہ
یعنی حضرت ابن عباس سی مروی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا
اگر ہون ابن آدم کے لئی دو وندیان بھرے ہوی مال کی یعنی بالفرض والتقدیر البتہ وہ
ڈہونڈہی گا تیسری وندی مال کی یعنی آدمی بسبب حرص کے سیر نہین ہوتا اور نہین بھرتے
آدمی کے پیٹ کو مگر خاک یعنی جبتک کہ آدمی نہین مرتا اور قبر مین نہین جاتا تو حرص اوس سے
نہین جاتی اور یہہ باعتبار اکثر کی اور عوام کی ہی کمراولیاء اللہ کہ اللہ تعالی کی خاص بندی ہین
اس سی مستثنی ہین اور اللہ تعالی حرص مذموم سی توبہ قبول کرتا ہی جبکہ وہ چاہتا ہی روایت
اوس کو بخاری اور مسلم نی وعن ابن عمر قال اخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ببعض جسدی فقال کن فی الدنیا کانک غریب او عابر سبیل وعد نفسک
من اھل القبور رواہ البخاری حضرت ابن عمر نی کہا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے پکڑا بعض بدن میرا اور ایک روایت مین ہی کہ دو مونڈھی میری یعنی بحسب عادت
متعارف انسان کے کہ وہ وقت کلام کرنے کی مخاطب کا ہاتھہ یا مونڈھی پکڑکر اور اوس کو
اپنی طرف متوجہ کرکے کلام کرتے ہین تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی دو مونڈھی
میری پکڑکر فرمایا کہ رہ تو دنیا مین مانند اوس کی کہ تو مسافر ہو یا رستہ جانیوالا ہو اور اپنی نفس
کو مردون سی گن تو کہ وہ قبر مین آسودہ ہین اور سب ہی گذر گئی ہین اور اون کی ساتھہ ترک
دنیا مین مشابہت کرکہ عین زندگی مین تو مُردی کی حکم مین ہو جا روایت کیا اوس کو بخاری نے
کہتا ہی فقیر مودودی کہ حقیقت موت کی قطع ہونا تصرف روح کا اور پیوند روح کا بدن سے
اور خارج ہونا بدن کا روح کا آلہ ہونی سی ہی اور جاننا چاہیے کہ روح بدن کی موت سے
منعدم اور نابود نہین ہوتے بلکہ اوس کا حال متغیر ہوتا ہے جیسا کہ اوس کی آنکھہ اور کان
اور زبان اور ہاتھہ پانون اور تمام اعضا سلب ہوتے ہین اور اہل اور اولاد اور
اقارب اور اصحاب اور احباب جدا ہوتی ہین اور خیل اور حشم اور خدم اور دواب اور مراکب
اور زمین اور مکان اور متاع اور اسباب وغیرہم املاک اوس سی دور ہوتے ہین پس
حدیث مین تشبیہ مردون کی حاصل کرنا اور اوس کی حکم مین آنا اور اپنی نفس کو اہل قبور سے
گننا وہ ہی کہ مہما امکن آدمی متصف ہو وی قطع علائق بدنی سی پس قطع کری تصرف روح کا
اپنی اعضا سی از ارتکاب محرمات اور مکروہات مین اور وہ یہہ جانے کہ جو کچھہ کہ دنیا وی متاع
اوس کی ہاتھہ مین ہی اوس کی ملکیت مین نہین بلکہ اللہ تعالی کی ملکیت مین ہی اور علامت
اوس کی وہ ہی کہ وہ اوس کی مفقود ہونے سے غمگین اور اوس کی پانی سے خوش نہو وی
اور ایسا ہی اپنی اہل و عیال اقارب یعنی اصحاب احباب سی قطع کری یعنی اون کے لیے
حرام اور کراہیت مین نہ پڑی پس جو کوئی ان صفات سی موصوف ہوگا تو وہ مردون کے

مشابہ ہوگا بلکہ اون کی حکم مین ہوگا اس کی بعد آدمی کو چاہئے کہ وہ اور شروط اور آداب کو
رعایت کری کہ بسبب اوس کی مشابہ مردون کا ہووی ایک تو اون سی توبہ کرنا ہی اور
وہ ہوا اور ہوس دنیاوی سے قطع کرنا ہے جیساکہ موت سی علائق دنیاوی قطع ہوتی ہین
اور دوسرا زہد ہی اور وہ دنیا سی اور اوس کی محبت سی اور اوس کی شہوات اور لذات
سی نکلنا ہی جیساکہ موت مین تیسرا توکل ہی اور وہ قیود اسباب سی خارج ہونا ہی جیساکہ
موت مین چوتھا قناعت ہی اور وہ شہوات نفسانی سی خارج ہونا ہی جیساکہ موت مین۔
پانچوان توجہ الی اللہ ہی اور وہ ماسوی اللہ سی اپنا مونہہ پھیرنا ہے جیساکہ موت مین
پس اوس حال مین کوئی محبوب اور مطلوب اوس کا بغیر اللہ تعالی کی باقی نہین رہتا۔ چھٹا
صبر ہی اور وہ ساتھہ مجاہدہ کی حظوظ نفسانی سے خارج ہوتا ہے جیساکہ موت مین آدمی
بغیر مجاہدہ کی حظوظ نفسانی سی خارج ہوتا ہی ساتوان رضا ہی اور وہ اپنی نفس کی خوشنودی
سی خارج ہونا اور اللہ تعالی کی خوشنودی مین اور اوس کی تسلیم احکام ازلیہ مین داخل
ہونا اور اپنی تمام امورات کو بی منازعت اور اعتراض کی اللہ تعالی کو تفویض کرنا ہی جیسا
موت مین اور آٹھوان ذکر ہے اور وہ ذکر سوی اللہ سی خارج ہونا ہی جیساکہ موت مین
اور نوان مراقبہ ہی اور وہ اپنی حول اور قوت سی خارج ہونا ہی جیساکہ موت مین اور تیسرا
صفات اور حالات تب حاصل ہونگی کہ وہ مشابہ مردونکا ہوگا اور اہل قبور کی شمار مین آئیگا
اور یہی معنی ہی عد نفسك من اهل القبور کی اور یہی ہی معنی موتوا قبل ان تموتوا کی
اور موت واقعی موت اضطراری ہی کہ بلا اختیار آدمی کی حاصل ہوتی ہی اور یہہ موت اختیاری
ہی کہ آدمی از روی اختیار کی اپنی کو صفات مذکورہ مین مردونکا مشابہ کرتا ہی وعن سفیان
الثوری قال لیس الزهد فی الدنیا بلبس الخشن واکل الجشب انما الزهد فی الدنیا

قصر الامل رواہ فی شرح السنۃ یعنی کہا حضرت سفیان ثوری نی کہ دنیا مین زہد یہہ
نہین کہ آدمی موٹی کپڑی پہنی اور روکھی پھیکی روٹی کھائی بلکہ زہد یہہ ہی کہ آدمی دنیا
مین طول امل مکری یعنی اپنی آرزون کو لنبا کری کہ ایسا ایسا کرونگا یا ایسا ایسا ہوگا سنج
کیا اچھا کہا ہی سالہا اندیشہ ہا پختیم کز دور سپہر کارہا یا اینچنین یا آنچنان خواہد شدن +
یا بدا ین منوال گنجی سیم و زر خواہیم یافت + یا دران اقلیم حکم ما روان خواہد شدن
عاقبت معلوم شد کا نہا خیال باطل اند + انچہ خواہد حاکم مطلق ہمان خواہد شدن + اور
اور جاننا چاہیے کہ غلیظ کہ غلیظ وہ کپڑا ہی کہ سوت مین موٹا ہو اور خشن فتح خا اور کثیف مجتبیٰ سے وہ کپڑا ہی کہ بنا وٹ مین سخت ہو
اور خشب فتح جیم و کثیف مجتبیٰ نے بی مزہ کہا نا اور بعضون نی کہا ہی کہ کہا نا غلیظ اور سخت اور بغیر روٹی کی نہار کہا نا وعن
زید ابن الحسین قال سمعت مالکا وسئل ای شیئ الزہد فی الدنیا قال طیب
الکسب وقصر الامل رواہ البیہقی فی شعب الایمان یعنی زید بن حسین نی کہ حضرت
امام مالک کا یار تھا کہا کہ سنا مینی حضرت امام مالک کا یار تہا کہا کہ سنا مینی حضرت امام مالک سے اوسحال مین کہ پوچہا
اوسکو کہ کیا ہی زہد دنیا مین کہا امام مالک نی کہ زہد دنیا مین کسب حلال اور کوتاہ ہونا آرزو کا ہی روایت کیا اوسکو
بیہقی نے شعب الایمان مین اور جاننا چاہیے کہ کسب حلال کی مکسوب حلال مراد ہی یعنی رزق
حلال اور طیب اس لئی کہ اللہ تعالی نی فرمایا ہی کلوا من الطیبات واعملوا صالحا
یعنے کہاؤ حلال چیزون سی اور عمل کرو اچہے اور اور جگہہ قرآن مجید مین فرمایا ہے۔
یا ایہا الذین امنوا کلوا من طیبات ما رزقناکم واشکروا للہ ان کنتم ایاہ
تعبدون یعنی اے ایمان والو کہاؤ تم اون حلال چیزون سی کہ دی ہمنے تمکو اور شکر کرو
اللہ تعالی کا اگر ہو تم اوس کی عبادت کرنیوالی اور کوتاہ ہونا آرزون کا یعنی بخوف
آنے اجل کی بہت عمل نیک کرنا اور دنیا مین زہد کرنا اگر کوئی آدمی اعتراض کری اور

اور کہی کہ کسب حلال کو زہد مین کیا دخل ہے جواب اوس کا یہہ ہے کہ قول امام مالک کا
اوس شخص کی قول کا رد ہی کہ وہ کہتا ہی کہ زہد دنیا مین فقط دنیا کا ترک کرنا اور کپڑے
موٹی کا پہننا اور رسوکی سی روٹی کا کہانا ہی پس امام مالک نی اوس کے قول کو رد کیا
کہ جیسا تم کہتے ہو زہد ایسا نہین بلکہ حقیقت اوس کی حلال کہانا اور کوتاہی آرزو کی ہر
کہ دنیاوی امورات مین لمبی لمبی آرزوئین نہون جیسا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ زہد دنیا مین یہہ نہین کہ حلال کو حرام کرو یا مال کو ضایع کرو
بلکہ زہد یہہ ہے کہ جو کچھہ کہ تیری ہاتھہ مین ہی اوس پر تو بہت اعتماد کرنیوالا نہو بہ نسبت
اوس چیز کہ اللہ تعالی کی قبضہ مین ہے خصوصًا ریا اور تمعہ سی بچنی کے لئی احادیث
کی بیان مین جاننا چاہیے کہ ریا مشتق رویت سی ہی اور صراح مین ہی ریا کسر اور مد سے
اپنی کو ساتھہ نیکی کی خلق کو دکہانا اور عین العلم مین ہی کہ ریا عبادت سی نزدیک لوگون کے
طلب منزلت کی کرنا پس ریا مخصوص ساتھہ عمل ظاہر کے ہوا اور جو کچھہ کہ وہ قسم عبادت سے
نہو اوس مین ریا نہین بولتی جیسا کہ کثرت مال اور اتباع کی اور یاد کرنا اشعار کا
اور اچہا تیر لگانا اگر کوئی آدمی ان چیزون کو دکہاوی تو وہ تکبر اور افتخار سی ہوگا
نہ ریا سی اور جس چیز سی کہ طلب جاہ اور منزلت کی نہو جیسا کہ مشائخ مریدون کے
دکہانے کی لئی اور اونکی دلون کی مائل کرنے کی لئی اور اون کو طاعت اور عبادت پر
تحریص دینے کے لئی کرین تو حقیقت مین وہ ریا نہوگا اگرچہ وہ صورتًا ریا ہی اور اسی
سبب سی کسی نی کہا ہی کہ ریاء الصدقین خیر من اخلاص المریدین یعنی صدیقونکا
ریا مریدون کی اخلاص سی بہتر ہے اور اگر ایک شخص کی ذات مین کچھہ کمال ہو اور وہ
بحکم واقع کی اوس کو لوگون کو دکہاوی اور دوست رکہے کہ وہ لوگون پر ظاہر ہو

اور خلق اوس کو جانی تو وہ ریا ہے اور جو شخص کہ وہ نابود کو دکھاوی اور جو کچھ
اوس مین نہ ہو اور جس چیز کی کہ وہ لیاقت نرکھتا ہو اوس کا وہ دعوی کری تو
وہ کذب اور نفاق ہی نہ ریا بر قیاس اوس کی کہ حدیث مین ہی کہ جو کچھ غیبت
کرنیوالا کہی اگر وہ اوس شخص مین ہو تو وہ غیبت ہی اور اگر فی الواقع ایسا نہو تو
وہ افترا اور بہتان ہی اور ریا کی کئی قسمین ہین اور فاحش اور اقبح اوس کی اقسام کا
وہ ہی کہ اوس مین قطعًا ارادہ ثواب کا اور قصد عبادت آلہی جل شانہ کا نہو بلکہ
وہ خلق کی دکھانے کے لئے اور طلب منزلت کی لئی ہو مانند اوس شخص کی کہ وہ
لوگون مین ہوتا ہی تو نماز پڑہتا ہی اور اگر وہ اکیلا ہوتا ہی وہ نماز نہین پڑہتا بلکہ
لوگون کی ساتہہ اکثر وہ نماز بغیر طہارت کی پڑہتا ہے پس یہہ موجب غضب قہر آلہی
ہی اور عمل اُس مین باطل ہی وہ نماز موجب ابرا ذمہ کی نہوگی اور قضا اوس کی
واجب ہی اور قسم دوسری یہہ ہے کہ اوس مین ارادہ ثواب کا اور نیت لوگونکی
دکھانے کے دونون ہون اور جانب ریا کی غالب اور قصد ثواب کا ضعیف ہو باین
حیثیت کہ اگر وہ آدمی خلوت مین ہوتا تو وہ عبادت نکرتا اور محض قصد حصول
ثواب کا اوس کو باعث اوس عمل پر نہوتا اور اگر اوس کو ارادہ حصول ثواب کا
نہوتا تو البتہ قصد ریا کا اوس کو باعث اوس عمل پر ہوتا پس یہہ بھی اول کے حکم مین
ہی اور قسم تیسری یہہ کہ قصد ریا کا اور ثواب کا دونو برابر ہون باین حیثیت کہ
اوس کو محض قصد ریا کا یا نیت ثواب کی باعث اوس عمل پر نہ ہو اور جب کہ وہ
دونو جمع ہون تو وہ دونو قصد باعث عمل پر اور راغب عمل کے ہون اس قسم مین
سود و زیان دونو برابر ہین لاکن اس کی عدم قبول مین اور وعید مین احادیث

اور آثار وارد ہین اور قسم چوتھی یہہ کہ اوس مین نیت ثواب اور ارادہ خوشنودی
اللہ تعالی کا غالب اور راجح ہو ظاہرًا اس مین نقصان ہی نہ بطلان یا ثواب و
عقاب دونو برابر ہون باندازہ نیت کی اور محققین نے اس مین یہہ بھی فرق کیا ہے
کہ قصد ریا کا ابتدا عمل مین ہو یا اوس کی درمیان عارض ہوا ہو یا وہ بعد از عمل کے
لاحق ہوا ہو پہلا شنیع تر ہے پھر دوسرا اور تیسرا کمتر ہی اور اوس کی ہونی سے
عمل باطل نہین ہوتا اور اس مین اس کا ہی فرق ہے کہ قصد ریا کا اور عزم اوس کا
مصمم ہو یا خطرہ ریا کا ہو اور حق یہہ ہی کہ خلاصی ریا سی امر دشوار ہی اور وجود حقیقت
اخلاص کا متعسر ہے حتی کہ علماء نے لکہا ہے کہ اگر کوئی آدمی اور کسی آدمی سی اپنی تعریف
سنی اور وہ اوس سی خوش ہووی یہہ بھی علامت وجود ریا کی ہے اور اگر کوئی آدمی
خلوت مین ایک عمل کرتا ہی اور وہ اپنی دل مین خیال ریا کا رکہتا ہی تو وہ بھی ریا ہے
اعاذنا اللہ منہا اس جگہہ ایک اور حالت ہی کہ کوئی آدمی خوش ہوتا ہے ساتھہ
فضل خداوند تعالی شانہ اور الطاف ایزدی جل جلالہ کے بسبب اظہار سیئات اور
اظہار اور افشار طاعات اوس کی اور یا وہ خوش ہوتا ہے بقصد اظہار طاعات کی
تاکہ اور آدمی اوس کی پیروی کرین تو یہہ محمود ہی داخل ابواب ریا نہین جیسا
کہ محدثین اس باب مین وارد ہین اور یہہ مسئلہ غامض ہی کہ تفصیل رکہتا ہی اور
فقہاء نے تو خاص اس کا نہین کیا اور تحقیق اس مسئلہ کی اہل اللہ کی کلام سے ڈہونڈنا
چاہیے خصوصًا احیاء العلوم سی اور وہ جو لکہا گیا ہی اوس مین سی لکہا گیا ہی اور سمعہ
سین کی ضم اور میم کی سکون ہی اکثر ساتھہ ریا کی مذکور ہوتا ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے
کہ فلان آدمی نے یہہ کام ریا اور سمعہ کی لئی کرتا ہی یعنی تاکہ اور لوگ اوس کو دیکہین اور

اور سنین حاصل یہہ کہ سمعہ ساتھہ حاسہ سمع کی متعلق ہی اور ریا حاسہ بصر سی متعلق ہے
وعن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ لا ینظر
الی صورکم واموالکم ولکن ینظر الی قلوبکم واعمالکم رواہ مسلم حضرت ابی ہریرہ
سی مروی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالی اپنی رحمت کی
نظر سی تمہاری ظاہری صورتون کو کہ وہ سیر مرضیہ آلہی سی خالی ہین اور تمہاری مالون
کو کہ وہ خیرات مقبولہ سی عاری ہین نہین دیکھتا لاکن وہ تمہاری دلون کو کہ محل تقوی
اور محبت آلہی کا ہی اور تمہاری اعمالون کو کہ اوس سی تقرب آلہی تعالی شانہ ہوتا ہی
ہو دیکھتا ہی روایت کیا اوس کو مسلم نے وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم قال اللہ تعالی انا اغنی الشرکاء عن الشرک من عمل عملا اشرک فیہ
معی غیری ترکتہ وشرکہ وفی روایۃ فانا منہ بریئی ھو الذی
عملہ رواہ مسلم یعنی حضرت ابی ہریرہ سی مروی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالی فرمایا ہی کہ مین بی نیاز ترین شریکون کا ہون شرک سے
یعنی شرکا رکہ عالم مین ہوتی مین محتاج شرک کی ہوتی ہین اور وہ شرکت سی راضی ہوتے
ہین تا ہر ایک کو حصہ اور دخل اوس چیز مین ہو کہ اوس مین وہ شریک ہین بخلاف
میری کہ مین غلاق علی الاطلاق ہون بے پروا ہون اس سی کہ ساتھہ شرکت کی عبادت
مین راضی ہون جبتک کہ آدمی خالص اور تنہا میری لئے عبادت نکرین تو وہ نزدیک
میری مقبول نہین اور اللہ تعالی نی اپنی کو اغنی الشرکاء اس لئی کہا کہ چون کہ
آدمی اللہ تعالی کی عبادت مین غیر خدا کو خدا تعالی سی شریک کرتے ہین تو اللہ تعالی
باعتبار اون کی شریک کرنے کی اپنی کو اغنی الشرکاء فرمایا واگرنہ اللہ تعالی شریک سی

منزہ اور مبرا ہی شیخ سعدی نے کہا ہی ؎ بری ذاتش از تہمت ضد و جنس ؎
غنی ملکش از طاعت جن و انس ؎ پہر اللہ تعالی نی اپنی بی نیازی کا اور شرکت
سی بی رضائی کا بیان فرمایا کہ جو کوئی کوئی عمل کری اور اوس مین اور کو میرا شریک
گردانی تو مین اوس مشرک کو اوس کی شرکت کی ساتہہ چہوڑ دیتا ہون اور ایک روایت
مین بجای ترکتہ و شرکہ کی یون آیا ہی کہ مین اوس سی بیزار ہون اور
وہ شخص یا عمل اوس کا اوس کی لئی ہی کہ اوس نی جس کی لئی وہ عمل کیا ہی روایت
کیا اوس کو مسلم نی اور ظاہر اس حدیث سی یہہ معلوم ہوتا ہی کہ آمیزش ریا کی بلکہ دخل
ریا کا مفوت ثواب کا ہی ولیکن علمانی کہا ہی کہ یہہ اون دو قسمون ریا سی ہوگا
کہ اوس مین نیت ثواب کی قطعا نہو یا قصد ریا کا غالب ہو اور یہہ ہی ہو سکتا ہی کہ
اس حدیث مین مبالغہ مقصود ہو زجر کی لئی اور ممانعت مداخلت کی لئی وعن جندب
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سمع سمع اللہ بہ ومن یرائی
یرائی اللہ بہ متفق علیہ یعنی حضرت جندب سی مروی ہی کہ حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جو کوئی کہ عمل نسانی کی لئی کریگا تاکہ لوگ اوس کو سنین اور
اوس کی شہرت ہو مشہور کریگا اللہ تعالی عیب اوس کی اور رسوا کریگا اوس کو روز
قیامت کی لوگون کی سامنی اور جو کوئی کہ عمل کریگا دکہانی کی لئی جزا دیگا اوس کو اللہ تعالی
جزا ریاکارون کی یعنی اوس کو کہیگا کہ جس کی لئی تمنی دنیا مین عمل کیا ہی اوس سے
اپنے جزا طلب کرو اور بعضون نی کہا ہی کہ اس سی مراد یہہ ہی کہ ظاہر کریگا
اللہ تعالی عمل بری اوس کی کہ وہ اوس کو پوشیدہ رکہتا ہی اور فضیحت اور رسوا
کریگا اللہ اوس کو دنیا مین نزدیک خلق کی یا آشکارا کریگا اللہ تعالی نیت فاسد

عمل باطل اوس کا اور ظاہر کریگا لوگون پر کہ عمل اوس کا خدا کی لئی نہ تہا روایت کیا
اوس کو بخاری اور مسلم نی وعن ابی ذر قال قیل لرسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ارایت الرجل یعمل العمل من الخیر ویحمدہ الناس علیہ وفی روایۃ و
یحبہ الناس علیہ قال تلک عاجل بشری المومن رواہ مسلم یعنی حضرت
ابی ذر سی مروی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا گیا آیا دیکہتے ہو اوس شخص کو
کہ وہ عمل خیر کرتا ہے اور لوگ اوس کام پر اوس کی تعریف کرتے ہین حکم اوس کا کیا ہی آیا باطل
ہوتا ہے ثواب اوس کا یا نہین اور ایک روایت مین یحمدہ الناس کے بدلی یہہ
عبارت آئی ہی ویحبہ الناس علیہ یعنی دوست رکہتے ہین لوگ اوس کو اوس کام پر
حضرت سید المرسلین علیہ الصلوۃ والسلام نی فرمایا کہ وہ تعریف کرنا لوگون کا اور دوست
رکہنا اون کا اوس کو جلدی خوشخبری مسلمان کی ہی یعنی وہ ثواب کہ اوس کو آخرت مین ملیگا
وہ باقی ہے اور پہلے اوس سی کہ آخرت مین وہ ثواب اوس عمل کا پادی دنیا مین بہی
ثواب اوس کا پایا کہ لوگون نے اوس کی تعریف کی اور اوس کو دوست رکہا اور یہہ گویا
اوس کو بشارت دنیا ہی سا تہہ ثواب آخرت کی اور یہہ ریا نہین اس لئی کہ قصد اوس کا
ثواب آخرت کا تہا حق تعالی نی اپنی فضل سی دنیا مین بہی اوس کو ثواب دیا روایت
کیا اوس کو مسلم نی وعن سعید بن فضالہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
قال اذا جمع اللہ الناس یوم القیامۃ لیوم لا ریب فیہ نادی منادٍ من کان
اشرک فی عمل عملہ للہ فلیطلب ثوابہ من عند غیر اللہ فان اللہ اغنی
الشرکاء عن الشرک رواہ احمد یعنی حضرت سعید بن فضالہ سی مروی ہی کہ حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت جمع کریگا خدا تعالی لوگون کو قیامت کی دن وہ

وہ دن کہ اوس کی آنے مین شک نہین حساب اور جزای اعمال کے لئے پکارے گا فرشتہ
پکارنیوالا کہ جس شخص نے کہ شریک کیا کسی اور کو اوس عمل مین کہ اوس کو خدا کے لئے
کیا یعنے اوس مین ریا کیا پس چاہئے کہ وہ طلب کرے ثواب اپنے عمل کا غیر خدا سے کہ اوس نے
شریک کیا اوس کو اوس عمل مین اس لئے کہ اللہ تعالی سب شریکون سے زیادہ بے پرواہی
شرک سے روایت کیا اوس کو احمد نے وعن عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ قال سمع رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یقول من سمع الناس بعمله سمع اللہ به اسامع خلقه و
حقره صغرہ رواہ البیہقی فی شعب الایمان یعنی تحقیق عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے
کہا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کہ اپنے عمل لوگون کو سنا دیگا اور
اپنے کو لوگون کے نزدیک ساتھ عمل نیک کے مشہور کریگا سنا دیگا اور مشہور کریگا اللہ
تعالی اوس کی عمل ریائی کو اپنی خلق کی کانون مین یعنی پہونچا دیگا اللہ تعالی خلایق کے کانون مین
کہ یہہ شخص ریاکار ہے اور مشہور کریگا اوس کو ساتھ اوس کی لوگون مین اور فضیحت کریگا
اوس کو قیامت کے دن اور حقیر اور ذلیل کریگا اوس کو دنیا و آخرت مین روایت کیا
اوس کو بیہقی شعب الایمان مین وعن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من
کان نیته طلب الاخرة جعل اللہ غناہ فی قلبه وجمع له شمله واتته الدنیا
وهی راغمة ومن کانت نیته طلب الدنیا جعل اللہ الفقر بین عینیه وشتت
علیه امره ولا یاتیه الا ما کتب له رواہ الترمذی وروایه احمد والدارمی
عن ابان عن زید بن ثابت یعنی حضرت انس سے مروی ہے کہ حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کہ نیت اوس کی یعنی قصد اصلی اوس کا امر علمی اور عملی
مین طلب کرنا ثواب آخرت کا ہو یعنی وہ اپنے مولا کی فرمانبرداری کا طالب ہو تو گردانا ہے

اللہ تعالی اوس کی دل مین بے پروائی یعنی اللہ تعالی اوس کی دل کو بے پرواکرتا ہی اور
اوس کو قدر کفاف پر قانع کرتا ہی تاکہ وہ طلب زیادتی کی لئی رنج نہ اوٹہائی اور اللہ
تعالی اوس کو خلق سی بے پرواکرتا ہی اور اوسکی پریشانی سی بہیت خاطر کی عطا فرماتا ہے
یعنی اوس کی دل کو جمع کرتا ہے بسبب مہیا کرنے اسباب معیشت اوس کی ایسی جگہہ سی کہ وہ
نہین جانتا اور آتی ہی اوس کے پاس دنیا یعنی وہ چیز کہ مقدر اور مقسوم ہی اوس کا دنیا سی
اوس حال مین کہ وہ ذلیل اور بی قدر ہی نزدیک اوس کی یعنی بغیر طلب اوسکی اور محنت
اور خواری کی اسباب دنیاوی اور حوائج معیشت کی اوس کی ہاتہہ مین آتے ہین اور جو شخص
کہ ہو نیت اور قصد اوس کا امر علمی اور عملی مین طلب دنیا کا گرد اُتا ہے اللہ تعالی محتاجی خلق
کے مانند امر محسوس کی کہ اوس کی آنکہون کی آگی حاضر ہو اور پراگندہ اور پریشان کرتا ہی
اوس کی کامون کو اور نہین آتی اوس کی پاس دنیا سی مگر وہ چیز کہ اوس کی لئی مقدر کی گئی ہی
روایت کیا اوس کو ترمذی نی اور روایت کیا اوس کو احمد اور دارمی نے ابان سی کہ نقل
کی اوس نے زید بن ثابت سی وعن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یخرج فی آخر الزمان رجال یختلون الدنیا بالدین یلبسون للناس جلود الضان
من اللین السنتھم احلی من السکر وقلوبھم قلوب الذیاب یقول اللہ ابی یغترون
ام علی یجترؤن فبی حلفت لابعثن علی اولئک منھم فتنۃ تدع الحلیم فیھم حیران
رواہ الترمذی یعنی حضرت ابی ہریرہ سی مروی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ آخر زمانی مین کتنی اشخاص نکلین گے کہ وہ فریب دیونگے دنیا کو ساتہہ عمل آخرت کے
یعنی وہ دنیا کو عبادت سی طلب کرینگے اور لوگون کو اپنی عبادت سی فریب دیونگے اور پہننگی
لوگون کے دکھلانے کے لئی چمڑی دنبی کی یعنی وہ صوف کی کپڑے پہننگے مانند کمبل وغیرہ کے اظہار زہد

اور تملق اور تواضع کے لئے یعنی تاکہ لوگ اور مرید معتقد اون کے ہون اور
وہ اونکو عابد زاہد تارک الدنیا راغب عقبیٰ گمان کرین زبان اونکی یعنی اونکی باتین
شکر سی زیادہ شیرین ہونگی اور دل اونکی مانند بھیڑیون کی ہونگی یعنی اونکی دل
اہل تقوی سے دشمنی کرنہین اور صفات بہیمہ اور شہوات حیوانیہ کے غالب ہونگین
مانند بھیڑیون کی ہونگی فرماتا ہی اللہ تعالی کیا بسبب میری مہلت دینی اور بہتیرے
چھوڑنیکی وہ مغرور ہوئے ہین اور فریب کہائے ہین یعنی وہ نہین جانتی کہ مین فریب
دینی کے لئے ڈھیل دیتا ہون یا وہ میری مخالفت کرنے پر جرارت کرتے ہین پس مین
اپنی قسم کہاتا ہون کہ البتہ مسلط کرونگا اون لوگون پر اون مین سی فتنہ اور بلا کو
کہ مرد عاقل مدبر اوس مین حیران ہوجائیگا اور وہ نہ اوس کو دفع کرسکیگا اور نہ اوس مین
رہ سکیگا اور نہ اوس سی بہاگ سکیگا اور جب اوس مین عاقل آدمی کا حال یہہ ہوگا
تو نادان آدمی اوس مین کیا کرسکیگا روایت کیا اوس کو ترمذی نے اور جاننا
چاہیے کہ لفظ یختلون ساتھہ سکون خا معجمہ اور فتح تا مثناۃ فوقانیہ کی عبادت سے دنیا کو
حاصل اور طلب کرنا یا اوس کی معنی یہہ ہی کہ وہ آدمی اپنا دین دی کر دنیا لینگی اور اپنی
دین پر دنیا کو اختیار کرینگی اور ظاہر تر اوسکی معنی یہہ ہے کہ اپنی طاعت ریائی سے لوگونکو
فریب دیکر دنیا کمانینگی جیسا کہ اوس پر قول یلبسون للناس کا دلالت کرتا ہے وعن عمر
بن الخطاب انہ خرج یوما الی مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوجد معاذ بن
جبل قاعدا عند قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم یبکی فقال ما یبکیک فقال
یبکینی شیئ سمعتہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان یسیر الریاء
شرک ومن عادی للہ ولیا فقد بارز اللہ بالمحاربۃ ان اللہ یحب الابرار الاتقیا

الاخفیاء الذین اذا غابوا لم یفتقدوا واذا حضروا لم یدعوا ولم یقربوا قلوبھم
مصابیح الھدی یخرجون من کل غبراء مظلمۃ رواہ ابن ماجتہ والبیھقی
فی شعب الایمان یعنی حضرت عمر ابن الخطاب سی مروی ہی کہ وہ ایکدن حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کیطرف آئی پس حضرت معاذ بن جبل کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے مسجد کیطرف آئے پس حضرت معاذ بن جبل کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی مزار مقدس اور مشہد مکرم کے نزدیک بیٹھا پایا کہ وہ روتے تھے پس حضرت عمر نے
فرمایا کہ آپکے رونیکا کیا سبب ہے پس حضرت معاذ نے کہا کہ ایک شی کہ میں اوس کو
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہی اوسنی مجھ رولایا ہی کہ حضرت سید الانبیا
علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ تحقیق تھوڑا ریا بھی شرک ہے اونچہ چاہئے کہ وہ ریا
ہو اور جو کوئی کہ وہ کسی کے دوست سی یعنی کسی اللہ سی دشمنی رکھیگا اور ناحق اوس کو
رنج اور غصہ دلاویگا قولاً یا فعلاً پس وہ تحقیق اللہ تعالی سی لڑا اور جو کوئی خدا تعالی سے
لڑیگا البتہ وہ خراب و رسوا ہوگا اور تحقیق اللہ تعالی دوست رکھتا ہے نیک کاروں
پرہیزگاروں پوشیدہ حالوں کو وہ لوگ کہ جب وہ غائب ہوں نہ پوچھے جاویں
اور جب وہ حاضر ہوں نہ بلائیں جائیں مجلس میں مہانیکی لیئے اور اگر وہ بلائیں بھی
جائیں تو وہ تعظیم سے اور تکریم سے پاس بٹھائی جائیں دل اونکی چراغین ہدایت کے
ہین یعنے اون کے نورسی خلق راہ راست پاتے ہین نکلتی ہین ہر ایک زمین تاریک سے
روایت اوس کو ابن ماجہ نے اور بیہقی نے شعب الایمان مین اور اس حدیث مین اس کا
اشارہ ہی کہ مکان اون ابرار اتقیاء اخفیاء کی تیرہ اور تاریک اور خراب ہونگی اور بسبب
مفلسی کے اونکے منازل بے چراغ ہونگے اور اس حدیث مین تنبیہ ہی اس پر کہ اگر کوئی

ولی اللہ ظاہر مین خستہ اور خراب ہو تو آدمی کو چاہیے کہ بسبب خستگی شکل ظاہری اونکی اور خرابی اونکی کپڑون کی اونکو حقیر نجانی اور اونکی تعظیم اور تکریم کری شاید کہ ابرار اتقیا اخفیا ہے کہ یہہ حدیث اونکی مخبر ہے وہ ہون جیسا کہ کسی نے کہا ہے ؎ خاکساران جہان را بحقارت منگر۔ تو چہ دانی کہ درین گرد سواری باشد ۔ اور لفظ ابرار اتقیا رسی اس پر بھی اشارہ ہے کہ بغیر تقوی اور نورانیت باطن کی محض فقر اور خواری اور بی اعتباری ظاہری موجب فضیلت کے نہین وعن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان العبد اذا صلی فی العلانیۃ فاحسن وصلی فی السر فاحسن قال اللہ تعالی ھذا عبدی حقا رواہ ابن ماجۃ یعنی حضرت ابی ہریرہ سے مروی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تحقیق بندہ جب وہ نماز پڑہی ظاہر مین پس وہ اچھی طرح سی پڑہی یعنے وہ فرائض اور واجبات اور سنن اور مستحبات نماز کی اچھی طرح سے ادا کری اور جب وہ نماز پڑہی خلوت مین تو بھی اچھی طرح سے پڑہی فرماتا ہے اللہ تعالی یہہ بندہ میرا ہی صدق اور راستی سی کہ عبادت مین ریا نہین کرتا روایت کیا اوس کو ابن ماجہ نے وعن معاذ بن جبل ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یکون فی اخر الزمان اقوام اخر ان العلانیۃ اعداء السریرۃ فقیل یا رسول اللہ وکیف یکون ذالک قال ذالک برغبۃ بعضھم الی بعض ورھبۃ بعضھم الی بعض یعنی حضرت معاذ بن جبل سی مروی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آخر زمانی مین ایک گروہ ہونگی کہ ظاہر مین وہ بہائی اور دوست ہون گے اور باطن مین وہ دشمن اور بیگانہ ہونگی کہا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہہ کیسا ہوگا فرمایا کہ یہہ حال بسبب رغبت کرنے بعض اونکی بعض سی اور بسبب کراہیت اور بڑی بعض اونکی بعض سی یعنی جب اونکو اغراض دنیاوی ہون گی یا کسی سی اوس کو ڈر ہوگا تو وہ رغبت اور دوستی ظاہر کرینگی تو وہ باطن مین دشمن ہونگی وعن شداد بن اوس قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول

من صلی یرائی فقد اشرک ومن صام یرائی فقد اشرک ومن تصدق یرائی فقد اشرک
رواہ احمد یعنی شداد بن اوس سی مروی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا جو کوئی کہ نماز پڑہے دکہلانیکو یعنی ریائی پس تحقیق اوسنی شرک کیا یعنی اللہ تعالی
سے اوسنی شرک خفی کیا اور جو شخص روزہ رکہی ریائی پس تحقیق اوس نے شرک کیا
اور جو کوئی صدقہ دیوی ریائی پس تحقیق اوسنی شرک کیا روایت کیا دونو احمد نے
یعنے جو کوئی عمل ریائی کریگا تو وہ شرک ہے اور شرک کی دو قسم ہین ایک شرک جلی
دوسرا شرک خفی شرک جلی وہ ہے کہ وہ آشکارا بت پرستی کرے اور ریاکار کہ وہ غیر کے
لئے عمل کرتا ہی وہ بہی بت پرستی ہی لیکن شرک خفی ہے مطابق اس کے ما صدك
عن الله فهو صنمك یعنی جو چیز کہ تمکو اللہ تعالی سی روکی وہ تمہاری لیے بت ہے۔ وعنه
انه بكى فقيل له ما يبكيك فقال شئى سمعت من رسول الله صلى الله عليه
وسلم يقول فذكر انه فابكانى سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم
يقول اتخوف على امتى الشرك والشهوة الخفية قال قلت يا رسول الله
اتشرك امتك من بعدك قال نعم اما انهم لا يعبدون شمسا ولا قمرا ولا حجرا ولا
وثنا ولكن يراؤن باعمالهم والشهوة الخفية ان يصبح احدهم صائما فتعرض له
شهوة من شهواتك فيفطر رواه احمد والبيهقى فى شعب الايمان یعنی شداد بن اوس سے
مروی ہی کہ وہ رویا پس کہا گیا اوس کو کہ کیا چیز رولاتی ہی تجہے کہا اوسنی کہ ایک شئی
رولاتی ہے مجہے کہ بینے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی
ہے پس یاد کیا میں اوس کو پس رولایا اوسنی مجہے سنا ہی بینے کہ حضرت رسول

سلہ اور ظاہر یہہ معلوم ہوتا ہے کہ بجاے اوسکے فیترک صومہ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خوف کرتا ہون مین اپنی امت مین شرک اور شہوۃ
خفیہ کا کہا شداد بن اوس نے کہ کہا مینی یارسول اللہ علیک الصلوۃ والسلام آیا آپکے
امت آپ کی بعد شرک کرینگی فرمایا ہان وہ پرستش نکرین گے آفتاب کی اور نہ مہتاب کی
اور نہ پتھر کی اور نہ بت کی ولکن ریا کرینگی اپنی عملون سی یعنی وہ مال ورجاہ کی حصول کے
لئی اپنی عملون کو اور آدمیون کو دکھانگی اور وہ آپ شرک خفی کے دام مین گرفتار آوینگے
اور یہہ فی الحقیقۃ شرک اور بت پرستی ہی اور شہوۃ خفیہ یہہ کہ ایک اون سی رات کو صبح
کرتا ہی اوس حال مین کہ وہ روزہ دار ہی پس کوئی شہوت شہوات سی مانند آرزو طعام
کی یا آرزو پینی کی یا آرزو جماع کے اوس پر ظاہر ہوتی ہے پس چھوڑتا ہے وہ اپنے
روزہ کو اوس شہوت کی سبب سی روایت کیا اوس کو احمد نے اور بیہقی نے شعب الایمان مین
اور خفی ہونا اوس شہوت کا اس لئی ہے کہ گویا اوس نے روزہ کی نیت کے وقت مین اپنے
دل مین یہہ ٹھہرایا تہا کہ اگر اثنا روزہ مین مجھے شہوت عارض ہوگی تو مین روزہ کو ترک کرونگا
اور طیبی نے کہا ہی کہ شہوت خفیہ اس لئی ہی کہ اوس مین ہلاک خفی ہی بجہت مناسبت شرک خفی
کی وعن عثمان بن عفان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کانت لہ
سریرۃ صالحۃ اوسیئۃ اظہر اللہ منہا رداء یعرف بہ رواہ البیہقی فی شعب
الایمان یعنی حضرت عثمان بن عفان سی مروی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
جو شخص کہ اوس لئی ہو خصلت چھپی ہوئی نیک یا بد ظاہر کرتا ہے اللہ تعالی اوس خصلت سی
ایک علامت کہ پہچانا جاتا ہی وہ شخص ساتہہ اوس علامت کی اور جاننا چاہیئے کہ رداء اصل مین
چادر کو کہتے ہین اور یہان مراد علامت ہی کہ اوس سی ایک چیز پہچانی جاتی ہو اور اپنے
غیر سے ممتاز ہوتی ہے جیسا کہ مرد چادر حق پہچانا جاتا ہے اور ممتاز ہوتا ہے اور مراد

علامت سی ہیئت اور صورت ہی خصوصاً مفاخرت اور عصبیت کے احادیث کے بیان مین
صراح مین فخر اور تفاخر بمعنی ناز کرنیکی ہے اور تفاخر ناز کرنا دو گروہ کا آپس مین اور
تفخر فخر کرنیوالا تفخیر بزرگی دکھانی متفخر متکبر مفاخرت برابری کرنا فخر مین یعنی باہم فخر
کرنا افتخار اور تفخیر ایک کو دوسرے پر بڑہانا اور مفاخرت اگر حق مین اور حق کے لئے
اور مصلحت کی لئی اور اظہار قوت کی لئی اعدا دین پر ہو تو وہ جایز ہے اور صحابہ کرام
اور سلف سی آیا ہی اور اگر وہ ناحق بطریق تکبر کی اور نفسانیت کی ہو تو وہ مذموم ہے
اور اکثر استعمال اوس کا عرفاً بمعنی تکبر کی اور نفسانیت کی آتا ہے اور عصبیت کی معنی
عصبی ہونا ہے اور عصبی اوس کو کہتے ہین کہ وہ اپنی قوم کی حمایت کرے اور ان کی لئی
تعصب کرے اور تعصب اصل مین بمعنی تشدید اور سختی کرنیکی آتا ہی اور اس معنی کے لئی
ہی عصب کہ وہ پٹھی کو کہتے ہین کہ وہ سبب شدت اور سختی مفاصل بدن کا ہے اور
تعصب وہ کہ اپنی قوم کے لئے تعصب کری اور وہ کہ خصومت کرے کسی مذہب مین
اظہار قوت کی لئی اور اس لئی کہ تعصب مین اعصاب گردن کی یعنی پٹھی گردن کے
پہول جاتین ہین تو اوس کو تعصب کہا جاتا ہے اور اگر تعصب حق کے لئے ہو اور
متضمن ظلم نہو تو وہ اچہا ہی اور اگر وہ بطریق باطل کے اور ظلم کی ہو تو وہ مذموم ہے
اور اکثر اطلاق اوس کا ظلم اور ناحق مین آتا ہی جیسا کہ احادیث آیندہ سی معلوم ہوگا
وعن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تطروني كما اطرت
النصاری ابن مریم فانما انا عبدہ ورسولہ متفق علیہ یعنی حضرت عمر سی مروی
ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ زیادتی کرو تم میری تعریف مین
جیسا کہ زیادتی کی نصاری نی بیٹی مریم کی تعریف مین یعنی حضرت عیسی علیہ السلام کی توصیف

ہین کہ اون کو اللہ اور ابن اللہ کہا پس ہین بندہ خدا کا اور رسول اوس کا ہون اور
جاننا چاہیئے کہ بندگی مقام خاص اور صفت مخصوصہ حضرت سید المرسلین احمد مصطفی علیہ الصلوٰۃ
والسلام کی ہی کہ وہی بندہ حقیقی حضرت اللہ تعالی کی اور سب ہی کامل تر عبودیت کی
صفت مین ہین اور کمال مدح اور بیان علو مقام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصتہ اس
صفت کی اسناد مین ہی اور اطرا کسی کی مدح مین حد اعتدال سی گذرنا اور اوس مین جھوٹ کہنا
اور اطرا اور مبالغہ حضرت سید الانبیا علیہ افضل التحیہ کی تعریف مین نہین ہو سکتا اس لئی
کہ جیسی مدح حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بغیر اثبات الوہیت کی اور اندازہ کے
کی جاوے آپ اوس کے مستحق ہین جیسا کہ کسی نی کہا ہے گمو اور اخدا از بہر امر شرع
وحفظ دین + وگر ہر وصف کش میخواہی اندر وصفش انشا کن + مولوی جامی نی کہا ہے
لا یمکن الثناء کما کان حقہ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر اور فی الواقع کوئی
بغیر خدا جل شانہ کی حقیقت اون کی کو نہین جانتا ہے اور مانند آپ کی کوئی اللہ تعالی شانہ کو
نہین پہچانتا عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لینتہین اقوام یفتخرون
بآبائہم الذین ماتوا انما ہم فحم من جہنم او لیکونن اہون علی اللہ من الجعل
الذی یدہدہ الخرء بانفہ ان اللہ قد اذہب عنکم عبیۃ الجاہلیۃ وفخرہا
بالآباء انما ہو مومن تقی او فاجر شقی الناس کلہم بنو آدم وآدم من تراب
رواہ الترمذی وابوداؤد یعنی حضرت ابی ہریرہ سی مروی ہی کہ حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کہ باز آوینگی وہ قوم کہ فخر کرتے ہین اپنی باپونسی کہ وہ مرگئی ہین
سوائی اس کی نہین کہ وہ کوئلی دوزخ کی ہین کہتا ہے فقیر مودودی کہ ورود اس حدیث کا
مشرکون کی حق مین ہی کہ یقینا وہ دوزخ مین ہین اور یا اُن اہل اسلام کی حق مین ہی

کہ باپ اون کی کافر ہین اور وہ حسب عادت معتاد جاہلیت کی اپنی باپون کی تعریف جھوٹی کرتے ہین یا البتہ وہ ہون گی ذلیل نزدیک اللہ تعالی کی یعنی اگر وہ فخر کرنے سی باز نہ آوینگی تو وہ خدائی تعالی کی نزدیک کرم نجاست سے کہ وہ نجاست کو اپنی ناک سی لوٹاتا ہی زیادہ خوار ہون گی تحقیق اللہ تعالی نی دور کی تمسی نخوت جاہلیت کی اور فخر کرنا ساتہہ باپون کے اور آدمی یا مؤمن متقی ہو گا یا فاجر بدکار ہو گا اگر وہ مؤمن متقی ہے تو وہ خود عند اللہ عزیز ہے تو اوس کو اپنی باپونسی فخر کرنے کی کیا حاجت ہی اور اگر وہ فاجر بدکار ہی تو وہ نزدیک اللہ تعالی کی ذلیل ہے اوس کو اپنی باپون سی فخر کرنا غیر مفید ہی اور تمام آدمی اولاد حضرت آدم کی ہین اور حضرت آدم مٹی سی پیدا ہوئی ہین اور مٹی خوار اور پست ہے تعزز اور افتخار اوس کو سزاوار نہین + زخاک آفریدت خداوند پاک - پس ای بندہ افتادگی کن چو خاک اور جعل جیم معجمہ کی ضم اور عین مہملہ کی فتح سے سیاہ کرم کہ وہ پلیدی مین رہتا ہے اور پلیدی کو اپنی ناک سی لوٹاتا ہے اور خُرَاء خا معجمہ کی ضم اور راء مہملہ کی سکون سی اور ہمزہ سی پلیدی اور عبیّہ عین مہملہ کی ضم اور باء موحدہ مشدہ کی کسر اور یا تحتانیہ کی تشدید سی نخوت وعن واثلۃ بن الاسقع قال قلت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما العصبیۃ قال ان تعین قومک علی الظلم رواہ ابو داؤد - یعنی واثلہ ابن اسقع سی مروی ہی کہ مین نے کہا یا رسول اللہ علیک الصلوۃ والسلام عصبیت مذموم کیا ہی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کہ عصبیت مذموم وہ ہی کہ ظلم پر اپنی قوم کی اعانت کرو تم روایت کیا اوس کو ابو داودنی اس حدیث سی معلوم ہوا کہ اعانت اپنی قوم کی اگر وہ حق پر ہون تو اچھی ہی جیسا کہ حدیث آیندہ مین بھی ہے -

وعن سراقة بن مالك ابن جعشم قال خطبنا رسول الله صلى الله
عليه وسلم فقال خيركم المدافع عن عشيرته من لم يأثم رواه ابو داؤد
یعنی سراقہ ابن مالک بن جعشم سی مروی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ
مین ہمکو فرمایا کہ بہترین تمہارا وہ ہی کہ لوگون کی ظلم کو اپنی قوم سی دفع کری جبتک کہ وہ
گنہگار نہو یعنی بسبب مدافعت کی روایت کیا اوس کو ابو داود نی اگر کہا جاوی کہ وہ
مدافعت سی کیسا گنہگار ہوگا جواب اوس کا یہہ ہی کہ اگر وہ زبان سی مدافعت کرسکی تو
اوس کو ہاتہہ سی مدافعت کرنا جائز نہین اگر وہ ہاتہہ سی مدافعت کری تو وہ مدافعت ظلم کی حد
نہ پونچی اور گنہگار نہووی یعنی جیسا ہوسکی مدافعت ظلم کی کری نہ یہہ کہ وہ ظلم کری وعن
جبیر ابن مطعم ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ليس منا من دعا
الى عصبية وليس منا من قاتل عصبية وليس منا من مات على عصبية رواه
ابو داود یعنی جبیر بن مطعم سی مروی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کہ
نہین وہ شخص ہم مین سی یعنی اہل ملت یا اہل طریقہ ہمارے سی کہ بلاوی عصبیت کیطرف اور
نہین وہ شخص ہم مین سی کہ جنگ اور قتال اور کشت خون کری عصبیت کی لئی اور نہین
وہ شخص ہم مین سی کہ مری عصبیت پر روایت کیا اوس کو ابو داود نی اور عصبیت سی
مراد اس حدیث مین وہ عصبیت ہی کہ وہ بطریق ظلم کی اور باطل کی ہو کہ وہ مذموم اور منہی
عنہ ہی وعن عبادة ابن كثير الشامي من اهل فلسطين عن امراة منهم يقال
لها فسيلة انها قالت سمعت ابي يقول سئلت رسول الله صلى الله عليه
وسلم امن العصبية ان يحب الرجل قومه قال لا ولكن من العصبية ان ينصر
الرجل قومه على الظلم رواه احمد وابن ماجه یعنی عبادہ بن کثیر الشامی کہ

کہ وہ فلسطین کی آدمیون سی تہا ایک عورۃ سی کہ وہ اوس کی قوم سی تھی اور اوس کو
فسیلہ کہتے تہی راوی ہی کہ فسیلہ نی کہا کہ مینی اپنی باپ سی سنا کہ اوسنی کہا کہ پوچہا مینی
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی کہ آیا عصبیت مذموم سی ہی بہہ کہ کوئی آدمی اپنی
قوم کو دوست رکہی فرمایا نہ ولکن عصبیت مذموم سی وہ ہی کہ آدمی ظلم پر اپنی قوم کی یاری
کری روایت کیا اوس کو احمد اور ابن ماجہ نی خصوصًا بخل سی بچنی کی احادیث کی بیان
وعن جابر قال قال رسول اللہ صلی علیہ وسلم اتقوا الظلم فان الظلم ظلمات یوم القیامۃ واتقوا
الشح فان الشح اھلک من قبلکم حملھم علی ان سفکوا دماءھم واستحلوا محارمھم رواہ مسلم
یعنی حضرت جابر سی روی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا بچو تم ظلم سی پس تحقیق ظلم تاریکی ہی قیامت
کے دن اور بچو تم بخل سی پس تحقیق بخیلی نی ہلاک کردیا ہی اون لوگون کو کہ تم سی
پہلی تہی باعث ہوا اون کو بخل اس پر کہ اونہون نی خون ریزی کی اور حرام کو حلال جانا
روایت کیا اوس کو مسلم نی اور چونکہ معنی ظلم کی وضع الشئی فی غیر محلہ یعنی شئی کو
اوس کی غیر محل مین رکہنا کما مر پس ظلم سب گناہون کو شامل ہوا اور بچو تم بخل سی
کہ وہ بہی ایک نوع ظلم کا ہی اور بخل باعث خون ریزی کا اور حلال جاننی حرام کا یون
ہوتا ہی کہ خرچ کرنا اموال کا اور ادائی حقوق مالی اور تفقد بھائی مسلمانون کا سبب
محبت کا اور ملاپ کا ہوتا ہی اور بخل کرنا چونکہ وہ موجب عدم ادائی حقوق مالی اور
سبب عدم تفقد کا ہی تو وہ باعث انقطاع کا اور ترک ملاقات کا ہی اور یہی باعث
ہوتا ہی لڑائی اور دشمنی کا اور جب دشمنی ہوئی تو خون ریزی بہی ہوتی ہے اور
حلال کرنا حرام کا بہی ہوتا ہی کہ دشمن دشمن کی جان کو اور اون کی عورتون کو اور
مال کو اور آبرو وغیرہم کو از روئی دشمنی کے حلال سمجہتا ہی وعن ابی ذر قال انتہیت

الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو جالس فی ظل الکعبۃ فلما رأنی قال ھم
الخسرون ورب الکعبۃ فقلت فداک ابی وامی من ھم قال ھم الاکثرون
اموالا الا من قال ھکذا وھکذا وھکذا من بین یدیہ ومن خلفہ
وعن یمینہ وعن شمالہ وقلیل ما ھم متفق علیہ یعنی حضرت ابی ذر سے مروی ہے
کہ اوس نی کہا پہونچا مین حضرت سید الانبیاء علیہ الصلوۃ والسلام کی پاس اور وہ
بیٹھی تھی کعبہ کی سایہ مین پس جبکہ مجھ کو دیکھا فرمایا وہ نہایت زیان کار ہین اور وہ
نہایت خسارہ مین ہین قسم ہے پروردگار کعبہ کی پس کہا مینی قربان ہوا آپ پر باپ
میرا اور مان میری وہ کون ہین فرمایا وہ بہت جمع کرنیوالی مال کی مگر جس شخص نے
کہ خرچ کیا ادہر اور ادہر یعنی ہر طرف جیسا کہ بیان کیا کہ آگی اپنی اور پیچھی اپنی اور
داہنی اپنی اور بائین اپنی اور کم ہین وہ روایت کیا اوس کو بخاری اور مسلم نے۔
وعن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم البخیل بعید من اللہ
بعید من الجنۃ بعید من الناس قریب من النار الحدیث رواہ مسلم یعنی
حضرت ابی ہریرہ سی مروی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بخیل
یعنی جو شخص کہ واجبات کو ادا نکری وہ دور ہی اللہ تعالی سی دور ہی بہشت سی دور ہی
لوگون سی نزدیک ہی دوزخ کی آگ سی آخر حدیث تک روایت کیا اوس کو مسلم نی وعن
ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خصلتان لا یجتمعان
فی مؤمن البخل وسوء الخلق رواہ الترمذی یعنی حضرت ابی سعید سی مروی ہے
کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا دو خصلتین نہین جمع ہوتے مؤمن
مین ایک بخل دوسری بدخلقی نقل کی ترمذی نی یعنی لائق نہین کہ مؤمن کامل مین یہہ

دو خصلتین جمع ہون یا مراد یہہ ہی کہ اوس مین یہہ دو خصلتین جبلی نہین ہوتی کہ وہ اوس کی طبعی ہون اور وہ اوس سی جدا نہون اگر بمقتضائی بشریت کی کوئی مؤمن احیاناً بخل یا بدخلقی کری اور بعد ازان وہ اوس سی پشیمان ہو اور اپنی نفس کو وہ ملامت کری تو وہ منافی کمال ایمان کی نہین اور مراد بدخلقی سی یہہ ہی کہ وہ اخلاق خلاف شرع کی ہون نہ یہہ کہ جو لوگون مین متعارف اور مشہور ہی کہ وہ دورنگی کو اور دوزبانی کو اور دورویی کو اور تملق اور خوشامد کو اور ترک نصیحت کو اور عدم احتساب شرعی کو اور عدم ممانعت امور غیر مشروعہ کو بلکہ مداہنت فی الدین کو نیک اخلاقی سمجھتے ہین اور یکرنگی کو اور یکزبانی کو اور صدق اور صاف گویی کو اور ممانعت امور خلاف شرعیہ کو اور احتساب شرعی کو اگرچہ وہ زبانی ہی ہو بدخلقی اور جہالت جانتی ہین تو یہہ خیال اون کا باطل ہی وعن ابی بکر ن الصدیق قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یدخل الجنۃ خب ولا بخیل ولا منان رواہ الترمذی یعنی حضرت ابابکر صدیق سی مروی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کہ نہ داخل ہوگا بہشت مین مکار اور نہ بخیل اور نہ فقرا پر منت رکھنے والا روایت کیا اوس کو ترمذی نے یعنی وہ عذاب سی پہلی بہشت مین نجاویگے بلکہ وہ بعد عذاب دوزخ کی اور بعد اپنی اپنی سزا پانیکی بہشت مین داخل ہونگی اور بخیل سی مراد وہ آدمی ہی کہ زکوۃ اور صدقہ فطر اور قربانی اور اور حقوق مالی اللہ تعالی کے اور حقوق آدمیون کی کہ اوس کی ذمہ پر واجب الادا ہون وہ ادا نکرے اور وہ نفقہ اپنی عیال کا اور قرض وغیرہم کہ اوس کی ذمہ پر ہون ندیوی اور معنی منان کی ایک تو وہ ہی کہ مذکور ہوئی اور دوسری معنی یہہ ہی کہ منان قاطع

الرحم کو کہتے ہین یعنی وہ آدمی کہ اپنی ناتی وارون سی قطع کری اور مسلمانون سی محبت اور
اختلاط اور امتزاج نہ رکہی عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی علیہ وسلم شرما
فی الرجل شح ہالع وجبن خالع رواہ ابوداود حضرت ابی ہریرہ سی مروی ہی کہ
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کہ بدترین خصلتون کی آدمی مین دو خصلتین ہین
ایک بخل بہت دوسرے بزدلی غالب روایت کیا ابوداود نی وعن ابن عباس قال النبی صلی اللہ
علیہ وسلم الا اخبرکم بشرارکم قالوا بلی قال الذی یسئل باللہ ولا یعطی رواہ
احمد یعنی حضرت ابن عباس مروی ہی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کہ کیا نہ خبر دون
مین تمکو اوس آدمی سی کہ وہ عند اللہ اور آدمیون سی بدہوا زردی مرتبہ کی عرض کیا صحابہ نی
کہان خبر دیجئے فرمایا وہ شخص کہ اوس سی ساتہہ نام اللہ تعالی کی سوال کیا جاوی اور وہ ندی
روایت کیا اوس کو احمد نی وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الشح
شجرۃ فی النار فمن کان شیحا اخذ بغصن منہا فلم یترکہ الغصن حتی یدخلہ
النار رواہ البیہقی فی شعب الایمان یعنی حضرت ابی ہریرہ سی مروی ہی کہ حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کہ بخیلی ایک درخت ہی دوزخ مین پس جو شخص کہ بخیل ہوگا اوس درخت
کی ایک ٹہنی کو اوس کی ٹہنون مین سی پکڑیگا پس نچوڑ یگی وہ ٹہنی یہانتک کہ داخل کریگی وہ
اوس کو دوزخ مین روایت کیا اوس کو بیہقی نی شعب الایمان مین کہا ہی کہ نقیر مودودی کہ حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی بخیلی کو درخت ناری سی تشبیہ دی اس لئی کہ جیسی درخت کی بہت
ٹہنیان ہوتے ہین ایسا ہی بخیلی کے درخت کی بہت شاخین ہین یعنی اوس کے بہت اقسام ہین
اور جو کوئی اوس کی ایک ٹہنی کو پکڑیگا یعنی جو کوئی بخیلی کی اقسام سی ایک قسم کی بخیلی کو اختیار
کریگا تو وہ بخیلی اوس کو دوزخ مین داخل کریگی فائدہ اقسام احادیث کے بیان مین اوس

سند ہین کہ ہم سی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک جس قدر روایت کرنیوالی ہون سب عاقل اور دیندار اور صحیح الحافظہ ہون اور ایک دوسری سی متصل روایت کرین کہ بیچ مین کوئی نہ رہجائی مثلاً حضرت سید الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم سی حضرت ابی ہریرہ صحابی کسی حدیث کو نقل کرین اور پہر انسی ابی الزناد اور پہر انسی امام مالک روایت کرینا پس حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی امام مالک تک روایت کرنیوالی حضرت ابی ہریرہ صحابی اور اعرج اور ابی زناد ہین یہہ تینون شخص عاقل و دیندار صحیح الحافظہ ہین اور وہ ایک دوسری سی نقل کرتا ہے اون کی بیچ مین کوئی اور چوتھا شخص نہین رہگیا ہی سو اس سند کو سند صحیح کہتی ہین اور اس حدیث کو مرفوع کہتے ہین اور اگر کسی راوی نی صحابی تک ہی سند پہونچائی تو اوس حدیث کو حدیث موقوف کہتی ہین اور اگر تابعی تک پہونچائی اور اگی صحابی تک سند نہ چلی تو اوس کو حدیث مقطوع کہتے ہین کہ بیچ سی سلسلہ کٹ گیا حضرت سید الکونین صلوۃ اللہ علیہ وسلامہ تک نہ پہونچا ہان اگر حضرت سید المرسلین علیہ الصلوۃ والسلام تک پہونچ جاویگی تب اوس کو حدیث متصل کہین گی کہ حضرت سید الانبیاء علیہ افضل التحیہ تک اوس کا اتصال ہوگیا اور اگر بیچ مین کوئی راوی کم عقل یا بی دیانت یا خراب حافظہ کہ بہولنی کی اوس کو عادت ہوا جاوی تو یہہ حدیث متصل بھی ضعیف کہلاویگی اور اس حدیث کو قوی جب کہینگی کہ اوس کی راوی قوی ہونگی علی ہذا القیاس جس حدیث کی جسقدر معتبر اور قوی راوی ہونگی اوسی قدر وہ حدیث قوی ہوگی اس لیے احادیث کے کتابون مین صحیح بخاری سب سی زیادہ قوی اور معتبر ہی اوس کی بعد صحیح مسلم ہی اسی قسم کے اعتبارات سی احادیث کی بہت سی اقسام ہی کہ اون کو علم اصول حدیث مین علمانی خوب صراحت سی لکہا ہی پس جس حدیث کی ایک ہی سند ہو تو اوس کو غریب کہتے ہین اور جس کے

دو سند ہون اوس کو حدیث عزیز کہتے ہین جسطرح امام مالک مثلاً ایک حدیث کو ایک اوسی
پہلی سند سی روایت کرین یعنی مالک اوس حدیث کو ابی الزناد سی اور وہ اعرج سی اور
وہ حضرت ابی ہریرہ سی اور وہ حضرت خاتم النبین صلی اللہ علیہ وسلم سی روایت کرین
اور دوسری سند اوس کی لئی یون لاوین کہ امام مالک نافع سی اور نافع عبداللہ بن عمر صحابی
سی اور وہ حضرت رسول علیہ الصلوۃ والسلام سی روایت کرین اور جس حدیث کی دو سی زیادہ
تین یا چار یا پانچ سند ہون سو اوس کو حدیث مشہور کہتے ہین اور تینون قسم کو آحاد
کہتی ہین اور جس حدیث کی بیشمار سندین ہون اور ہر مرتبہ مین اوس کو بیشمار راوی روایت
کرتی ہون اور عقل اوس قدر آدمیون کا جھوٹا ہونا محال سمجھی تو اوس کو حدیث متواتر
کہتے ہین اور خاص متواتر مین اوس کی ثبوت کا یقین حاصل ہوتا ہی بخلاف غریب و غریب
و مشہور کی کہ اونکی ثبوت مین ظن غالب ہی جیسی کہ شہر مکہ اور مدینہ کی موجود ہونیکو سب
لوگ بیان کرتے ہین کہ سب کو عقل جھوٹا نہین جانتی پس اس خبر متواتر سی شہر مکہ اور مدینہ کے
موجود ہونی کا یقین ہو جاتا ہی اور قرآن مجید حرف بحرف حضرت سید الانبیا صلی اللہ
علیہ وسلم سی یقینی ہی اور بہت احادیث کا ثبوت ظنی ہی سو اس لئی قرآن مجید کو احادیث
پر مقدم رکھا ورنہ قرآن مجید بھی ہمکو حضرت سید المرسلین علیہ افضل التحیہ سی پہونچا ہی اور
احادیث بھی اس مین دونو برابر ہین پر اس لئی قرآن مجید کو احادیث پر مقدم رکھا کہ قرآن
مجید کی الفاظ و معانی دونو من اللہ ہین جیسا کہ یہہ آیت اوس پر دال ہی وما ینطق
عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی یعنی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی طرف سے
اور اپنی خواہش سی بدون امر الہی جل شانہ کی امور دین مین نہین بولتی بخلاف حدیث کی کہ
اوس کی معانی من اللہ پس کتاب اللہ بھی امر الہی ہی اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی

امر آلہی ہی مگر قرآن مجید کی الفاظ اور معانی حرف بحرف منزل من اللہ ہین اور احادیث
کے معانی بدون حروف کی اور مشکوۃ شریف کی شرح مین مرقوم ہی کہ حدیث کی رجال کو
کہ وہ حدیث کی راوی ہین اوس کو سند رجال کہتی ہین اور اسناد بمعنی سند کی اور کبھی بمعنی ذکر
سند کی اور کبھی بمعنی اظہار سند کی بھی آتا ہی اور متن حدیث وہ ہی کہ اوس پر اسناد منتہی
ہو پس اگر درمیان سی کوئی راوی حدیث کی رواۃ سی ساقط نہ ہو اور اسناد اوس کا پیوستہ ہو
اوس کو حدیث متصل کہتی ہین اور اس عدم سقوط کو اتصال کہتی ہین اور اگر رواۃ سی ایک یا
ایک سی زیادہ ساقط ہون اوس کو منقطع کہتے ہین اور اوس سقوط کو انقطاع کہتے ہین
اور اگر سقوط اول سند سی ہو اوس کو معلق کہتے ہین اور اس اسقاط کو تعلیق کہتی ہین
ساقط ایک ہو یا بہت ہون اور کبھی تمام سند ساقط ہوتی ہی جیسا کہ مصنفون کی عادت
ہوتی ہی کہ کہتے ہین قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اگر سقوط آخر سند مین
تابعین کی بعد ہو اوس کو حدیث مرسل کہتے ہین اور اوس فعل کو ارسال کہتے ہین جیسا کہ
کوئی تابعی کہی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور محدثین کی نزدیک مرسل اور
منقطع ایک معنی سی آتے ہین مگر بہلی اصطلاح مشہور تر ہی فقہاء اور محدثین کے نزدیک
اور جمہور علماء مرسل مین توقف کرتے ہین اس لیے کہ معلوم نہین ہوتا کہ اس روایت مین
ثقہ ساقط ہی یا غیر ثقہ اسواسطی کہ روایت تابعی کی تابعی سی ہی بہت آئی ہی اور تابعین مین
ثقہ اور غیر ثقہ دونو ہوتی ہین اور حدیث مرسل مطلقاً نزدیک حضرت امام ابو حنیفہ اور امام مالک
رحمہا اللہ تعالی کی مقبول ہی اور یہہ دونو حضرات کہتی ہین کہ ارسال کمال وثوق اور اعتماد
کے لیئی ہی اور اگر نزدیک اوس کی روایت صحیح نہوتی تو وہ روایت مین ارسال نکرتا اور
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکہتا اور حضرت امام شافعی کی نزدیک اگر حدیث

مرسل کی کسی اور وجہ سی اعتضاد ہو تو وہ مقبول ہی اور حضرت امام احمد سی دو قول ہین
ایک قبول مین اور ایک توقف مین اور اگر اثنای اسناد سی دو راوی متوالی ساقط
ہون اوس کو معضل میم مہملہ کی ضم اور عین مہملہ کی سکون اور ضاد معجمہ کی فتح سی کہتے
ہین اور اگر اثنای اسناد سی ایک راوی ساقط ہو یا زیادہ لیکن متوالی ساقط نہون بلکہ
دو جگہہ سی یا تین جگہہ سی اوس کو منقطع کہتے ہین اور منقطع از روی معنی کی شامل تمام
تمام اقسام انقطاع کو بھی آتا ہی اور منقطع کا ایک قسم ہے کہ اوس کو مُدَلَّس میم مہملہ کی
ضم اور لام مہملہ مشددہ کی فتح سی کہتی ہین اور اوس کی فعل کو تدلیس اور اوس کی فاعل کو مدلس
لام مہملہ کی کسر سی کہتی ہین اور صورت اوس کی یہہ ہی کہ راوی اپنی شیخ کا نام نہ لیوی
اور وہ اوس شیخ کا نام کہ اوس کی شیخ سی فوق ہی لیوے اور حدیث کو اوس سے
روایت کری اور وہ لفظ کہ موہم سماع کا ہو لاوی اور حال آنکہ اوس حدیث کو اوس نی اوسے
نہ سنا ہو مثلاً کہ مدلس کہی عن فلان یا کہی قال فلان اور تدلیس مذموم اور مکروہ ہی مگر
اوس وقت مین کہ ثابت ہو کہ وہ بغیر ثقہ سی تدلیس نہین کرتا اور اوس مین کوئی غرض فاسد
نہو جیسا کہ وہ بسبب صغر سن اور عدم جاہ اور شہرت اور ستر حال اپنی شیخ کی اوس سی اخفاء
سماع کا کرتا ہی اور اوس کا نام نہین لیتا کہ وہ سبب طعن کا ہو اور تدلیس لغت مین متاع
کا عیب چھپانا اور بمعنی اختلاط اور اشتداد ظلام کی بھی آتا ہی اور اگر حدیث کی اسناد مین
یا متن مین راوی سی اختلاف تقدیم کا یا تاخیر کا یا زیادتی کا یا نقصان کا یا ابدال راوی کا
مکان راوی کے واقع ہوا ہو یا ایک متن کو اور متن کی جگہہ مین لایا ہو یا امثال اوسکے
تو اوس حدیث کو مضطرب کہتے ہین اور اگر راوی کسی مصلحت کی لئی یا کسی غرض کے لئے
اپنے کلام کو حدیث مین لاوی تو اوس کو مدرج کہتے ہین اور شاذ اور منکر اور

معلل بھی حدیث کی اقسام سی ہین شاذ محدثین کی اصطلاح مین اوس حدیث کو کہتے
ہین کہ وہ مخالف روایت ثقات کی روایت کی گئے ہو پس اگر راوی اوس کا ثقہ نہو
تو وہ مردود ہی اور اگر ثقہ ہو تو اس جگہہ مزید حفظ اور ضبط سی یا کثرت عدد سی یا اور وجوہ
ترجیحات سی بسبیل ترجیح کی رکھتا ہی پس وہ حدیث کہ راجح ہی اوس کو محفوظ کہتے ہین اور
مرجوح کو شاذ کہتے ہین اور منکر اوس حدیث کو کہتے ہین کہ راوی ضعیف بمقابل اوس کے
کہ اوس مین ضعف کمتر ہو روایت کری اور بمقابل منکر کی معروف ہی پس منکر اور معروف
دو نو ہین راوی ضعیف ہین ایک ضعیف تر دوسری سی اور شاذ اور محفوظ دو نو ہین راوی
قوی ہین ایک قوی تر دوسری سی اور شاذ اور منکر دو نو مرجوح ہین اور محفوظ اور معروف
دو نو راجح ہین اور معلل کہ صیغہ اسم مفعول اور مشتق تعلیل سے ہی اوس اسناد کو کہتے
ہین کہ اوس مین ایسی علل اور اسباب ہون کہ اوس کی صحت کی قادح ہون اور اوس کو
اہل مہارت اور خداقت علم حدیث کی پاتی ہون اور اگر کسی نی حدیث کو روایت کیا ہی
اور اور راوی نی بھی اوس کی موافق روایت کیا ہو تو اس راوی کی حدیث کو اوس حدیث کا
متابع صیغہ اسم فاعل سی کہتی ہین اور وہ کہ محدثین کہتے ہین تابعہ فلان و لہ متابعات
اوس کی یہی معنی ہی اور متابعت موجب تقویت اور تائید کی ہی اور لازم نہین کہ متابعت
مرتبہ مین مساوی اصل کی ہو اور اگر وہ اوس کی مرتبہ سی کمتر ہو تو بھی وہ متابعت کی شمار مین
ہی اور متابع اگر لفظ اور معنی مین موافق اصل کی ہو تو اوس پر مثلہ کا اطلاق کرتے ہین
اور اگر وہ معنی مین موافق ہو اور لفظ مین موافق نہ ہو تو اوس پر بمعنوہ کا اطلاق کرتے
ہین اور متابعت مین شرط ہی کہ دو نو حدیثین ایک صحابی سی ہون اور اگر وہ دو صحابی سی
مروی ہین تو اوس کو شاہد کہتے ہین جیسا کہ محدثین کہتے ہین لہ شواھد و یعتمد

یہ حدیث فکلان فی الجملہ احادیث کی تین قسم ہین صحیح اور حسن اور ضعیف
صحیح مرتبہ اعلی ہی اور ضعیف مرتبہ ادنی ہی اور حسن متوسط ہی حدیث صحیح وہ ہے کہ نقل عدل
تام الضبط متصل السند سی منتہی تک ثابت ہوئی ہو اگر یہہ صفات بروجہ کمال کی ہون
تو اوس کو صحیح لذاتہ کہتی ہین اگر کوئی نوع کا قصور اور نقصان اوس سی راہ یاب ہو
اور کثرت طرق فی اوس کا جبر نقصان کیا ہو تو اوس کو صحیح لغیرہ کہتی ہین اور اگر جبر
نقصان اوس کا نہین ہوا تو اوس کو حسن لذاتہ کہتی ہین اور اگر حدیث ضعیف ہو
تعدد طرق فی جبر نقصان اوس کی ضعف کا کیا ہو اوس کو حسن لغیرہ کہتی ہین اور
ظاہرًا قوم کا کلام اس مین ہی کہ حسن کی تمام صفات مذکورہ مین نقصان راہ یاب ہی
اما تحقیق وہ ہی کہ حسن لذاتہ مین ضعف اور نقصان فقط ضبط مین ہی اور اوصفات
اوس کی اپنی حال پر ہین اور ضعیف اور حسن لغیرہ مین تمام صفات مین نقصان
راہ یاب ہی اور مراد عدالت سی ملکہ شخصی ہی کہ باعث ہوتا ہی اوس کو تقوی اور مروت
کی ملازمت پر اور تقوی سی مراد اجتناب امور منہیہ کا ہی شرک اور فسق اور بدعت سی اور
صغیرہ کی اجتناب مین اختلاف ہی اور مختار عدم اشتراط اوس کا ہی اس لیی کہ اجتناب صغیرہ
خارج طاقت سی ہی مگر اصرار اور مداومت اوس پر کہ وہ بھی کبیرہ ہی اور مراد مروت سی
تنزہ بعضی خسائس اور نقائص سی ہی کہ وہ خلاف مقتضای ہمت اور مردانگی کے ہی مثل
ارتکاب بعضی مباحات دنیہ کی جیسا کہ بازار مین کھانا اور پینا اور شارع عام مین بول اور
برہنہ کرنا اور مانند اوس کی اور عدل روایت عام تر ہی عدل شہادت سی اس لیی کہ
وہ غلام کو بھی شامل ہی بخلاف عدل شہادت کی کہ وہ حُر سی مخصوص ہی اور مراد ضبط
حفظ اور ثبت مسموع اور سروی کا ہی فوات اور اختلال سی اوس حیثیت سی کہ اوسکی

استحضار پر وہ متمکن اور قادر ہو اور ضبط دو قسم پر ہی ایک ضبط صدر اور دوسرا
ضبط کتاب ضبط صدر یاد داشت اور حفظ قلب سی ہی اور ضبط کتاب اپنی پاس اوس کی
صیانت اور نگاہداشت ہی ادا کی وقت تک اور غرابت منافی صحت کی نہین اور حدیث
غریب صحیح بھی ہو سکتی ہی جبکہ رجال اوس کی ثقہ ہون اور غریب کبھی بمعنی شاذ کی
بہی آتی ہی شذوذ سی کہ وہ حدیث کی طعن کی اقسام سی ہی اور یہی مراد ہی صاحب مشکوۃ
کی کہ بعضی احادیث مین بطریق طعن کی کہا ہی ھذا حدیث غریب اور بعضون نی بی
اعتبار مخالفت ثقات کی شاذ کی تفسیر مفرد راوی سی کی ہی اور کہا ہی کہ صحیح شاذ ہی اور
غیر شاذ اور جب کہ شاذ طعن کی مقام مین مذکور ہو تو اوس وقت بمعنی مخالفت ثقات
کی ہی تامل لا الہ الا اللہ کجا بودم و بجا رسیدم و از کجا سر کشیدم کہتا ہی فقیر مودودی
اگرچہ علت غائی اس رسالہ کی تالیف سی بیان توبہ کا تہا اور چونکہ توبہ کی جمیع لوازم
کا بیان کرنا بہی ضرور تھا نا برآن اس فقیر نی اول حقیقت توبہ کی اور بعد ازان آیات
قرآنی اور بعضی احادیث نبویہ علی صاحبہا افضل التحیہ و اقوال مشایخ رحمہم اللہ تعالی کی کہ
توبہ مین تہی اور اوس کی بعد وجوب توبہ کا ہر فرد بشر پر اور شرائط توبہ کی اور بعضی
صور جواز توبہ کی اور دفع عذرات عدم توبہ کی اور عدم تاخیر اور تسویف توبہ مین
لکہا اور چونکہ توبہ گناہون سی نادم ہونا ہی اور ندامت گناہون سی بغیر معرفت
گناہون کی نہین ہو سکتی تو بعد اون کی ضرور ہوا کہ سئیات کبیرہ اور صغیرہ اور اونکی
حدود و مظہمات صغائر کی کہ وہ فی المعنی قریب کبائر کی ہین اور بعضی احادیث کہ وہ
سئیات کبائر اور صغائر مین وارد ہوئی ہین لکہی تاکہ متمم اور مکمل اوس کا ہو اور
جب اس فقیر نی احادیث بہی لکہی تو اس فقیر نی چاہا کہ فائدہ اقسام حدیث مین بہی

لکھنا چاہیے کہ تا اُس سی عرفان اقسام احادیث کا اور احادیث کی عرفان سی کیفیت
سئیات کی کہ وہ احادیث معتبرہ سی ثابت ہو واضح ہو وی اور جانا چاہیے کہ شرف
آدمی کا اور حیوانات پر بسبب دل کی ہی کہ وہ حاکم اعلی کشور بدن کا ہی اور دل یعنی
مضغہ گوشت کا نہین کہ وہ انسان کے پستان چپ کی نیچی واقع ہی اس لئی کہ یہی
مضغہ لحمی اور حیوانات کو بہی ہی تو اوسکی وجود سی آدمی اور حیوانات سی مشرف
اور ممتاز ہو نہین سکتا بلکہ دل لطیفہ نورانی اور سر ربانی ہی کہ انسان کی اوس مضغہ
گوشت مین مودع اور مظروف ہی اور اطلاق قلب کا اوس مضغہ لحمی پر از قبیل اطلاق
حال کی اوس کی محل پر ہی اور کشف ملک اور ملکوت اور سیر عالم جبروت و لاہوت
اور مشاہد اور وصال حق اوس سی متعلق ہی اور دل بندہ مومن کا عرش آلہی بلکہ
سر آلہی ہی کہ زبان اوس کی بیان سی عاجز اور قاصر ہی اور بعضی محققین صوفیہ کے
نزدیک یہی روح ہی کہ جس کی حق مین یہہ آیت وارد ہوئی ہے یسئلونک عن
الروح قل الروح من امر ربی یعنی ای محمد علیک الصلوۃ والسلام آپ سے
روح کی حقیقت سی پوچھنگی کہہ تو کہ روح امر ربی ہی فساد دل کا فساد تمام بدن انسانکا
اور صلاحیت اوس کی صلاحیت تمام بدن کی ہی مطابق حدیث شریف کی فی الجسد
مضغۃ اذا صلحت صلح الجسد کلہ واذا فسدت فسد الجسد کلہ وھی
القلب یعنی جسم مین ایک مضغہ ہی جب وہ مضغہ اچھا ہوتا ہی تو سارا جسم اچھا ہوتا ہی
اور جب وہ بگڑتا ہی تو تمام جسم بگڑتا ہی اور وہ مضغہ قلب ہی یعنی دل ہی اور
قلب انسان کا مانند ایک آئنہ کی ہی کہ ایمان اور عبادات اور مجاہدہ عرفانی اور
اور اتیان اوامر شرعیہ اوس کی مجلی ہین کہ اوس سی اوس آئینہ کو جلا اور نورانیت

پیدا ہوتی ہے اور کفر اور سیئات اور ارتکاب کبائر بلکہ جمیع مناہی شرعیہ اوس کی مکدر ہین
کہ اون ہی اون کی تاریکی اور زنگ پیدا ہوتا ہی اور یہہ بھی جاننا چاہیئے کہ ایمان بندہ
مؤمن کا مانند ایک شخص کی ہی کہ مقویات اور مصلحات بدن اوس کی عبادات اور حسنات
اور مستقمات اور مہلکات بدن اوس شخص کی کفر اور عموماً سیئات اور خصوصاً کبائر ہین تو ہر
مؤمن کو لازم ہی کہ ارتکاب معاصی سی اپنی لطیفہ نورانی قلبی کو کہ وہ عرش آلہی بلکہ سر آلہی ہے
تعالی شانہ تاریک اور تیرہ و تکری اور مہلکات سیئات سی ایمان کی شخص کو در طہ ہلاک ہین نہ ڈالی
شیخ سعدی شیرازی نی کہا ہی ۔ ای کہ ترا سعدیا زیر زمین خفتن است ۔ بہ تمام خود خود بکن خندان منش
ای کہ گنہ کردہ بہر تو خدا لا توبہ کن ۔ باز گناہی مکن و شمن ایمان مباش
اگر دصورتی کہ کوئی آدمی بمقتضای بشریت کی ہوا اور ہوس نفسانی مین گرفتار ہو جای
اور از روی فطرت جبلی کی مرکب سیئات کا ہووی اور دل بندہ مؤمن کا بسبب ارتکاب سیئات
کے ظلمت اور تیرگی سے بیماری سے علیل ہو جاوی تو جیسا کہ آدمی اگر کوئی بیماری بدنی اوس کو عارض
اور لاحق ہوتی ہی تو وہ اوس سی غفلت نہین کرتا اور وہ اس بیماری سی غافل اور زایل نہین
ہوتا اس خوف سی کہ مبادا رفتہ رفتہ وہ اس کو ہلاک کر ڈالی تو وہ آدمی اوس کا علاج کرتا ہی
اور علاج کرنا عوارض بدنی کا وہ ضروریات سی جانتا ہی تو ویسا ہی آدمی اپنی دلکی عوارض
اور بیماریکا کہ وہ حاکم اعلی کشور بدن کا ہی علاج کرنا بھی ضروری جانے تو جیسا کہ دفع بیماری
بدن کی لئی دو تجویزین ضروری ہین ایک تجویز علاج کی کہ وہ خاص دفع مرض کی لئی ہی
اور دوسری تجویز پرہیز کی کہ وہ عدم تقویت مرض کی لئی ہی اور جبتک یہہ دو نو تجویزین
معاً کما حقہ نہ کیجاوین تو اصلاح بدن کی لئی دشوار ہوتی ہی ویسا ہی دفع علالت قلبی کی لئے
دو تدبیرین ضروری ہین ایک تو عبادات اور اتیان اوامر شرعیہ اور مجاہدات عرفانی

کا کرنا کہ یہہ اوس بیماری قلبی کا علاج ہی اور دوسرا سئیات ماضیہ سی بخلوص قلبی و نیت
عدم رجوع کی تائب ہونا اور حال اور استقبال مین معاصی کا ترک کرنا کہ یہہ اوس بیماری قلبی کے
لئے پرہیز ہی اور جیسا کہ علاج عوارض بدنی کا مطابق تجویز حکیم دانا کی ہوتا ہی تو چاہئی کہ ویسا ہی
علاج عوارض قلبی کا موجب تشخیص قانون شرع کی اور مطابق تجویز اطبا روحانی کی کہ مراد علما
ربانی اور شیوخ کاملین دین متین سی ہی ہو تاکہ وہ بتجویز منتج شفا قلبی کی ہووی اور چونکہ
جمیع اولیاء اور اتقیا اور علماء اور فضلاء اور عبّاد اور زہاد اور ابرار اور اخیار عرب اور
عجم کی سلف سی خلف تک اور زمرۂ محدثین مقلدین اور غیر مقلدین یہہ سب سا تہہ مسنونیۂ مطلق
بیعت کی قائل اور مقرر اور معترف ہین اور اونہون نی متبعان سنۃ السنیۃ المرتضیۃ علی صاحبہا
افضل التحیۃ اپنی شیوخ رحمہم اللہ تعالی سی بیعت توبہ کی کی ہی بلکہ حضرات صحابہ علیہم الرضوان نے
حضرت سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کی دست حق پرست پر اور حضرات تابعین نی حضرات صحابہ
سی اور حضرات تبع تابعین نی حضرات تابعین سی اقسام کی بیعتین کی ہین اور توبہ کرنیکو
بیعت کرنی سی شدت اتصال تھا اس لئی کہ سلسلۂ بیعت تقوی کا کہ توبہ بھی اوس مین داخل
ہی حضرت خیر الوری علیہ الصلوۃ والسلام سی الی یومنا ہذا جراثات ہی کہ جیسی بہ ثبات
الباس خرقہ کی مسلسل ہی کما سیجیئ بیانہ ان شاء اللہ تعالی اور چونکہ ان سب کا
لمنیت ہی یعنی نائب مانند منیب کی ہی تو اس سی بھی ثابت ہوا کہ سلسلۂ بیعت تقوی اور
توبہ کا حضرت سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سی ابتک بلا قصور کی اور بلا اہمال اور فتور کے
مسلسل ہاہی بنا بر آن فقیر مؤلف نی چاہا کہ بعد اثبات فرضیۃ توبہ کی اور بیان انواع اوسکی
اور وجوب اس کی اور شرائط اوس کی مسنونیۂ بیعت سی بھی کچھہ لکھی تاکہ وہ تکملہ توبہ کا
ہو اور ناظرین اور سامعین پر مسنونیۂ بیعت کی ظاہر ہو اور ناظرین اور سامعین بیعت

توبہ سی غافل نرہین اس لئی کہ ایک جزو اوس کا سنت سنیہ اور دوسرا جزو واجب ہی اور
وہ سنت صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین اور اتباع تبع تابعین کے اور معمول بہ اولیاء
اور اتقیاء اور علماء اور فضلا اور صلحاء اور ابرار اور اخیار ہر اکناف اور اطراف کا اور
خصوصًا باعث حصول ثواب کا اور سبب خوشنودی حضرت اللہ جل جلالہ کا ہی بیعت کی
بیان مین اللہ تعالی نی قرآن مجید مین فرمایا ہی اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ
اللّٰهَ یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا یَنْكُثُ عَلٰی نَفْسِهٖ وَمَنْ اَوْفٰی بِمَا
عٰهَدَ عَلَیْهُ اللّٰهَ فَسَیُؤْتِیْهِ اَجْرًا عَظِیْمًا یعنی جو لوگ بیعت کی تجھسوای محمد
صلواتی علیک وسلامی خصوصًا حدیبیہ مین یا اوس کی معنی یہہ ہی کہ جو لوگ کہ بیعت
کرتے ہین تجھسی ای محمد صلواتی علیک سلامی احیانًا ای فی حین من الاحیان سو اس کی
نہین کہ وہ بیعت کرتے ہین اللہ تعالی سی یعنی اس لئی کہ وہ خاص میری خوشنودی اور
تقویت دین کی لئی آپ سی بیعت کرتی ہین تو وہ فی الواقع مجھسی بیعت کرتے ہین اون کے
ہاتھہ پر اللہ تعالی کا ہاتھہ ہی پس جس نی کہ توڑا عہد بیعت کا پس سوا اس کی نہین لاوی
اپنی جان کی مضرت پر عہد بیعت کو توڑا اور اپنی جان کو خطر مین ڈالا اور اپنی کو دنیا اور
آخرت مین نقصان دیا اور جس نی وفا کیا اللہ تعالی سی عہد بیعت پر یا مضمون بیعت پر یعنی اوس
عہد پر کہ اوسی اوس پر بیعت کی ہی پس شتاب دیوےگا اللہ تعالی اوس کو اجر بڑا آخرت
مین نعیم بہشت سی اور جاننا چاہئی کہ اس آیتہ مین ایک تو ترغیب اور تحریص ہی بیعت کرنی
پر اور دوسرا اس مین عظمت بیعت کرنی کی ہی جناب نبوی علیہ الصلوۃ والسلام سی کہ وہ
فی الحقیقہ اللہ تعالی سی بیعت کرنا ہی اور تیسرا اس مین تہدید اور وعید ہی ناکثین بیعت کے
لئی کہ وہ نقصان فی الواقع ناکث بیعت کی لئی ہی جیسا کہ نقصان اور وبال مکر کا اوس کی

آیات قرآنی کہ بیعت کی شان مین

عامل پر عائد ہوتا ہی مطابق قولہ تعالی کی ولا یحیق المکر السیئ الا باھلہ اور
جیسا کہ وبال ظلم کا ظالم پر عائد ہوتا ہی مطابق قولہ تعالی کی انما بغیکم علی انفسکم وبال ہی
نقصان اور خسارہ اور وبال نقض عہد بیعت کا ناقض اور ناکث عہد بیعت کی لئی ہی
مطابق قولہ تعالی کی فمن نکث فانما ینکث علی نفسہ اور کسینے کیا اچھا کہا ہی پیمان
مشکن کہ ہر کہ پیمان بشکست ۔ از پای در افتاد بروں رفت ز دست ۔ اور اگر درست
بود پیمان الست ۔ نشکست ہیچ وجہ ہر عہد کہ بست ۔ چونکہ اس آیتہ مین عہد بیعت کے
ایفا کرنیوالون کی لئی وعدہ اجر عظیم کا ہی کہتا ہی نقیر مودودی کہ جیسا کوئی بادشاہ کہ
کسی کو اپنا خلیفہ مقرر کرتا ہی تو وہ بادشاہ اپنی دربار مخصر عام مین اوس کی اظہار خلافت کے
لئے فرماتا ہی یا وہ بادشاہ اپنی حکمنامہ عالیشان مین کہ اوس کی مکتوب الیہ ہونیکا شرف اپنی
خلیفہ کو عطا فرماتا ہی اور وہ حکمنامہ مشتمل قانون سلطنت اور احکام شاہی کی ہوتا ہی لکھتا ہی
کہ تو میرا خلیفہ اور نائب ہی اور جسنی تجھسی بیعت کی تو اوسنی مجھسی بیعت کی اور مبایعت مین
میرا ہاتھ تمہارا ہاتھ پر ہی اپنی تمسی بیعت کرنا بعینہ مجھسی بیعت کرنا ہی پس جبکہ تمسی عہد بیعت کو توڑا تو اوسنے
اپنی جان کو معرض ہلاک مین ڈالا اور جسنی تمسی عہد بیعت مین وفا کیا تو مین اوس کو اجر عظیم
دونگا ایسا ہی اللہ تعالی نی اظہار خلافت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لئی کہ زمین
اور اہل زمین مین وہ میرا خلیفہ ہی اپنی ایسی منشور رحمت نشور اور ایسی توقیع وقیع مین
یعنی قرآن مجید اور فرقان حمید مین کہ اوس کی شان مین لو انزلنا ھذا القرآن علی
جبل لرأیتہ خاشعا متصدعا من خشیۃ اللہ اور لا یمسہ الا المطھرون
وارد ہی یہہ فرمایا کہ جو لوگ ای محمد علیک صلواتی وسلامی تجھسے بیعت کرتے ہین تو وہ مجھسی
بیعت کرتے ہین اور مبایعت مین میرا ہاتھہ اون کی ہاتھہ پر ہی یعنی آپ سی بیعت کرنا مجھسی

بیعت کرنا ہی اور جس نی آپ سی عہد بیعت کا کرکے اوس کا نقض کیا اور اوس کو توڑا
اور عہد بیعت کو وفا نکیا تو اوس نی گویا اپنی جان کو معرض تلف مین ڈالا کہ ضرر نکث
بیعت کا ناکث بیعت کی لئی ہی اور جو کوئی وفا کریگا اوس عہد بیعت کو تو شتاب مین
اوس کو اجر عظیم دونگا جیسا کہ بیعت کرنا خلیفہ سی بیعت کرنا اوس کی مستخلف سی ہی ایسا ہی
نقض عہد بیعت کا اوس کی خلیفہ سی نقض عہد بیعت کا اوس کی مستخلف سی ہی اور فی الواقع
نقصان نکث بیعت کا ناکث بیعت کی لئی ہی نہ خلیفہ کی لئی نہ اوس کی مستخلف کی لئی ایسا ہی
ایفاء عہد بیعت کا کہ ظاہر مین اگرچہ وہ خلیفہ سی ہی مگر فی الواقع اوس کی مستخلف سی ہے تو
ثابر آن اللہ تعالی نی عہد بیعت کی ایفا کرنیوالون کے لئی وعدہ اجر عظیم کا فرمایا تو اللہ
تعالی نی اس آیتہ مین اظہار خلافت حضرت سید المرسلین علیہ الصلوۃ والسلام کا اپنی ملک مین
اور اپنی زمین مین اور اپنی مخلوق مین کیا اور آیتہ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی
یحببکم اللہ اور آیتہ واطیعوا اللہ واطیعوا الرسول اور آیتہ من یطع الرسول فقد
اطاع اللہ اور آیتہ ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین اٰمنوا
صلوا علیہ وسلموا تسلیما بھی اس پر دلالت کرتی ہین اللھم صل وسلم علی محمد ن النبی
الامی کما تحب وترضی بان تصلی علیہ وعلی الہ واصحابہ اجمعین اور کہتا ہی فقیر
مودودی کہ اس آیتہ مین ایک اور نکتہ خفیہ اور دقیقہ مخفیہ ہی کہ محققین پر مخفی نہین اور وہ
یہہ ہی کہ حضرت محمد مصطفی علیہ الصلوۃ والسلام رسول اللہ تعالی کی ہین اور علماء ربانی یعنی
اولیاء اور اتقیاء اور صلحا اور ابرار اور اخیار ہدایت خلق اور دعوت حق مین نائب حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہین اور چونکہ مرتبہ مطلق نیابت کا مطلق رسالت سی یا مرتبہ
مطلق نائب کا مطلق رسول سے افضل اور اعلی اور ارفع ہی تو جب بیعت کرنا رسول کا

موجب بیعت کرنی اوس کی مرسل کی ہوا جیسا کہ آیۃ ان الذین یبایعونک انما
یبایعون اللہ سی ظاہر ہی تو بیعت کرنا نائب کی موجب بیعت کرنی اوس کی نیسب کے
ضرور ہوگی تو اس آیۃ سی ثابت ہوا کہ جیسا بیعت کرنا حضرت سید الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم
سی بیعت کرنا اوس کی مرسل سی ہی یعنی اللہ تعالی سی تو ویسا ہی بیعت کرنا علماء ربانی امت
محمدی علیہ الصلوۃ والسلام سی یعنی اولیاء اور اتقیاء اور صلحاء اور ابرار اور اخیار سی کہ وہ
ہدایت خلق مین نائب حضرت محمد الرسول اللہ علیہ الصلوۃ والسلام کی ہین بیعت کرنا
اوس کی نیسب سی ہی یعنی حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سی ۔ بیسا کہ اس پر قول
قول المستحسن فی فخر الحسن کا کہ مولانا مولوی حسن الزمان محمد صاحب حیدر آبادی کی
تالیفات سی ہی دلالت کرتا ہی اور وہ یہہ ہی وان المریدون للسلوک والمتعلمین
للجہاد الاکبر فشیخہم امامہم فی ذالک نیابۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
الخ یعنی تحقیق مرید سلوک طریق معرفت کی اور متعرض جہاد اکبر کی پس شیخ امام اون کا ہی
جہاد اکبر مین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت سی اور جیسی اونسی بیعت کی
تو اونسی حضرت رسول اللہ علیہ الصلوۃ والسلام سی بوسطہ شیوخ اوس سلسلہ کی بیعت کی
اور رہا ہتہ حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا بتوسط اون شیوخ کی اوس مرید کی ہاتھہ
پر ہی جیسا کہ یہہ ظاہر ہوتا ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قول سی کہ کسی نی اونکی خدمت مین
حاضر ہوکر کہا کہ مین ارادہ کرتا ہون کہ آپ سی بیعت کرون حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے
فرمایا کہ آیا نہین بیعت کی تمنی میری امیر سی یعنی میری نائب سی کہا اس نی کہ ہان ہم آپ کی
امیر سی بیعت کی ہی حضرت عمر نی فرمایا کہ جب بیعت کی تمنی میری امیر سی پس تحقیق بیعت کی
تمنی مجھسی ہی اور نظیر اوس کا قول حضرت عبد اللہ بن زرارہ کا ہی بیعت عقبہ مین کہ بعد

کلام طویل کی اوس حال مین کہ وہ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سی مخاطب تہا تو
کہا نبایع بک علی ذالک وتبایع اللہ ربنا وربک یداللہ فوق ایدیہا
الحدیث یعنی اس پر ہم آپ سی بیعت کرتے ہین اور بوسطہ آپ کی اللہ تعالی سی کہ وہ ہمارا
اور آپ کا رب ہی بیعت کرتے ہین اور اللہ تعالی کا ہاتہہ ہمارے ہاتہون پر ہی تو خلاصہ
اس کا یہہ ہوا کہ جیسا بیعت کرنا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی بیعت کرنا حضرت اللہ
تعالی سی تہا اس لئی کہ حضرت سید المرسلین علیہ الصلوۃ والسلام رسول اللہ اور خلیفۃ اللہ عز
تعالی شانہ ویسا ہی بیعت کرنا اولیاء اور اتقیاء اور صلحاء اور ابرار اور اخیار اور علماء ربانی
سی حضرت سید الانبیاء علیہ الصلوۃ والسلام سی بیعت کرنا ہی اس لئی کہ وہ نائب حضرت
رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی ہین اللہ تعالی نی قرآن مجید مین فرمایا ہی
لقد رضی اللہ عن المومنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ فعلم ما فی قلوبہم
فانزل السکینۃ علیہم واثابہم فتحا قریبا یعنی اللہ تعالی اون لوگون سی
جنہون نی تجہہ درخت کی نیچی بیعت کی رضامند ہوا پہر جانا جو اون کی دلون مین تہا
پس اون پر تسکین اوتاری اور انعام دیا اون کو فتح نزدیک کا اور اللہ تعالی قرآن
مجید مین اور جگہہ فرمایا ہی یا ایہا النبی اذا جاءک المؤمنات یبایعنک علی ان
لا یشرکن باللہ شیئا ولا یسرقن ولا یزنین ولا یقتلن اولادہن ولا
یاتین ببہتان یفترینہ بین ایدیہن وارجلہن ولا یعصینک فی معروف
فبایعہن واستغفر لہن اللہ ان اللہ غفور رحیم یعنی ای پیغمبر خدا صلی اللہ
علیک وسلم جب آپ کی پاس مومن عورتین آئین کہ وہ تجہہ بیعت کرین اس پر کہ وہ نہ
شریک کرین اللہ تعالی سی کچہہ اور نہ چرائین اور نہ زنا کرین اور اپنی اولاد کو نہ مارڈالین

اور جھوٹ کہ اون کی ہاتھہ اور پاؤن نی باندہا ہو یعنی اونہون نی باندہا ہونہ لائین
یعنی وہ جھوٹ نکہین اور اوامر شرعیہ مین آپ کی نافرمانی نکرین پس اون سے
بیعت لیجئی اور اون کی لئی اللہ تعالی سی استغفار کیجئی بے شک اللہ تعالی بخشنی والا مہربان
ہی قول المستحسن مین لکہا ہی کہ امام بخاری نی بسلسلہ اسناد حدیث کی عورت سی نقل کیا ہی
کہ روایت کی اوس نی حضرت عائشہ سی کہ حضرت سرور کائنات علیہ السلام والصلوۃ
مومنات کو اس آیتہ سی یعنی یا ایہا النبی اذا جاءک المومنات یبایعنک الی
قولہ غفور الرحیم سی امتحان فرماتی تہی جو کوئی مومنات سی اس آیتہ کی شروط پر اقرار
کرتی تہی تو حضرت سید الوری علیہ افضل التحیتہ اوس کی لئی زبانسی فرماتی تہی قد بایعتک
علی ذالک یعنی تحقیق مینی بیعت کی تجہی اس اوپر قسم ہی اللہ تعالی کی کہ بیعت کیوقت
کسی عورت کی ہاتہہ کو حضرت سید الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہاتہہ نی مس نہین کیا اور
بیعت کی حضرت رسول اللہ علیہ الصلوۃ والسلام نی عورات مومنات کو گمزبانی اس
کلام سی قد بایعتک علی ذالک اس سی ظاہر ہوتا ہی کہ محل بیعت یعنی کا مرد کے
ہاتہہ ہی جیسا کہ بیعت الرضوان مین اور حال غیر حاضری حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے
حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نی اپنی ایک ہاتہہ کو اپنی دوسری ہاتہہ پر حضرت
عثمان رضی اللہ عنہ کیطرف سی رکھا پس نہ تہی وہ بیعت مگر ہاتہہ سی بیعت کی حادثت
کی بیان مین کہ حضرت سید المرسلین علیہ الصلوۃ والسلام سی لوگون نی بیعت کی اخرج
ابن ابی حاتم عن مقاتل قال انزلت ہذہ الآیۃ یوم الفتح فبایع رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم الرجال علی الصفاء وعمر یبایع النساء تحتہا عن رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم واخرج ہذہ القصۃ ابن جریر وابن مردویہ عن ابن عباس

یعنی ابن ابی حاتم مقاتل سی مروی ہی کہ آیۃ بیعت النساء یعنی یا ایہا النبی اذا جاءک المومنات یبایعنک الآیۃ بروز فتح مکہ نازل ہوئی اوس وقت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی کوہ صفا پر مرد ونسی خود بیعت لی اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالے عنہ عورتون سی کوہ صفا کی نیچی حضرت رسول اللہ صلی علیہ وسلم کیطرف سی بیعت لیتی تھی اخراج ابن سعد وعبد بن حمید وابو یعلی والطبرانی وابن مردویہ والبیہقی عن ام عطیۃ قالت لما قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ جمع نساء الانصار فی بیت فارسل الیہن عمر ابن الخطاب فقام علی الباب فسلم فقال رسول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الیکن تبایعن ان لا تشرکن باللہ شیئا ولا تسرقن ولا تزنین قلنا نعم فمد یدہ من خارج البیت ومددنا ایدینا من داخل البیت کذا فی الدر المنثور للسیوطی یعنی ابن سعد اور عبد بن حمید اور ابو یعلی اور طبرانی اور ابن مردویہ اور بیہقی ام عطیہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت کرتی ہین کہ ام عطیہ نی فرمایا کہ جسوقت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ مین تشریف لائی آپ نی انصار کی عورتون کو حکم دیا کہ ایک جگہہ مین جمع ہون حاوین اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کو وہان بہیجا حضرت عمر نی اوس مکان کے دروازہ پر کہڑی ہوکر سلام کہکر کہا کہ مین حسب الحکم حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے تمہاری پاس آیا ہون تم بیعت کرتی ہو اس بات پر کہ کبھی شرک اور چوری اور زنا نکروگی ہمنے کہا ہان پس حضرت عمر نے باہر کہڑی ہوکر دروازہ کی اندر اپنا ہاتہہ بڑہایا اور ہمنی بہی کہڑکے اندر سی اون کی طرف اپنی ہاتہہ پہیلائی اور چونکہ عورتون کے بیعت کیوقت عورتون کی ہاتہہ کو اپنی ہاتہہ مین لینا ممنوع تہا بنا بر آن حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نی عورتون کی بیعت کرنے کے وقت اپنے ہاتہہ کو اونکی طرف بڑہایا اور عورتون نے

نے بھی اپنی ہاتھہ حضرت عمر کیطرف بڑہائی اور جاننا چاہئی کہ عقد کی دو جزو ہین ایک
عہد لسانی دوسرا عہد فعلی جبتک یہہ دونو اجزا جمع نہونگی بیعت کا انعقاد نہین ہوتا
تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیعت کیوقت مردونکا ہاتھہ اپنی ہاتھہ مین پکڑتی
تہی اور اگر بیعت کرنیوالا حاضر نہوتا تو جناب رسالتمآب علیہ الصلوۃ والسلام اپنی
بائین ہاتھہ کو اپنی دائین ہاتھہ پر مار کر فرماتی کہ یہہ فلان بیعت کرنیوالا کا ہاتھہ ہی
اگر بیعت کرنا فضول امر ہوتا تو معاذ اللہ حضرت سید المرسلین علیہ الصلوۃ والسلام
کیون فضول امر کی لئی اتنا اہتمام کرتی ویسا ہی جب عورتون سی بیعت لیتی یا لسانی
عہد بیعت سی اکتفا کرتی کما مر اور یا اتمام عقد بیعت کی لئی اون کی طرف ہاتھہ
پہیلاتی اور بیعت کرنیوالی عورتین بھی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف
اپنی ہاتھہ بڑہاتین چونکہ حضرت خاتم الانبیاء علیہ الصلوۃ والسلام نامحرمہ کی بدن
کو مس نکرسکتی تہی تو محض اشارہ پر اکتفا کرتی جیسا حاجی لوگ کہ اگر حجر اسود کو
بسبب اژدحام کی نہین پہونچ سکتی تو وہ دور سی اشارہ کرتے ہین اور ام عطیہ
سی مروی ہی قالت بایعنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقرء علینا
ان لا یشرکن باللہ شیئا ونہانا عن النیاحۃ فقبضت منا امرءۃ یدھا
الحدیث یعنی ہمنی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی بیعت کے پس آپنی
ہمین یہہ آیتہ پڑہکر سنائی لا یشرکن باللہ شیئا الآیۃ اور نوحہ کرنیسی منع فرمایا
پس ایک عورت نی اپنی ہاتھہ کو بند کرلیا اور عرض کیا کہ فلانی عورت نی میری مردہ
پر نوحہ کیا تہا مین اوس کا بدلہ دینا چاہتی ہون اور ابو داؤد مین ہی ان ھند
بنت عتبۃ قالت یا نبی اللہ بایعنی فقال لا حتی تغیری کفیک فانھما کفا سبع

یعنی ہند بنت عتبہ نی عرض کیا کہ یا نبی اللہ علیک الصلوٰۃ والسلام آپ مجھسی بیعت لیوین
پس فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی ہم تجھسی بیعت نہین لیتی جبتک تو اپنی
ہاتون کا رنگ بدلی تیری ہاتھہ ایسی ہین جیسی درندی کی نیچی اور ابو داود اور نسائی حضرت
حضرت عائشہ سی روایت کرتی ہین ادمت امرأۃ من وراء الستر بیدھا کتاب
الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقبض النبی صلی اللہ علیہ وسلم یدہ فقال
ما ادری ایدرجل ام ید امرأۃ الحدیث یعنی ایک عورت نی حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پردہ مین سی بیعت کی لئی اشارہ کیا اور مکتوب اوس کی
ہاتھہ مین تہا پس حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نی اپنی ہاتھہ کو پیچھی ہٹا لیا اور
فرمایا مین نہین جانتا کہ یہہ ہاتھہ مرد کا ہی یا عورت کا ہی حافظ ابن حجر نی فتح الباری
شرح صحیح بخاری مین حدیث ہاتھہ پھیلانی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور عورتین
کا مبایعت کی حالت مین صحیح ابن خزیمہ اور ابن حبان سی نقل کی ہی ان روایات کی شرح
مین علماء کے دو قول ہین بعضے کہتے ہین کہ یہہ فقط دور
کا اشارہ تہا اور بعضی کہتی ہین کہ عورتین آپ کی آستین پکڑتی تہین
اور سعد بن منصور اور ابن سعد اور ابو داود مراسیل مین حسن اور عبد الرزاق
ہی شعبی سی مرسلاً روایت کرتی ہین کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ہاتھہ
پر کپڑا لپیٹ کر عورتون سی بیعت کیا کرتے تہی تو سمجھنا چاہئی کہ اسلام مین بیعت کا
امر کیسا اہم اور ضروری ہی صحیح بخاری مین ہی کہ بروز غزوہ خندق حضرت خیر الوری
علیہ الصلوٰۃ والسلام نی سب مہاجرین اور انصار کی لئی دعای مغفرت کی کی تو سب نی
یہہ کہا نحن الذین بایعوا محمداً علی الاسلام ما بقینا ابداً یعنی ہم وہ لوگ ہین

جنہون نی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی سلام پر بیعت کی جنگ ہم زندہ رہین گی اور اس معرکہ مین تمام مہاجرین اور انصار حاضر تہی جنہون نی بیعت کا اقرار کیا اور جنگ حدیبیہ مین ایک ہزار یا نسو یا رجانثار حاضر تہی سب نی حضرت سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام سی بیعت کی بخاری مین حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روایت ہی کانوا خمس عشرۃ مائۃ الذین بایعوا النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم الحدیبیۃ یعنی پندرہ سو آدمی تہی جنہون نے حضرت سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سی حدیبیہ کے دن بیعت کی تہی ایک روایت مین ہی ولم یتخلف احد من المسلمین حضرھا الاجد ابن قیس اخو بنی سلمۃ یعنی اور کوئی شخص مسلمانون مین سی اوس مجلس سی الگ نہین رہا مگر جد بیٹا قیس کا جو بنی سلمہ سی تہا علماء لکہتے ہین کہ وہ منافق تہا اس لئے بیعت مین حاضر نہوا اور صحیح بخاری مین سلمہ بن الکوع سی روایت ہی قال بایعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم عدلت الی ظل شجرۃ فلما خف الناس قال یا ابن الکوع الا تبایع قال قلت قد بایعت قال وایضا قال وبایعتہ الثانیۃ یعنی سلمہ نی کہا کہ مین نی بیعت کی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی پہر مین درخت کی سایہ مین جا بیٹہا پس جب مجلس تشریف مین آدمی کم ہوگئی فرمایا ای بٹی اکوع کی تو بیعت نہین کرتا کہا سلمہ نی کہ مین نی عرض کیا کہ مین بیعت کر چکا ہون فرمایا دوبارہ سلمہ نے کہا کہ مین نی دوبارہ بیعت کی ای بہائیو حکم اللہ تعالیٰ دیکہو کہ بیعت کرنا کیسا امر ضروری اسلام مین ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک شخص ترک بیعت کا گمان ہوا تاکید بیعت ضروری سمجہی تو اوس کو بہی رغبت بیعت کی دلائی اور دوبارہ اولنسی بیعت لی ابن جوزی لکہا ہی کہ چار سو ستاون عورتون نے بروز فتح مکہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی بیعت کی اور صحیح بخاری مین ہی کہ

کہ حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نی مشورت اور صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم کی حضرت عثمان رضی اللہ
تعالی عنہ کو خلیفہ مقرر کرکی اپنی بیعت کیونکر یہہ کہا ابایعک علی سنۃ اللہ وسنۃ
رسولہ وسیرۃ ابی بکر وعمر یعنی تیری بیعت کرتا ہون کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اور طریقہ ابوبکر اور عمر کے پر اور حضرت جریر سی منقول ہی کہ اوس نے فرمایا
بایعت رسول اللہ علی النصح لکل مسلم یعنی مینے بیعت کی ہی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سی نصیحت اور خیر خواہی کرنے پر ہر مسلمان سی کتہاں تقیید وودی کہ شروط بیعت نساء کے
آیۃ یا ایھا النبی اذا جاءک المومنات الآیۃ مین ہین مخصوص نساء سی نہین بلکہ وہ
جمیع مومنین کی لئی ہین اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی مردون سی بہی ان
شروط کی عمل کرنے پر بیعت مین حکم فرمایا ہی جیسا کہ احادیث آیندہ سی ثابت ہی نسائی
مین ہی ان الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال الا تبایعونی علی ما بایع علیہ
النساء قلنا بلی یا رسول اللہ فبایعناہ علی ذالک یعنی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی
اپنے صحابہ سی ارشاد فرمایا تم مجھسے بیعت نہین کرتی اوس عہد پر کہ عورتون نی بیعت کی ہی
ہمنے عرض کیا ہان یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم پس ہمنی اوس عہد پر بیعت کی عبادہ بن
صامت نی کہا بایعنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی ان لا نشرک باللہ ولا نزنی
ولا نسرق ولا نقتل النفس التی حرم اللہ الا بالحق یعنی ہمنی بیعت کی حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سی کہ ہم کبھی شریک اور زنا اور چوری اور خون ناحق کرونگی امام نووی
بعد نقل روایت کی کہتی ہین کہ یہہ معاملہ قبل از ہجرت تہا مگر یہہ نہین کہا کہ ہجرت کی بعد کبھی
آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام نی بیعت توبہ نہین لیا اور صحیحین مین ہی ان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم قال وحولہ عصابۃ من اصحابہ تعالوا بایعونی علی ان لا تشرکوا

باللہ شیئاً ولا تسرقوا ولا تزنوا ولا تقتلوا اولادکم ولا تاتوا ببہتان تفترونہ
بین ایدیکم وارجلکم ولا تعصونی فی معروف وفی روایۃ للبخاری والنسائی
وقرء ایۃ النساء فمن وفی منکم فاجرہ علی اللہ ومن اصاب من ذالک شیئاً
فعوقب بہ فھو کفارۃ لہ ومن اصاب من ذالک فستر اللہ علیہ فامرہ
الی اللہ ان شاء عاقبہ وان شاء عفا عنہ قال فبایعناہ علی ذالک یعنی حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیخدمت مین اصحاب حاضر تھی آپ نی ارشاد فرمایا آؤ مجھسی اس
بات پر بیعت کرو کہ ہم شرک اور چوری اور زنا کرینگی اور اپنی اولاد کو نہ مارینگی اور کسی پر
بہتان نکرینگی اور کسی حکم کا خلاف نکرینگی اور صحیح بخاری اور نسائی کی روایت مین ہے
کہ آپ نی یہہ آیۃ پڑہی یا ایھا النبی اذا جاءک المومنات یبایعنک الآیۃ پس
فرمایا جو شخص اس وعدہ کو پورا کریگا اللہ تعالی اوس کو اجر دیگا اور جو کوئی ان گناہون کا
مرتکب ہوا اور سزا دیا گیا پس وہ اوس کی لئی کفارہ ہی اور جس گناہ گار کی اللہ تعالی نے
پردہ پوشی کی تو اوس کا معاملہ اللہ تعالی کی سپرد ہی خواہ وہ عذاب کری خواہ وہ بخشدی
کہتا ہی کہ پہر ہمنے اون شروط پر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی لفظ عوقب اور آیۃ
یا ایھا النبی اذا جاءک المومنات کی پڑہنہی سی صاف ظاہر ہی کہ یہہ بیعت حضرت سید الکونین
صلی اللہ علیہ وسلم نی بعد ہجرت کی لئی تھی اس لئی کہ لفظ عوقب اور آیۃ مذکورہ حدود شرعی مین سی حدود کا حکم بعد ہجرت کی نازل ہوا
جاننا چاہیئی کہ بعض مشائخ سی منقول ہی کہ وقت عہد لسانی بیعت نساء کی ایک پیالی پانی کی بھری ہوئی
لاکر اوس کی ایک طرف مین پیر اپنا ہاتھہ رکھتا ہی اور دوسرے طرف برتن مین عورت بیعت کرنیوالی اپنا ہاتھہ ڈالتی ہی اور کبھی
بوقت بیعت کرنے عورت کی کپڑی کا ایک کنارہ پیر پکڑتا ہی اور کپڑی کی دوسرے کنارہ کے
پکڑنیکا عورت بیعت کرنیوالی کو حکم دیتا ہی فی الجملہ اس عمل کے واسطے بھی امت سنیہ

سی سندہ عن عمرو ابن شعیب عن ابیہ عن جدہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اذا بایع النساء دعا بقدح ماء فمس یدہ فیہ ثم یغمس ایدیہن
یعنی عمرو ابن شعیب سی مروی ہی کہ وہ اپنی باپ سی اور وہ اپنی دادا سی روایت کرتے ہین
کہا اونہون نی کہ تہی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقت بیعت کرتی عورتون کو
منگاتی ایک پیالہ پانی کا پہر اپنی ہاتہہ اپنا اوس مین پہر ڈالتی تہین عورتین اپنی
ہاتہہ کو اوس مین روایت کیا ہی اوس کو ابن سعد اور ابن مردویہ نی اور اسحاق نے
مغازی مین وعن الشعبی قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یبایع النسا
ووضع علی یدلا ثوبا اخرجہ سعید ابن منصور وابن سعد وابو داؤد فی المراسیل
وعبد الرزاق ایضا یعنی روایت کیا امام شعبی نی کہ اوس نی کہا حضرت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم بیعت کرتے عورتون کو اور رکہتے کپڑا اپنی ہاتہہ پر اس روایت کو بیان کیا ہے
سعید بن منصور نی اور ابن سعد نی اور ابو داؤد نی مراسیل مین اور عبد الرزاق نی بہی
اگرچہ یہہ حدیث مرسل ہی مگر بہت محدثین کی نزدیک حدیث مرسل حجت ہوتی ہی اور یہی
مذہب ہی امام ابو حنیفہ اور امام مالک رحمہما اللہ تعالی کا اور یہہ بیعت کا ان روایتون مین ذکر
ہی یہہ بیعت تقوی کی ہی خلافت وغیرہ امور شرعیہ سب اس مین داخل ہین اور عبد اللہ بن
حنظلہ امیر مدینہ نی واقعہ الحرہ مین لوگون سی ساتہہ یزید کی بیعت لی تہی یہہ صحیح بخاری مین
موجود ہی اور یہہ بیعت بیعت خلافت کی سوا اور ہی بیعت تہی اور کل اقسام بیعت کی تقوی
کی بیعت مین داخل ہین بیعت توبہ کی سب گناہون سی توبہ کرنا اور امر شرعیہ کی تعمیل کا
وعدہ کرنا ہی اور بیعت جہاد کی جہاد مین ثبات اور صبر کا وعدہ کرنا اور حضرت سید الانبیاء
صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی اور نزاع باہمی سی اور جنگ کی میدان سی بہاگنی سی بیزار ہونا ہے

تقوی اور بیعت توبہ اور بیعت اسلام یہہ سب ایک ہی چیز ہین اور بیعت جہاد اون کی ایک
فرد ہی اور بیعت کی وقت مین مبایع کا ہاتہہ پکڑنا عقد فعلی ہی جس سی تاکید اور پختگی عہد لسانی کی
مقصود ہوتی ہے اور عقد فعلی عہد لسانی کی علامت اور نشانی نہین بلکہ وہ ایک مستقل عہد ہے
جیساکہ کہا جاتا ہی عدۃ المؤمن کاخذ الکف یعنی زبانی وعدہ مؤمن کا پختگی مین مانند
پکڑنی ہاتہہ کی ہی جیساکہ اقرار کیوقت ہاتہہ پر مارتی ہین اور اوس کو پکا وعدہ سمجہتے ہین تو
مؤمن کا زبانی وعدہ بھی ایسا ہی اور عہد لسانی جس کو عقد فعلی سی قوت دی جاوی ضرور محض عہد
لسانی سی زیادہ معتبر اور مضبوط ہوگا جنہون نے حضرت سید الکونین علیہ الصلوۃ والسلام سی بیعت
کی اون کی حق مین اللہ نی فرمایا ید اللہ فوق ایدیہم یعنی اللہ تعالی کا ہاتہہ اون کی ہاتہہ
پر ہی اس آیۃ سی عقد فعلی کی کس قدر عظمت اور بزرگی ثابت ہوتی ہی اگر ہاتہہ مین ہاتہہ لینا
محض علامت عہد لسانی کی ہوتی ہی تو اس قدر فضیلت نہوتی اور اس لئی کہ بیعت کرنا ایسا
امر مسنون ضروری ہی کہ محدثین رحمہم اللہ تعالی نی کتب صحاح مین مانند اور احکام شرعیہ کی اسکی
بھی ابواب مقرر کئی ہین تو اس مجمہ مین اون ابواب کی فہرست سی کچہہ لکہا جاتا ہی تاکہ ناظرین اور
سامعین کو معلوم ہووی کہ دین اسلام مین بیعت کا امر کیسا اہم المہمات ہی صحیح بخاری مین صفحہ
۷۷ باب البیعۃ علی اقام الصلوۃ صفحہ ۸۸ باب البیعۃ علی ایتاء الزکوۃ صفحہ ۱۴
باب البیعۃ فی الحرب علی ان لا یفروا صفحہ ۱۰۶۹ باب کیف یبایع الامام الناس اس
باب مین بہت سی حدیثین ہین اور اقسا اقسام کی بیعت کا اس مین ذکر ہے مثلاً صحیح بولنا
اور دینی معاملات مین کسیکی ملامت سی نڈرنا اور خلیفہ کے ساتہہ جہاد کو حاضر ہونا اور حکم سننا
اور ماننا اور مسلمان بہائیون کا خیر خواہ رہنا اور مطابق کلام اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اور سیرۃ خلفا کی عمل کرنا اس باب سی یہہ بھی معلوم ہوا کہ امام بخاری کے نزدیک ایسی

امور مین امام کی ساتھہ بیعت کرنی سنت ہی صحیح بخاری مین اور بھی بیعت کی ابواب ہین مامم نووی رحمتہ اللہ علیہ جنہی صحیح مسلم کی باب وضع کئی ہین صحیح مسلم کی جلد ثانی صفحہ ۱۲۹ مین لکھتا ہی باب استحباب مبایعۃ الامام الجیش عند ارادہ القتال دیکھو اس باب سی صاف معلوم ہوتا ہی یہہ کہ جیسا امام کی ہاتھہ پر بیعت خلافت کی کی جاتی ہی ایسا ہی اور معاملات کی بیعتین اور یہہ ابواب بہی صحیح مسلم مین ہین صفحہ ۱۳۰ جلد ثانی باب المبایعۃ بعد فتح مکۃ علی الاسلام والجہاد والخیر صفحہ ۱۳۱ جلد ثانی باب کیف بیعۃ النساء اور باب البیعۃ علی السمع والطاعۃ جلد ثانی سنن ابوداود مین صفحہ ۵۲ باب ماجا فی البیعۃ اور صفحہ ۲۰۶ باب نکث البیعۃ اور باب ماجاء فی بیعۃ العبد اور باب ماجاء فی بیعۃ النساء اور موطا مین صفحہ ۱۸۱ جلد ثانی باب البیعۃ علی ارکان الاسلام وترک الکبائر وغیر ذالک من احکام الشرع اور اس باب مین عورتون کی بیعت کا بہی ذکر ہی شاہ ولی اللہ محدث دہلوی مسوی شرح موطا کی اس باب مین لکھا ہی وفیہ دلیل علی ان البیعۃ غیر مقصورۃ علی قبول الخلافۃ والذی یتعاہدہ مشائخ الصوفیۃ لہ وجہ یعنی پایا جاتا ہی کہ بیعت صرف خلافت پر موقوف نہین اور جو صوفیون مین رواج بیعت کا ہی اس کی بہی شریعت مین اصل ہی اور نسائی رحمہ اللہ تعالی نی اپنی سنن مین کتاب البیعۃ لکھکر اوس مین اٹہارہ باب باندہی ہین مگر بخوف طوالت کی تقریر مولف نی نہین لکھا اور سنن ماجہ مین صفحہ ۲۱۱ باب البیعۃ اور باب الوفاء بالبیعۃ اور صفحہ ۲۱۲ باب بیعۃ النساء اور مولوی شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نی قول الجمیل مین لکھا ہی واستفاض عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الناس کانوا یبایعونہ تارۃ علی الہجرۃ والجہاد وتارۃ علی اقامۃ ارکان الاسلام وتارۃ علی

درمیان بیعت صوفیہ کے

الثبات والقرار فی معرکۃ الکفار وناظرا علی التمسک بالسنۃ والاجتناب
عن البدعۃ والحرص علی الطاعات کما صح انہ صلی اللہ علیہ وسلم بایع
نسوۃ من الانصار علی ان لا یبخن الخ یعنی احادیث مشہورہ مین حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سی منقول ہی کہ لوگ بیعت کرتی تہی حضرت سید الکونین علیہ الصلوۃ والسلام سی
کبھی ہجرت اور جہاد پر اور کبھی اقامت ارکان اسلام یعنی صوم وصلوۃ حج زکوۃ پر اور کبھی ثبات
اور قرار پر معرکہ کفار مین جیسا کہ بیعت الرضوان مین اور کبھی سنت نبوی علی صاحبہا افضل التحیہ
کی تمسک پر اور بدعت سی بچنی پر اور عبادات کی حریص اور شایق ہونی پر چنانچہ بروایت صحیح ثابت
ہوا ہی کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نی بیعت لی انصاریون کی عورتون سی نوحہ نکرنی
پر اور ابن ماجہ نی روایت کیا ہی کہ آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام نی چند محتاج مہاجرین سی
بیعت لی اس پر کہ لوگون سی کسی چیز کا سوال نکرین سو اون مین سی کسی شخص کا یہہ حال تھا
کہ اوس کا کوڑا اگر گر جاتا تہا تو وہ اپنی گہوڑے سی اوتر کر اوس کو اٹھا لیتا تھا اور کسی سی کوڑا
اٹھا دینی کا بہی سوال نکرتا تھا اور جس مین کچھہ شک اور شبہ نہین وہ یہہ ہی کہ جب ثابت
ہو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی کوئی فعل بطریق عبادت اور اہتمام کی نہ بسبیل عادت
کی تو وہ فعل سنت دینی سی کمتر نہین باقی رہا یہہ بیان کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ
وسلم خلیفۃ اللہ تہی اوس کی زمین مین اور عالم تہی اوس کی جو اللہ تعالی نی اونپر قرآن اور
حکمت کو اوتارا اور معلم تہی قرآن اور حدیث کی اور امت کی پاک کرنیوالی تہی جو فعل کہ
حضرت سید الانبیاء علیہ الصلوۃ والسلام نی بنا بر خلافت کی کیا تو وہ خلفاء کی لئی سنت
ہو گیا اور جو فعل کہ بجہۃ تعلیم کتاب اور حکمت کی اور تزکیہ امت کی کیا تو وہ علماء اور اصفیاء
کی لئی سنت ہوا تو ہمکو چاہیئے کہ بیعت کی گفتگو کرین کہ وہ کون قسم سی ہی سو بعضی لوگون نی

یہہ گمان کیا ہی کہ بیعت منحصر ہی قبول خلافت اور سلطنت پر اور وہ جو صوفیون کی عادت
ہی باہم اہل تصوف سی بیعت لینی کی وہ شرعا کچھہ نہین سو یہہ گمان اون کا فاسد ہی
بدلیل اوس کی جو ہم ذکر کر چکی کہ مقرر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گاہی بیعت لیتی
تہی اقامت ارکان اسلام پر اور گاہی متمسک بالسنۃ پر اور یہہ حدیث صحیح بخاری کی گواہی دی
رہی ہی اس پر کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی جریر رضی اللہ تعالی عنہ پر شرط کی
اون کی بیعہ کے وقت سو فرمایا کہ خیر خواہی لازم ہے ہر مسلمان کی واسطے اور حضرت خیر الوری
علیہ الصلوۃ والسلام فی بیعت لی قوم انصار سی سو یہہ شرط کر لی کہ نہ ڈرین امر خدا مین کسی
ملامت کرنیوالی کی ملامت سی اور حق ہی بات بولین جہان رہین سو اونمین سی بعضی
لوگ فرار اور سلاطین پر کہل کر بلا خوف رد انکار کرتے تہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم فی انصار کی عورتون سی بیعت لی اور شرط کر لی کہ نوحہ کرنیسی پرہیز کرین ان کی
سوائی بہت امور مین بیعت ثابت ہی اور وہ سب امور از قسم تزکیہ اور امر بالمعروف
اور نہی عن المنکر ہین تو حق یہہ ہی کہ بیعت چند قسم پر ہی بعضی بیعت خلافت کی اور بعضی
بیعت اسلام لانیکی اور بعضی بیعت تقوی کی رسی پکڑنے کی اور بعضی ہجرت اور جہاد کی اور بعضی
بیعت جہاد مین مضبوط رہنی کے اور مسلمان ہونیکی بیعت خلفاء کی زمانی مین متروک تہی
خلفاء رشیدین کی زمانی مین بیعت اسلام اسواسطی متروک تہی کہ داخل ہونا لوگون کا اسلام
مین اون کی ایام مین اکثر بسبب شوکت اور تلوار کے تہا نہ بسبب تالیف قلوب اور اظہار
دلیل اسلام کی اور نہ دخول اسلام اپنی خوشی اور رغبت پر تہا اور خلفاء رشیدین کی سوا
اور خلفاء کی وقت مین چنانچہ خلفاء مروانیہ اور عباسیہ کی وقت مین اس لئے بیعت
اسلام متروک تہی کہ اون مین اکثر ظالم اور فاسق تہی اقامت سنن دین مین کوشش

بلیغ نکرتے تھے اور اسیطرح تقوی کی رسی تھامنی کی بیعت زمانہ خلفاء مین متروک ہوگئی تھی
خلفاء راشدین زمانی مین تو بسبب کثرت اصحاب کی متروک تھی جو نورانی ہوچکی تھی بسبب صحبت
حضرت رسول مقبول علیہ الصلوۃ والسلام کی اور متادب ہوگئی تھی آپ کی حضور مین
تو اون کو تصفیہ باطن کی لئی کچھہ حاجت خلفاء راشدین کی بیعت کی نتھی اور خلفاء
راشدین کی سوا اور زمانی مین بسبب پھوٹ پڑنے کی اور اس خوف سی کہ بیعت
کرنیوالون کی ساتھہ خلافت کی بیعت کا گمان کیا جاوی تو فساد اوٹھی بنابر اُن
بیعت مذکورہ متروک تھی اور اوسوقت مین اہل تصوف خرقہ دینی کو قایم مقام بیعت
کا کرتے تھی پھر اوس کی بعد جب رسم بیعت کی ملوک اور سلاطین مین معدوم ہوگئی تو حضرات
صوفیہ نی فرصت کو غنیمت جانکر سنت بیعت پر چنگل مارا اور بیعت سنت ہی واجب
نہین سو واسطی کہ صحابہ نی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی بیعت کی اور اوس کی
سبب سی حق تعالی کی نزدیکی چاہی اور کسی دلیل مشرعی نی تارک بیعت کی گنہگار ہونے
پر دلالت نکی اور ائمہ دین نی بھی تارک بیعت پر انکیار نکیا تو یہہ عدم انکار اجماع ہوگیا
اس پر کہ بیعت واجب نہین اور سنت اللہ تعالی کی یون جاری ہی کہ امور خفیہ جو نفوس
مین پوشیدہ ہین اون کا ضبط افعال اور اقوال ظاہر یسی ہوا اور افعال اور اقوال
ظاہری امور قلبیہ کی قایم مقام ہون چنانچہ تصدیق توحید اللہ تعالی کی اور اوس کی رسول
علیہ الصلوۃ والسلام کی رسالت کی اور قیامت کی امر مخفی ہی تو اقرار ایمان کا بجای
تصدیق قلبی کی قایم کیا گیا اور جیسا کہ رضامندی بایع اور مشتری کی قیمت اور مبیع کی دینی
مین امر مخفی اور پوشیدہ ہی تو ایجاب اور قبول کو قائم مقام رضای مخفی کی کردیا تو
اسیطرح توبہ اور عزم کرنا معاصی کا اور تقوی کی رسی کو مضبوط پکڑنا امر مخفی اور پوشیدہ ہے

توبیعت کو اوس کی قائم مقام کر دیا اور قول الجمیل مین اور جگہہ لکہا ہی فاعلم ان البیعۃ المتوارثۃ بین الصوفیہ علی وجہین الخ یعنی جو بیعت کہ صوفیان مین متوارث ہی وہ کئی طریق پر ہی پہلا طریقہ بیعت توبہ ہی معاصی سی اور دوسرا طریقہ بیعت تبرک ہی یعنی تقصد برکت صالحین کے سلسلہ مین داخل ہونا بمنزلہ اسناد حدیث کی ہی کہ اس مین البتہ برکت ہی اور تیسرا طریقہ بیعت تاکد عزیمت ہی یعنی عزم مصمم کرنا دلی خلوص امتثال امر آلہی اور ترک مناہی کی ظاہر اور باطن مین اور تعلیق دل کی اللہ جل شانہ سی اور یہی تیسرا طریقہ اصل ہی اور پہلی دونون قسم کی طریقون مین بیعت کا پورا کرنا عبارت ہے ترک کبائر سی اور نہ اڑجانا صغائر پر اور طاعات مذکورہ پر چنگل مارنا از قسم واجبات اور مؤکدہ سنتون کی اور عہد شکنی عبارت ہی خلل ڈالنی سی اوس مین جن کو ہمنی ذکر کیا یعنی ارتکاب کبائر اور اصرار علی الصغائر اور طاعت پر مستعد نہونا بیعت شکنی ہی اور تیسری طریقہ مین پورا کرنا بیعت کا عبارت ہی مدام ثابت رہنی سی اس ہجرت اور مجاہدہ اور ریاضت پر یہان تک کہ دل روشن ہوجاوی اطمینان کی نور سی اور یہہ اوس کی عادت اور خو اور جبلی ہوجاوی بلا تکلف تو اس حالت کی نزدیک گاہی اوس کو اجازت دیجاتی ہی اوس مین جس کو شرع نی مباح کیا ہی از قسم لذات کی اور مشغول ہوسکی بعضی اون کامون مین جن مین طول مدت کی طرف حاجت ہوتی ہے جیسا تدریس کرنا علوم دینی کا اور قضا اور بیعت شکنی عبارت ہی اوس کی خلل اندازی سی قبل نورسیت دل کے اور نواب سید صدیق حسن خان غیر مقلد تفوجی ثم بہوپالی نی سورۃ فتح کی تفسیر مین لکہا ہی وھذہ الایۃ فیھا دلالۃ علی مشروعیۃ البیعۃ وقد صدرت منہ صلی اللہ علیہ وسلم مبایعات کثیرۃ اشتملت علیہا الاحادیث الواقعۃ فی الصحیحین وغیرھما

من ھذا وامین الاسلام ومما لا شک فیہ ولا شبھۃ انہ اذا ثبت
عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فعل علی سبیل العادۃ والاھتمام بشانہ فانہ لا
یزل عن کونہ سنۃ فی الدین وان الذی اعتادہ الصوفیۃ من مبایعۃ المشیخین
ففیہ ما یقبل وما یرد ویظھر ذالک بعرضھما علی الکتاب والسنۃ فما وافقھما
فھو السنۃ والثواب وما خالفھما فھو الخطاء والتباب یعنی ان آیتین میں مشروعیت
بیعت کا ثبوت ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت بار بیعتین کی ہین جو کتاب صحیح
بخاری اور صحیح مسلم وغیرہما کتب حدیث کی روایتون سی ثبوت منتہی بی شبہ یہہ قاعدہ
ٹھیک ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی کسی فعل کا صدور بطریق عادت اور
اہتمام کے ثابت ہو جاوی تو کم از کم وہ فعل سنت فی الدین ضرور سمجھا جاوی گا جو صوفیان
مین رواج ہی کہ صوفیون کی ہاتھہ پر بیعت کرتے ہین اوس مین بعضی اقسام مقبول ہین
اور بعضی مردود کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تطبیق سی فرق معلوم
ہو سکتا ہی پس جو مطابق سنت کی ہو وہ بیعت سنت اور صحیح ہی اور جو بیعت برخلاف سنت کے
ہو تو وہ خطا اور ہلاکت ہی کہتا ہی فقیر مودودی کہ نواب سید صدیق حسن خان کی عبارت
مذکورہ مین اذا ثبت عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فعل علی سبیل العادۃ واقع ہوا
ہی اور حال آنکہ فعل بیعت کا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی علی سبیل العبادات
واقع ہوا ہی نہ بر سبیل عادت کی جیسا کہ قول الجمل مین ہی ومما لا شک فیہ ولا شبھۃ
انہ اذا ثبت عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فعل علی سبیل العبادات والاھتمام بشانہ لا ینزل علی کونہ سنۃ فی الدین اور مولوی خرم علی نے فتحار العلیل مین
اوس عبارت کا ترجمہ یون لکھا ہی کہ جس مین کچھہ شبہ نہین وہ یہہ ہی کہ جب ثابت ہو

حضرت رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سی کوئی فعل بطریق عبادت اور اہتمام کی نہ بر سبیل
عادت کی تو وہ فعل سنت دینی سی کمتر نہین تو اس کے ترجمہ سے معلوم ہوا کہ قول الجمیل
بین علی سبیل العبادت ہے نہ علی سبیل العادت وگرنہ مولوی خرم علی ضرور اوسکی
تصحیح کرتے اور لکھتے کہ یہان بسبب سہو ناسخ کے بجاے عادت کی عبادت لکھی گئی ہے
تو یون معلوم ہوتا ہے کہ نواب سید صدیق حسن خان کی عبارت مین بہی علی سبیل
العبادۃ ہے مگر بسبب سہو ناسخ کے بجای اوس کی علی سبیل العادۃ لکھا گیا ہی اور
اغلب یہی معلوم ہوتا ہے کہ نواب مذکور نی بعینہ قول الجمیل کا نقلا لایا ہی مگر اوس مین
سہو ناسخ کا واقع ہوا ہی وگرنہ نواب صدیق حسن خان خلاف عبارت قول الجمیل کا ہرگز
نہ لکھتے اور جاننا چاہئی کہ بیعت تقوی اور بیعت توبہ مین شرط یہہ ہی کہ بیعت کرنیوالا خواہ
وہ مرد ہو یا عورت ہو چاہئی کہ وہ بالغ عاقل ہو اس لئی کہ نابالغ اور مجنون ایمان
اور احکام شرعیہ کا مکلف نہین تو توبہ کا اور توبہ کی بیعت کا اور تقوی کا اور تقوی
کی بیعت کا کیسا مکلف ہوگا مگر صحیح مسلم کی حدیث مین ہی کہ حضرت زبیر اپنی بیٹی عبداللہ
کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خدمت مین بیعت کی واسطی لائی اور وہ چھوٹی
تہی حضرت سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اوس کو اپنی طرف متوجہ دیکھکر مسکرای
اور پہر اُن سی بیعت لی تو اس سی معلوم ہوا کہ وہ بیعت تقوی کی اور توبہ کی نہ تہی اس لئے
کہ عبداللہ بن زبیر اوس حال مین توبہ اور تقوی پر مکلف نہ تہی مگر وہ بیعت تبرک کی
تہی اور عوام لوگ کہ اون کی نیت توبہ اور تقوی کی نہین ہوتی اور وہ بقصد برکت کے
صالحین کے سلسلہ کی دخول کی لئی بیعت کرتی ہین تو وہ بیعت تبرک ہی جیسا کہ آگی
قول الجمیل سی نقلا بیعت تبرک لکھا گیا ہی اور وہ جو حدیث مین آیا ہی کہ حضرت رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کی سامنی ایک لڑکا گیا یا وہ اوس کو لائی تاکہ حضرت سید الانبیا علیہ الصلوٰۃ
والسلام سی بیعت کری حضرت خاتم النبیین صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ نی اوس کے سر پہ ہاتھ
پھیرا اور اوس کی لئی برکت کی دعا کی اور اوس سی بیعت نہ لی شاید کہ وہ بیعت جہاد کی یا
بیعت امر بالمعروف کی یا جہاد مین مضبوط رہنی کی بیعت ہوگی کہ حضرت سید المرسلین صلی اللہ
علیہ وسلم نی اوس لڑکی سی بسبب عاقل اور بالغ نہ ہونے کے اوس کی بیعت نہ لی ہوگی اسلئی کہ
اون اقسام کی بیعت مین عاقل بالغ ہونا مبایع کا شرط ہی اور قول المستحسن مین ہی کہ علما نے
کہا ہی کہ جو آدمی کہ بالغ اور عاقل ہو اوس کو بیعت کرنا لازم ہی اور غیر بالغ اور غیر عاقل کو
بیعت کرنا لازم نہین اور بعض نی کہا ہی کہ بیعت لازم ہوتی ہی اصاغر کو بسبب اون کی اکابر کے
کہ اونہون نی بیعت کی ہو اور تحقیق حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سی حضرت عبد اللہ بن
زبیر نی بیعت فرمائی تھی اور جسوقت کہ حضرت سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام نی دنیا سی انتقال
فرمایا تو عبد اللہ بن زبیر عمر مین آٹھ برس کے تھے تو وہ قبل اس کی بوقت بیعت کی کتنی برس کے
ہونگی اور قسطلانی نی لکھا ہی کہ بیعت کبیر کے صغیر کو نکی جاوی اس لئی کہ بیعت مین ایک نوع
اتصال کا ہی اور صغیر سی وہ کہ اوس کی حال کی لایق ہی کیا جاوی جیسا کہ حضرت سید الکونین
صلی اللہ علیہ وسلم نی حضرت عبد اللہ ابن زبیر کی سر کو مس کیا اور اوس کی لئی دعا خیر فرمائی کہ یہ ایک
نوع اتصال تھی لایق حال صغیر کے ہی جیسا کہ مصافحہ کہ وہ لائق حال کبیر کے ہی اور اونہون نے
لکھا ہی کہ بیعت کی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی حضرت امام حسن کو اور حضرت امام حسین کو
اور عبد اللہ ابن عباس کو اور حضرت عبد اللہ ابن جعفر کو اور اس وقت مین کہ وہ صغیر تھے اور وہ
نہ عاقل تھے اور نہ بالغ تھے اور یہہ دلیل ہی صحت مبایعت صغیر کے لئی کہ وہ منعلم نہوئی ہون بیعت
سلوک مین کافی ہی اتصال سنت اور حصول برکت کی لئی اور کہا ہی فقیر مودودی کہ یہہ قول قسطلانی کا

از قبیل بہ یفتی کی ہی نہ از قبیل علیہ الفتوی کی یعنی یہہ قول اور اقوال سی راجح
اور قوی تر ہی جیسا کہ بہ یفتی علیہ الفتوی سی راجح اور قوی تر ہی جیسا کہ یہہ فقہا
پر مخفی نہین فائدہ اتباع تبع تابعین مین بجای بیعت کی خرقہ کا عام طور پر رواج ہوگیا
تہا اور اس خوف سی کہ مبادا بیعت کرنیوالون کے ساتہہ بیعت خلافت کا گمان کیا جاوی تو فقرا
اوٹہی تو بیعت مذکورہ متروک تہی اگرچہ جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ نی رسالہ اتحاف الفرقہ
بوصل الخرقہ اور ملا علی قادری نی موضوعات کبیر مین ناقلاً سخاوی سی اور قسطلانی نے
حافظ ابن حجر سی اور مولوی عبد العزیز پرہاروی نی اپنی کتاب کوثر النبی صلی اللہ علیہ وسلم مین خرقہ
کا رواج خیر القرون سی جس کی خیر مہدی نے کی حضرت رسالت مآب علیہ الصلوۃ والسلام نے
شہادت دی ہی ثابت کیا ہی اور بعضی محدثین نی سند خرقہ کی کمیل بن زیاد تک جو حضرت
علی المرتضی کی اصحاب سی تہی اور حضرت اویس قرنی تک جو حضرت عمر کی اصحاب سی تہی بصحت
پہونچایا ہی اور صوفیہ نی الباس خرقہ کی سند مین لکہا ہی کہ اوس کی ابتدا شرع مین اصل یہہ ہے
کہ حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نی اپنی ردای شریف کعب بن زہیر پر ڈالی جبکہ اوس نے
قصیدہ مشہورہ کہ اول اوس کا یہہ ہے بانت سعاد فقلبی الیوم متبول پڑہا اور ام خالد کو
لوای عنایت فرمای اور حضرت معاذ کو جب یمن کیطرف رخصت کیا تو عمامہ پہنایا اور حضرت
عبد الرحمن بن عوف اور صحابہ کو الباس فرمایا جیسا کہ وہ احادیث سی ثابت ہی مگر محدثین کو
ان روایات کی تصحیح مین گفتگو ہے اور قول صحیح اور راجح یہہ ہی کہ روح خرقہ کا حضرت
شیخ جنید بغدادی سے اور اون کی معاصرین سی ہی جیسا کہ حضرت شیخ شہاب الدین نی اور
صاحب انتباہ نی بعد بحث کثیر کی لکہا ہی اور نواب سید صدیق حسن خان نی اس قول کو صحیح
اور راجح کہا ہی اور ولادت اور وفات حضرت شیخ جنید کی مائتہ ثالثہ مین ہی امام یافعی وغیرہ

اہل تواریخ نی اس کی تصریح کی ہی کہ وہ معاصر امام احمد اور امام بخاری کی ہین اور وہ
اتباع تبع تابعین مین سی ہین مگر مولانا مولوی حسن الزمان صاحب نخری سلیمانی چشتی محدث
حیدر آبادی نی قول المستحسن مین اسناد الباس خرقہ کا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی
اتبگ لاسیما حضرت جنید بغدادی تک بعد کمال تحقیق اور تدقیق روایات کی اور تنقیح اور تنقید
اون کی رواۃ کی چند طرق کے اسناد صحیحہ قویہ سی بتفصیل تام اور توضیح تمام کہ بیان اوس کا موجب
طوالت ہی لکھا ہی کہ اہل سلوک مین وہ اسناد الباس خرقہ کی لئی وافی اور کافی ہی تکرار بیعت کی
صورکے بیان مین جاننا چاہیے کہ تکرار بیعت چند وجہ سی جائیز ہی اول یہہ کہ کوئی مرید کسی پیر سے
بیعت کی اور اوس کی بعد اوس کی پیر سی کوئی گناہ کبیرہ سرزد ہوا اور اگر وہ مرید دوسرے
پیر سی بیعت کر لیوی تو بھی جائز ہی اس لئی کہ مقصود اوس پیر کی بیعت سی استمداد تہا جب کہ
وہ پیر خود گمراہ ہی تو وہ مرید کو کیسا ہدایت کریگا مطابق قول شیخ سعدی شیرازی کی وہ خویشتن
گم ست کرا رہبری کند + اور دوسری وجہہ یہہ کہ اگر مرید کہ اوس کی پیر نے انتقال کیا ہو اور وہ
کسی اور پیر کا سلوک طریقت کے استفاضہ اور استفادہ کی لئی مرید ہو جائی جیسا کہ اصحاب حضرت
رسالت مآب علیہ الصلوۃ والسلام کی کہ اونہون نے حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم
سی بیعت کی تہی بعد انتقال فرمانی حضرت خیر البری صلوۃ اللہ علیہ وسلامہ کے اونہون نے
دوسری بار حضرت ابا بکر صدیق رضی اللہ عنہ سی بیعت کی اور بعد انتقال حضرت ابا بکر صدیق
رضی اللہ عنہ کی اون مین سی قتنی حیات تھی تیسری بار حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ سی بیعت
کی اور بعد شہادت حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کی اون مین سی قتنی زندہ تھی چوتھی بار
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سی بیعت کی اور بعد شہادت حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کے
اون مین سی قتنی زندہ تھے پانچوین بار حضرت علی کرم اللہ تعالی وجہہ سی بیعت کی اور بعد

شہادت حضرت علی کرم اللہ وجہ کی اون مین سی تینون زندہ تھی چھٹے بار حضرت امام حسن رضی اللہ
تعالی عنہ سی بیعت کی اور بعد ترک خلافت حضرت امام حسن رضی اللہ تعالی عنہ کی اون مین سی
تینی زندہ تھی ساتوین بار حضرت امیر معاویہ سی بیعت کی جب کہ اصحاب حضرت رسالت مآب
صلی اللہ علیہ وسلم سی تکرار بیعت قبول خلافت کا ثابت ہی تو تکرار بیعت استفادہ اور استفاضہ
سلوک معرفت کا بعد انتقال اوس کے پیر کے کیسا نا جایز ہوگا اور چونکہ تکرار بیعت کا صحابہ کرام سی
ثابت ہی تو بنا بر آن بعضو اولیا رفی مثل حضرت احمد جام زندہ فیل اور حضرت مخدوم جہانیان
جہان گشت وغیرہمانی بغرض استکمال سلوک طریق معرفت کی کسی نے پانچ پیر سی اور کسی نے
سات پیر سی اور کسی نی دو پیر سی اور کسی نے تین یا چار پیر سی بانتقال پیران یکی بعد
بعد دیگری و یا باجازت پیران یکی بعد دیگری بیعت کی ہی جیسا کہ تکرار بیعت استفاضہ کہ
اولیا رسی ہوئی ہی کتب تصوف مثل نفحات الانس وغیرہ سی ثابت ہی وجہ تیسری یہہ کہ اگر
کسی مرید نی کسی پیر سے استفاضہ سلوک طریقت کی لئی بیعت کی اوس کی بعد درمیان اوس
مرید کی اور درمیان اوس پیر کی ایسی جدائی واقع ہوئی کہ مرید کو امید پھر اوس کی ملنی کی
اور استفادہ کی نرہی بلکہ طریق آمد و شد مراسلات کا کہ عبارت نصف الملاقات سی اور ذریعہ
استفاضہ اور افاضہ کا ہی ایسا مسدود ہوجای کہ وہ اوس کو جاری کرنہ سکے تو اس صورت
مین بھی اگر مرید بغرض استفادہ سلوک طریقت کی اور پیر سی بیعت کری تو بھی جائز ہے
اگر کوئی آدمی کہ بیعت ہونے سے اوس کی غرض استفادہ سلوک معرفت کی نہو اور وہ کبھی
کسی پیر سی اور کبھی کسی پیر سی بیعت کرتا ہی اور چندی ایک پیر کا مرید اور چندے
اور پیر کا مرید بن جاتا ہی اور باوجودیکہ پہلا پیر بھی اوس کا حیات ہی اور اون کی
اذن تکرار بیعت کا بھی اوس مرید کو حاصل نہین اور کوئی وجہ جواز تکرار بیعت کی وجہ سے

بہی موجود نہ ہو تو یہہ تکرار بیعت نا جایز اور باعث خذلان اور عصیان اور موجب تلعب بالدین اور باعث توہین مشایخ دین ہے اعاذنا اللہ تعالی وایاکم منہ
مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نی رسالہ قول الجمیل مین تکرار بیعت کی جواز مین لکہا ہی
ان تکرار البیعۃ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما تواتر وکذالک عن الصوفیۃ
امّا من الشخصین فان کان بظہور خلل فی من بایعہ فلا باس وکذالک بعد موتہ
او غیبتہ المنقطعہ واما بلا عذر فانہ یشبہ بہ المتلاعب ویذہب بالبرکۃ
ویصرف قلوب الشیوخ عن تعہدہ واللہ اعلم یعنی تحقیق تکرار بیعت کی حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سی منقول ہی اور اسیطرح حضرات صوفیہ سی لیکن دو پیرون سی بیعت کرنا
سوا اگر بسبب ظہور خلل کے ہی اوس پیر مین جس سی بیعت کر چکا ہے تو کچہہ مضایقہ نہین اور
اوس کی موت کے بعد یا اوس کی غیبت منقطعہ کے بعد کہ اوس کی توقع ملاقات کی کچہہ باقی
نہین رہی اور بلا عذر تو دوسری مرشد سی بیعت کرنا مشابہ کہیل کی ہی اور ہر جگہ بیعت کرنا
برکت کو کہوتا ہی اور مرشدون کی دلون کو اوس کی تعلیم اور تہذیب سی پہیرتا ہی واللہ
اعلم اگرچہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے جواز تکرار بیعت کی تین وجہ لکہی ہین لاکن نزد
فقیر مولف کی اگر کسی سالک کی تکمیل سلوک کی ایک پیر سی نہو اور باوجودی کہ اوس کا
پیر ہی حیات ہو تو باذن اوس کی اور پیر سی بیعت استفاضہ کا کرنا اور اوس سے استفادہ
طریق طریقت کا کرنا بہی جائز ہی اور اگر کوئی مرید اپنی پیر سی علیحدہ علیحدہ فعل کے لئی تکرار
بیعت کا کری یعنی ایک بار بیعت توبہ کی اور دوسری بار بیعت استفاضہ سلوک طریقت
کی اور تیسری بار کسی اور امر مشروع کی کرے تو بہی جائز ہے جیسا کہ حضرات صحابہ رضی اللہ
تعالی عنہم حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی کبہی جہاد پر کبہی ہجرت پر اور کبہی اقامت

ارکان اسلام پیادر گاہی ثبات اور قرار پر معرکہ کفار مین اور کبھی سنت نبوی علی صاحبہا
افضل التحیہ کی تمسک پر بیعت کرتی تھی ویساہی اس فقیر کی خواجہ تاش یعنی پیر بھائی تکرار
اور تجدید بیعت کی سلطان الاکملین امام المکملین شمس الملۃ والدین شیخ الاسلام والمسلمین
سیدی سندی مرشدی معاذی ملاذی مخدومی حضرت شمس الدین فخری سلیمانی چشتی رضی اللہ
تعالی عنہ کی خدمت سراپا سعادت مین کرتے تھے اس لئی کہ بیعت کی معنی عہد کرنا ہی کسی امر مشروع
پر اگر کوئی مرید اپنی پیر سی کسی اوامر شرعیہ کی کرنی پر یا نواہی شرعیہ کی ترک کرتے پر وقتاً
فوقتاً تکرار بیعت کی کری تو گویا اوس نی احیا سنت صحابہ کا کیا جیسا کہ کتاب جمع الجوامع
مین کہ تالیف حافظ سیوطی کی ہی عتبہ بن عبد سی مروی ہی کہ اوس نی کہا کہ ہمنے حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سی سات بیعتین کی ہین پانچ بیعتین طاعت پر اور دو بیعتین محبت پر اور
سلمہ بن الاکوع نی دو بار بیعت کی جیسا کہ حدیث مین گذرا مگر چاہئی کہ آدمی بعد بیعت کے
اپنی بیعت پر ثابت قدم رہی اور اوس عہد بیعت کو وفا کری اس لئی کہ خلاف کرنا عہد بیعت کا
خصوصاً کہ وہ کسی اہل اللہ سی ہو موجب نقصان اور خسران مہمات دارین کا ہی فائدہ
مرید ارادت کرنیوالی کو کہتے ہین اگر کوئی مرشد اپنی مرید سی آزردہ ہو کر اوس کو
کہی کہ تم ہماری مرید نہین ہو تو وہ مرید مرید کسی خارج نہین ہوتا اس لئی کہ ارادت فعل
مرید کا ہی نہ مرشد کا فائدہ اگر کوئی آدمی کسی شیخ کو کہے رضیت بک شیخا ومربیا
ودلیلا یعنی راضی ہوا مین آپ کی شیخ ہونے اور مربی ہونے اور دلیل ہونی پر
پس تحقیق بیعت کی اوس نی اون شیخ سی منشط اور مکرہ پر اور اتمام تربیت کسی ید کا
نہین ہوتا جبتک کہ وہ اپنی کو جمیع حال مین شیخ کی سپرد نکری اور اپنی کو شیخ کے
ہاتہہ مین کالمیت فی ید الغسال کے نہ سون پے ۔

سوال وجواب

اگر کوئی آدمی سوال کری کہ بتحقیق آپ نی کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بصراحۃ النص کے مسنونیۃ بیعت کی ثابت کی ہی مگر معلوم نہوا کہ مریدی کیا ہی اور مرشدی کیا ہی جواب اوس کا یہہ ہی کہ بیعت کرنا مریدی کو کہتی ہین اور بیعت لینا مرشدی کو کہتی ہین اگر کوئی آدمی سوال کری کہ قرآن مجید مین عورتون سی بیعت لینی کا حکم اور خبر اور احادیث نبویہ علی صاحبہا افضل التحیہ مین ذکر بیعت لینی حضرت خاتم النبیین صلوٰۃ اللہ علیہ وسلامہ کا حضرات صحابہ سی اور عورات سی اور ذکر بیعت کرنے اون کا حضرت سید الانبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام سی ہی مگر لفظ مریدی اور مرشدی کا یا لفظ مرید کا اور مرشد کا اون مین نہین پہر کیونکر معلوم ہو کہ بیعت ہونا مریدی اور بیعت لینا مرشدی ہی جواب اوس کا یہہ ہی کہ از روی اصطلاح قدیمی[۵۱] عرب کی جو آدمی کہ کسی آدمی سی بیعت کری اوس کو مبایع میم مہملہ کی ضم سی اور بار موحدہ کی فتح سی اور یار تحتانیہ کی کسر سی کہتے ہین اور جو آدمی کہ بیعت لیوی اوس کو مبایع بہ کہتے ہین اور جس امر پر انعقاد مبایعت کا ہو اوس کو مبایع علیہ یار تحتانیہ کی فتح سی کہتے ہین اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین یہی مبایعت تقوی اور توبہ کی تہی مگر اوس زمانی مین اور حضرات صحابہ کی زمانی مین استعمال لفظ پیر اور مرشد کا آدمی بیعت لینی والی کی لئی اور استعمال لفظ مرید کا آدمی بیعت کرنی والی کی لئی نہین ہوا مگر حضرات صحابہ کی زمانی سی حضرت جنید بغدادی کی زمانی تک بجای لفظ ارادت کی یعنی مریدی کی لفظ صحبت کا مستعمل ہوا ہی جیسا کہ حضرات صحابہ علیہم الرضوان کہ حضرت سید الانبیا صلوٰۃ اللہ علیہ وسلامہ کی مرید اور مستفیض تہی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اصحاب کہلاتی تہی

[۵۱] اس سی یہہ فائدہ ہوا کہ جو کہتے ہین کہ بیعت کا آنا حدیث کا ہین ہی اور قرآن مین نہین ہی اون کا کہنا غلط ہوا

اور جیسا کہ حضرت سلمان فارسی کہ حضرت ابا بکر صدیق کی اصحابون سی بہی کہلاتے
تھی اور حضرت کمیل بن زیاد کہ حضرت علی المرتضی سی مستفیض تہی اون کی اصحاب سے
کہلاتی تہی اور کتب قدیمہ مین دیکہا گیا ہی کہ بجای پیری اور مریدی کی لکہا ہی کہ
فلان مصاحب فلان بود یا فلان کہ از یاران فلان بود یعنی فلان آدمی کہ مرید فلان
آدمی کا تہا اور قول المستحسن مین ہی کہ صوفیہ کرام مین حضرت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی زمانی سی حضرت ابو القاسم شیخ جنید بغدادی تک لفظ صحبت کا مستعمل تہا
اور تقریر مودودی کہتا ہی کہ اوس زمانہ مین کبہی لفظ اوستاد کا مرشد کی لئی اور
لفظ تلمیذ کا مرید کی لئی بہی مستعمل ہوا ہی جیسا کہ حضرت حبیب عجمی اور حضرت عبد الواحد
بن زید حضرت حسن بصری کو استاذ کہتی تہی جیسا کہ تذکرۃ الاولیا مین ہی اور
غنیۃ الطالبین مین حضرت جنید سی منقول ہی اتدرون ما وقع لاستاذي
سري السقطي رحمة الله عليه وهو ان سلم عليه ذات يوم صديق له فرد
عليه وهو عابس لم يتبشبش له فقلت له في ذالك فقال بلغني ان
المرء المسلم اذا سلم على اخيه ورد عليه اخوه قسمت بينهما مائة رحمة
تسعون منها لابشهما وعشرة للاخر فاحببت ان يكون له تسعون
یعنی آیا جانتی ہو وہ چیز کہ میری استاذ سری سقطی کو واقع ہوئی اور وہ یہہ ہی
کہ ایکدن سلام کیا کسی دوست نی حضرت سری سقطی پر پس حضرت سری سقطی
نی ترش روئی سی اوس کی سلام کا جواب دیا پس مینی حضرت سری سقطی سی اس کا سبب
دریافت کیا پس اونہون نے کہا کہ مجہی پہونچا ہی کہ آدمی مسلمان جب اپنے بہائی مسلمان
پر سلام کرتا ہی اور وہ اوس کی سلام کا جواب دیتا ہی تو اون دونون مین سو رحمتین

تقسیم ہوتے ہین نوذ رحمتین اون دونو سی اوس کو ملتی ہین کہ وہ کشادہ رو ہوتا ہے
اور دس رحمتین دوسری کو پس منجی مرشد ولی سی اوس کو سلام کا جواب دیا تاکہ اوس کو
نوذ رحمتین ملین یعنی ہین نے اوس سے اختیار کیا تو اس روایت مین حضرت جنید بغدادی
نی اپنے مرشد حضرت سری سقطی کو استاذ کہا ہی اور غنیۃ الطالبین مین شیخ کی آداب
مین لکہا ہی کذالک من بین استاذ و تلمیذ کالحسن البصری و تلمیذہ
عتبۃ ابن الغلام یعنی ایسا درمیان استاذ اور تلمیذ کی مانند حسن بصری اور شاگرد
اوس کی عتبہ بن غلام کی تو اس عبارت مین حضرت غوث الاعظم محی الدین شیخ عبد القادر
جیلانی قدس سرہ العزیز نی مرشد کو استاذ اور مرید کو تلمیذ فرمایا ہی مگر بعد زمانی حضرت جنید
بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی قبل زمانی حضرت محبوب سبحانی شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ
کی اول عراق عرب مین لفظ مرشد اور شیخ کا آدمی بیعت لینی والی کی لی بہی مستعمل ہوا ہی
جیسا کہ کتاب غنیۃ الطالبین مین اور کتابون مین کہ بعد زمانی حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ
علیہ کی تالیف ہوئی ہین لفظ شیخ کا اور مرشد کا آدمی بیعت لینی والی کی لی اور لفظ مرید کا
آدمی بیعت ہونے والے کے لی بہی مستعمل ہوا ہی اور مرشد کی معنی از روی لغت کی راہ
راست بتانیوالا ہی اور چونکہ بیعت لینی والی صراط مستقیم شریعت کا کی بتاتے ہین تو اونکو
مرشد کہا گیا اور شیخ از روی لغت کی بوڑہا آدمی کو اور عزاجہ اور قوم کی سردار کو کہتے ہین
اور از روی اصطلاح عرب کے شیخ اوس آدمی کو کہتے ہین کہ وہ سنت نبویہ علی صاحبہا افضل التحیۃ کو
جلائی اور بدعت کو نیست اور نابود کری اور قول اوس کا اور فعل اوس کا اور آدمیون کے
لی حجت ہو اگرچہ وہ آدمی جوان ہی ہو اور چونکہ بیعت لینی والی اکثر بوڑہی آدمی ہوتے ہین
اور وہ احیا سنت سنیہ کا کرتے ہین اور قول اور فعل اون کا اور آدمیون کی لی حجت ہوتا ہی

اور اون سی ہر قول و فعل مین اقتدا کیا جاتا ہی تو اون کو شیخ کہا گیا اور جب استعمال
اوس کا عجم مین ہوا تو اوس کی لئی لفظ پیر کا استعمال مین لایا گیا اس لئی آدمی بیعت لینی
والی اکثر بوڑہی ہوتے ہین اور فارسی مین پیر بھی بوڑہی آدمی کو کہتے ہین تو اس سے
معلوم ہوا کہ لفظ شیخ کا اور مرشد کا آدمی بیعت لینی والی کی لئی اور لفظ مرید کا آدمی بیعت
کرنے والی کی لئی بعد زمانی حضرت ابو القاسم جنید بغدادی رضی اللہ تعالی عنہ کی مستعمل ہوئے
اور حضرت صحابہ علیہم الرضوان کی زمانی سی حضرت جنید بغدادی کی زمانی تک بجای پیری مریدی کے
لفظ صحبت کا مستعمل تھا اور کبھی بجائی مرشد کی لفظ استاذ کا بھی مروج ہوا ہی کما مرّ پس
قرآن مجید مین اور احادیث نبویہ علی صاحبہا افضل التحیہ مین لفظ مریدی اور مرشدی کا یا لفظ
مرید کا اور مرشد کا کیونکر مذکور ہوگا اس لئی کہ اوس زمانہ مین تو یہہ لفظ اوس معنی کے لئی موضوع
نہ تھی اور قرآن مجید اور احادیث نبویہ مطابق لغات مروجہ اوس زمانی کے ہین اگر کوئی آدمی
سوال کری کہ مسنونیۃ مبایعت کی تو صراحۃ النص سی معلوم ہوئی مگر پیری اور مریدی کے
حقیقت معلوم نہوئی کہ وہ کیا ہین تو جواب اوس کا یہہ ہی کہ جب مسنونیہ امر مبایعت کی
صراحۃ النص سی ثابت ہو چکی تو اوس کی ضمن مین مسنونیۃ مرید ہونے کی اور مرشد
ہونیکی بہی ثابت ہو چکی اس لئی کہ مرید ہونا بیعت کرنا ہی اور مرشد ہونا بیعت لینا ہے
اور جب تک کہ آدمی بیعت ہونی والا کہ اوس کو مرید کہتی ہین اور آدمی بیعت لینی والا
کہ اوس کو مرشد کہتے ہین موجود نہونگی تب تک فعل مبایعت مسنونہ کا متحقق نہوگا
تو فعل مبایعت کا موقوف ہوا اور آدمی بیعت کرنیوالا یعنی مرید اور آدمی بیعت لینی والا
یعنی مرشد مبایعت کی فعل کی موقوف علیہ ہیری تو جیسا کہ موقوف یعنی فعل مبایعت کا مسنون
ہی ویسا ہی اوس کا موقوف علیہ یعنی مرید ہونا اور مرشد ہونا بہی مسنون ہی اس لئی کہ جب

موقوف مسنون ہوا تو اوس کا موقوف علیہ یا فرض ہوگا یا واجب ہوگا ورنہ مسنون تو
ضرور ہوگا ورنہ لازم آویگا کہ موقوف سنت ہو اور اوس کا موقوف علیہ بدعت ہو اور
یہہ باطل ہی تو اثبات مسنونیۃ مبایعت کی ضمن مین کہ موقوف ہی کہ ثبوت مسنونیۃ مرید
ہونیکا اور مرشد ہونیکا بہی ہوا کہ اور اسکی موقوف علیہ ہین کما لا یخفی علی من لہ ادنی
فہم اگر کوئی آدمی سوال کری کہ لفظ سنت کا عام ہی اطلاق اوس کا افعال آلہی جل شانہ
پر موجب آیۃ شریف سنۃ من قد ارسلنا قبلک من رسلنا ولا تجد لسنتنا
تحویلا کی اور افعال حضرت سید الانام علیہ الصلوۃ والسلام پر اور حضرات صحابہ کرام پر موجب
حدیث شریف فعلیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین کی آیا ہی اور نیز اطلاق اوسکا
تابعین اور تبع تابعین اور جمیع اخیار اور ابرار اور اولیاء اور علماء ربانی کی افعال کی لئی آتا ہی
جیسا کہ کہا جاتا ہی کہ یہہ سنت تابعین کی ہی یا تبع تابعین کی ہی یا فلان ابرار کی ہی یا فلان
ولی کی ہی اور شرعاً تخصیص اطلاق لفظ سنت کا کسی نبی یا ولی کی فعل کی لئی نہین ہوا کہ
اطلاق اوس کا ماورای اوس کی جائز نہو بلکہ وہ مطلق حدیث من سن سنۃ حسنۃ
کی عام ہی تو ہمکو معلوم نہوا کہ مرید ہونا کسکی سنت ہی اور مرشد ہونا کس کی سنت ہے
جواب اوس کا یہہ ہی کہ مرشد ہونا اور بیعت لینا سنت نبوی علیہ الصلوۃ والسلام کے
بلکہ سنت آلہی تعالی شانہ کے مطابق آیۃ ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ
کی ہی اور مرید ہونا اور بیعت کرنا جمیع صحابہ کا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
بلکہ اللہ تعالی ہی بواسطہ حضرت سید الانبیا علیہ الصلوۃ والسلام کی مطابق آیۃ مذکورہ کی
حضرت خیر الوری صلوۃ اللہ علیہ سلامہ کی زمانی مین سنت جمیع حضرات صحابہ کی ہے
اور مرشد ہونا اور بیعت لینا اور صحابہ ہی بعد زمانی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

سنت حضرت خلفاء اربعہ کی ہی اور مرید ہونا اور بیعت کرنا تابعین کا حضرات صحابہ سے
اور تبع تابعین کا تابعین سی اور اتباع تبع تابعین کا تبع تابعین سی بہ نیابت خرقہ
کی اور بیعت کرنا عوام مسلمین ہر قرن کا اولیاء اور اتقیاء اور علماء ربانی اوس قرن سے
ہلم جرا آب تک از روی اتباع سنت حضرات صحابہ کرام علیہ الرضوان کی مطابق حدیث
شریف علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المہدیین تمسکوا بہا وعضوا
علیہا بالنواجذ کی ثابت اور ظاہر ہی یعنی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ تم اپنی پر میری سنت کو اور میری خلفاء الراشدین مہدیین کے سنت کو لازم
پکڑو اور تمسک کرو میری سنت سی اور میری خلفاء کی سنت سی اور سخت پکڑو سنت کو
نواجذ سی اور نواجذ چار دانتون کو کہتی ہین کہ وہ اور دانتون کی آخر مین پیدا ہوتے
ہین کہ اون کو عقل کی دانت کہتی ہین کہتا ہی فقیر مودودی کہ جب عبارت النص سی ثبات
مسنونیۃ مبایعت کی اور اقتضاء النص سی مسنونیۃ پیر ہونیکی اور مرید ہونیکی ثابت
ہو چکی اب یہہ فقیر چاہتا ہی کہ بعد اون کی وہ نصوص قرآنی کہ اونسی امر مرشد لینی کا یعنی
مرید ہونیکا بطریق اشارۃ النص اور اقتضاء النص اور دلالۃ النص کی ثابت ہے
وہ بھی اس جگہہ مین لکھی تاکہ جمیع طرق سی اثبات اوس کا ہو اللہ تعالی فی قرآن
مجید مین فرمایا ہی یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ و
جاہدوا فی سبیلہ لعلکم تفلحون یعنی ای ایمان والو ڈرو اللہ تعالی سی اور
ڈہونڈو طرف اوس کی وسیلہ اور جہاد کرو اوس کی راہ مین تاکہ تم فلاح پاؤ خلاصۃ التفاسیر
مین لکھا ہی کہ اس آیۃ سی حضرات صوفیہ نی تمسک کیا ہی کہ وسیلہ سی شیخ کامل کا معلوم
آسمانی اور مدرس حکمت روحانی کا ہو مراد ہی اس لئی کہ اگرچہ اللہ تعالی کا نام پاک

بنفسہ موجب صلاح اور فلاح کا ہی مگر تعلیم اور صحبت کامل کو بڑا دخل ہی مولانا رومی نے
فرمایا ہی قال را بگذار مرد حال شو پیش صاحب دلتی پامال شو کر تو سنگ صخرہ
مرمر شوی چون بصاحبدل رسی گوہر شوی اور یہہ امر باتفاق مسلم ہی کہ جو فائدہ کہ
صحبت سی ہوتا ہی درس اور وعظ سی ممکن نہین یہی قرآن ہی یہی سنت ہی مگر حضرات
صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم فیض صحبت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی سراپا تور بنگئی وہ
حبابی وجود کہ ہوائی خودی سی تھی اور وہ قطرات قلوب کہ جوش خود رفتگی سی پُر ہین بندات
قدم اور فیضان اتم نی اون کو صرف طاہر نہین کیا بلکہ مطہر بنا دیا ہی کتاب علم صامت ہی اور وہ
کتاب ناطق یہہ شریعت منقول ہی اور وہ سنت مقبول یہان خبر ہی اور وہان نظر اور
قول المستحسن مین اس آیتہ کی تفسیر مین لکھا ہی کہ ھذا الابتغاء الخاص التوسیلۃ الیہ
تعالی یتضمن مبایعۃ خاصۃ غیر المبایعۃ الاولی التی ھی المبایعۃ علی الاسلام
فان البیعۃ تختلف باختلاف المقامات یعنی وابتغوا الیہ الوسیلۃ کہ قران
مجید مین ہی مراد ابتغاء وسیلہ سی بیعت خاص ہی غیر بیعت اسلام کی اور وہ بیعت تقوی
اور توبہ کی کہ مراد بیعت ارادت سی ہی اس لئی کہ بیعت مختلف ہوتی ہی اختلاف مقامات سے
اور مولوی شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی سی منقول ہی کہ مہنے اپنی جد امجد شاہ عبد الرحیم
کی ایک مرید سی سنا کہ اون کی معاصر ایک عالم نی اون سی بیعت کی سنت یا بدعت ہونے
مین گفتگو کی میری جد امجد نی وسطی مشروعیت بیعت کی اس آیتہ سی استدلال کیا اور فرمایا کہ
ممکن نہین کہ وسیلہ سی ایمان مراد لیجئی اس لئی کہ خطاب اہل ایمان سی ہی چنانچہ یا ایھا الذین
آمنوا اوس پر دلالت کرتا ہی اور وسیلہ سی عمل صالح بھی مراد ہو نہین سکتا کہ وہ تقوی
مین داخل ہی اور تقوی عبارت ہی امتثال اوامر اور اجتناب نواہی سی اور آیتہ یا ایھا الذین

امنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ مین درمیان اتقوا اللہ اور وابتغوا الیہ الوسیلۃ کی واو عاطفہ ہی کہ وہ مقتضی مغایرت کی ہین المعطوف والمعطوف علیہ کی ہی یعنی واو عاطفہ مقتضی مغائرت کی درمیان تقوی کی اور وسیلہ کی ہی اور اسیطرح وسیلہ سی جہاد بھی مراد نہین ہوسکتا کہ وہ بھی تقوی مین داخل ہی اس لئی کہ جہاد امتثال اوامر ہی پس متعین ہوگیا کہ وسیلہ سی ارادت اور رجعیت مرشد کی مراد ہی اوس کی بعد مجاہدہ اور ریاضت ہی ذکر اور فکر مین تاکہ فلاح حاصل ہو کہ عبارت وصول ذات پاک سی ہی اور اللہ تعالی نی قرآن مجید مین ارشاد واجب الانقیاد فرمایا ہی فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون یعنی پوچھو اہل ذکر سی اگر تم نہ جانتی ہو اور ذکر ضد نسیان کا ہی کہ مراد اوس سے یاد آلہی جل جلالہ ہی اور اہل ذکر سی مشائخ اور اولیاء اللہ اور اہل اللہ مراد ہین کہ مطابق آیۃ شریفہ الذین یذکرون اللہ قیاما وقعودا وعلی جنوبھم کے وہ ہر حال مین شب و روز اللہ تعالی کی ذکر مین مستغرق ہین اس لئی کہ اللہ تعالی نی اس آیتہ مین اہل ذکر فرمایا ہی تو مراد اوس سی اللہ تعالی کی یاد کرنیوالی ہونگی نہ غیر کی کہتا ہی فقیر مودودی کہ اکثر مفسرین نی اپنی تفسیرون مین مطابق سیاق مضمون اس کی ماقبل کی آیتہ کی اہل ذکر سی مراد اہل علم اور اہل کتاب لکھا ہی مگر موجب قاعدہ اصول فقہ کی کہ وقت تعمیم لفظ کی تخصیص محل معتبر نہین اگرچہ اہل ذکر سی اہل علم اور اہل کتاب بھی مراد ہوسکتی ہین مگر بلحاظ تعمیم لفظ کی تخصیص اوس معنی کی اہل ذکر کی لئی غیر معتبر ہی خصوصا اوسوقت کہ وہ بعید الفہم ہو بخلاف اس کی کہ یہہ قریب الفہم ہی اس لئی کہ اللہ تعالی نی اہل ذکر فرمایا ہی نہ اہل علم اور نہ اہل کتاب اور جب امر ہوا کہ اہل ذکر سی سوال کرو اور پوچھو تو اس سے معلوم ہوا کہ وہ ہادی راہ شریعت اور طریقت کی اور راہبر شارع معرفت و حقیقت کی

ہین اون سی رستہ ہدایت کا پوچہو اور ہدایت پاؤ اور ظاہر ہی کہ طلب ہدایت کی راہ پوچہنے والا مرید ہوتا ہی اور ہدایت کرنیوالا مرشد ہوتا ہی اور قرینہ فاسئلوا اسی بھی ظاہر ہی کہ امر سوال کرنیکا حصول ہدایت کی لئی ہی کہ وہ مراد ارادت سی ہی اور جب مسئول عنہ اہل ذکر ٹہیرے کہ مراد اون سی مشائخ اور اولیاء اور اہل اللہ اور علماء ربانی ہین تو وہ ہادی اور مرشد ہوئے تو امر سوال کرنیکا اور ہدایت کی راہ پوچہنے کا کہ وہ کنایہ مرید ہونے مشائخ اور اہل اللہ سی ہوا اس آیتہ سی بہی معلوم ہوا اور واضح ہو کہ هادي اور مضل یہہ دونو اسماء حسنی سی اللہ تعالی کی ہین اس لئی کہ ہدایت کرنیوالا اور گمراہ کرنیوالا الا الحقیقہ ذات اللہ تعالی کی ہی مطابق من یہدی اللہ فلا مضل لہ ومن یضلل فلا هادی لہ جس کو اللہ چاہتا ہی کہ اوس کو ہدایت فرمائی تو اللہ تعالی اوس کی لئی اسباب ہدایت کی موجود کرتا ہی کہ اوس کو اہل اللہ اور اخیار اور ابرار کا مصاحب اور جلیس اور انیس گردانتا ہی اور بسبب صحبت نیک کے اوس کی دل مین محبت اور ارادت اہل اللہ کی ڈالتا ہی تو وہ از روی اوس محبت اور اوس ارادت کی کہ وہ اہل اللہ سی رکہتا ہی اہل اللہ کو ڈہونڈہ کر اون کا مرید ہوتا ہی اور اون سی ہدایت کی راہ پوچہتا ہی اور ہدایت پاتا ہی اور جس کو کہ اللہ تعالی گمراہ کرتا ہی تو اللہ تعالی اوس کی لئی اسباب ضلالت کی موجود فرماتا ہی اور اوس کو اشرار اور اہل معاصی و اہل عقائد باطلہ و اہل ہوا ی کا صحبت اہل کفر سی نشین کرتا ہی اور اوس کو اون کا جلیس و انیس گردانتا ہی و اخیار اور ابرار اور اہل خیر اور اہل صلاح سی اوس کو بسبب صحبت سوء کے نفرت دلاتا ہی تو وہ اہل اللہ کا منکر بلکہ مخالف ہو کہ ہدایت کی راہ پوچہنے اور اہل اللہ کی مرید ہونے سی اور اون سی ہدایت پانے سی محروم رہتا ہی اور کوئی دلی اوسکو ہدایت نہین کرتا تو فی الواقع هادي اور مضل اللہ تعالی ہی ہوا اور چونکہ یہہ عالم اسباب کا ہی

توہدایت خلق بسبب محبت اورارادت اہل اللہ کی اور ضلالت خلق بوجہ انکار اور عدم
محبت اور عدم ارادت اہل اللہ کی ہوتی ہی جیساکہ اللہ تعالی نی قرآن مجید مین فرمایا ہی
من یھد اللہ فھو المھتد ومن یضلل فلن تجد لہ ولیا مرشدا یعنی جس آدمی کو کہ
اللہ تعالی ہدایت کرتا ہی پس وہ ہدایت پاتا ہی اور جس کو کہ اللہ تعالی گمراہ کرتا ہی پس پاؤگی
تم اوس کی لئی کوئی ولی مرشد یعنی ولی راہ راست بتانیوالا اور ارشاد کرنیوالا اور اس آیۃ سی
بہی معلوم ہوا کہ جس کو اللہ تعالی ہدایت فرماتا ہی تو اوس کی لئی اللہ تعالی اس عالم اسباب
مین اسباب ہدایت کی موجود کرتا ہی اور اوس کی دل مین محبت اہل اللہ کی ڈالتا ہی اور اوسکو
مرید اور معتقد اہل اللہ کا بناتا ہی پس وہ بسبب اون اسباب ہدایت کی ہدایت پاتا ہی اور جس کو
کہ اللہ تعالی گمراہ کرتا ہی تو اوس کی لئی کوئی اہل اللہ سی مرشد اور ارشاد کرنیوالا اور ہدایت کی
راہ کا بتانیوالا نہاؤگی تم جسکو کہ اللہ تعالی اوسکی لئی اسباب ہدایت کی موجود نہین فرماتا اور اوس کی دل مین ارادت
اور صحبت اہل اللہ کی کہ وہ اس عالم اسباب مین سبب ہدایت پانیکا ہی نہین ڈالتا۔ کہتا ہی مفسر
مودودی کہ اس آیۃ کی اقتضاء النص سی ظاہر بلکہ اظہر ہی کہ باعث ضلالت کا عدم وجدان
ولی مرشد کا ہی جیساکہ آیۃ ومن یضلل فلن تجد لہ ولیا مرشدا اس پر دلالت کرتی ہی
اور جب سبب ضلالت کا عدم وجدان ولی مرشد کا ٹہیرا تو ضرور موجب ہدایت کا وجدان ولی مرشد
کا ٹہیرا تو مطابق اس توجیہ کی تقدیر اس آیت کی یون ہوئی من یھد اللہ فھو المھتد
بارشاد ولیہ المرشد ومن یضلل فلن تجد لہ ولیا مرشدا یعنی جس آدمی کو کہ اللہ تعالی
ہدایت فرماتا ہی پس وہ بوسطہ ولی مرشد کی ہدایت پاتا ہی اور جس کو کہ اللہ تعالی گمراہ کرتا ہے
پس پاؤگی تم اوس کی لئی کوئی ولی مرشد اور یہہ ظاہر بلکہ اظہر ہے کہ ارادت اللہ یون جاری ہے
کہ ابتداء خلقت عالم سی قیامت تک ہدایت عوام خلق کی بوسیلہ ارشاد خواص خلق کی ہوئی ہی

اور ہوگی اور اس وتیرہ مین کبھی تغیر نہوگا الا نادراً کہ وہ کالعدم ہی اور اگر ہدایت خلق کی
انتظار اور الہام ہی بغیر وسائط اور ذرائع اور اسباب ظاہری کی ہوتی ہی تو مبعوث ہونا انبیاء
علیہم السلام کا اور اولیاء اور علماء ربانی کا عبث اور باطل ہوتا اور یہہ مطابق آیۃ قرآن مجید
ربنا ما خلقت ھذا باطلا کے باطل ہی اور آیۃ من یضلل فلن تجد لہ ولیا مرشدا
مین اگرچہ ولی مرشد از روی دلالت مطابقی کے ولی راہ راست بتانیوالی پر دال ہی مگر اس مین
شک نہین کہ لفظ ولی مرشد از روی دلالت التزامی کی ولی مرشد پر یعنی بیعت آدمی لینیوالی
والی پر اور ارشاد کرنیوالی پر دال ہی اگر کوئی آدمی اعتراض کری کہ آپ نی اس کی قبل لکھا ہی
کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور حضرات صحابہ کی کی زمانہ مین لفظ مرید کا آدمی بیعت
کرنیوالی کی لئی اور لفظ مرشد کا آدمی بیعت لینی والی کی لئی مستعمل نہا تو بنا بر آن لفظ مرید کا اور
مرشد کا قرآن مجید مین نہین آئی اور حال آنکہ قرآن مجید کی اس آیۃ فلن تجد لہ ولیا مرشدا
مین لفظ مرشد کا آیا ہی جواب اوس کا یہہ ہی کہ مین نی قبل اس کی لکھا ہی کہ حضرت سید الانبیاء
علیہ الصلوۃ والسلام کی زمانہ مین اور حضرات صحابہ کی زمانی مین آدمی بیعت لینی والی کی لئی
لفظ مرشد کا مستعمل نہین ہوا تو اوس سی مقصود یہہ تہا کہ حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم
اور حضرات صحابہ علیہم الرضوان کی زمانی مین لفظ مرشد کا آدمی بیعت لینی والی کی لئی از روی دلالت
مطابقی کی مستعمل نہین ہوا اور ظاہر ہی کہ کوئی لفظ کسی مدلول مین تب مستعمل ہوگا کہ جب وہ مدلول
اوس کی لئی موضوع لہ ہوگا اور دلالت اوس لفظ کی اوس مدلول کی لئی مطابقی ہوگی اور تحقیق
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ کی زمانہ مین لفظ مرشد کا آدمی بیعت لینیوالے
کے لئی از روی دلالت مطابقی کی موضوع نہین ہوا بخلاف دلالت التزامی کی کہ وہ کبھی غیر ارادی
بھی ہوتی ہی یعنی بغیر قصد متکلم کی بھی واقع ہوتی ہی جیسا کہ دلالت انسان کی حیوان ناطق پر

متلفظ کا ارادہ اوس کی تلفظ سی مدلول مطابقی اوس کا ہو کہ وہ حیوان ناطق ہی اور قابل
علم اور صنعت کتابت پر کہ وہ مدلول التزامی اوس کا ہی نہو ایسا ہی اوس آیتہ مین دلالت ولیا
مرشد اکی ولی راہ راست بتانی پر کہ وہ مدلول مطابقی اوس کا ہی دلالت ارادی ہی اور ولی
مرید کرنیوالی اور بیعت لینی والی پر کہ وہ دلالت التزامی اوس کی ہی اس آیتہ مین دلالت
غیر ارادی ہی کہ وہ مقصود نہین وعظ کی بیان مین جاننا چاہئے کہ ابتدائی ایجاد عالم سی اول
مرشد اور راہ ہدایت کی بتانیوالی اور اللہ تعالی کی طرف کھینچنے والی خلائق کی حضرات انبیاء
علیہم السلام تھے کہ وہ اللہ تعالی کی زمین مین اور اللہ تعالی کی مخلوق مین خلفاء اللہ تھے اور بعد
اون کی حضرات صحابہ علیہم الرضوان کہ وہ بعد حضرت سید الانبیاء علیہ الصلوۃ والسلام کی خلفاء
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تھے اور بعد اون کی ائمہ دین حضرت خاتم النبیین علیہ الصلوۃ
وسلامہ کی بعد اون کی اولیاء اور اتقیاء اور ابرار اور اخیار اور علماء ربانی امت محمدی
صلی اللہ علیہ وسلم کی ہین اور آئندہ تا ایام قیامت علماء ربانی اور اولیاء اور اہل اللہ کہ وہ
ہدایت اور ارشاد خلق ہین نائب رسول اللہ علیہ الصلوۃ والتسلیمات کی ہین مگر اہان امت
محمدی علیہ الصلوۃ والسلام کو ہدایت فرماتی رہینگی اور امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم بواسطہ
حسن ارادت و رسوخ عقیدت اپنی کی کہ رویہ مریدون صادق الاعتقاد کا ہی اون ہادیان
شریعت اور مرشدان طریقت سی ہدایت پاتی رہینگی اس لئی کہ ہدایت اور ارشاد خلق بذریعہ بیعت کے
حضرت سید المرسلین علیہ افضل التحیہ اور حضرات صحابہ کرام کی زمانی سی اتباع جاری ہی ہزاران
علماء اور فضلاء عرب اور عجم کی کہ ہر ایک اونکا علم اور تقوی اور فتوی مین اپنی زمانہ مین بی نظیر اور
عدم المثل تھا جنہون نی سلسلہ بیعت اولیاء عظام کا اپنی گردنون مین نہین ڈالا اور
شرف بیعت اور ارادت اولیاء کرام کا حاصل نہین کیا تب تک اونہون نی امراض باطنیہ سے

مانند حسد اور حقد اور بغض اور عناد اور ریا اور سمعہ اور تکبر اور خود بینی اور پندار کی کہ باعث
ظلمت دل کی اور موجب تیرگی آئنہ ایمان کی ہین خلاص نہین پایا ابر چہرہ عشق آلہی
جل شانہ کا اون کی مسرت ایمان سی نمودار نہین ہوا یعنی ایمان اون کا مکمل نہین ہوا اس لئے
کہ عشق آلہی تعالی شانہ اور عشق حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا باعث تکمیل ایمان کا ہے
اور وہ بغیر ارادت اہل اللہ رحمہم اللہ تعالی کی حاصل نہین ہوتا جیسا کہ تحقیق اس تدقیق کے
کتاب معدن الخیرات فی المنجیات و المہلکات کی بحث ایمان مین لکھی گئی ہین ای میرے پیارے
بھائیو یہ حکم اللہ تعالی یہہ نتیجہ بیعت ہونی اور مرید ہونی اہل اللہ کا اور فائدہ اتباع اور
اعتقاد اور استحاد اپنی پیران عظام کا ہی کہ اس امت محمدی علیہ الصلوۃ و التسلیمات مین
ہزاران اولیا اور ہادی شریعت اور طریقت کی پیدا ہوئی مانند حضرت حسن بصری اور حضرت
حبیب عجمی اور حضرت عبد الواحد بن زید اور حضرت فضیل ابن عیاض اور حضرت سلطان ابراہیم
بن ادہم البلخی اور حضرت بایزید بسطامی اور حضرت معروف کرخی اور سری سقطی اور حضرت
جنید بغدادی اور حضرت ابو بکر شبلی اور حضرات خواجہ گان پنجتن چشت مبارک یعنی اجداد
نقیر مؤلف کی اور محبوب سبحانی غوث الاعظم محی الدین حضرت شیخ عبد القادر جیلانی اور
ہند الولی حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری اور حضرت شیخ شہاب الدین
سہروردی اور حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند اور حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ اور حضرت
ابو الحسن شاذلی اور متقبل یدرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سید احمد رفاعی رضی اللہ
تعالی عنہم اجمعین اور مریدان بلا سلسل ان حضرات کی کہ تفصیل اسماء اون کی باعث طوالت
کی ہے اور ہر ایک اون کا مانند ہر ایک نبی نبی اسرائیل علیہ السلام کی ہدایت خلق اللہ اور
دعوت الی اللہ مین اور تقوی مین اور زہد اور عبادت مین اور علم مین اور جلالت مین اور

اور کرامت ہین اور اصطفاء اور اہتداء مین عدیم النظیر اور مفقود المثل تھا اور جہان کو اپنی انوار برکات اور ہدایت سی منور کیا اور گمراہون کو راہ ہدایت کی بتایا اور اونہون نے اپنی ہستی کو اللہ تعالی کی ہستی مین ایسا نیست اور نابود کیا کہ اون کی ہستی خدا تعالی کے ہستی مین اور اون کی ذات اللہ تعالی کی ذات پاک مین ڈوب گئی جیسا کہ مولوی روی نے مثنوی مین فرمایا ہی گفتۂ او گفتۂ اللہ بود گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود کسی نی اون مین سی جوش بیخودی مین نعرہ انا الحق کا مارا اور کسی نی اون مین سی سبحانی ما اعظم شانی کہا اور کسی نی اون مین سی لیس فی جبتی سوی اللہ کہا جیسا کہ یہہ حدیث شریف اون کی صدق دعوی پر گواہ ہی عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالی قال من عادی لی ولیا فقد اذنتہ بالحرب وما تقرب الی عبدی بشیئی احب الی مما افترضت علیہ وما یزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احببتہ فاذا احببتہ کنت سمعہ الذی یسمع بہ وبصرہ الذی یبصر بہ ویدہ التی یبطش بہا ورجلہ التی یمشی بہا رواہ البخاری یعنی حضرت ابی ہریرہ سی مروی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کہ تحقیق اللہ نی فرمایا ہی جو شخص کہ ایذا دی میرے ولی کو تحقیق خبردار کرتا ہون مین اوس کو ساتھہ لڑائی کی اور نہین نزدیکی حاصل کی بندہ میری نے طرف میری کسی شئی سی کہ وہ دوست ہو مجھی اوس چیز سی کہ فرض کیا مینی اوس پر اور ہمیشہ رہتا ہی بندہ میرا نزدیکی ڈہونڈتا ہی طرف میری ساتھہ نفلون کی یعنی عبادات نافلہ سی کہ وہ سوای مفروضات شرعی کی ہین یہان تک کہ دوست رکھتا ہون مین اوس کو پس ہوتا ہون مین شنوائی اوس کی کہ سنتا ہی وہ ساتھہ اوس کے اور ہوتا ہون مین بینائی اوس کی کہ دیکھتا ہی وہ ساتھہ اوس کی اور ہوتا ہون مین

ہاتھہ اوس کا کہ پکڑتا ہی وہ ساتھہ اوس کی اور ہوتا ہون مین پاؤن اوس کا کہ چلتا ہے
وہ ساتھہ اوس کی روایت کیا اوس کو بخاری نی کسی نی کیا اچھہ کہا ہی بی یسمع بی
یبصر بی یبطش بی یمشی سری ست بسی غامض تدرایہ وکاتفشی پس جیسا
سننا اور دیکھنا اور پکڑنا اور چلنا اولیاء اللہ کا کہ وہ متصف باوصاف اللہ ہین سننا
اور دیکھنا اور پکڑنا اور چلنا اللہ تعالی کا ہی ایسا ہی علم اللہ تعالی کا علم اون کا ہوتا ہی
اور قدرت اللہ تعالی کی قدرت اون کی ہوتی ہی حدیث شریف ہی کہ حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا خیارکم عباد اللہ الذین اذا رؤوذکر اللہ یعنی اخیار تمہارے
وہ بندی ہین کہ جب وہ نظر پڑین تو اللہ تعالی یاد آئی کما مر اور اولیاء اللہ کی شان
مین ہی کہ بہم یمطرون وبہم یرزقون یعنی بطفیل اولیاء اللہ کی برسات برسائی
جاتی ہی اور بطفیل اون کی آدمی رزق دی جاتی ہین اور اولیاء اللہ کی حق مین ہی
ھم جلساء اللہ وھم قوم لایشقی جلیسھم ولایخیب انیسھم یعنی اولیاء اللہ
ہمنشین اللہ تعالی کی ہین اور اولیاء اللہ وہ قوم ہی کہ ہمنشین اون کی شقی نہین ہوتی
یعنی جو کوئی اون سی صحبت مع الاخلاص کہتا ہی تو وہ بی ایمان نہین مرتا اور اون کا
دوست نقصان دینی نہین اوٹھاتا تو یہہ سب نتیجہ بیعت کرنیکا اور مرید ہونیکا ہے
کہ اولیاء اللہ کی اپنی پیران عظام سی بیعت اور مرید ہوکر ایسا رتبہ عظمی حاصل کیا
کہ دیکھنا اون کا دیکھنا اللہ تعالی کا اور سننا اون کا سننا اللہ تعالی کا اور چلنا اون کا
چلنا اللہ تعالی کا اور پکڑنا اون کا پکڑنا اللہ تعالی کا ہی اور وہ مظاہر آیات اور
صفات اللہ تعالی شانہ کی ہین کہ اون سی ہزاران کرامات باہرہ مانند احیاء اموات
اور شفاء بیمارون کی اور بینا ہونا نابینا ؤن کا سرزد ہوتی ہین اور خاک آستان

مزارات اون کی سر پہ چشم بہان اور بہانیان کا ہی اور یہہ بات ظاہر بلکہ اظہر ہی
کہ کوئی ولی بغیر بیعت کرنے اور مرید ہونیکی اس مرتبہ کبری کو نہین پہونچا سبہونے
پہلی آپ مرید ہوکر اور یہہ رتبہ عظمی اپنی پیرون سے حاصل کرکے بعد ازان اورون کو
اپنا مرید کرکی اون کو اس رتبہ اعلی پر پہونچایا ہی اگر بیعت کرنا ایک لغو اور بیفائدہ
بات ہوتی تو کس لئی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی تمام صحابہ سی اور خلفاء
راشدین اور صحابون سی بیعت لیتے اور یہہ وتیرہ اولیاء اور علماء ربانی امت محمدی
علیہ الصلوۃ والسلام مین ابتک جاری رہتا اور ہزاران علماء عرب اور عجم کی کہ تفصیل
اون کی کتب تصوف مین مثل طبقات اور اخبار الاخیار اور کشف المحجوب اور نفحات
الانس مین مرقوم ہی کس لئی اپنے پیرون سی وہ بیعت ہوکر مرید ہوتے خصوصاً بڑی
بڑی علماء نامی اور فضلاء کرام ہندوستان کی مثل مولانا شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور
مولوی شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی اور مولوی شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے
اور سیکڑون اور علماء اور فضلاء ہندوستان کی کہ تفصیل اون کی موجب تطویل کے
ہی اپنی پیرون سی بیعت فرمائی ہین چنانچہ اونہون نی سلسلہ بیعت اور ارادت اپنا
اپنی کتب مین لکہی گئی ہین اور بعضی علماء تو فقراء بی علم کی مرید ہوئی ہین کہ وہ فقراء
بظاہر اُمّی محض تہی جیسا کہ ملا نظام الدین والد مولوی بحر العلوم عبدالعلی لکھنوی کے کہ شاہ
عبدالرزاق صاحب بانسوی کی مرید تھی کہ وہ شاہ صاحب بظاہر محض اُمّی تہی جاننا چاہیے
کہ اتباع شریعت غرا کی اگرچہ امراض باطنیہ کی مثل حرص اور ہوا اور حسد اور حقد اور
بغض اور ریا اور عجب اور خود بینی اور خود پسندی اور دورنگی وغیرہ کا علاج ہے
اور سلوک طریقت اور مجاہدہ اور تقوی اور ریاضت اور خلاف ہوائی نفسانی

بہی امراض باطنیہ کا علاج ہی لاکن شریعت علاج خارجی اون امراض داخلیہ کا ہے
کہ استعمال ادویہ مسائل شرعیہ سی استیصال اون امراض باطنیہ کا غیر ممکن ہی اور سلوک
طریقت اور مجاہدہ اور تقوی اور ریاضت وغیرہم علاج داخلی اون امراض داخلیہ کا
ہی کہ اوس کی استعمال سی استیصال اون امراض کا یقینی ہی اس لئی کہ علاج امراض داخلیہ
انسان کا مانند امراض شش اور کبد اور امعا اور معدہ اور طحال وغیرہم کی تمریخ اور
تدہین اور کماد اور ضماد اور انکباب اور نطول اور اطلیہ سی کہ اون سی مخصوص ہون
کما حقہ نہوگا جنانگ کہ علاج داخلی امراض داخلیہ کا مانند منضجات اور مسہلات اور
اشربہ اور سفوف اور حبوب اور اقراص اور معاجین وغیرہم کہ مخصوص اون امراض
سی ہون یا نہون اس لئی کہ اکثر علاج داخلی امراض داخلیہ کی لئی اور علاج خارجی امراض
خارجیہ کی لئی زیادہ تر موثر اور مفید ہونا ہی بنا بر آن ہزاران علماء اور فضلاء
کہ صاحب تصانیف باہرہ ہین جب علاج سریع الشفا امراض داخلیہ کورہ اپنی کا بجز پیروی
سلوک طریقت اور مجاہدہ اور ریاضت عرفان کی نپایا تو وہ اہل اللہ سی کہ وہ اطبای امراض
روحانیکی ہین بیعت کرکر اور مرید ہوکر اور سلسلہ ارادت اہل اللہ کا اپنی زیب گردن کا
کرکی نسخہ جان بخش ریاضت مجوزہ اون کا استعمال مین لاکر اون امراض باطنیہ سی
شفا پاکر اور رسالہا اون حکمار روحانیکی مطب طریقت مین تعلیم شناخت نبض اور قارورہ
کیفیات مکائد نفس کے اور معالجہ امراض روحانی کا اور تجویز غذای تقوی کی اور پرہیز
ہوای نفسانی کی حاصل کرکی وہ آپ طبیب امراض قلبی اور استقام روحانی کی ہوکر اظہار
شکر کی لئی اپنی کتب مولفہ طبیبہ روحانی مین کسی نی اپنی کو منسوب کسی مطب حکیم روحانی
سی اور کسی نی اپنی کو منسوب کسی مطب حکیم روحانی سی کیا یعنی کسی نی اپنی کو چشتیہ اور کسی

نی اپنی کو قادریہ اور کسی نی اپنی کو نقشبندیہ اور کسی نی اپنی کو سہروردیہ اور کسی نے
اپنی کو شاذلیہ اور کسی نی اپنی کو رفاعیہ اور کسی نی اپنی کو شطاریہ اور کسی نی اپنی کو
فردوسیہ لکھا اور بہت علما رظاہری کہ علمت غائی اون کی تعلیم علم سی ناموری اور شہرت
اور حصول دنیا اور مراتب دنیاوی تہی اور محض کتب درسیہ معقول اور منقول پر اون کے
نظر رہی اور مذاق عرفان سی چاشنی گر نہوئی تو موجب آیۃ اتامرون الناس بالبر
وتنسون انفسکم کے یعنی آیا تم امر کرتی ہو لوگون کو ساتھہ نیکی کرنے کی اور بہولتی ہو تم
اپنی نفسون کو یعنی اورون کو کہتی ہو اور آپ اوس پر عمل نہین کرتے تو اون لوگون نے
علم ظاہری کو وسیلہ اکتساب دنیا کا اور ذریعہ مفاخرت کا اور مکابرت کا اور حصول دنیا
اور مراتب دنیاوی اور خواہش نفسانی کا ٹہیرا کر کوئی اون سی واعظ بن گیا اور کوئی قاضی
اور مفتی ہو گیا اور کوئی مدرس ہوا اور کوئی ڈپٹی یا منصف یا جج بنا اور کوئی تحصیلدار یا
تعلقدار یا صوبہ یا معتمد یا ناظم ہوا اور کوئی منشی بنا اور کسیکو اور کوئی رتبہ مراتب دنیاوی
سی حاصل ہوا اور کسی نی محض تلقلق لسانی سی جہان مین شہرت پیدا کیا تو حصول دنیا اور
مراتب اور اعزاز اور اکرام دنیاوی اور حصول خواہش نفسانی نی اون کی وجود مین حرص
اور ہوا اور حسد اور حقد اور بغض اور عناد اور نفاق اور دو رنگی لا سیما ریا اور خود بینی
اور تکبر اور مفاخرت اور مکابرت اور اور اخلاق ذمائم اور عادات سیئات کا کہ مطفی
اشعۂ ایمانی اور مکدر لطائف عرفانی ہین ایک باغ سرسبز و ریان کیا اور انواع انواع
شمائل ذمائم اور اخلاق غیر محمود کی اشجار اون کی زمین وجود مین نشو و نما پا کر تناور
پیدا کیا تو علاج قلع اور قمع اون اشجار کا بجز بریاضت طریقت اور آرہ مجاہدہ عرفانی
کہ مطابق تعلیم خطاب اور بجز پختہ کار مرشد کامل کے ہو ممکن نہین ہان وہ علماء ربانی

اور فضلا رحقانی کہ وہ متبع شریعت غرا کی ہین تو وہ بہی ان صفات ذمیمہ اور اخلاق
بہیمہ کو دفع کر سکتے ہین مگر واسطی دفع خصال سئیہ کی اتباع شریعت کی مانند معالجہ
خارجی امراض اخلی کی ہی کما مر انفا یا اتباع شریعت کی مانند علاج کرنی نفس ادویہ
طبیہ کی ہی کہ آجلا اوس سی نفع ہوگا اور سلوک طریقت عرفانی مانند معالجہ کرنے حوالہ ادویہ
طبیہ کی ہی کہ وہ سریع النفوذ اور دفع امراض مین سریع التاثیر ہے اور وہ عاجلا نافع
ہوگا اس لی کہ طریقت جواہر زبدہ اور لب شریعت کا ہی شریعت مین رخصت
اور فتوی ہی اور طریقت مین عزیمت اور تقوی ہی اور قرآن مجید مین اللہ تعالی نی
فرمایا ہی ان اولیاءہ الا المتقون یعنی نہین اولیاء اوس کی مگر متقی تو اس سی معلوم
ہوا کہ تقوی خاصہ اولیاء کا ہی پس اتباع شرعی مانند معالجہ کرنے نفس ادویہ کی اور سلوک
عرفانی مانند مداوا جواہر ادویہ کی الیہر الشیخ عبد الحق محدث دہلوی نی رسالہ مرج البحرین
یلتقیان مین کتاب قواعد الطریقہ فی الجمع بین الشریعۃ والطریقہ سی کہ وہ
شیخ امام قدوۃ المتاخرین سید احمد مغربی برنسی عرف بزرق رحمۃ اللہ علیہ کی تالیف ہی نقل فرمایا
کہ سبب حقیقی در بقای حسن سیت وذکر جمیل عباد و عرفا نہ فقہا و علمای ظواہر کہ از علیہ تصوف
و تقید و توجہ الی اللہ عاطل و عاری باشند ان است کہ فقیہ منسوب و مشغوف بجمعی از صفات نفس
خود ست کہ درک دفہم و تقبل باشد و ان بانقضای حس و حیات ظاہر فوت پذیرد و نابود گردد و عرفا
و صلحا منسوب بہیر و رہ گاری باقی و صفات او یند کہ از ازل تا ابد باقی است و چگونہ نمیرد
چونکہ نسبت او بحی لایموت بی علت نفس درست شدہ باشد ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد
بعشق ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما و لہذا مجاہدی فی سبیل اللہ کہ بشرف شہادت
رسیدہ چون بتحقیق کلمہ اللہ و اعلای دین حساد معنی کردہ بہر دو قسم حیات کہ حسی معنوی است

فایز گردد و لا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء چون عمل عبادت صلحا موجب تحقیق و اعلای معنوی کلمتہ اللہ و دین وی بود مخصوص بحیات معنوی و مقتصر بہ آمد و دوام کرامت و ذکر خیر و برکت او دست چنانچہ گفتہ اند مصرع قد مات قوم وھم فی الناس احیاء ہان بیہ برہان سید احمد مغربی برلسی عرف بہ زوق رحمۃ اللہ علیہ کا از قبیل مشاہدات اور محبرات کی ہی کہ وہ یقینی ہی وقوع اوس کا ایسا اظہر من الشمس و ابیض من الاماس ہی کہ انکار اوس کا ہرگز ہو نہین سکتا اور بیہ قول اون کا بجا ہی اسلئے کہ اعمال علما ظاہری کی خالصاً لمرضات اللہ نہین ہوتی اور غرض اون کی تعلیم علم و غیرہ اعمال سی شہرت اور حصول دنیا اور مراتب دنیاوی اور مغافرت و غیرہم من الشہوات النفسانیۃ ہوتی ہین تو بعد مرنی اون کی اون کا نام بلکہ اون کی قبر کی آثار بہی مفقود اور معدوم ہو جاتی ہین اور اس لئے کہ اعمال اہل اللہ کی خاص لمرضات اللہ ہوتی ہین اور ریا اور عجب سے مغشوش نہین ہوتی اور شہرت اور حصول دنیا اور اغراض نفسانی کی نیت سی معرا اور مبرا ہوتے ہین تو بعد مرنے اون کی نام اونکا نہین مٹتا اور اون کی لئی بعد مرنے کی فاتحہ اور خیرات جاری کرتی ہین اور قبر اون کی کو لوگ باعث تیمن اور تبرک کی سمجھکر اوس کی لئی مجاور اور جاروب کش اور شمع افروز مقرر کرتے ہین ہان اعمال کہ وہ خالصاً لمرضات اللہ نہون اور مغشوش ریا سی ہون اور لوگون کی دیکہانی اور سنانی کی لئی ہون یا وسطی حصول نیکنامی اور شہوات نفسانی اور اغراض دنیاوی کی ہون تو وہ اعمال عند اللہ قبول نہین اور وہ مرائی قیامت کے دن اون اعمال کی اجر اور ثواب سی محروم رہیگا شیخ سعدی نی کہا ہی زعمرای بپرس چشم اجرت مدار چو در خانۂ زید باشی بکار حضرت فرید الدین عطار نی فرمایا ہی ہر کرا اند عمل اخلاص نیست در جہان از بندگان خاص نیست گر نباشد پاک اعمال از ریا ہست بیحاصل چو نقش بور یا

اور کسی اور نبی کہا ہی طاعت ناقصہا موجب غفران نشود ر الضیم گردد ملت عصیان نشود
اعوذ باللہ منہ ومن قول بلا عمل و عمل بلا اخلاص الغرض بیعت کرنا سنت
حضرات صحابہ علیہم رضوان کی اور توبہ کرنا موجب غفران سیئات اور بدر معاصی ایام ماضی کا
اور یہہ دونوں معا بیعت و توبہ ضروریات دین اسلام سی ہیں بعضی بزرگون نی فرمایا ہی من
لا شیخ لہ فشیخہ الشیطان یعنی جو کوئی کہ اوس کا مرشد کامل نہ ہو پس مرشد
اوس کا شیطان ہی اور تحقیق ویسا ہی ہو کہ جس کا کوئی ہادی اور مرشد نہوگا تو ضرور
اوس کو شیطان بہکا ویگا اور اوس کو سہولت سی اپنی مکر کی دوام مین لاویگا اور اوس کو گمراہ
کریگا اور واضح ہو کہ ہر زمان مین اہل اللہ موجود ہوتی ہین کہ بطفیل اون کی برسات
برسائی جاتی ہی اور بطفیل اون کی آدمیون کو رزق دیا جاتا ہی جیسا کہ حدیث شریف
مین گذرا اور وجود مسعود اون کا موجب امان اہل زمین کی ہی اور صحبت ایک ساعت اون کی
بہتر صد سالہ طاعت نافلہ سی ہی کسی نی کہا ہی بیت صحبت با صالحان یکساعتی بہ بود
از الف رکعت طاعتی جیسا ہر زمانی مین اہل اللہ موجود ہوتے ہین ویسا ہی ہر زمانی
مین منکرین اہل اللہ کی موجود ہوتے ہین اہل اللہ سے اور منکرین اہل اللہ سی کوئی زمانہ
آگی خالی نہانہ اب خالی ہی اس لئی کہ ارادت اللہ یون ہی جاری ہی جس زمانہ مین کہ حضرت
سید الانبیا علیہ الصلوۃ والسلام موجود تھی اوسی زمانہ مین ابو جہل اور ابو لہب منکرین رسالت
حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی موجود تھی جیسا کہ حافظ شیرازی نی کہا ہی۔
مشرع چراغ مصطفوی باشرار بولہبی ست مگر کسی زمانی مین اہل اللہ ظاہر اکثرت موجود
تھی اب قلیل ہین اور آگی اکثری ظاہر تھی اور اب مطابق ارادت اللہ کی اکثر مخفی ہین
مگر جہان اونسی نہ آگی خالی تھا نہ اب خالی ہی نہ آیندہ خالی ہوگا مگر پہچاننا اہل اللہ کا موقوف

حسن عقیدت پر ہی حضرات صحابہ علیہم الرضوان از روی حسن عقیدت اور اخلاص کے
صحبت نبوی صلوۃ اللہ علیہ وسلامہ سی سرا پا نور بن گئی تھی مگر ابو جہل اور ابو لہب از روی
انکار اور سوء عقیدت کی ایسا ہی ورطہ کفر مین مستغرق رہے حافظ شیرازی نی فرمایا ہی
حسن ز بصرہ بلال از حبش صہیب از روم ز خاک مکہ ابو جہل این چہ بوالعجبی است خیر التابعین
حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ نی فرمایا ہی کہ صحبۃ الاشرار تورث سوء الظن
بالاخیار یعنی صحبت بدون کی لازم کرتی ہی بد گمانی کو نیکون سی حضرت امام محمد غزالی رحمۃ اللہ
علیہ نی لکھا ہی من لم یکن لہ نصیب من ھذا العلم اخاف علیہ من سوء الخاتمۃ
وادنی نصیب منہ التصدیق والتسلیم لاھل التحقیق یعنی جو کوئی آدمی کہ نہین
اوس کو حصہ اس علم سی خوف کرتا ہون مین اوس پر سلب ایمان کا وقت مرنے کی اور ادنی
حصہ اوس سی سچ جاننا اور ماننا اہل تحقیق کا ہی اور حضرت جنید قدس اللہ سرہ العزیز نے
فرمایا ہی اگر اس آسمان کبود کی نیچی علم تصوف سی کوئی اور علم شریف نہ ہوتا تو ہم اوس کی تلاش
کرتی اور اوس کی طلب کرنے مین دوڑتی اگرچہ ہر مسلمان پر حسن ظن رکھنا محمود ہی مگر آدمی کو چاہیے
کہ مبایعت مین نشانیان اور علامات اخیار ابرار کی کہ اکثر کتب مین مرقوم ہین مد نظر رکھے تا کہ
وہ دام تزویر مکاران مغرورین مین کہ بیعت ہونا اونسی موجب خسران دارین کا ہی گرفتار
نہو جاوی اس زمانی مین اکثر جاہل بیدین فقراء کی لباس پہن کر موجب اغوا مسلمانون کے
ہوتی ہین بیچارہ عوام کہ اون کو علم اور امتیاز حق کا باطل سی نہین اون کو ولی جان کر
اور اوس کی دام مکر مین پھنس کر اون سی بیعت کر کے اون کی مرید ہو جاتی ہین اور اوسکی
باتین البتہ فریب مخالف شرع کی سنکر بیدین ہوتی ہین اور وہ بجای اس کی کہ معرفت حاصل
کرین تو وہ دین اور اہل دین کی خفت کرین اور شریعت اور اہل شریعت کو حقارت اور
اہانت کی نظر سی دیکھنے لگتی ہین دین کو برباد کر کی تارک صوم وصلوۃ ہو جاتے ہین بلکہ اپنی

پیر جاہل کی غوائی شیطانی سی کلمات کفر کی کہکر زمرہ کافرین مین شریک ہوتے ہین
غرض کہ ایسی شیاطین معنوی سی بچنا فرض ہی اس لیے کہ مریدی صوفی جاہل کی موجب ظلمات
کی اور مریدی عالم بی معرفت کی موجب حرمان کی ہی مصرع او خویشتن گم ست کرا رہبری
کند حضرت یحیی بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ نی فرمایا ہی اجتنب صحبۃ ثلاثۃ اصناف
من الناس العلماء الغافلین والقراء المداھنین والمتصوفۃ الجاھلین ط
یعنی دور ہو تین فرقون کی صحبت سی ایک علماء غافل اور دوسرا قراء خوشامدگو اور تیسرا
صوفیون جاہل کی صحبت سی اس لیے کہ علماء ظاہری کہ اون کو اپنی علم پر عمل نہو اور وہ منبر پر
بیٹھ کی اور لوگون کو وعظ اور نصیحت کرین اور وہ اپنے کو اور اپنے اہل کو اور اولاد کو نصیحت
نکرین اور آپ اپنی وعظ پر عمل نکرین تو وہ وعظ غیر موثر اور غیر مفید ہی سعدی تیرازی نے
اون کی حق مین کہا ہی ترک دنیا بمردم آموزند خویشتن سیم وغلہ اندوزند
عالمی را کہ گفت باشد وبس انچہ گوید نگیرد اندر کس عالم آنکس بود کہ بد نہ کند
نکو گوید بخلق و خود نکند اور صحبت صوفیان جاہل کے بھی موجب نقصان دین اور ایمان کے
ہی حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نی فرمایا ہی من تصوف ولم یتفقہ فقد تزندق ومن
تفقہ ولم یتصوف فقد تفسق ومن جمع بینھما فقد تحقق شیخ سعدی نی اون کی حق
مین کہا ہی بقیہ بی علم نیاز آمد نافرش کہ فیر نیاز مد ای برادر تو یہ حکم اللہ تعالی بعبت
فی نفسہ امر محمود اور مسنون ہی مگر فقیر جاہل مکار اور عالم نفسانی بیدین سی بیعت کرنا مذموم
ہی نہ کہ بیعت ہو کہ ایک غیر کہ وہ فی نفسہ محمود ہوتی ہی مگر باختلاف حالت سی وہ چیز کہ محمود ہے
مذموم ہو جاتی ہی جیسا کہ وضو کرنا نماز کی لیے فرض ہی اگر کوئی آدمی ناپاک پانی سی وضو کرکی
اور نماز پڑہی تو اوس کا نہ وضو ہوتا ہی اور نہ نماز ہوتی ہی اور اگرچہ ہر روز قرآن

مجید کا پڑہنا جتنا کہ میسر ہو واجب ہی اور اگر کوئی آدمی قرآن مجید کو بے وضو یا اوس کو
پاکی میں کہ وہ پلید جا ہی پڑہے تو ایسا پڑہنا موجب عذاب اوس کی کا ہوگا
علی ہذا القیاس حکم بیعت کا ہی اگر وہ آدمی صالح متقی ہادی شریعت سی اور طریقت سی
ہو تو وہ مسنون اور محمود ہی اگر وہ کسی فقیر بیدین جاہل مکار سی یا عالم غیر متورع
نفسانی ہو تو وہ بیعت موجب خسران دارین کی ہی اور واضح ہو کہ بیعت لینا اور مرید
کرنا منصب جلیل الشان ہی کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کہ وہ سید الانبیاء والمرسلین
اور خاتم النبیین تہی اس منصب عالی کی سزاوار تہی اور بعد اوس کی حضرات خلفاء راشدین
مہدیین کہ بعد انبیاء علیہم السلام کی افضل نوع انسان سی تہی اس منصب جلیل کے مستحق
تہی اور بعد ازاں ائمہ عظام اور اولیاء کرام اور اتقیاء ذوی الاحترام کہ مورد فیوضات سبحانی
اور محرم اسرار ربانی کہ اور معلم علوم روحانی اور مقرب بارگاہ یزدانی تہی اوس رتبہ عظمی
کی لائق تہی مسند ہدایت جای اولیاء حقانی کی ہی نہ جای علماء بی معرفت نفسانی کی اور وہ
جای ہادیان دین متین کی ہی نہ متکلی مستصوفہ بیدین اور مکاران جاہلین کا جای نشین
سجادہ بیعت کے متبع دین کی ہین نہ مردود دین اخوان الشیاطین حضرت اللہ تعالی نی
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لائق منصب جلیل الشان مرشد ہونیکا اور بیعت
لینی کا دیکہکر اون کو قرآن مجید مین فرمایا ان الذین یبایعونک انما یبایعون
اللہ الآیۃ اور لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ
الآیۃ اور یا ایہا النبی اذا جاءک المومنات یبایعنک الآیۃ چنانچہ یہہ
آیات معہ ترجمہ کی بحث مین لکہی گئی ہین اور اللہ تعالی نی قرآن مجید مین حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا و لو انہم اذ ظلموا انفسہم جاءوک فاستغفر اللہ

واستغفرلهم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما یعنی اگر یہہ لوگ جسوقت گناہ گار
اور خطاوار ہوئی تہی تیری پاس ای محمد صلی اللہ علیک وسلم آتی اور اللہ تعالی
سی معافی مانگتی اور پیغمبر خدا بہی اون کی اور دعائی مغفرت کی کرتی یعنی تو بہی اون کی لیئے
استغفار کرتی تو وہ لوگ اللہ تعالی کو توبہ قبول کرنیوالا اور مہربان پاتی اس آیتہ مین
گنہ گارون کو تحریص اور ترغیب دی گئی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
خدمت اشرف مین حاضر ہوکر توبہ کرین یعنی بیعت توبہ کی کرین اور اوس پر قایم رہین
تو توبہ اون کی منظور ہوگی اور جو لوگ کہ حضرت سید الانبیاء علیہ الصلوۃ والسلام کے
دست حق پرست پر تائب نہوتی تہی اور بیعت توبہ کی نکرتی تہی تو اللہ تعالی نی اون کے
قرآن مجید مین مذمت بیان فرمائی اور وہ اس آیتہ مین ہی کہ واذا قیل لهم تعالوا
یستغفر لکم رسول اللہ لوووا رؤسهم یعنی جسوقت کہا جاتا ہی اون کو آؤ تاکہ حضرت
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری لیئے دعای مغفرت کرین تو وہ اعراض کرتے ہین غرض
یہہ کہ بیعت کرنا منصب انبیاء علیہم السلام کا اور بعد اون کی حضرات صحابہ کا کہ وہ خلفاء رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی تہی اور بعد اون کی حضرات ائمہ دین کا اور حضرات اولیاء اور اتقیا
اور ابرار اور اخیار اور علماء ربانی کا ہی اس لیئے کہ یہہ نائب رسول اللہ علیہ الصلوۃ والسلام
کی ہین کسی بزرگ نی فرمایا ہی کہ الشیخ فی قومه کالنبی فی امته یعنی شیخ اپنی قوم
مین مانند نبی کی ہی کہ وہ اپنی امت مین ہو یعنی جیساکہ نبی اپنی امت کا ہادی ہی ویسا ہی
مرشد بہ نیابت حضرت سید الانبیاء علیہ الصلوۃ والسلام کی اپنی قوم کا ہادی ہی اور نصاری
جاہل مکار اور علماء طالب الدنیا کی ہاتہہ پر بیعت کرنا وضع الشئی فی غیر محله ہی
یعنی رکہنا چیز کا اوس کی غیر محل مین ہی جیساکہ پانکہانی مین قرآن مجید کو پڑہنا مناسب مالک

اسلامیہ مین ہر زمانی مین صلحاء اور اتقیاء اور ابرار اور اخیار اور علماء ربانی لوگونسے
بیعت لیتے ہین اور ہادی شریعت کی اور طریقت کی ہوتی ہین مگر اب ہندوستان
مین کہ دور حکومت برطانیہ کا ہی اور اوس کو اصلاح شرعی سے سروکار نہین اور ہر ایک
آدمی مطلق العنان ہی تو فرقہ جہلاء پیدا ہین کہ وہ فرائض اور سنن اور مستحبات وضوئی بھی
واقف نہین ایسی موقع کو غنیمت سمجھکر دنیا کمانیکی لئے یا حصول شہرت کی لئے فقیری کی کپڑے
پہن کر لوگون سی بیعت لیتے ہین اور اون کو اپنا مرید بناتی ہین اور مرید اون کی بجائی
اس کی کہ ہدایت پاوین اور طریقت حاصل کرین تو وہ طریقت سی تو غیر واقف ہوتے
ہین مگر باغوائی اپنی مرشد جاہل کی شریعت اور اہل شریعت اور احکام شریعت کی توہین
کرکے کافر ہو جاتے ہین ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک
رحمۃ انک انت الوھاب بیعت کے فوائد کی بیان مین اگرچہ بعضی فوائد بیعت کے
معنوی ہین کہ اون سی ارباب معنی کی واقف اور وہ نزدیک اون کی مسلم ہین اور اہل
ظاہر کو اون سی انکار ہی مگر بیعت کی چند فوائد ظاہری کہ بعضی اون کی براہین قطعی اقسام
مشاہدات اور حدسیات سی مستنبط ہین اور بعضی اون کی احادیث سی بطریق دلالۃ النص
یا اشارۃ النص یا اقتضاء النص ماخوذ ہین اور نزدیک اہل ظاہر سلیم الذہن کے مسلم
ہین وہ لکھی جاتی ہین فائدہ اول آدمی سی سبب بیعت کرنے توبہ کی ایک تو وجوب
توبہ کا ادا ہوگا اور وہ سب گناہون ماضی سی پاک ہوگا اور دوسرا اوس کو اتباع
سنت بیعت کا حاصل ہوگا فائدہ دوسرا آدمی کو سبب بیعت کرنے کے اور مرید
ہونیکی بشرط اتباع اپنے پیر کامل واصل کی محبت اللہ تعالی کے اور محبت حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ وہ علت غائی بیعت کی اور موجب تکمیل ایمان کی ہی حاصل ہوگی

اور مرید بشرط مجاہدہ عرفان کی اور طی مراتب سلوک طریقت کی واصل باللہ ہوگا
اور اگر در صورتی کہ مرید کو سلوک طریقت کی خواہش نہو تب بہی مرید بسبب اتباع
اور صحبت اپنی پیر کامل کی شمائل ذمیمہ اور خصال ہمیہ سی نجات پاویگا اور حسن اخلاق
اور تزکیہ دل اور اتباع شریعت حاصل کریگا یہہ کتنا فائدہ جلیلہ ہی کہ مرید تہذیب عادات سے
انسان کامل اور اتباع شریعت سی مسلمان کامل ہوگا فائدہ تیسرا مبایع کو بسبب بیعت
مرشد کامل کی تعلق بیعت کا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی بلکہ حضرت اللہ تعالی
سی مطابق آیۃ ان الذین یبایعونك انما یبایعون اللہ کی بوسطہ شیوخ اوس
سلسلہ کی حاصل ہوتا ہی اس لئی کہ جیسا کہ متعلق کا متعلق متعلق اور محب کا محب محب
ہوتا ہی ویسا ہی مبایع کا مبایع مبایع ہوتا ہی مطابق قول حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کہ
کسی نی اون کی خدمت مین حاضر ہوکر عرض کیا کہ مین چاہتا ہون کہ آپ سی بیعت کرون
حضرت عمر نی فرمایا کہ آیا نہین بیعت کی تمنی میری امیر سی یعنی میری نائب سی اوس نی کہا کہ
ہان ینی آپ کی امیر سی بیعت کی ہی حضرت عمر نے فرمایا کہ جب بیعت کی تمنی میری امیر سے
تحقیق بیعت کی تمنی مجھ سے کما مر فائدہ چوتہا بیعت کرنیوالا اولیاء اللہ اور اہل اللہ سی
کہ وہ متبع اور جلیس اور انیس اون کا ہوتا ہی انشاء اللہ تعالی وہ بی ایمان نہین مریگا اور
اور اوس کا ایمان سلب نہین ہوتا اس لئی کہ حدیث شریف ہی ہم جلساء اللہ ہم قوم
لا یشقی جلیسہم ولا یخیب انیسہم یعنی اولیاء اللہ ہمنشین خدا تعالی کی ہین
اور وہ ایسی قوم ہی کہ اون کا جلیس شقی نہین ہوتا اور اون کا انیس ذلت نہیں اٹہاتا
کما بینتہ تو مبایع اولیاء اللہ اور اہل اللہ کا کہ اون کا درجہ محبت اور اتباع اہل اللہ
مین مطلق جلیس اور انیس سی برتر ہی کیونکر شقی ہوکر بے ایمان مریگا فائدہ پانچوان

حشر متبایع اور مرید کا روز قیامت کے بوسیلہ محبت کی کہ وہ اپنی پیری اور پیران اوس
سلسلہ بیعت سی رکھتا ہی اپنی پیر کے ساتھہ اور اپنی پیران سلسلہ بیعت کے ساتھہ ہوگا
مطابق حدیث شریف المرء مع من احب کے یعنی آدمی ساتھہ اوس کی ہی کہ اوس نے
اوس کو دوست رکھا ہی یعنی حشر ہر آدمی کا بروز قیامت اوس آدمی کی ساتھہ ہوگا
کہ اوس نی اوس کو دنیا مین دوست رکھا ہے جب عموماً حشر آدمی دوست رکھنے والی
کسی آدمی کا اوس آدمی کی ساتھہ ہوگا تو خصوصاً حشر مرید کا کہ وہ محب راسخ اور عاشق
صادق اپنی مرشد کا اور اپنی پیران سلسلہ بیعت کا ہی کیونکر اپنی پیر کی ساتھہ اور اپنی
پیران سلسلہ بیعت کی ساتھہ نہوگا اس لئی امیر حسن دہلوی نی کہا ہی مصرع با اولیاست
حشر محبان اولیا ۔ تو یہہ کتنا فائدہ جلیلہ ہی کہ بطفیل محبت اولیاء اللہ اور اہل اللہ
کی گناہ متبایع محب کی بخشی جاوین اور قیامت مین مرید بوسیلہ محبت اہل اللہ کی
مغفور ہوکر حشر اوس کا ساتھہ مرشد اہل اللہ اپنی کے ہو فائدہ چھٹا آدمی کو بوسیلہ
توسل اور تعلق اولیاء اللہ اور اہل اللہ کی یعنی بسبب بیعت کی کہ وہ اشد اور اوثق
تعلق ہی رزق دیا جاتا ہی اور اوس سی دفع بلیات کا ہوتا ہے بشرطی کہ وہ تقدیر
معلق سی ہو اس لئی کہ حدیث شریف اولیاء اللہ کی حق مین واقع ہی یہم یمطرون
ویہم یرزقون یعنی بطفیل اولیاء اللہ کی برسات برسائی جاتی ہے اور بطفیل
اہل اللہ کی آدمی رزق دئی جاتی ہین تو جب اور آدمیون کو بطفیل اولیاء اللہ
کی رزق دیا جائی تو اون کی مریدین کہ وہ محب صادق اپنی پیر اہل اللہ کے
ہین تو وہ زیادہ مستحق ہین رزق دینی کی لئی اور جب اور آدمی بطفیل اولیاء اللہ کے
رزق دئے جاتے ہین تو کچھہ عجب نہین کہ مریدون سے بسبب بیعت اور توسل

اہل اللہ کی دفع بلیات کا ہوا اور فائدہ کا ستالوان از روی لغت کی ولی دوست
اور قریب کو کہتے ہین اور اولیاء اللہ اوس کی جمع آوے اور اس لیے کہ اہل اللہ
تعالی سی نزدیک اور اللہ تعالی کی دوست ہین تو اون کو اولیاء اللہ کہا جاتا ہے
یعنے دوست اللہ تعالی کی اور یہہ ظاہر ہی کہ دوست کا دوست بہی دوست ہوتا ہی تو ولی اللہ
کا دوست اللہ تعالی کا دوست ہوا اور یہہ اظہر ہے کہ تعلق دوستی مرید کا اپنے
مرشد سی کہ وہ ولی اللہ ہو اور دوستون سی زیادہ تر ہوتا ہے تو مرید ولی اللہ کا کہ محب
صادق ولی اللہ کا ہی وہ خود ولی اللہ ہوتا ہے تو یہہ کتنا شرف ہی کہ آدمی ولی اللہ
کی بیعت اور دوستی اور قرب سی خود ولی اللہ ہو جاتا ہی اور اس مین کچھہ شک نہین
کہ جب مرید اپنے پیر سی کہ وہ ولی اللہ ہو محبت اور ارادت رکھتا ہی اور اوس کی اتباع
اور فرمان برداری پوری پوری کرتا ہی تو مرید خود ولی اللہ ہو جاتا ہی تو یہی محبت
اور اتباع پیر کی سبب ولی اللہ ہونی مرید کا ہی اور جو کوئی آدمی قطب یا ابدال
یا افراد یا اوتاد بنا اسی سبب سے اور اسی ذریعہ سی بنا اور بغیر اسی ذریعہ سے
کوئی اور ذریعہ ولی اللہ بنی کا نہین غرض یہہ کہ ولی اللہ اور اہل اللہ سی بیعت
ہونے مین فوائد دین کی اور دنیا کی بہت ہین اگر ایسا نہوتا تو کس لیے لاکہون
علماء اور فضلاء کہ وہ آپ ہادی دین متین حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی
ہین اپنے جیسی آدمیون سی بلکہ از روی نسبت علم کی اپنے سی کمترین لوگون سی یعنے کم علم
یا بی علم لوگون سی کہ وہ ظاہرًا از روی علم ظاہری کی شرف و زیادی نہین رکہتے
مرید ہوتے ہین اور اون کو اپنا مرشد اور پیشوا بناتے ہین انتہا حصول
بیعت کا سبب بیعت کرنیکی تب ہوگا کہ مرشد بیعت لینے کا اہل ہو یعنے واصل باللہ

اور عالم شریعت اور واقف غموضات طریقت کا ہو اور مرید مخلص راسخ اور عاشق صادق اور متبع اپنی پیر کا ہو اور اگر مرشد اہل بیعت لینی کا نہو اور مرید کو محبت قلبی اپنی پیری نہو تو فائدہ توبہ کی بیعت کرنے سی بجز تائب ہونے کی کچھہ نہین فائدہ امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی نقشبندی نے رسالہ مبدء معاد مین لکھا ہی کہ اعتقاد بافضلیت و اکملیت پیر خود از ثمرات محبت است و از نتایج مناسبت کہ سبب افادت و استفادت ست اما باید کہ پیر را بر جماعتی کہ افضلیت انہا در شرع مقرر ست فضل ندہد کہ موجب افراط ست و محبت و آن مذموم ست شیعہ را خرابی از افراط محبت اہل بیت آمدہ و نصاری کہ از فرط محبت حضرت عیسی علیہ السلام را ابن اللہ خواندہ اند و خسارت ابدی ماندہ اند و اگر بر ماسوی اینہا فضل بدہد مجوز ست بلکہ در طریقت واجب و این فضل دادن نہ باختیار مرید ست بلکہ اگر مرید مستعد ست بی اختیار در وی این اعتقاد پیدا میگردد و بوسیلہ آن کمالات پیر را اکتساب می فرماید و اگر این فضل دادن باختیار باشد و بہ تکلف پیدا کند نتیجہ نہ بخشد فائدہ لوح محفوظ مین جو مقدرات ہین وہ دو قسم کے ہین ایک معلق اور دوسرا مبرم معلق وہ ہی کہ اوس کی ہونے کی لئی دعا کی شرط ہی یا اور کسی سبب کے یعنے یہہ لکھا ہی کہ اوس امر کے لئی اگر فلان شخص دعا کریگا یا فلان سبب پایا جاویگا تو تو وہ ہوگا ورنہ نہوگا اور مبرم وہ ہی کہ کوئی شرط اور قید اوس کی ہونیکی لئی لوح محفوظ مین نہین مگر لوح محفوظ کی مبرم دو قسم پر ہی ایک تو وہ ہی کہ جس طرح اوس مین لکھا ہی اوسیطرح علم الٰہی مین قرار پا چکا ہی اوس قسم مین تغیر اور تبدل نہین ہو سکتا تھا ما یبدل القول لدی کے دوسری وہ ہی کہ علم الٰہی مین کسی کی دعا وغیرہ سی اوسکا

تغیر اور تبدل ہوسکتا ہی جیسا کہ اس آیتہ مین ہی یمحوا اللہ ما یشاء ویثبت وعندہ
ام الکتاب یعنی جسے چاہے اللہ تعالی میٹ دی اور جسے چاہے قایم رکھے نزدیک
اوس کی اصل کتاب ہی حدیث مین اسی قضای مبرم کا دعا سے رد ہوجانا آیا ہی کنز العمال
مین ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی یا انس اکثر من الدعا
فان الدعاء یرد القضاء المبرم یعنی ای انس اکثر دعا مانگا کر بلاشبہ دعا تقدیر
مبرم کو رد کردیتی ہی اس تقریر کا حاصل یہہ ہوا کہ قضای مبرم تو ٹل نہین سکتے
اور تقدیر معلق ٹل سکتی ہی مگر تقدیر معلق کی دو قسمین ہین ایک وہ کہ جس کا معلق ہونا
لوح محفوظ مین ہی اور دوسری وہ کہ جس کا معلق ہونا لوح محفوظ مین نہین ہی مگر اللہ
تعالی کی علم مین ہی اور وہ فی نفسہ معلق ہی مگر لوح محفوظ مین قضا مبرم کیصورت پر ہی محبوب
سبحانی محی الدین حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ نی بعضی رسائل اپنی مین لکھا ہی
کہ قضای مبرم کی تبدیل کی کس کو مجال نہین مگر مجھکو کہ اوس مین بھی مین تصرف کرسکتا ہون
تو اوس قضای مبرم سی وہ قضای مبرم مراد ہی کہ لوح محفوظ مین وہ مبرم ہی کہ مگر اللہ تعالی
کی علم مین وہ معلق ہی چنانچہ امام ربانی مجدد الف ثانی قدس اللہ تعالی سرہ نی اپنی مکتوب
دوسو ستر ۲۷۰ ہوین جلد اول مکتوبات مین فرمایا ہی کہ قضای معلق بر دو گونہ است قضائیست
کہ تعلیق او در لوح محفوظ ظاہر ساختہ اند و ملائکہ را بر آن اطلاع دادہ و قضائیست کہ تعلیق
او نزد خداست جل شانہ و بس و او در لوح محفوظ صورت قضای مبرم دارد این قسم اخیر
از قضای معلق نیز احتمال تبدیل دارد و در رنگ قسم اول از اینجا معلوم شد کہ سخن حضرت
محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی مصروف باین قسم اخیر ست کہ صورت قضای مبرم دارد
نہ بقضای کہ بحقیقت مبرم ست کہ تصرف و تبدیل در آن محال است عقلا و شرعا حضرت

اخوند عبد الغفور صاحب علیہ الرحمۃ مقیم سوات کے خدمت مین فقیر مودودی مؤلف اس رسالہ کا
حاضر تہا اوس اثنا مین حضرت آخوند صاحب کی مرشدزادی حضرت اخوند صاحب کے
خدمت مین حاضر ہو کر کسی امر مشکل کی حل ہونے کے لیئے استدعا کیا حضرت اخوند صاحب نے
دعا کی اوس کی مرشدزادی کا مطلب حاصل ہو گیا تو اخوند صاحب نی فرمایا کہ مطلوب ہماری
مرشدزادی کا تقضای معلق سی تہا کہ میری دعا کر نیسی معلق تہا جو ہو گیا اگر خلاف مطلوب
ہماری مرشدزادی کا لوح محفوظ مین از روی تقضای مبرم کی ہوتا ہی یعنی اگر خلاف مطلوب
میری مرشدزادی کا لوح محفوظ کی قضای مبرم مین ہوتا مگر اللہ تعالی کی علم مین وہ معلق
ہوتا تو یہی یہہ عاجز اوس کی حصول کی لیئے اللہ تعالی کی جناب مین عرض کرتا مولوی رومی
نی دفتر سیوم مین فرمایای آن دعای ہیچوان خود دیگرست آن دعا زو نیست گفت
داورست آن دعا خ می کند چون او فصاحت آن دعا وان اجابت از خداست
واسطہ مخلوق نی اندرمیان ہیچ زان لابہ کردن جسم وجان بندگان حق رحیم و
بردبار خوی حق دارند در اصطلاح کار مہربان بی رشتوتان یاری کنان
در مقام سخت در روزی گران ہین بجو این قوم را در مبتلا ہین غنیمت دارشان
پیش از بلا پہر مولانا رومی علیہ الرحمۃ دفتر پنجم مین فرمایای ۔

کان دعای شیخ نی چون ہر دعاست فانی ست او گفت او گفت خداست
چون خدا از خود سوال و کد کند پس دعای خویش را چون رد کند

انتباہ مطلق محبت مستلزم اتباع محبوب کی نہین ہوتی پس جو محب کہ وہ
جمیع افعال مین اپنی محبوب کا متبع نہو تو اوس کو کہا جاوی کہ چونکہ یہہ اپنی محبوب کا
متبع نہین تو اوس کا محب بہی نہین یا کوئی مرید کہ وہ جمیع افعال مین اپنی پیر کا متبع نہو تو

اوس کو کہا جاوی کہ یہ مرید چونکہ اپنی پیر کا متبع نہین تو یہہ اپنی پیر کا محب بہی نہین
تو یہہ کہنا غلط ہے اس لئی کہ مشکوۃ شریف کے کتاب مالا یدعی علی الحدود مین
حدیث شریف لکہی ہی وعن عمر بن الخطاب ان رجلا اسمہ عبد اللہ یلقب
بالحمار کان یضحک النبی صلی اللہ علیہ وسلم وکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قد
جلدہ فی الشراب فاتی بہ یوما فامر بہ فجلد فقال رجل من القوم اللھم العنہ
ما اکثر ما یوتی بہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا تلعنوہ فواللہ ما علمت انہ
یحب اللہ ورسولہ رواہ البخاری یعنی حضرت عمر بن الخطاب سی مروی ہی کہ اوس نے
فرمایا کہ تہا ایک آدمی کہ نام اوس کا عبد اللہ تہا اور وہ از روی سادگی اور ابلہی کے لقب
حمار سی تہا اور وہ اپنی ابلہانی باتون سی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہنساتا تہا۔
اور تحقیق حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوڑی ماری تہی اوس کو شراب پینی کی
تعزیر مین پس ایکدن اوس کو لایا گیا یعنی جب شراب پینے کے پس حضرت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نی امر فرمایا اوس کی لئی کوڑی مارنی اور تعزیر دینی کا پس وہ عبد اللہ کوڑی
مارا گیا اور تعزیر شراب پینے کی پایا گیا پس ایک مردی صحابہ سی کہا ای خدا لعنت بہیجے اوس
یعنی اوس کو اپنی رحمت سی دور کرے عجب ہے کہ اوس کو اکثر لایا جاتا ہی یعنی شراب پینی مین
پس حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کہ اوس پر لعنت نکرو پس قسم ہی خدا تعالی
کے جو کہ مین جانتا ہون وہ یہہ ہے کہ وہ اللہ تعالی کو اور اوس کی رسول کو دوست رکہتا ہی اور
بعضی روایات مین یون آیا ہی ما علمت الا انہ یحب اللہ ورسولہ یعنی نجانتا ہون
مین مگر یہہ کہ وہ اللہ تعالی کو اور اوس کی رسول کی دوست رکہتا ہی اور بعضی روایات
مین یون آیا ہی کہ لا تلعنوہ فانہ یحب اللہ ورسولہ یعنی لعنت مت کرو اوس کو پس تحقیق

وہ اللہ تعالی کو اور اوس کی رسول کو دوست رکھتا ہی اُس حدیث سی معلوم ہوا کہ مطلق
محبت مستلزم اتباع محبوب کی نہین ہوتی اس لئی کہ اگر مطلق محبت مستلزم اتباع محبوب کے
ہوتی تو وہ عبداللہ کہ موجب خبر دینی حضرت سید المرسلین علیہ الصلوۃ والسلام کی محب اللہ
تعالی کا اور اوس کی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نہا متبع اوامر نہی محبوب کا یعنی اللہ تعالی کا اور
اوس کی رسول علیہ الصلوۃ کا ہوتا اور وہ شراب نہ پیتا تو معلوم ہوا کہ اصل محبت محبوب کی
عدم اتباع سی جمع ہو سکتی ہی جیسا کہ اُس عبداللہ مین ہان محبت تامہ اور کاملہ وہ ہی کہ مستلزم
اتباع محبوب کی ہو فائدہ کہنا ہی تقریر مودودی کہ قرآن مجید مین یہہ آیۃ شہدا بدر کے
حق مین وارد ہی ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون
یعنی وہ لوگ کہ خدا تعالی کی راہ مین یعنی جہاد مین شہید ہوئی ہین اون کو مُردی نکہو بلکہ
یہہ لوگ میری درگاہ مین جیتی ہین لیکن تم اس حیواۃ کی کیفیت سی کہ وہ شہدا کو بعد شہادت
کی حاصل ہوتی ہی نہین جانتی اس لئی کہ ادراک اوس کا عقل سے متصور نہین اور قرآن
مجید مین یہہ آیۃ شہدا اُحد کی شان مین وارد ہی کہ ولا تحسبن الذین قتلوا فی
سبیل اللہ اموات بل احیاء عند ربہم یعنی جو لوگ کہ اللہ تعالی کی راہ مین شہید ہوئے
ہین اون کو موئی نجانو بلکہ وہ جیتی ہین اپنی پروردگار کی نزدیک تو ان دونون آیتون سے
معلوم ہوا کہ وہ آدمی کہ اللہ تعالی کی راہ مین کافرون سی لڑکر شہید ہوئی ہین وہ زندہ ہین اور
مشکوۃ شریف ہی عن ابی الدرداء قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا انبئکم
بخیر اعمالکم وازکاہا عند ملیکم وارفعہا فی درجاتکم وخیر لکم من انفاق
الذہب والورق وخیر لکم من ان تلقوا عدوکم فتضربوا اعناقہم ویضربوا اعناقکم
قالوا بلی قال ذکر اللہ رواہ احمد والترمذی وابن ماجۃ الا ان مالکا وقفہ

علی ابی الدرداء یعنی حضرت ابی درداء سی مروی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا نہ خبردار کرون بین تمکو ساتھہ بہترین عملون تمہاری اور بہت پاکیزہ عملون
کے نزدیک بادشاہ تمہاری کی اور زیادہ مانند کرنیوالا درجات تمہارے کا اور بہتر تمہارے
لئی خرچ کرنے سونے سی اور روپی سی اور بہتر تمہاری لئی اس سی کہ ملاتی ہو تم اپنے دشمنون سے
یعنی کافرون سی پہر مارو تم گردنین اون کی اور مارین وہ گردنین تمہاری عرض کیا صحابہ نے
ہان خبر دیجئو فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی ذکر خدا کا یعنی ذکر خدا کا اون سب اعمال
افضل ہی روایت کیا اوس کو احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ نی مگر تحقیق امام مالک نے موقوف رکہا ہی
اوس کو ابی درداء پر اور جب شہادت ہی ذکر خدا کا افضل ہوا تو شہیدون سی مرتبہ اللہ تعالی کی ذکر
کرنیوالونکا یعنی اولیاء اللہ کا افضل ہوا اس لئی کہ اولیاء اللہ ذکر کرنیوالی یعنی یاد کرنیوالی اللہ
اللہ تعالی کی ہین جیسا کہ آیۃ الذین یذکرون اللہ قیاما وقعودا وعلی جنوبہم اون کی
شان مین وارد ہی کسی نی مطابق اوس کی کہا ہی غازی زیر شہادت اند زندگانی پوست

غافل کہ شہید عشق فاضل تر ازوست در روز قیامت این ہمان کس نہ اند آن کشتہ
دشمن ست و این کشتہ دوست سند المحققین حجۃ المدققین امام الاعواف سید الاتقیاء
ہند الولی حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالی عنہ نے حب وصال یا تو نہیں ہے
اون کی پیشانی مطلع انوار رحمانی پر خط بہری یہہ کلام لکہا ہوا انہا حبیب اللہ مات فی
حب اللہ یعنی محبوب خدا کا فوت ہوا اللہ تعالی کی محبت مین یعنی عشق آلہی جل شانہ مین الغرض
یہہ کہ زندہ ہونا شہدا کا آیۃ قرآنی سی ظاہر ہی اور افضلیت ذکر کی شہادت سی حدیث شریف
سی ثابت ہی تو جب افضلیت ذکر کی شہادت پر ثابت ہوئی تو اس سی افضلیت اولیاء اللہ
تعالی کی کہ وہ اللہ تعالی کی ذاکرین شہدا پر ثابت ہوئی اس لئی کہ افضلیت یا مفضولیت نفس کی

مستلزم افضلیت یا مفضولیت فاعل اوس فعل کی ہوتی ہی یعنی جب ذکر اللہ تعالی کا شہادت سے
افضل ہوا تو لازم ہی کہ اولیاء اللہ کہ ذکر کرنیوالی اللہ تعالی کی ہین شہادت پانیوالون سی یعنی
شہدا سی افضل ہون اور جب حیات شہدا کی کہ وہ بہ نسبت ذاکرین اللہ تعالی کو یعنی
اولیاء اللہ کی مطابق حدیث کی مفضول ہین آیات قرآنی سی ظاہر ہے توحیات اولیاء اللہ
کی کہ وہ بہ نسبت شہدا کو افضل ہین بطریق اولی ثابت ہوگی اور علاوہ ازان حیات
اولیاء اللہ کی قرآن مجید کی اس آیتہ سی بہی ثابت ہی من عمل صالحا من ذکر او
انثی وھو مومن فلنحیینہ حیوۃ طیبۃ یعنی مردی یا عورت سی جو کوی کہ عمل صالح کرتا ہو
اور حال آنکہ وہ مومن ہو پس ہر آینہ جلاوینگی ہم اوس کو حیات خوش ہی اور نزدیک محققین
کی حیات طیبہ حیات لطیف ہی کہ انتقال ظاہری باعث موت اوس کی نہو اور ابدالآباد اوس کو
فنا نہو جیسا کہ کسی نی کہا ہی قد مات قوم وھم فی الناس احیاء اور ظاہر ہی کہ عشق الہی
سب اعمال صالحہ سی افضل ہی یعنی جیسا کہ ایمان کو سب اعمال صالحہ پر فضیلت ہی کہ بغیر ایمان کی کوئی
اعمال صالح مفید اور منجی نہین ہوتا تو ویسا ہی عشق الہی کہ وہ ایمان کامل ہی مراد ہی سب اعمال صالحہ پر
فضیلت بالکل افضلیت رکھتا ہی اس لی کہ سب اعمال صالحہ کہ وہ بغیر ایمان اور عشق الہی تعالی شانہ
کی ہون سب اعمال جوارح کی ہین اور عشق الہی کہ مکمل ایمان کا ہی محل قلب کا ہی اور جیسا کہ قلب
سردار جوارح کا ہی ویسا ہی عشق الہی کہ محل قلب کا ہی سردار اور اعمال صالحہ کا ہی کہ وہ افعال جوارح
کی ہین اور یہی عشق الہی کہ مکمل ایمان کا ہی باعث حصول حیات طیبہ کا ہی مطابق قول حافظ
شیرازی کی ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما
توحیات اولیاء اللہ کی بعد انتقال اون کی بہت آیات اور احادیث کی دلالۃ النص اور
اقتضاء النص او راشارۃ النص سی ثابت ہی کہ اگر رسالہ گنجایش بیان اثبات اوس کا نہیں رکھتا

اگر کوئی آدمی اعتراض کری کہ آپ نی کہا ہی کہ سب اعمال صالحہ کہ وہ غیر ایمان اور عشق الٰہی تعالی شانہ کی ہون وہ سب افعال جوارح کی ہین اور حال آنکہ ہم دیکھتے ہین کہ بہت اعمال صالحہ سی افعال قلب کے ہین مانند صبر و شکر اور خوف اور رجا اور زہد اور درستی نیت اور اخلاص اور محاسبہ اور مراقبہ اور ذکر قلبی اور تفکر اور توکل اور الحب للہ اور البغض للہ اور ترک ریا اور ترک نفاق اور ترک پندار اور ترک بخل اور ترک غضب اور ترک حسد اور اخلاق حسنہ کہ تفصیل اوس کی موجب طوالت ہی کہ وہ سب اعمال صالحہ سی اور افعال قلوب سی ہین اور وہ افعال جوارح کی نہین جواب اوس کا یہہ ہی کہ جو کچھ کہ آپ نی کہا ہی سب درست اور بجا ہی مگر مطابق حدیث شریف کی کہ وہ مشکوۃ شریف کتاب الایمان مین حضرت ابی ہریرہ سی مروی ہی کہ اوس نی کہا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الایمان بضع وسبعون شعبۃ فافضلہا قول لا الہ الا اللہ وادناہا اماطۃ الاذی عن الطریق والحیاء شعبۃ من الایمان متفق علیہ یعنی ایمان کی کتنی اور شاخین ہین پس افضل اون مین سی کہنا لا الہ الا اللہ کا ہی اور اعتقاد کرنا اس پر اور کمتر اون مین سی دور کرنا ایذا کی چیز کا راہ سی اور حیا کرنا بری کا موسنی شاخ ہی ایمان کی روایت کیا اوس کو بخاری اور مسلم نی اور بضع راجح کی بضع عربی مین تین سی نو تک کو کہتی اور کسی عارف نی اماطۃ الاذی عن طریق کی معنی مین فرمایا ہی بردار خار و سنگ زرہ این چہ مزہست یعنی وجود خود ہمہ بردار زمیان یہہ سب شاخین ایمان کی ہین کہ وہ ایمان مین داخل ہین چنانچہ شیخ جلال الدین سیوطی نی شعب ایمانیہ کی تفصیل کتاب نقایۃ العلوم مین فرمائی ہی من شاء الاطلاع علیہ فلیرجع الیہ ۔

سو بیان عدم تمیز ولی کی غیر ولی سی بحسب ظاہر کی جاننا چاہئے کہ اولیاء اللہ اپنی صفات اپنی تشبہ کی صفات کی پردہ مین ایسی مخفی ہین کہ اون کا پہچاننا دشوار ہی بلکہ یون کہنا کہ عوام خلق محتاج ہین اولیاء اللہ بھی محتاج ہین ولایت اون کی اون کو اوس احتیاج سی مستغنی نہین کرتے اور غصہ

اور خشم ہونا اولیا اللہ کا مانند غصہ اور خشم عوام خلق کی ہی جب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی انا اغضب کما یغضب البشر یعنی غصہ کرتا ہون مین جیسا کہ غصہ کرتے ہین آدمی تو اولیا اللہ خشم سی کب خالی ہونگی اور ایسا ہی اہل اللہ کہانی مین پینی مین اپنے عیال کی معاشرت مین نیند مین بیداری مین اور صفات بشریت مین عوام خلق سی شریک ہین صفات بشریہ کہ لازم بشر کی ہین خواص سی اور عوام سی زائل نہین ہوتین اور یہہ دونو اون مین مشارکت اور مساہمہ ہین اللہ تعالی نی قرآن مجید مین انبیا علیہم السلام کی حق مین فرمایا ہی وما جعلناہم جسدا لا یاکلون الطعام یعنی نہین کیا ہمنی اون کا ایسا جثہ جو نکہائین طعام کو اور کفار ظاہر مین عرب کی حضرت سید الانبیا علیہ الصلوۃ والسلام کی حق مین کہتو تھی مالھذا الرسول یاکل الطعام ویمشی فی الاسواق یعنی کیا ہے اس رسول کی لئی جو کہاتا ہی طعام کو اور چلتا ہی گلیون مین اور صفات بشریت کی جتنا کہ اہل اللہ مین ظاہر ہوتے ہین اتنا عوام خلق مین ظاہر نہین ہوتے اس لئی کہ ظلمت اور کدورت محل ہموار اور مصفا ہین اگرچہ تہوڑی ہو بہت ظاہر ہوتی ہی جیسا کہ کالا دہبہ سپید کپڑی پر اور ظلمت اور کدورت ناہموار اور غیر مصفا محل مین اگرچہ بہت ہو چندان ظاہر نہین ہوتی جیسا کہ کالا دہبہ کالی کپڑی پر کسی نے کیا اچہا کہا ہے ۔

عیب پاکان زود بر مردم ہویدا می شود ۔۔۔ در میان شیر خالص مو کی رسوا می شود

زشت در سلک کمویان می نماید زشت تر ۔۔۔ پای طاؤس از پر طاؤس رسوا می شود

مگر فرق اتنا ہی کہ ظلمت صفات بشریت کی عوام کی قالب اور قلب اور روح مین اثر کرتی ہی اور خواص مین یہہ ظلمت مقصور قالب اور نفس پر ہوتی ہی اور اخص الخواص کا نفس بہی ظلمت صفات بشریت سی مبرا ہوتا ہی مگر اون کی قالب مین یہہ صفات بشریت کی اثر کرتی ہی اور یہہ ظلمت صفات بشری عوام مین موجب نقصان اور خسارہ کا ہی اور خواص مین

موجب کمال اور نظارت کا ہی یہہ ظلمت خواص کی ہی کہ عوام کی ظلمت کو دفع کرتی ہی اور
اون کی قلبون کو تصفیہ اور تزکیہ بخشتی ہی اور اگر یہہ ظلمت نہوتی تو خواص کو عوام سی کچھ نسبت
نہوتی اور راہ افادہ اور افاضۃ خواص کا اور استفادہ اور استفاضۃ عوام کا مسدود ہوجاتا
یہی ظلمت ہی کہ ملائکہ مین مفقود ہی بنابرآن راہ ترقی مدارج کی اون پر مسدود ہی اور یہہ ظلمت
کا خواص پر از قبیل مدح بما یشبہ الذم کی ہی عوام کالانعام صفات بشریتہ اہل اللہ کے مانند
اپنی صفات بشریتہ کی جانتے ہین تو اس لئی وہ محروم اور مخذول رہتی ہین قیاس غائب کا
شاہد پر فاسد ہی ہر مقام کی لئی خصوصیات علیحدہ ہین اور ہر محل کی لئی لوازم جدا ہین اور
مطابق حدیث قدسی کی اولیائی تحت قبائی لا یعرفہم احد سوائی یعنی اولیاء
میری نیچی قبا میری کی ہین نہین پہچانتا کوئی اون کو سوا میری اور مطابق حدیث شریف کی
کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہی ان اللہ یحب الابرار الاتقیاء الا
خفیاء الذین اذا غابوا لم یتفقدوا و ان حضروا لم یدعوا و لم یقربوا قلوبھم
مصابیح الھدی یخرجون من کل غبراء مظلمۃ رواہ ابن ماجۃ والبیھقی
فی شعب الایمان یعنی تحقیق اللہ تعالی دوست رکھتا ہی نیک کارون پرہیزگارون پوشیدہ
حالون کو وہ لوگ کہ جب غائب ہون نہ پوچھی جاوین اور جب وہ حاضر ہون نہ بلائی جاوین
مجلس مین مہانیکی لئی اور جب وہ بلائین جاوین تو تعظیم سی پاس نہ بٹھائی جاوین دلون کے
چراغین ہدایت کی ہین نکلتی ہین وہ ہر ایک تاریکی مین سے کما مر عرفان اہل
عرفان کا بغایت دشوار ہی اور اوس سی واقف ہونا عوام خلق اللہ کا خیلی متعسر ہی پس جس
شیخ مین یہہ علامات پائی جاوین اگر کوئی آدمی اون سی مبایعت کریگا تو انشاء اللہ تعالی
وہ آدمی خسارہ دینی نہ اوٹھائیگا مرشد ہونیکی علامات اور ارشاد کی شرائط کی بیان ہین

علامت اول یہہ ہی کہ آدمی بیعت لینی والا اتنا علم ضرور رکہتا ہو کہ قرآن مجید کی معنی سی
واقف ہو اور کتب احادیث نبویہ علی صاحبہا افضل التحیہ مین اتنا ماہر ہو کہ وہ بذریعہ
شرح صحاح ستہ کی احادیث ستہ کی معنی سمجہہ سکتا ہو اور وہ مکلف اس امر کا نہین کہ قرآن مجید کا
حافظ ہو یا احوال اسانید احادیث اور علم رجال سی وہ واقف ہو اس لئی کہ محدثین شکر اللہ
سعیہم نی بعد کمال تحقیق اور تنقید احادیث اور رواۃ احادیث کی کتب صحاح ستہ کو
جمع کیا ہی اوس مین تجسس اور تحقیق اسانید اور تنقید رواۃ کی کچہہ ضرورت نہین اور
وہ مسائل فقہیہ عبادات اور معاملات سی بہی واقف ہونا کہ اوس کو صحت عبادات اور
صحت معاملات کی حاصل ہو اس مین یہہ شرط نہین کہ وہ اصول فقہ اور اصول حدیث
اور علم کلام اور جزئیات فقہ اور فتاوی سی بہی واقف ہو مگر واقف ہونا علم صرف
اور نحو سی ضروری ہی کہ بغیر اوس کی واقف ہونا اور صحیح پڑہنا عربی کا اور صیانت
خطا لفظی سی نہایت دشوار ہی اور شرط علم کی بیعت لینی مین اس لئی ہی کہ غرض اصلی متابعت
سی ہدایت پانا اور ترک شمائل رذائل کا اور اکتساب خصائل حمائد کا کرنا ہی اور جب
مرشد جاہل اور معلم ہوگا تب مرید کو ہدایت اعمال صالحہ شرعیہ کا اور ترک اخلاق ذمیمہ
اور عادات سیئہ کا کیونکر کریگا اور علامت دوسری یہہ کہ مرشد صالح اور پرہیزگار
اور متبع احکام شرعیہ کا ہو اور وہ پانچ وقت صلوۃ مفروضہ کو ادا کرتا ہو اور ماہ
رمضان کی صوم بغیر عذر شرعی کی قضا نکرتا ہو اگر وہ صاحب نصاب شرعی کا ہو یا
اوس کی پاس اور کوئی نقد یا جنس کہ زکوۃ اوس پر فرض ہو موجود ہو تو وہ زکوۃ
اون کی ادا کرتا ہو اور اگر اوس کو استطاعت زاد اور راحلہ حرمین شریفین کی ہو
اور وہ بیمار اور معذور شرعی نہ ہو تو اوس نی حج بہی ادا کیا ہو غرض یہہ کہ وہ

تارک فرائض کا نہ ہو اور وہ عبادات نافلہ کو مانند نوافل تہجد کے اور اشراق کے
اور چاشت کی اور نوافل عقب صلوۃ مغرب کی خصوصًا سنن غیر مؤکدہ اور اوراد
مشائخ رحمہم اللہ تعالی کو اور قرآن مجید کی تلاوت کو اور درود شریف کو بشرطیکہ وہ
تندرست ہو ادا کرتا ہو اور بغیر عذر کی اونکا تارک نہو اور ہر اقوال اور افعال میں
وہ متبع سنت نبویہ علی صاحبہا افضل التحیہ کا ہو اور وہ گناہون کبائر سے مجتنب ہو اور
گناہون صغائر پر غیر مصر ہو اور علامت تیسری یہہ کہ وہ مکار ریاکار طالب دنیا کا
نہو اور وہ فقیری کی لباس پہن کر اپنی کو شیخ بنا کر لوگون مین نگہونتا ہو بلکہ لباس
اوس کی بغیر امتیاز کی مانند اور لوگون کے ہو اور وہ دنیا کمانی کی لئی مرید نکرتا ہو اور اوسکو
مرید کرنیکو سبب اور ذریعہ معاش کا نہ ٹہیرایا ہو اور مرید کرنیسی اوس کی غرض پیر بننی کی
اور مرشد کہلانیکی اور شہرت پانی کی نہو اس لئی جیساکہ نزدیک بعضی فقہار کی اقتضار عہدہ
قضا کا موجب عدم جواز قضا اوس کی مقتضی کاہی ویساہی نزدیک اکثر مشائخ کی اقتضا
مرشد ہونیکا اور پیر بننی کا موجب عدم جواز مرید ہونے کی اوس کی مقتضی کاہی یعنی جیسا
نزدیک بعضی فقہار کی قاضی کرنا اوس شخص کا کہ وہ از روی ہوای نفسانی کی قاضی بننی کی
خواہش رکھتا ہو جائز نہین ویساہی نزدیک مشائخ کے مرشد ہونا اوس شخص کا کہ وہ از روی
ہوای نفسانی کی مرشد بننی کی اور مرید کرنیکی خواہش رکھتا ہو جائز نہین بلکہ مرید ہونا
اوس شیخ سی جایز ہی کہ مرید کرنیسی اوس کی غرض محض ہدایت لوگون کی اور خوشنودی
اللہ تعالی کی ہو یا کہ وہ حصول ثواب آخرت کی لئی لوگون کو ہدایت کرتا ہو اور وہ اوس پر
حریص ہو جیساکہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حق مین قرآن مجید مین آیا ہی حریص علیکم
بالمؤمنین رؤف رحیم اور علامت چوتھی یہہ کہ وہ اپنی مرشد کی خدمت مین بہت ایام رہکر سلوک طریق معرفت کا طی کیا ہو اور

اوسنی اداب عرفانی پایا ہو اور تہذیب اخلاق کی حاصل کے ہو اس لئی کہ سنت
آلہی یون جاری ہی کہ اکثر اکتساب سلوک طریقت کا اہل طریقت سی ہوتا ہی جیسا کہ
اکتساب علوم ظاہری کا کہ وہ بغیر تلمذ علماء کی حاصل نہین ہوتا علی ہذا القیاس اور فنون
وفضائل بہی اور خصوصًا آدمی اوس کا مرید ہو کہ اوس کی محبت مین رغبت دنیا اور اہل
دنیا کی کم ہو جاوی اور محبت اللہ تعالی کی زیادہ ہو مطابق فرمودہ حضرت عزیزان
علی رامتی قدس سرہ کی کہ وہ اولیاء کبار سی اور شیوخ طریقہ نقشبندیہ سی تہی ۔

با ہر کہ نشینی و نشد جمع دلت وز تو نہ رمید صحبت آب و گلت ۔ زنہار ز صحبتش
گریزان می باش ۔ ورنہ نکند روح عزیزان بجلت اور حضرت شیخ کلیم اللہ شاہ
جہان آبادی رضی اللہ تعالی عنہ نی کہ اولیاء کبار اور شیوخ نامدار طریقہ علیہ چشتیہ سی
تہی کشکول شریف مین لکہا ہی کہ شیخ شرف الدین یحیی منیری قدس سرہ در حل این
مشکل می فرماید کہ عادت آلہی و سنت خداوندی بر این جاریست کہ ہیچ عصر از
مشائخ و زہاد و عباد و اوتاد و اخیار و نجبار و نقباء و ابدال و اغوث و اقطاب
و سائر اہل اللہ از اہالی جذبات و غیرہم من العاشقین و المشوقین خالی نداشتہ
ندارد و نخواہد داشت پس لابد ست مر طالب صادق را بخدمت مشائخی کہ بر جادہ
این طریق میروند و باین سیرت معروف اند مراولت نماید و مرات و کرات مجالس انسا
را دریابد در ہر بار متفحص دل خود شود کہ از ہجوم وساوس و ہواجس انواع خطرات کہ
حاوی دل او بود نسبتی الجملہ بخجالت درمی یابد و از دوام انقلابات قلب ہائی در مجلسی ز مجالس
محسوس می نماید یا بہمان حالت سابقہ آغشتہ ست اگر ببیند کہ فی الجملہ رہائی بدست
می آید صحبت آنرا کہ این دولت از دست ادمی یابد لازم گیرد کہ قلت صحبت ہم منتج این

نعمت است اگر مستمر گردد امید بیشتر ست و اگر هیچ تفاوتی در هیچ حالتی نیابد بداند کہ
نصیب من پیش این شیخ نیست دوای خود از در دیگر طلب نماید بی آنکہ انکاری
در دل پیدا آرد انتہا کہتا ہی نقیر مودودی کہ بوجہ اختلاف حالت قلب آدمی کی
کاملین کی صحبت کی اثر مین بہی بیشی اور کمی واقع ہوتی ہی اور جو آدمی کہ شقی القلب ہین
کاملین کی صحبت سے اونہین کچہہ اثر نہین ہونا اگرچہ وہ کیسی ہی کامل کی صحبت مین
بیٹہے ہین ابوجہل اور ابولہب کو حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کچہہ
مؤثر نہوئی مگر حضرات صحابہ اوسی صحبت کے اثر سی سراپا نور بن گئی اور علامت پانچوین
یہہ کہ وہ آمر بالمعروف اور ناہی عن المنکر ہو اور وہ مستقل رائی ہو اور مرد ہرجائی
اور مرد خیالی نہو کہ جس کو نہ رای ہو نہ مروت ہو بلکہ وہ صاحب عقل کامل ہو تاکہ
اوس کی قول اور فعل پر اعتماد کیا جاوی خصوصاً وہ متقی سنی منش خوش خلق نیک
نفس پاک نہاد وعدہ کا پورا قول کا سچا دین دار ترک دنیا عاشق مولا راغب عقبیٰ
قانع راغب فی الدین بی کینہ بغیر حسد یک زبان یک رنگ ہو ہر وقت مین ہر فعل
اور ہر قول مین اللہ تعالیٰ سی خوف رکہتا ہو اور ہر کام اوس کا اللہ تعالیٰ کی خوشنودی
کی لئی ہو اور حب اور بغض اور دینا اور نہ دینا اوس کا للہی ہو اور دنیا اور اہل دنیا
اوس کی دل مین ایسی حقیر ہون جیسا کہ نقیر اہل دنیا کی نظرون مین حقیر ہوتا ہے
اور اوس کی دل پر عشق الٰہی ایسا غالب ہو کہ وہ ہر وقت مین اللہ تعالیٰ کی یاد مین
مستغرق رہے آیۃ الذین یذکرون اللہ قیاماً وقعوداً وعلیٰ جنوبہم اوس
صادق آوی کسی وقت اور کسی حال مین وہ اللہ تعالیٰ کی یاد سی غافل اور عاطل نہ ہو
اور کوئی شغل ظاہری اوس کو مانع ذکر الٰہی سی نہو جیسا کہ عاشق مجازی کہ اوس کو جب

معشوق مجازی کی یاد کا ملکہ ہو جاتا ہی تو وہ کسی وقت اور کسی حال مین اوس کو نہین بھولتا جب وہ بیٹھتا ہی
تو اپنے معشوق کے یاد مین بیٹھتا ہی اگر وہ سوتا ہی تو اوس کی خیال مین سوتا ہے اور اگر وہ
کسی شغل ظاہری مین مشغول ہوتا ہی تو وہ شغل ظاہری اوس کو مانع اپنے معشوق مجازی کی یاد سے
نہین ہوتا جیسا کہ شیخ سعدی شیرازی نی کہا ہی ترا عشق ہمچون خودی زآب وگل ربایدہمی
صبر و آرام دل بہ بیداریش فتنہ برخد و خال بخواب اندرش پای بند خیال بصدش
چنان سر نہی بر قدم کہ بینی جہان باد جودش عدم چو در چشم شاہد نیاید زرت زرد
خاک یکسان نماید برت چو عشقی کہ بنیاد او بر ہوا ست چنین فتنہ انگیز و فرمان روا ست
عجب داری از سالکان طریق کہ ہستند در بحر معنے غریق
بسودائی جانان زجان مشتغل بذکر حبیب از جہان مشتغل
ایسا ہی ذکر الہی تعالی شانہ اوس کا ملکہ رسخہ ہو جائی کہ وہ کسی حال مین اوس سے غافل
نرہی اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کو ادا کرتا ہوا در معاملات دنیاوی مین صاف ہو سلیم
کہ معاملہ دنیاوی محک اور معیار آدمی کا ہی حضرت علی کرم اللہ تعالی وجہہ نی فرمایا ہی لا یعرف
المرء الا عند المعاملۃ یعنی نہین پہچانا جاتا ہی آدمی مگر وقت معاملہ دنیاوی کے ایک فقیر صاحب
نے فقیر مودودی مؤلف رسالہ کو فرمایا کہ مولوی بننا حافظ بننا صوفی بننا شیخ بننا حاجی بننا
واعظ بننا پیر بننا مرشد بننا آسان ہی مگر دنیاوی معاملہ مین صاف رہنا دشوار ہے
تو فقیر مؤلف نی ایسی لوگون کو بہی دیکہا کہ بعضی اون مین ہی عالم تہی اور بعضی واعظ تہے
اور بعضی حافظ تہی اور بعضی حاجی تہی اور بعضی پیر اور مرشد تہی اور بعضی زاہد اور شب خیز
معلوم ہوتی تہی اور بعضی تہ بند باندہی ہوئی بڑی فقیر اور بڑی وظیفی معلوم ہوتے تہے
اکثر وقات وہ تسبیحین پہیرا کرتے تہی اور خیال کیا کہ یہہ نیک اور ایسے ہون گے مگر بعد

معاملہ پڑ نیکی اون کو کہوتا اور ہوتا اور دغل باز اور حیلہ ساز پایا استغفر اللہ منہ
یہہ سب افعال ظاہر کی ہین صفائی معاملہ کی خوف آلہی سی حاصل ہوتی ہی کہ وہ بغیر عنایت الہی
تعالی شانہ کی اور تصفیہ باطن کی کہ وہ مرشد کامل کی صحبت کا نتیجہ ہی حاصل نہین ہوسکتا
ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم فائدہ کہتا ہی فقیر مودی
کہ جیسا کہ مردون کو عورتین اجنبیہ کا کہ وہ شرعًا اون کی حبالہ نکاح مین نہون مس کرنا
جائز نہین ایسا ہی مردون کو عورات اجنبیہ کا کہ اون کی ساتھہ مناکحت جائز ہو خلوت مین
تنہا بیٹھانا جائز نہین اگر کوئی مرشد کسی عورت مریدہ کو بیعت کرنا چاہی تو لازم ہی کہ مرشد
جلوت غیر خلوت مین حاضرین کی مقابل عورت مریدہ سی بیعت لیوی اور اگر چھپا اوس
عورت کو تلقین کرنا چاہی تو چاہیے کہ وہ عورت مریدہ کو اور آدمیون سی کچھہ دور کرکے
سرگوشی سی اوس کو تعلیم اور تلقین کری اور وہ مرشد اوس عورت مریدہ کو تنہا کسی مکانمین
لی نجائی اور وہ مرشد اور وہ مرید دونو حاضرین کی نظرون سی غائب نہون اور یہہ کہ
کسی نی لکہا ہی کہ کان امر المبایعۃ فی الخلوۃ دون الجلوۃ یعنی تمام امر مبایعت کا خلوت
مین نہ ظاہر مین تو قول اوس کا باطل ہی اس لئی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
جمیع اقسام بیعت کی کہ یہہ بیعت توبہ اور تقوی کی ہی اون بیعت کی اقسام سی ہی جلوت
مین دون خلوت کی لئی ہین جیسا کہ آیۃ قرآنی بطریق اشارۃ النص کی اوس سے
مظہر ہی لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ لفظ
تحت شجرۃ سی معلوم ہوا کہ وہ بیعت درخت کی نیچی بغیر خلوت کی لئی گئی تہی اور اگر وہ
بیعت خلوت مین دون جلوت کی لی گئی ہوتی تو آیۃ قرآنی مین بجای تحت الشجرۃ کی
فی الخلوۃ واقع ہوتا یعنی خلوت مین اور صحاح ستہ کی احادیث مین ہی کہ حضرت رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نی عورتون سی بیعت لی ہی تو وہ عورات پردہ مین تھی اور حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نی پردہ کی باہر تھی جیسا کہ اس حدیث سی ظاہر ہی اومت امرءۃ من
وراء الستر بیدھا کتاب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقبض النبی صلی اللہ
علیہ وسلم یدہ فقال ما ادری ایدرجل ام امرءۃ الحدیث یعنی ایک عورت نے
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف پردہ مین سی بیعت کی لئی اپنی ہاتہہ سی اشارہ کیا
اور مکتوب اوس کی ہاتہہ مین تہا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی اپنا ہاتہہ پیچہی ہٹالیا اور
فرمایا کہ مین نہین جانتا کہ یہہ ہاتہہ مرد کا ہی یا عورت کا کما مر تو اس حدیث سی ظاہر ہوا
کہ حضرت خاتم الانبیا صلوٰۃ علیہ وسلامہ نی عورات سی کہ وہ پردہ کی اندر تہین بیعت لی
ہی اور اگر مبایعت عورات سی خلوت مین جایز اور جلوت مین ناجایز ہوتی تو حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایک عورت کو علحدہ علحدہ خلوت مین لی جاکر اوس سے
بیعت لیتی اور صحیح بخاری مین سلمہ بن الاکوع سی مروی ہی کہ اوس نی کہا بایعت النبی
صلی اللہ علیہ وسلم ثم عدلت الی ظل شجرۃ فلما خف الناس قال یا ابن الاکوع
الا تبایع قال قلت قد بایعت قال وایضا قال وبایعتہ الثانیۃ یعنی سلمہ بن
الاکوع نی کہا کہ بیعت کی مینی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی پس مین درخت کی نیچہ
جاکر بیٹہا پس اوس وقت کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس مین آدمی تہوڑے
رہ گئی تو حضرت سید الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ای بیٹی اکوع کی تو ہم سی بیعت
نہین کرتا سلمہ نی کہا کہ مینی عرض کیا کہ مین بیعت کرچکا ہون حضرت سید الانبیا علیہ الصلوٰۃ
والسلام نی فرمایا کہ دوبارہ بھی سلمہ نی کہا کہ مین دوبارہ بیعت کی کما بینتہ تو اس حدیث سے
معلوم ہوا کہ وہ بیعت خلوت مین نہ تھی بلکہ لوگون کی اژدحام مین تہی اس لئی کہ لفظ اما خف

الناس سی معلوم ہوتا ہی کہ بیعت ہونیکیوقت مین اول لوگون کا ہجوم تہا جب آدمی تہوڑی ہوگئی تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی سلمہ بن الاکوع سی پوچہی کہ تم مجہسے بیعت نہین کرتا آخر حدیث تک اور حدیث ہی عن ام عطیۃ قالت لما قدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ الحدیث یعنی ام عطیہ سی مروی ہی کہ جب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ مین تشریف لائی تو انصار کی عورات کو ایک گہر مین جمع فرمایا اور حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کو اون کی طرف بہیجا تو حضرت عمر نی اوس گہر کی دروازہ پر کہڑی ہوکر اون پر سلام کیا اور اون سی اسیطرح پر بیعت لی کہ حضرت عمر نی گہر کی باہر سی اپنی ہاتہہ کو اندر کیطرف لنبا کیا اور عورتون نی بہی گہر کی اندر سی باہر کیطرف اپنا ہاتہہ لنبا کیا آخر حدیث تک اور اگر امر مبایعت خلوت مین دون خلوت کی ہوتا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کس لئی گہر کے باہر سی اپنا ہاتہہ اندر پہیلاتی بلکہ وہ تو ایک ایک عورت کو خلوت مین لیکر اوس سی بیعت لیتی تو ان احادیث کی صراحۃ النص سی معلوم ہوا کہ حضرت رسول اللہ صلوۃ اللہ علیہ سلامہ کی زمانی مین امر مبایعت خلوت مین دون خلوت کی تہا اور حضرات صحابہ کی زمانہین بہی امر مبایعت کا خلوت مین تہا جیسا کہ خلفاء راشدین مہدیین نی اپنی خلافت کے زمانی مین صحابہ سی اور تابعین سی خلوت مین مبایعت فرمائی ہی کسی حادیث کی کتاب سی یہہ بات ثابت نہین کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی یا حضرات صحابہ نی کسی مرد سی یا عورت سی خلوت مین دون خلوت کے مبایعت فرمائی ہو پس بطلان قول وکان امر المبایعۃ فی الخلوۃ دون الجلوۃ احادیث سی ظاہر ہوا اور اگر اوس قول کی قائل کی مراد یہہ ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ کی زمانی کی بعد امر مبایعت کا خلوت مین دون جلوت کی تہا تو یہ

قول اوس کا بہی بدیہی البطلان ہی اس لئی کہ بعد زمانی حضرت رسول اللہ صلی علیہ وسلم اور
اور حضرات صحابہ علیہم الرضوان کی خلفاء بنو امیہ اور خلفاء عباسیہ کے خلافت کا زمانہ تھا
اوس زمانی مین تو نفس امر مبایعت کا متروک تہا جیسا کہ قول الجمیل کی عبارت سی معلوم ہوتا ہی
واما فی زمن غیرھم فخوفا من افتراق الکلمۃ وان یظن بھم مبایعۃ الخلافۃ
فتھیج الفتن یعنی خلفاء راشدین کے سوا اور زمانی مین بسبب خوف پہوٹ پڑنیکی اور
اس خوف سی کہ بیعت کرنیوالون کی ساتہہ بیعت لینا خلافت کا گمان کیا جاوی تو فساد اوٹھی
نہا بر آن مبایعت متروک تھی اور اگر اوس قول کی قائل کی مراد یہہ ہی کہ حضرات صوفیہ
کے زمانے مین بعد زمانی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات
صحابہ اور خلفاء بنو امیہ اور خلفاء عباسیہ کی امر مبایعت کا خلوب مین تہا نہ جلوت مین
تو یہہ قول بہی باطل ہی اس لئی کہ محبوب سبحانی محی الدین حضرت شیخ عبد القادر جیلانی
رضی اللہ عنہ نی غنیۃ الطالبین لکہا ہی لا یخلوا بامرأۃ لیست منہ بمحرم لان النبی
صلی اللہ علیہ وسلم نھی عن ذالک وقال ان الشیطان یزین لھما المعصیۃ اور
یعنی مرد عورت غیر محرم کے ساتہہ خلوت مین نہ بیٹہی اس لئی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے اس سی منع فرمایا ہی اور فرمایا ہی کہ تحقیق شیطان اون دونو کی لئی کہ وہ خلوت مین
بیٹہی ہین معصیان کو زینت دیتا ہی اور مشکوۃ مین در بیان مناقب حضرات صحابہ کے ایک
حدیث مین ہی ولا یخلون رجل بامرأۃ فان الشیطان ثالثھم یعنی ہرگز کوئی مرد
عورت اجنبیہ سی تنہا نہ بیٹہی پس تحقیق شیطان تیسرا اون کا ہی تو جب حضرت غوث الاعظم
شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز نی اپنی کتاب مین عدم جواز تنہا بیٹہنے عورت
اجنبیہ کا مرد نامحرم کے ساتہہ حدیث نبوی علیہ الصلوۃ والسلام سی ثابت کیا ہی تو امر مبایعت

ہین جواز خلوت مین بیٹھنے عورت اجنبیہ کا مرد غیر محرم سے اگرچہ وہ اوس کا مرشد بھی ہو
کیونکر ہوگا اور علاوہ ازان حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالی عنہ کی زمانہ سے
اینتک امر مبایعت تقوی اور توبہ کا موجب سنت سنیہ نبویہ علی صاحبہا افضل التحیہ کے
جلوت مین ظاہر لیا گیا ہے کسی کتاب تصوف سے یہہ بات ثابت نہین ہے کہ کسی ولی نے
کسی آدمی کو خواہ وہ مرد ہو یا وہ عورت ہو تنہائی مین لی جاکر اونسے مبایعت کی ہو اخصوصًا
مبایعت عورات ناموسہ اجنبیہ مین یہہ ہو ہی نہین سکتا اس لئے کہ مبایعت عورات اجنبیہ کی
کہ وہ توبہ پر اور ترک گناہ پر ہو عین گناہ کی حالت مین واقع ہوتی ہے کہ وہ تنہا بیٹھنا عورت
اجنبیہ کا مرد بیگانہ سے ہی یعنی عین گناہ کی حالت مین مبایعت ترک گناہ کی کیسی جائز ہوگی
شیخ العرفا حضرت شیخ کلیم اللہ شاہ جہان آبادی رحمتہ اللہ علیہ نے کشکول شریف مین طریق
مبایعت مین لکھا ہے کہ طایفہ کہ پیش وگرد طالب نشستہ باشند دست بدامن طالب نزنند
واگر در مجلس ہجوم زیادہ بود دوامن دامن گیرند ھلم جرًا پس موجب اون احادیث کی
کہ وہ صحاح مین موجود ہین اور موجب قول شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالی
عنہ کی کہ وہ مرقوم ہوا اور موجب اوس حدیث کی کہ محبوب سبحانی محی الدین حضرت شیخ
عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ نے اوس کو غنیۃ الطالبین مین لکھا ہے اور موجب قول
حضرت شیخ کلیم اللہ چشتی شاہ جہان آبادی رحمتہ اللہ علیہ کی ثابت ہوا کہ قول وکان
امر المبایعۃ فی الخلوۃ دون الجلوۃ باطل ہے شرعًا اور طریقۃً فقیر مودودی
مؤلف رسالہ ہذا بہت شیوخ کاملین کی خدمت مین حاضر ہوا مانند شموس الاولیاء
شیوخ الاتقیاء اعنی مرشدی وشیخی حضرت مولانا مولوی شمس الدین صاحب سلیمانی فخری
چشتی اور حضرت مولانا مولوی فضل الرحمن صاحب نقشبندی اور حضرت آخوند عبدالغفور صاحب

قادری مقیم سوات کی کہ ہر ایک اون کا اپنے طریقہ کا مقتدا اور شیخ الاسلام تہا تو اونہون نے
مردون سی مردون مین اور عورتون سی عورات مین مبایعت فرمائی ہی اور کسی سے
تنہائی مین مبایعت نہین ہوئی مگر تعلیم اور تلقین کہ مردون کو خلوت مین ہوئی ہے
اور عورتون کو بغیر خلوت کی اور عورات کی مقابل کچہ اون سی دور بیٹہا کر آہستہ
کلامی سے کہ وہ اور عورات کی سماعت مین نہ آوی اور تعلیم اور تلقین ہوئی ہے
اور اگر مبایعت کی لئی خلوت کی قید ہوتی تو حضرات خلاف اپنی شیوخ اور اپنی پیران
رحمہم اللہ تعالی کی خلوت مین ہرگز مبایعت نہ فرماتی تو ان حضرات کی خلوت کی مبایعت
سی معلوم ہوا کہ ہر تین طرق مین یعنی طریقہ چشتیہ اور طریقہ نقشبندیہ اور طریقہ قادریہ
مین یہی طریقہ مبایعت کا خلوت مین ہی نہ کہ خلوت مین اس لئی کہ ایک ایک نفر اون
حضرات سی شیخ الاسلام والمسلمین اپنی طریقہ کا تہا تو قول اون کا اور فعل اون کا موجب حجت ہے
اور واضح ہو کہ ایک تو نفس امر مبایعت کا مسنون ہی اور دوسرا حالت مبایعت کی کہ وہ
خلوت مین بدون خلوت کی ہو مسنون ہی جیسا کہ وہ احادیث سی ثابت ہوا پس حالت
مبایعت خلوت مین ہو نہ کم خلوت مین لاسیما جب کہ وہ عورات غیر محرمات سی ہو تو وہ موجب
فساد نفس اور خلاف سنت اور بدنامی کے ہی نعوذ باللہ منہ انتہا یہہ علامات
ارشاد و مرشد ہونے کے سابق مین لکہی گئی ہین تو یہہ فی الحقیقۃ شرایط ارشاد کی ہین کہ
وہ مرشد ہونے مین ایسی ضروری ہین کہ بغیر موجود ہونے اون کی مرشد ہونا جائز نہین
اور خصوصاً آدمی کی حال اور چال چلن سی کما حقہ واقف ہونا بغایت دشوار ہی خصوصاً
کہ ایکدن کی یا ایک مہینہ کی یا ایک سال کی صحبت ہو اور جبتک کہ کسی آدمی کو کسی آدمی سے
صحبت سالہای دراز کی واقع نہ ہو تب تک اوس کی افعال سی کما ینبغی واقف ہونا

ہونا محال ہی اس لئی حدیث مین ہی کہ اچہا وہ آدمی ہی کہ اوس کی پڑوسی اوس کو
اچہا کہین اس لئی کہ پڑوسی پڑوسی کی معاملات دنیاوی اور چال چلن سی سبب محبت
سالہای دراز کی بخوبی واقف ہوتا ہی کسی نے کیا اچہا کہا ہی تو ان شناخت
بیک روز از شمائل مرد کہ تا کجاش رسیدہ پایگاہ علوم ولی ز باطنش ایمن میباش
غرہ مشو کہ خبث نفس نگردد بسالہا معلوم اور ارشاد مین ظہور کرامات اور
خوارق عادات اور ترک اکتساب شرط نہین جیسا کہ مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے
رسالہ قول الجمیل مین لکہا ہی ولا یشترط فی ذالک ظہور الکرامات والخوارق
ولا ترک الاکتساب لان الاول ثمرۃ المجاہدات لا شرط الکمال والثانی
مخالف للشرع ولا تغتر بما فعلہ المغلوبون فی احوالہم انما الماء ثور القناعۃ
بالقلیل والورع من التشبہات یعنی مرشد ہونے اور بیعت لینے مین ظہور کرامات
اور خوارق عادات اور ترک کسب کی شرط نہین اس لئی کہ ظہور کرامات اور
خوارق عادات ثمرہ مجاہدات اور ریاضت کشی کا ہی نہ کہ شرط کمال کے اور ترک
کسب کا خلاف شرع ہی اور دہوکا نکہایو اوس سی جو درویش مغلوب الحال کہتے
ہین یعنی جو صاحب حال سبب غلبہ بیخودی حال کے کسب حلال کیطرف متوجہ نہین ہوتے ہین
اون کی فعل کو دلیل نہ پکڑنا ترک کسب پر منقول تو یہی ہی کہ توکل کی بیشک تعریف کرنا
اور شبہات سی بچنا یعنی حال مشتبہ اور پیشہ مکروہ اور مشتبہ سی بچنا مرید ہونیکی شرط
کے بیان مین جاننا چاہیے کہ مرید ہونیمین بغیر اس کی اور کوئی شرط نہین کہ بیعت کرنیوالا
جوان ہشیار رغبت کرنیوالا ہو اور حدیث مین ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی سامنی ایک لڑکا گیا تہا تاکہ آپ سی بیعت کری تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

اوس کی سر پر ہاتھ پھیرا اور اوس کی لئی برکت کے دعا کی اور اوس سی بیعت نہ لی کما
ذکرنا اور بعضی مشائخ کہ لڑکون کی سا بیعت کو جایز رکھتی ہین بنا بر برکت اور نیک فالی
کی جیسا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی حضرت امام حسن کو اور حضرت امام حسین کو اور حضرت
عبداللہ ابن عباس کو اور حضرت عبداللہ ابن جعفر کو اوس وقت مین کہ وہ صغیر تھے اور
وہ نہ عاقل نہ بالغ تھے بیعت فرمائی تھی کما مالا کن بعد توبہ کرنے اور مرید ہونی کی
آدمی کو چاہیے کہ وہ باخلاص تمام خدائی تعالی کی طرف متوجہ ہووی اور خصوصاً توبہ کرتے
اور مرید ہونے سی اوسکی غرض اتباع شرعی اور حصول ہدایت ہو اور وہ گناہ کبایر کو ترک
کری اور گناہ صغایر پر اڑ نجائی اور وہ صلوۃ مفروضہ پانچ وقتہ کو اور ماہ رمضان کی روزون
کو ترک نکری اور چاہیے کہ پانچ وقتہ نماز جماعت سی پڑہی اور نماز جمعہ اور عیدین اور نماز
جنازہ کو ترک نکری اور اگر اوس کو نصاب شرعی یا اوس سی زیادہ ہو تو وہ زکوۃ اوس کی
ادا کری اور اگر اوس کو استطاعت زاد اور راحلہ کی اور نفقہ عیال کی بشرطیکہ تندرستی
کی ہو تو وہ حج کرنہین دیر نکری اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کو ادا کری اور اللہ تعالی
کی اوامر کو بجا لائی اور نواہی شرعیہ سی مجتنب ہو غرض کہ اپنی جمیع احوال اور افعال اور
اقوال کو مطابق شریعت غرا کی کری اور عقاید سنت جماعت پر مستقیم ہو اور عقاید باطلہ
اور فرقون سی اجتناب کرے اور بعد اوس کی اگر وہ خواہش سلوک طریقت کی رکھتا ہو تو
مطابق فرمان واجب الاذعان اپنی مرشد کی ریاضت اور مجاہدہ سی مراتب سلوک طی
کری سلطان المشائخ محبوب الٰہی حضرت نظام الدین اولیا رضی اللہ تعالی عنہ نی فرمایا
ہی اگر کوئی آدمی طریقت سی گرا تو شریعت پر پڑیگا اور اگر کوئی آدمی شریعت سی گرا تو
وہ دوزخ مین پڑی گا اور مرید کو چاہیے کہ وہ اپنی مرشد کی صحبت اور اتباع پر ثابت قدم رہی

اور اوس کو وسیلہ اپنی ہدایت کا اور اپنی نجات کا سمجھی اور جو کچھ کہ مرشد اتباع اوامر شرعیہ اور اجتناب نواہی شرعیہ سی اوس کو کہی تو وہ اوس کو بجا لاوی کہ محبت اور اخلاص اور اتباع اپنی مرشد کی کہ ہدایت خلق اور دعوت حق ہین وہ تابع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی محبت اور اخلاص اور اتباع اون کی منیب یعنی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی اور محبت اور اخلاص اور اتباع حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ وہ رسول اللہ تعالی کی ہین محبت اور اخلاص اور اطاعت اونکی مرسل یعنی حضرت اللہ تعالی شانہ کی ہی آیۃ من یطع الرسول فقد اطاع اللہ اس پر دلالت کرتی ہی یعنی جو آدمی نی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی تو تحقیق اوسنی اللہ تعالی کی اطاعت کی مبایعت کی تحقیق اور طریق کے بیان مین جاننا چاہئی کہ بیعت کی معنی لغت مین عہد باندہنا ہی یعنی عہد کرنا کہ فلان کام کرونگا اور فلان کام نکرونگا اور مبایعت بروزن مفاعلت کی معنی باہم عہد باندہنا ہی اور احادیث نبویہ علی صاحبہا افضل التحیہ سی بہی ایسا ہی معلوم ہوتا ہی اور اوس مین وضو اور غسل کی کچھہ شرط نہین لاکن اگر وہ طہارت ظاہریہ بلکہ طہارت باطنی سی ہو افضل اور اولی ہے اور بعضی مشایخ رحمہم اللہ تعالی کہ مبایعت کی لئی آپ بہی وضو کرتے ہین اور مبایعین سی بہی وضو کرواتی ہین تو وہ احوط اور احسن ہی اور مبایعت کی وقت آیات قرآنی کا پڑہنا یا ادعیہ کا پڑہنا جیسا کہ بعضی مشائخ مبایعت کی وقت آپ آیات قرآنی پڑہتے ہین یا وہ مبایعین سی پڑہواتی ہین احادیث سی منقول نہین مگر یہہ کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی بعد مبایعت کی بعض اوقات مین مبایعین کی لئی دعای خیر فرمائی ہی اور یہہ کہ مشائخ رحمہم اللہ تعالی نی اپنی کتب مین مبایعت کی وقت

آیات قرآنی کا پڑہنا اور ایمان مجمل اور ایمان مفصل کا اقرار کرانا مبایعین سی لکہنا ہی
یہہ باعث تجدید ایمان اور باعث نیک فالی ہی اور بس اور طریقی مبایعت کے کہ
مشائخ نی ایجاد کئی ہین وہ بہت ہین اون تمام کا اس رسالہ مین لکہنا موجب طوالت ہے
اس لئی طریقی مبایعت کی کہ شیخ الاکملین امام الواصلین حضرت خواجہ کلیم اللہ شاہجہان
آبادی نی کشکول شریف مین اور مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نی قول الجمیل مین
لکہا ہی یہان منقول ہوتے ہین وہ طریق مبایعت کا جو کشکول مین ہی یہہ ہی کہ جب کوئی
مرید مرشد کامل مکمل کی پاس کسب طریقت کی لئی آئی چاہئی کہ مرشد اوس کو امر کری
کہ مرید تین روز صوم متواتر رکہی اور اگر اوس سی ہو سکی تو ہر تین روزی طی کری یعنی تین
روز مین ایک ہی روزہ رکہی اور اگر اوس سی یہہ نہو سکی تو وہ تہوڑی طعام سی افطار
کری اور وہ ہر روز کلمہ تہلیل اور استغفار اور درود شریف کو ہزار ہزار بار پڑہی بعد اسکے
تیسری رات کی اخیر مین غسل کر کی مرشد کی پاس آوی اور مرشد مرید کو فرمائی کہ سورہ فاتحہ
اور سورہ اخلاص اور امن الرسول آخر سورۃ تک اور استغفار اور آیۃ شہد اللہ
انہ لا الہ الا ہو والملئکۃ واولوا العلم قائما بالقسط لا الہ الا ہو العزیز الحکیم
کو پڑہی اور مرشد مرید کو کہی کہ تمنی بیعت کی اس ضعیف سی اور اس ضعیف کی مرشد سی اور
اس ضعیف کی خواجگان سی اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی اور حضرت اللہ
تعالی سی عہد کیا تمنی کہ اپنی اعضا کو مطابق حکم شرع کی رکہوگی اور اپنی دل اللہ تعالی کی محبت
کو دیوگی اس وقت مین مرشد مطابق ید اللہ فوق ایدیہم اپنی دہنی ہاتہہ کو
مرید کی دہنی ہاتہہ پر رکہی اور اور لوگ کہ وہ مرید کی آگی پیچہی بیٹہے ہون مرید کے
دامن کو پکڑین اور اگر مجلس مین ہجوم زیادہ ہو تو ایک آدمی اون مین سی مرید کا

دامن پکڑی اور اوس کی دامن کو ھلم حرا اور مرید کہی کہ میں بیعت کی اور
عہد کیا کہ اپنی افعال اور اقوال کو مطابق شریعت کی کرونگا اور اپنا دل اللہ تعالی کی
محبت کو دیا اس کی بعد مرشد مرید کو خرقہ پہنائی اور کہے ھذا لباس التقوی
وذالک خیر والعاقبۃ للمتقین اور مرشد تخلیہ میں لائق حال مرید کی و تلقین
کری کہ غیر اوس کا اوس پر مطلع نہ ہو اور طریق مبایعت کا قول الجمیل میں یون لکھا ہی
فاعلم ان اللفظ الماثور عن السلف عند البیعۃ ان یخطب الشیخ الخطبۃ
المسنونۃ یعنی جان لو کہ تحقیق لفظ منقول سلف سی بیعت کی وقت یہہ ہی کہ مرشد خطبہ مسنونہ
پڑہی وھی الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونعوذ باللہ من شرور
انفسنا ومن سئیات اعمالنا من یھد اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ
فلا ھادی لہ واشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ
صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وبارک وسلم یعنی خطبہ مسنونہ یہہ ہی اور وہ
الحمد للہ نحمدہ الہی یعنی سب تعریف ہی اللہ تعالی کو ہم اوس کی حمد کرتی ہین اور اوس سی
مدد مانگتی ہین اور اوس سی مغفرت چاہتی ہین اور پناہ مانگتی ہین اللہ تعالی کی اپنی نفسون
کی بدیون سی اور اپنی اعمال کی برائیون سی جس کو اللہ تعالی نی ہدایت کی اوس کا
کوئی گمراہ کرنیوالا نہین اور جس کو اوس نی بہکایا اوس کو کوئی راہ بتانیوالا نہین اور
گواہی دیتا ہون اس کی کہ کوئی معبود برحق نہین سوائی اللہ تعالی کی اور اس کے
کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بندی ہین اللہ تعالی کی اور اوس کی رسول ہین رحمت بہیجی اللہ
تعالی اون پر اون کی آل پر اور اون کی اصحاب پر اور برکت کری اور سلامتی کرے
ثم یلقنہ الایمان الاجمالی فیقول قل امنت باللہ وبما جاء من عند اللہ

علی مراد اللہ وامنت برسول اللہ و بما جاء من عند رسول اللہ علی
مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتبرءت من جمیع الادیان وجمیع
المعصیان واسلمت الان واقول اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان
محمدا عبدہ ورسولہ یعنی پھر بعد خطبہ مذکورہ کی مرشد مرید کو ایمان اجمالی تلقین
کری سو یوں کہو کہ کہہ لا یا مین ایمان اللہ تعالی پر اور جو اللہ تعالی کی نزدیک سی
آیا اللہ تعالی کی مراد پر اور ایمان لا یا مین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور جو
حضرت رسول اللہ علیہ الصلوۃ والسلام کی نزدیک سی آیا حضرت سید المرسلین صلوۃ اللہ
علیہ وسلامہ کی مراد پر اور بیزار ہوا مین سب بیونون سی سوائی اسلام کی اور بیزار ہوا
سب گناہون سی اور مین اب سلام لایا یعنی اسلام کو تازہ کیا اور کہتا ہون مین کہ گواہی
دیتا ہون کہ کوئی معبود برحق نہین سوای اللہ تعالی کی اور گواہی دیتا ہون مین کہ محمد
علیہ الصلوۃ اوس کی بندی ہین اور اوس کی رسول ہین ثم یقول قل بایعت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم بواسطۃ خلفائہ علی خمس شھادۃ ان لا الہ الا اللہ وان
محمدا رسول اللہ واقام الصلوۃ وایتاء الزکوۃ وصوم رمضان وحج البیت
ان استطعت الیہ سبیلا یعنی پھر مرشد کہی مرید سی کہ کہہ مین بیعت کی حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی اونکی خلفا کی واسطی پانچ امر پر اس کی گواہی پر کہ کوئی
معبود برحق نہین سوا اللہ تعالی کی اور منفرد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول ہی اللہ
تعالی کا اور نماز کی قائم رکھنی پر اور زکوۃ کی دینی پر اور ماہ رمضان کی صوم پر اور
بیت اللہ کی حج پر اگر مجھکو استطاعت ہوگی اوس کی راہ کی ثم یقول قل بایعت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بواسطۃ خلفائہ علی ان لا اشرک باللہ

شیئاً ولا اسرق ولا ازنی ولا اقتل ولا اتی ببهتان افتریه بین یدی
ورجلی ولا اعصیه فی معروف یعنی پیر مرشد مرید سی کہی کہ کہہ بیعت کی میں
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی بوسطہ خلفاء اوس کی اس پر کہ شریک نکرونگا
اللہ تعالی کی ساتھہ کسی چیز کو اور چوری نکرونگا اور زنا نکرونگا اور قتل نکرونگا اور
بہتان کو نہ لاؤنگا اپنی دونو ہاتھہ اور دونو پاؤن کی درمیان سی اوس کو افترا کر
اور نافرمانی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نکرونگا امر شروع میں تم پڑہو
الشیخ ھاتین الآیتین یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ
وجاھدوا فی سبیلہ لعلکم تفلحون ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ
ید اللہ فوق ایدیھم فمن نکث فانما ینکث علی نفسہ ومن اوفی بما
عاھد علیہ اللہ فسیؤتیہ اجرا عظیما یعنی پیر مرشد ان دونو آیتون کو
پڑہی یا ایھا الذین سی آخر تک اور معنی ان دونو آیتون کی آگی لکہی گئی ہین
اوس کی اعادہ کی کچہہ ضرورت نہین ثم یدعو لنفسہ وللتلمیذ وللحاضرین
فیقول بارک اللہ لنا ولکم ونفعنا وایاکم یعنی پیر مرشد دعا کری اپنی ذات کی لئے
اور مرید کی لئی اور حاضرین کی لئی سو یون کہے کہ اللہ برکت کری ہماری اور تمہاری
لئی اور نفع پہونچاوی ہمکو اور تمکو ولا یاس ان یلقنہ فیقول قد اخترت الطریقۃ
النقشبندیۃ او القادریۃ او الچشتیۃ المنسوبۃ الی الشیخ الاعظم والقطب
الافخم خواجہ نقشبند او الشیخ محی الدین عبد القادر الجیلانی او الشیخ
معین الدین السنجری اللھم ارزقنا فتوحھا واحشرنا فی زمرۃ اولیائھا
برحمتک یا ارحم الراحمین ط یعنی اس مین کچہہ مضایقہ نہین کہ مرید کو یون تلقین

کری سو کہو کہ تو کہہ کہ میں اختیار کیا طریقہ نقشبندیہ کو جو منسوب ہی طرف شیخ اعظم اور
قطب الافخم حضرت خواجہ نقشبند کی یا طریقہ قادریہ کو جو منسوب ہی حضرت محی الدین
شیخ عبد القادر جیلانی کی طرف یا طریقہ چشتیہ کو جو منسوب ہی حضرت خواجہ معین الدین
سنجری یعنی سیستانی کی طرف خداوندا ہمکو فتوح اس طریقہ کی عنایت کر اور ہمکو اس
طریقہ کی دوستون مین محشور کر اپنی رحمت سی یا ارحم الراحمین کہتا ہی فقیر مودودی
مؤلف اس رسالہ کا کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نی اس عبارت مین بطریق لف
ونشر مرتب کی طریقہ نقشبندیہ کو حضرت خواجہ شیخ بہاء الدین نقشبند کی طرف اور
طریقہ قادریہ کو غوث الاعظم محبوب سبحانی حضرت محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی
کی طرف اور طریقہ علیہ چشتیہ کو خواجہ اعظم اعظمہ اللہ تعالی واکرم ہندالولی حضرت
خواجہ معین الدین حسن سنجری ثم اجمیری کی طرف منسوب کیا ہی اور واضح ہو کہ طریقہ
چشتیہ منسوب ہی طرف نام قصبہ چشت کی کہ وہ مولد اور وطن مالوف فقیر مودودی
مؤلف رسالہ کا اور وہ مسکن اور مقام شیوخ الاقطاب شموس الافراد شیوخ الاسلام
والمسلمین ائمۃ الہدی ہداۃ الوری حضرات خواجہ گان پنجتن چشت مبارک کا ہی
یعنی حضرت سید خواجہ احمد ابدال حسنی چشتی بن سلطان فرسنادہ حسنی چشتی کا کہ معروف
خواجہ ابی احمد ابدال چشتی سی ہین اور حضرت سید خواجہ محمد حسنی چشتی کہ معروف خواجہ
ابی محمد چشتی سی اور وہ فرزند اور جائی نشین حضرت سید خواجہ ابی احمد ابدال حسنی
چشتی کے ہین اور حضت سید خواجہ ناصر الدین ابی اسحاق یوسف حسینی چشتی کہ
وہ معروف خواجہ ابی یوسف چشتی سی اور وہ فرزند حضرت سید محمد بن سید سمعان
چشتی شاقلانی کی اور خواہر زادہ اور جائی نشین حضرت خواجہ ابی محمد حسنی چشتی کی ہین

اور حضرت قطب الدین سید حافظ خواجہ مودود حسینی چشتی کہ وہ فرزند اور جائی نشین
حضرت سید خواجہ ناصر الدین ابی یوسف حسینی چشتی بن سید محمد بن سید سبحان حسینی شاہ لاہانی
ہین اور حضرت سید خواجہ احمد حسینی چشتی کہ وہ فرزند حضرت سید خواجہ قطب الدین مودود حسینی
چشتی کی اور جد بزرگ فقیر مولف رسالہ کی ہین اور حضرت سید خواجہ قطب الدین مودود حسینی
چشتی مرشد حضرت خواجہ مخدوم حاجی شریف زندنی کی اور وہ مرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی
کے اور وہ مرشد سند الراسخین ہند الولی حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری ثم اجمیری کے ہین رضی
اللہ تعالی عنہم اجمعین اور رسم ہین ہو کہ دستور متعارف اور رسم قدیمی ہی کہ ہر طریقہ
ساتھہ نام شیخ اوس طریقی کی یا ساتھہ لقب شیخ اوس طریقی کی یا ساتھہ نام وطن یا نام مقام و مسکن
شیخ اوس طریقی کی منسوب اور مشہور اور معروف ہوتا ہی چونکہ شیخ طریقہ چشتیہ کے شمس العارفین
سلطان الاقطاب ہند الولی حضرت خواجہ معین الدین چشتی سنجری ثم اجمیری قدس سرہ العزیز ہین
اگر وہ اس طریقہ کو اپنی لقب گرامی سی منسوب اور معروف کرکے معین الدینیہ کہلاتے تو
اون کو سزاوار تھا اور اگر وہ اس طریقہ کو اپنی وطن مالوف کی نام سی منسوب کرکے اوس کو سنجریہ
کہلاتے تو اون کو شایان تھا اور اگر وہ اس طریقہ کو اپنی مقام اور مسکن کی نام سی منسوب
کرکی اوس کو اجمیریہ معروف کرتے تو وہ مختار تھی مگر بسبب ارادت اور ادب اور محبت
اپنی پیران عظام اعنی حضرات خواجہ گان پنجتن چشت مبارک کی اس طریقہ کو اپنے پیرون کی مقام
کی نام سی کہ وہ چشت تہا منسوب کرکے اس طریقہ کو چشتیہ ہی معروف کیا تو طریقہ چشتیہ پیران
چشت اعنی حضرات خواجگان پنجتن چشت سی منسوب ہوا پس منسوب کرنا مولانا شاہ ولی اللہ
محدث دہلوی کا طریقہ چشتیہ کو خواجہ اعظم ہند الولی حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کی طرف
از روئی عرف عام کی ہی نہ از روی واقع کے بنابران مولانا مولوی حسن الزمان [illegible]

فی قول المصنف مین طریقہ چشتیہ کو طریقہ احمدیہ چشتیہ لکھا ہی اس لیی کہ اول اور آغاز سلسلہ
علیہ چشتیہ کا حضرت سید خواجہ ابی احمد حسینی چشتی ہی رضی اللہ تعالی عنہ واما بیعۃ النسآء
فبان یاخذ الشیخ طرف ثوب والتی تبایع طرفہ الاخر کذا واللہ اعلم یعنی عورتون کی
بیعت کریگا یہہ طریقہ ہی کہ مرشد کپڑی کا ایک کنارہ پکڑی اور بیعت کرنیوالی عورت دوسرا
کنارہ اوس کا پکڑی واللہ اعلم مرشد کے آداب کی بیان مین غوث الاعظم قطب الانام
محبوب سبحانی حضرت محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ نی کتاب غنیۃ الطالبین
مین بسط سی لکھا ہی کہ خلاصہ اوس کا یہہ ہی واما آدابہ مع الشیخ فالواجب علیہ
ترک مخالفۃ شیخہ فی الظاہر وترک الاعتراض علیہ فی الباطن الخ یعنے
اما آداب پیر مرشد کی پس مرید پر واجب ہی کہ وہ اپنی پیر کی ظاہرا مخالفت نکری اور باطنا
بھی اپنی پیر پر اعتراض نکری پس جو کوئی اپنی پیر کا تارک ادب ہوگا وہ صاحب عصیان
ظاہر کا ہی اور جو کوئی معترض ہوگا اور دشمن اپنی نفس کا ہوگا تو وہ باطنا اپنی پیر پر
اعتراض کرنیوالا ہوگا اور مرید کو چاہیی کہ ظاہر مین اور باطن مین اپنی پیر کی مخالفت سے
اپنی نفس کو روکی اور زجر کری اور یہہ آیتہ قرآن مجید کی کثرت سی پڑھی سا ربنا اغفرلنا
ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین امنوا ربنا
انک رؤف رحیم یعنی ای پروردگار بخش ہمارے لی اور ہمارے بہایون کی جی کہ
اونہون نی ہمسے سبقت کی ہی ساتھہ ایمان کی اور ہمارے دلون مین اون سی کہ وہ ایمان
لائی ہین کدورت میل مت ڈال ای پروردگار ہمارے تحقیق تو مہربانی کرنیوالا رحم
کرنیوالا ہی اور اگر دصورتیکہ اوس کا پیر متمکن ہو کسی ایسی امر کا کہ وہ شرعا مکروہ ہو تو مرید کو
چاہیی کہ وہ مثال سی یا اشارہ اپنی پیر کو اوس سی آگاہ کری اور ہرگز وہ اوس کو صریح نہ کہی

تاکہ طبع اوس کی پیر کی اوس مرید سی متنفر نہو جای اور اگر درصورتی کہ مرید کو کوئی عیب اپنی
پیر مین دیکھے تو چاہئے کہ وہ اوس کو ڈہانپی اور وہ اپنی نفس پر تہمت رکہی اور اوس عیب کے
تاویل شرعی کرے اور اگر درصورتیکہ وہ اپنی پیر کی کوئی غدر شرعی نہ پاوی تو وہ اپنی پیر کے لئی اللہ تعالی سے استغفار کرے اور دعای
خیر مانگی تاکہ اللہ تعالی اوس کو توفیق اتباع شرع کی بخشی اور اوس کو علم اور عصمت اور حمیت
اسلامی عطا کری اور وہ اپنی شیخ مین اعتقاد عصمت کا نرکہی کہ اوس سی کوئی گناہ صدر نہ دت گا
اور کسی آدمی کو اپنی پیر کی عیب سی آگاہ نکری اور جب وہ پہر کبہی اپنی شیخ کی خدمت
حاضر ہووی تو وہ یہہ اعتقاد کری کہ تخیس وہ عیب ہماری پیری سی زائل ہوگیا ہی اور تحقیق
شیخ اوس سی نقل کرکے اعلی رتبہ کو پہونچا ہی اور اب وہ اوس عیب پر نہین رہا اور وہ عیب
اوس سی از روی غفلت کے کہ مقتضای بشریت ہی ہوا تہا اور وہ فصل تہا درمیان دو
حال کی اس لئی کہ ہر حال کی لئی جدائی اور خصتون اور اباحات شرعیہ اور ترک عزایم کی
طرف رجوع کرنا ہی کہ وہ درمیان دو مکانون کی مانند دہلیز کی ہی اور درمیان دو منزل کی مانند
ایک منزل کی ہی انتقار حالت اولی کی اقیام کرنا حالت ثانیہ کی چولہٹ پر ہی کہ وہ انتقال کرنا
ہی ایک ولایت سی دوسری ولایت کیطرف اور وہ دور کرنا ایک خلعت کا اور پہنانا دوسری
خلعت کا ہی کہ وہ اوس سی افضل اور اعلی اور اولی ہی اس لئی کہ وقت اولیا راللہ مدارج کی
ترقی مین ہوتے ہین تو مرید یہہ جانے کہ ہماری شیخ فی اوس حال سی اعلی حال پر ترقی کی ہوگی
اور وہ اب مزید قرب الہی تعالی شانہ مین ہوگا اور اگر درصورتی کہ اوس کا پیر اوس پر
غضب کری یا اوس سی ترش رو ہو یا وہ کسی نوع سی اوس سی اعراض کری تو مرید کو چاہئے
کہ وہ اپنی پیر سی انقطاع نکری بلکہ وہ مرید اپنی باطن مین اپنی بی ادبی سی اور تقصیر امتثال شرعیہ
سی یا ارتکاب مناہی شرعیہ سی تفتیش کری پس پایا جو کہ مرید اوس سی استغفار اور توبہ کری

بعزم عدم معاودت گناہ پر زمانہ استقبال مین اور مرید اپنی پیر کی آگی اعتذار اور ترذلل
اور تملق اور تحبب بعزم ترک مخالفت آیندہ کی کری اور وہ افعال مشروعہ اور مامورہ مین اپنی
پیر سی موافقت اور موفقت پر مواظبت کری اور مرید اپنی پیر کو وسیلہ اور واسطہ اور سبب
وصول الی اللہ کا گردانی مانند اوس آدمی کہ وہ بادشاہ کی دربار مین جانا چاہتا ہی لیکن لاچار ہی
اوس کو کہ وہ کسی حاجب دربار شاہی سی یا کسی حاشیہ نشین دربار بادشاہی سی دوستی رکھی
تاکہ وہ اوس کو اداب شاہی سی اور بادشاہ کی مقابل کھڑی ہونے اور کلام کرنی کی اداب سے
آگاہ کری اور اوس کو معلوم اور متنبہ کری کہ وہ تحائف اور شیار غریبہ کہ بادشاہ کے
خزانہ مین نہون وہ بادشاہ کی حضور مین پیش کرنا چاہیے اور جو آدمی کہ وہ بہت آنا
چاہی پس اوس آدمی کو چاہیئے کہ وہ اوس گہر کی دروازہ سی آوی اور اوس جگہہ سی کہ اوس
گہر کا دروازہ نہو وہ کو کرنہ آوی مگر وہ ملامت کیا جاوی اور اہانت کیا جاوی اور اوس کا
غرض اور مقصود بادشاہ سی حاصل نہووی اور جو آدمی کہ بنا آتا ہی تو اوس کو وہ شت
عائد ہوتی ہی پس لاچار ہی اوس کو یا دلالی والی ہی اور آگاہ کرنیوالی سی اور اوس
آدمی سی کہ وہ اوس کا ہاتہہ پکڑ کر اوس کو دربار شاہی مین اوس کی لائق کی جگہہ پر بیٹہائی یا
اشارہ کری اوس کی طرف اوس جگہہ کی بیٹہنی کا تاکہ وہ اہانت نپاوی اور وہ بادشاہ کی
طرف بی ادبی سی اور حماقت سی اشارہ نکری اور آدمی کو چاہیئے کہ وہ یقین کری کہ اللہ
تعالی کی عادت یون جاری ہی کہ زمین مین مرشد اور مرید اور صاحب اور مصحوب اور
تابع اور متبوع ہو حضرت آدم علیہ السلام کی زمانہ سی قیامت تک جیسا کہ حضرت آدم
علیہ الصلوۃ والسلام کہ جب اللہ تعالی نی اون کو پیدا کیا اون کو بسیار تعلیم کی اور اون سی امر
پیدایش مخلوقات کا آغاز کیا اور گردانا اون کو مانند تلمیذ کے ساتہہ استاد کی اور

مانند مرید کی ساتھہ شیخ کی اور فرمایا ای آدم یہہ گھوڑا ہی اور یہہ خچر ہی اور یہہ گدہی
ہی حتی کہ سکھایا اون کو کہ یہہ بڑا پیالہ ہی اور یہہ چھوٹا پیالہ ہی اور جب اللہ تعالی
اون کی تعلیم اور تہذیب سی فارغ ہوا گرداننا اون کو استاذ اور شیخ اور حکیم اور پہنایا
اون کو انواع حلل و حلیہ سی اور اچھی فرمائی گویائی اون کی اور بٹھایا اون کو کرسی
پر بہشت مین اور کہڑا کیا ملائکہ کو گرد اگرد اونکی صف بصف پس فرمایا اللہ تعالی یا ادم
انبئھم باسمائھم یعنی ای آدم خبر دیجئے اون کو اون کی ناموں سی بعد اوس کی کہ ظاہر
عجز ملائکہ و رعدم علم اون کا ساتھہ اوس کی اور کہنا ملائکہ کا سبحانک لا علم لنا الا
ما علمتنا یعنی پاکی ہر تجھے نہین علم ہمکو مگر وہ کہ تعلیم کیا ہی آپ نی ہمکو پس ہوی سب ملائکہ
تلمیذ اور مرید اون کی اور رہوی حضرت آدم استاذ اور شیخ اون کی اور جب جاری
ہوا جو کچھہ کہ جاری ہوا حضرت آدم علیہ السلام پر درخت منہی عنہ کی کہانیسی اور بہشت
سی نکلنی سی پس لاحق ہوی اون کو بہوک اور پیاس اور سوزش اور قبض کہ اوس کو
حضرت آدم نی آگی نہ دیکہا تہا پس محتاج ہوئی حضرت آدم علیہ السلام معلم اور مرشد اور
استاذ اور دلیل اور مؤدب کے پس بہیجا حضرت اللہ تعالی نی جبرئیل علیہ السلام کو تاکہ
انست پیدا کیا اون سی اور سکہایا اون کو وہ امر کہ متکفل تہا اونپر امور منزل سی پہر یا
حضرت جبرائیل علیہ السلام نی حضرت آدم علیہ السلام کو گیہون اور بتایا اون کو بونا اوس کا
اور کاٹنا اور صاف کرنا اوس کا پس سکہایا اون کو پیسنا اور روٹی پکانا اور کہانا اوس کا
اور سکہائی اور ضروری حوائج اون کو پس ہوئی حضرت جبرئیل علیہ السلام استاذ اور
شیخ اون کی بعد اوس کی کہ حضرت آدم علیہ السلام شیخ اور معلم اون کی اور جمیع ملائکہ کے
تھی اور یہہ وسطی تغیر حال کی اور نقل کرنی حضرت آدم علیہ السلام کی بہشت سی دنیا مین ہوا

پس ایسا ہی علم جزا حضرت شیث علیہ السلام نی اپنی باپ حضرت آدم علیہ السلام سی
تعلیم پائی اور اولاد حضرت شیث علیہ السلام نی حضرت شیث علیہ السلام سی تعلیم پائی
اور ایسا ہی حضرت نوح علیہ السلام نی تعلیم کیا اپنی اولاد کو اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نی
تعلیم کیا اپنی اولاد کو جیسا کہ قرآن مجید مین ہی ووصی بھا ابراہیم بنیہ ویعقوب
یعنی وصیت کیا ابراہیم نی اپنی اولاد کو اور یعقوب نی اور ایسا ہی حضرت موسی اور حضرت
ہارون علیہما السلام نی تعلیم کیا اپنی اولاد کو اور حضرت عیسی نی تعلیم کیا حواریون کو
اور حضرت جبرئیل علیہ السلام نی تعلیم کیا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو اور نماز
اور وصیت کیا حضرت رسول اللہ علیہ الصلوۃ والسلام کو مسواک کرنے کی لئے جیسا کہ حدیث
ہے قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصانی جبرئیل بالسواک حتی کاد
ان یدورنی یعنی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کہ وصیت کی جبرئیل نے مجھے
مسواک کرنیکی لئی تا انکہ نزدیک تہا کہ بغیر دانتون کی کری مجھے یعنی جبرئیل نے مجھی اسقدر
مسواک کرنے کی لئی وصیت کی کہ نزدیک تہی کہ دانت میری گر جاوین اور مین بغیر دانتون
کی ہون اور حدیث ہی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصلی بی جبرئیل
علیہ السلام عند البیت مرتین فصلی بی الظہر حین زالت الشمس الحدیث
یعنی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کہ نماز پڑہائی مجھی جبرئیل علیہ السلام نی
نزدیک بیت اللہ کی دو بار پس پڑہائی نماز ظہر کی اوسوقت کہ زوال ہوا آفتاب
آخر حدیث تک پس تعلیم پائی حضرات صحابہ نی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
پہر تابعین نی اون سی پس تبع تابعین نی اونسی قرن بعد قرن کی اور عصر بعد عصر کی
پس نہین کوئی نبی مگر کہ اوس کی لئی مصاحب ہوتا ہی کہ وہ ہدایت پاتا ہی اوس نبی سی

اور وہ ہوتا ہی اوس کی قدم پر اور وہ متبع ہوتا ہی اوس کی مذہب کا اور وہ ہدایت
کرتا ہی ہدایت اوس کی پس وہ خلیفہ ہوتا ہی اوس کی جگہ میں اور قائم مقام ہوتا ہے
اوس کا جیسا کہ حضرت موسیٰ ابن عمران سی اون کی خواہرزادہ یوشع بن نون علیہما السلام
اور حواری حضرت عیسیٰ علیہ السلام سی اور حضرات خلفاء راشدین اور اور حضرات صحابہ علیہم
الرضوان حضرت سید الانبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام سی اور ہمیشہ اولیاء اور صدیق اور ابدال
ایسا ہی ہوئی یعنی استاذ اور تلمیذ مانند حضرت حسن بصری اور اون کی تلمیذ عتبہ بن غلام
کی اور مانند حضرت سری سقطی اور اونکی خواہرزادی حضرت ابی القاسم جنید کی اور غیر اونکی
کہ بیان اوس کا دراز ہی پس طریق وصول الی اللہ اور رہنما اوس طریق کی مشایخ ہین اور
وہ مانند دروازہ کی ہین کہ آدمی اوس دروازہ سی اللہ تعالیٰ کی طرف جاتا ہی پس چارہ
نہین ہر مرید کی لئی شیخ سی اور مرشد سی مگر بسبیل ندرت اور شذوذ کی پس جائز ہی کہ برگزیدہ
کری اللہ تعالیٰ ایک بندہ کو بغیر واسطہ شیخ کی پس متولی ہووی اللہ تعالیٰ اوس کی تربیت کا
اور صفات نفسانی سی اور شیطان سی اوس کی حراست کا مانند حضرت ابراہیم علیہ السلام اور
حضرت رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اور مانند حضرت اویس قرنی کی اولیا سی اور غیر ہم
اور یہہ جو مینی بیان کیا ہی یہہ اغلب ہی اور اکثر اور اسلم اور احسن ہی پس لائق نہین مرید کیلئی
کہ وہ اپنی شیخ سی قطع کری تا آنکہ وہ اوس سی سانہہ وصول الی اللہ کی مستغنی ہووی پس متولی
ہووی اللہ تعالیٰ اوس کی تربیت کا اور تہذیب کا اور وقف کری اوس کو اللہ تعالیٰ اشیاء
کی معانی سی کہ وہ اوس کی شیخ پر مخفی ہین اور فرمائی اوس کو اوس اعمال سی جو چاہی اور
امر کری اوس کو اور نہی کری اوس کو اور بسط کری اوس کو اور قبض کری اوس کو اور
غنی کری اوس کو اور محتاج کری اوس کو اور تلقین کری اوس کو اور مطلع کری اوسکو اوسکی اقسام پر

امور آیندہ پر پس مستغنی ہووی وہ مرید ساتھہ اپنی رب کی اوس کی غیر سی بلکہ نہ مشغول
ہوگا وہ غیر سی اور نہ گنجایش ہوگی اوس کو مگر مراعات ادب اپنی رب کی اور محافظت
اوس کی خدمت کی اور اوس کی حرمت کی اور اوس کی توقیر کی پس قطع کریگا وہ مرید
اسوقت اپنی پیر سی پس حمت اور صلوٰۃ خدائی تعالی کی ہو شیخ پر اور اوس مرید صادق
پر کہ جب وہ پہنچی طرف اوس حالت کی کہ مستغنی ہووی اوس مین ساتھہ اپنی رب
تبارک اور تعالی کی مرشد سی اور اداب مرید سی ہی یہہ کہ نہ بات کری وہ اپنی پیر کی
روبرو مگر وقت ضرورت کی اور نہ ظاہر کری کسی شی کو وہ اپنی شیخ کی آگی چہہ اپنی
نفس کی مناقب سی اور اوس کو لائق نہین کہ بیٹھای اپنی سجادہ کو روبرو اپنی شیخ کی
مگر نماز ادائی کیوقت مین پس جب فارغ ہووی مرید نماز سی تو لپیٹی وہ اپنی سجادہ کو
جلدی سی اور آمادہ ہووی اپنی پیر کی خدمت کی لیی اور اور شیوخ کی خدمت کی لیی
اور اجتناب کری وہ اپنی سجادہ کی بچھانی سی اور اپنی سجادہ کی فوق کرنی سی اور اپنی
سجادہ کی نزدیک کرنیسی اونکی سجادہ یا اوراونکی سجادہ سی کہ وہ اوس مرید سی رتبہ مین
زیادہ ہون مگر اونکی امر سی پس تحقیق یہہ بی ادبی ہی نزدیک اونکی اور جب کبھی
مسئلہ اوس کی پیر کی آگی شروع ہو تو مرید کو چاہئی کہ وہ خاموشی اختیار کری اگرچہ
مرید کی پاس دانش اور جواب کامل اوس کا ہو مگر جب کہ اللہ تعالی اوس کی شیخ کی
زبان پر جاری کری تو مرید اوس کو غنیمت جانے اور اوس کو قبول کری اور ساتھہ
اوس کی عمل کری اور اگر مرید دیکھی کہ ہماری شیخ کی جواب مین نقصان اور قصور ہی
پس وہ اپنی پیر کی جواب کو رد نکری بلکہ وہ اوس پر اللہ تعالی کا شکر کری کہ اللہ
تعالی نی اوس کو علم اور فضل اور نور سی خاص کیا ہی اور اوس سب کو مرید اپنی نفس مین

فحش کری اور زیادہ بات نکری اور مرید یہہ نکہی کہ شیخ نی مسئلہ مین خطا کی اور مرید اپنی
پیر کی کلام کا نقض نکری مگر یہہ کہ غالب ہو جائی اوس پر نقض کلام کا پس اگر مرید ہی
کوئی کلمہ نقض کلام اپنی پیر کا بی اختیار ظاہر ہووی پس چاہئی کہ اوس کا تدارک کرے
سکوت ہی اور توبہ ہی ساتہہ عزم ترک معاودت کی پس روبرو پیر کی خیر کلی مرید کے
اوس کی سکوت مین ہی اور مرید کو لائق ہی کہ روبرو شیخ کی سماع مین حرکت نکری مگر
اوس کی اشارہ سی اور وہ اپنی نفس سی حال نہ دیکہائی مگر یہہ کہ وہ وارد ہو اوس پر
از روی غلبہ کی کہ اوس کو تہیر اور اختیار سی اوٹہا نیوی پس جب اوس کا جوش ساکت
ہو تو وہ اپنی حال سکوت اور وقار کیطرف عود کری اور وہ اوس کا کتمان کری کہ اللہ تعالی
نی اپنی سری اوس کو دیا ہو اور انکار نکیا جاوی حال کا اوس آدمی مین کہ وہ از روی
صدق کی کرتا ہی پس معنی اون اقوال کی کہ وہ سنتا ہی اوس کی صدق کی نائرہ کو
کہڑا کرتے ہین پس وہ مشغول ہوتا ہی اپنی نائرہ سی اور وہ غائب ہوتا ہی اوس مین پس
متحرک ہوتی ہین اعضار اور جوارح اوس کی قوم مین اور وہ لذات طبعی اور ہوائی
نفسانی قوم سی گوشہ مین ہی اور وہ مرید کہ اِس مین صادق ہی تو نائرہ عشق اوس کا
بیٹہتی والا نہین اور شعلہ اوس کا بجہنی والا نہین اور محبوب اوس کا غائب نہین اور
انیس اوس کا وحشی نہین پس وہ ہمیشہ زیادت قرب مین اور لذت مین اور نعیم مین
ہی پس نہ متغیر کریگا اوس کو غیر کلام معشوق اوس کی کی کہ وہ اللہ تعالی ہی اور لائق
ہی مرید کی لئی کہ وہ سماع کی حال مین کسی آدمی کا معارض نہووی اور وہ کسی آدمی کا
اوس کی وقت مین مزاحم نہووی اور لائق ہی اوس مرید کی لئی کہ اوس کو ایمان اور
تصدیق اور اعتقاد ہو یہہ کہ جب وہ کسی شیخ کا مرید ہووی تو وہ مرید یہہ نہکی کہ کوئی

شیخ اوس سی افضل اور اولی اس دیار مین نہین تاکہ وہ مرید اپنی مقاصد مین اوس شیخ
سی منتفع ہووی اور مرید کو چاہیے کہ وہ اپنی شیخ کی مخالفت سی حذر کری اس لئی کہ
مخالفت شیوخ جہم اللہ تعالی کی نہم قاتل ہی اوس مین زہر عام ہی پس نہ مخالفت کری صریحًا اور نہ تاویلًا
اور وہ نہ مخفی کری اپنی شیخ سی کوئی احوال اور اسرار اپنا اور کسی آدمی کو اوس پر کہ شیخ اوس کو
امر کرے مطلع نکری اور مرید کو لائق نہین کہ وہ اباحات اور خصیتین شرعیہ کی طرف
میل کری یا وہ رجوع کری طرف اوس کی کہ اوس کو اللہ تعالی کی لئی ترک کیا ہی پس تحقیق وہ
کبائر سی اور فسخ ارادت سی ہی نزدیک اہل طریقت کی اور حدیث ہی قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم العائد فی ھبتہ کالکلب یقئ ثم یعود فیہ یعنی حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ عود کرنیوالا اپنی بخشش مین یعنی دی ہوی
چیز کو لوٹا لینی والا مانند کتی کی ہی کہ وہ قی کرتا ہی پس لوٹ کر کہاتا ہی اوس کو اور مرید کو
التزام اور انقیاد اپنی پیر کی امر کا لازم ہی اگر اوس مین کہ اوس کی پیر نے اوس کو اشارہ
کیا ہو تقصیر واقع ہو پس مرید کو واجب ہی کہ وہ اپنی پیر کو اوس ہی آگاہ کری تاکہ اوس امین
پیر اپنی رای کو ظاہر کری اور دعا کری مرید کی لئی توفیق اور آسانی اور فلاح کے۔

دربیان اس کی کہ مرشد کا ادب والدین اور استاذ اور ارباب حقوق کی ادب
سی زیادہ ہی امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نی رسالہ
مبدء و معاد مین لکھا ہی کہ شرافت علم باندازہ شرف معلوم است معلوم ہر چیز بشرافت تر
علم آن عالی تر پس علم باطن کہ صوفیہ بان ممتاز اند اشرف باشد از علم ظاہر کہ نصیب علمای
ظواہر ست بر قیاس شرافت علم ظاہر بر علم جہالت و حیاکت پس رعایت پیر کہ علم باطن را
از و اخذ می کنند باضعاف زیادہ باشد از رعایت آداب استاذ کہ علم ظاہر را از و

استفاده نمایند و همچنین رعایت آداب استاذ علم ظاهر باضعاف زیاده است
از رعایت اداب استاذ حجام و حائک و همچنین تفاوت در اصناف علوم ظاهر جاری است
استاذ علم کلام و فقه اولی و اقدم است از استاذ علم نحو و صرف و استاذ علم نحو و صرف اولی
ست از علوم فلسفی باید دانست که حقوق پیر فوق حقوق سائر ارباب حقوق است بلکه نسبت
ندارد حقوق پیر بحقوق دیگران بعد از انعامات حضرت حق جانه و احسانات حضرت رسول الله
صلی الله علیه وسلم بلکه پیر حقیقی همه حضرت رسول الله صلی الله علیه وسلم است ولایت صوری
هرچند از والدین است اما ولایت معنوی مخصوص به پیر است ولایت صوری راجع است چند
روزه است و ولایت معنوی راجع است ابدی است بحیات معنویه مرید را پیر است که
تقلب و روح خود کناسی می نماید و تطهیر اشکنبه اومی فرماید در توجهات که نسبت بعضی
مشترکان رفع می شود محسوس میگردد که در تطهیر نجاسات باطنیه ایشان تلوثی بصاحب
توجه نمیرسد و تا زمانی مکدر میدارد پیر است که توسل او بخدا میسر شد عز و جل که فوق جمیع
سعادات دنیویه و اخرویه است پیر است که بوسیله او نفس امارہ که بالذات خبیث است
مزکی و مطهر میگردد و از امارہ گی باطمینان میرسد و از کفر جلی باسلام حقیقی می آید مصرع
گر بگویم شرح این بیحد شود + پس سعادت خود را در قبول پیر باید دانست و شقاوت خود را
در رد او و نعوذ بالله سبحانه من ذالك رضای حق سبحانه را در پس پرده رضای پیر
مانده اند تا مرید در مراضی پیر خود را گم نماید و بمرضیات حق سبحانه نرسد آفت مرید در آزار
پیر است هر ذلتی که بعد ان باشد تدارک آن ممکن ست اما آزار پیر را هیچ چیز تدارک
نمی تواند نمود از آزار پیر بیخ شقاوت ست مرید را عیاذاً بالله سبحانه من ذالك
خللی در مقدمات اسلامیه و فتوری در اتیان احکام شرعیه از نتائج و ثمرات آن است

از احوال و مواجید که بباطن تعلق دارد بگوید و اثری از احوال اگر با وجود
آثار پیر ماند استدراج باید شمرد که آخر بخرابی خواهد کشید و غیر از ضرر نتیجه نخواهد دید
اور کتاب جامع الاصول مین تا جیہی منقول ہی اعلم ان مکافاۃ بعض حقوق الشیخ
لا یتیسر الا برعایۃ حسن الادب فالتعظیم فی الطریقۃ من معظمات حقوقہم
والاھمال بین التقصیر والخسران لان لہ نسبۃ الابوۃ المعنویۃ بل قالوا
ھذہ النسبۃ عند اھل المحبۃ والعارفین اشرف واعظم من نسبۃ الابوۃ الظاھرۃ
یعنی تحقیق عوض بعض حقوق مرشد کا نہین حاصل ہوتا مگر رعایت حسن ادب ہی یعنی رعایت حسن
ادب مرشد کا مرشد کی بعض حقوق کا عوض ہو سکتا ہی اور بغیر رعایت حسن ادب شیخ کی شیخ کی
بعض حقوق کا عوض ہو نہین سکتا پس تعظیم طریقت مین بڑی حقوق ہی سے اور بیچ ادبی کے بین
تقصیر اور خسران ہی اس لیے کہ مرشد کی ایک حکم ابوت معنوی کا ہی بلکہ بعضون نے کہا ہی کہ یہہ نسبت
ابوت معنوی کی نزدیک اہل محبت اور عارفین کی اشرف اور اعظم ہی نسبت ابوت ظاہری سے
اور مطالب رشیدی مین ہی مخفی مباد کہ اداب استاذ عالم و پدر و بزرگ یکسان نیست مگر
آداب و مقام پیر و مرشد از ہمہ بالاتر ست و پیر آنرا گویند کہ بوی ہیبت کند و از وی ہیبت
شود و بدولت وی دل بحق شود و این صفت نباشد مگر در پیران کہ آنرا مشائخ می
نامند بخلاف دیگران کہ انہا تعلیم علم ظاہری از عربی و فارسی و غیر ہا می کنند یا ہنری می
آموزند پس کجا مرتبہ این اساتذہ و کجا مرتبہ آن مشائخ و مرتبہ پیر از پدر ہم زیادہ
است کہ پدر پرورش بدن می کند و پیر پرورش روح و پدر از پسر خواہان خدمت
دنیا می باشد و اگر اندک تقصیر از وی ظاہر شود پدر ناخوش می شود و عاقش می کند و
پیر را مر ا با شفقت بامید می باشد و پروای خدمت ظاہر از وی ندارد و ظاہر او

باطناً شفیق و متوجہ حال مریدی باشد میخواہد کہ در دنیا ہم بودی رنجی نرسد
و در عاقبت ہم واز تقصیرات وی درمی گذرد و تا مقدور سر دوش می کند
پس آداب وحق وی را کہ بر ذمہ مرید باشد قیاس باید کرد و ملحوظ آن باید داشت
کہ پسر بجای پیغمبر باشد زیادہ ازاین چہ گویم مصرع در خانہ اگر کس ست یک حرف
بس ست اپنی شیخ اور مرشد کو اور شیوخ سی افضل جانی کی بیان مین -
جاننا چاہیئے کہ مرشد سی حصول فوائد بیعت کا بوسطہ محبت صادق اور اخلاق
راسخ اور اتباع کامل مرشد کی ہوتا ہی اور بدون محبت دلی اور اخلاص قلبی
اور اتباع کامل مرشد کی بیعت توبہ سی بغیر توبہ کرنیکی پہہ حاصل نہین ہوتا اور
مرید کو محبت دلی اور اخلاص قلبی اپنی پیر سی تب پیدا ہوگا کہ وہ اپنی مرشد کو
اور شیوخ سی افضل اور اکمل جانیگا اور جذبگ مریدانی مرشد کو اور شیوخ وقت
سی افضل اور اکمل نجانیگا تو وہ فیوض بیعت سی محروم رہیگا غوث الاعظم قطب الاقطاب
محبوب سبحانی حضرت محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ نی غنیۃ الطالبین
مین فرمایا ہی وینبغی لہ اذا اراد ان یتارب بشیخ ان یکون لہ ایمان و تصدیق
واعتقاد ان لا احد فی ذلک الزمان اعلم منہ حتی ینتفع بہ فیما ھو مرادہ
وان یقبلہ اللہ عز وجل یعنی لائق ہی مرید کی لئی جب ارادہ کری وہ کہ مرید ہووی
اور کسی شیخ سی ادب عرفانی حاصل کری یہہ کہ ہو مرید کی نی ایمان اور راستی
اور اعتقاد یہہ کہ نہین کوئی شیخ افضل اور اولی اوس شیخ سی اس زمانہ مین تاکہ نفع
لیوی مریدانی مقاصد مین اوس شیخ سی کہ یہہ کہ قبول کری اوس کو اللہ تعالی یعنی
مرید جب ایسا اعتقاد کریگا کہ میری مرشد سی اور کوئی شیخ اس زمانہ مین افضل نہین

تب مرید اپنی مرام سی منتفع ہوگا اور مقبولیت جناب آلہی جل شانہ کی اوس کو حاصل
ہوگی کماما اور امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی قدس سرہ نے
رسالہ مبدء و معاد مین یہہ لکہا ہی کہ اعتقاد ساتہہ افضلیت اور اکملیت اپنی پیر کے
محبت کی فوائد اور مناسبت کی نتائج سی ہی کہ وہ سبب فائدہ لینی اور فائدہ دینی
کا ہی لاکن چاہئی کہ مرید اپنی پیر کو اوس جماعت پر کہ افضلیت اون کی شرع مین
مقرر ہو فضلیت ندیوی کہ یہہ موجب افراط محبت کا ہی اور وہ مذموم ہی شیعہ کی
خرابی افراط محبت اہل بیت سی ہی اور نصاری نی کہ افراط محبت سی حضرت عیسی
علیہ السلام کو ابن اللہ کہا تو وہ خسارت ابدی مین گرفتار ہوئی اگر مرید اپنی پیر کو
ماسوا اوس جماعت کی کہ افضلیت اون کی شرع سی ثابت ہی اور دون پر فضلیت
دیوی تو جائز ہی بلکہ افضلیت اپنی پیر کی اور شیوخ سی طریقت مین واجب ہے
اور یہہ فضلیت دینا مرشد کو مرید کا اختیاری امر نہین بلکہ اگر مرید کو استعداد استفاضہ
کے ہوگی تو بے اختیار اوس کی اوس مین یہہ اعتقاد پیدا ہوگا کہ اوس کی وسیلہ سی
مرید کمالات پیر کی اکتساب کریگا اور اگر یہ اپنی پیر کی افضلیت کو اختیاراً تکلف سے
پیدا کرتا ہی تو وہ منفعت نہین بخشتی اور فقیر مودودی نی بعینہ عبارت رسالہ
مبدء و معاد کی کہ یہہ ترجمہ اوس کا ہی آگی اس رسالہ مین لکہی ہی اور ایسا ہی بہت
اولیاء کاملین نی اپنی پیر کو مطلق اور شیوخ پر افضلیت دی ہی جیسا کہ امام ابو اسحاق
ابراہیم نی اپنی مرشد شیخ ابو الحسن شاذلی کی تعریف مین فرمایا ہی -

لو قیل لی من فی الرجال مکمل لقلت اما ہی الشاذلی ابو الحسن -

اور قاضی القضاۃ شارح بخاری کی اپنی مرشد کی تعریف مین فرمایا ہی حلف الزمان

لتاتین بمثله حنثت یمینك یا زمان فکفّری اور سید علی نی اپنے
مرشد کی حق مین فرمایا ہی تلمیذهم استاذ کل زمان اور سید شریف محمد بن
عبد الرحمن نی اپنی شیخ حضرت عبد اللہ حداد قدس سرہ العزیز کی حق مین فرمایا ہی
حدّاد عبد الله فیدوم الثری نحو المهیمن ذی الجلال القادر
غوث الانام وغیثهم ومغیثهم کهف الیتیم مع العدیم الفاقر
خضعت جمیع الاولیاء لمقامه فهو رئیس لدی الکریم الغافر
اور مولوی جامی نی اپنی مرشد کی حق مین کہا ہی اول او آخر ہر نتھی۔
زاخراد جیب تمناتھی اور کسی نی حضرت فرید الدین گنجشکر رضی اللہ تعالی
عنہ کی حق مین کہا ہی پیر ما سرست مولانا فرید مثل او در خلق مولانا مزید
غرض یہہ کہ ایسی اشعار اور اقوال کہ مریدان صادق الاعتقاد نی اپنی پیرون
کے حق مین کہی ہین بے شمار ہین کہ یہہ رسالہ گنجایش اوس کی بیان کی نہین رکھتا
مگر چند بیت اون سی بطریق مشتی نمونہ خرواری کی اس رسالہ مشتی نمونہ خروارے
مین لائی گئی اب فقیر مودودی مؤلف اس رسالہ کا چند اداب صحبت پیر کے
اور ضروری شرایط اوس کی کہ مولوی محمد علی صاحب نقشبندی ناظم ندوۃ العلماء
مقیم کانپور نی اون آداب کو رسالہ ارشاد رحمانی وفضل یزدانی مین امام
ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی مکتوبات اور دوسری بزرگون کے
کلام سی نقل کیا ہی لکھتا ہی اول وہ آداب لکھی جانی جو مرید کو اپنی پیر کے
ساتھہ برتنی چاہئین اول مرید یہہ اعتقاد کرلی کہ میرا مطلب اسی مرشد سی
حاصل ہوگا اگر دوسری طرف توجہ کریگا تو مرشد کی فیض وبرکت سی محروم رہیگا

دوسرا یہہ کہ مرید ہر طرح مرشد کا مطیع ہو اور جان و مال سی اوس کی خدمت
کری کیونکہ بغیر محبت پیر کی کچھہ نہین ہوتا اور محبت کی ترازو یہی ہے
تیسرا مرشد جو کچھہ کہی اوسی بے تامل فورًا بجالادی اور بغیر اجازت اوس کی اوس کی فعل
کی اقتدا نکری کیونکہ بعض وقت وہ اپنی حال اور مقام کی مناسب یہ کام کرتا ہے
کہ مرید کو اوس کا کرنا زہر قاتل ہی چونکہ جو ورد کہ مرشد تعلیم کری مرید اوس کو پڑھی
اور تمام وظیفہ جہور دی خواہ اوسی اپنی طرف سی پڑھنا شروع کیا ہو یا کسی دوسری نے
بتایا ہو پاچون مرشد کی موجودگی مین ہمہ تن اوس کی طرف متوجہ رہنا چاہیے
یہان تک کہ سوای فرض و سنت کی نماز نفل اور کوئی وظیفہ بغیر اوس کی اجازت کے
نہ پڑہی چھٹا حتی المقدور و حتی الامکان ایسی جگہہ نہ کھڑا ہو کہ اوس کا سایہ مرشد کے
سایہ پر یا اوس کی کپڑی پر پڑی ساتوان اوس کی مصلی پر پاؤن نرکہی آٹھوان
اوس کی طہارت اور وضو کی جگہہ خود طہارت اور وضو نکری نوان مرشد کی برتنون
کو استعمال مین نہ لادی دسوان اوس کی سامنی نہ کہانا کہای نہ پانی پی اور نہ وضو کری
ہان اجازت کی بعد مضایقہ نہین گیارہوان اوس کی روبرو کسی سی بات نکری اور
بلکہ کسی کی طرف متوجہ بہی نہ ہو بارہوان جس جگہہ مرشد بیٹھا ہو اوس طرف پاؤن نہ
پہیلای تیرہوان اوس طرف تہوکی بہی نہین چودہوان جو کچھہ مرشد کہی یا کرے
اوس پر اعتراض نکری کیونکہ جو کچھہ کہ وہ کرتا ہی یا کہتا ہی وہ الہام سی کرتا ہی اور کہتا ہی
اگر کوئی بات سمجھہ مین نہ آوی تو حضرت موسی اور حضرت خضر کا قصہ یاد کری تمام یہان کی
زیادہ بدنصیب وہ شخص ہی کہ بزرگون کی عیب بینی کرتا ہی خدای تعالی ہماری تمام مجبون
اور دوستون کو اس سخت بلا سی محفوظ رکھی آمین پندرہوان اپنی مرشد کی کرامت کی

خواہش نکری سو لہوان اگر کوئی شبہ دل مین گذری تو فوراً عرض کری اور اگر وہ
شبہ حل نہو تو اپنی فہم کا نقصان سمجھی اور اگر مرشد اوس کا کچھہ جواب نہ دی تو
جان لی کہ مین اوس کی جوابکا لائق نہ تھا ستر ہوان خواب مین جو کچھہ دیکھی وہ مرشد سی
عرض کری اور اگر اوس کی تعبیر ذہن مین آئی تو اوسی بھی عرض کردی اٹھارہوان بی
ضرورت اور بی اذن مرشد سی علیحدہ نہ ہوا اونیسوان مرشد کی آواز پر اپنی آواز کو
بلند نکری اور آواز بلند اوس سی بات نکری اور بقدر ضرورت مختصر کلام کری اور نہایت
توجہ سی جواب کا منتظر رہی۔ بیسوان مرشد کے کلام کو دوسرون سی اوس قدر بیان کری
جس قدر لوگ سمجھہ سکین اور جس بات کو ایسا سمجھو کہ لوگ نہ سمجھینگی تو اوسی بیان نکری
اکیسوان مرشد کی کلام کو رد نکری اگرچہ حق مرید ہی کی جانب ہو بلکہ یہہ اعتقاد کری
کہ شیخ کی خطا میری صواب سی بہتر ہی بائیسوان جو کچھہ کہ اوس کا حال ہو بھلا یا برا
اوسی مرشد سی عرض کری کیونکہ مرشد طبیب قلبی ہی اطلاع کے بعد اوس کی اصلاح
کریگا مرشد کی کشف پر اعتماد کر کی سکوت اختیار نکری تیئیسوان جو کچھہ فیض باطنی اوسی
پہونچی اوسی مرشد کا طفیل سمجھو اگرچہ خواب مین یا مراقبہ مین دیکھی کہ دوسری بزرگ سی پہونچا ہی
اگر دوسری بزرگ سے فیضان کا ہونا دیکھی تو جانی کہ مرشد کا
کوئی لطیفہ اوس بزرگ کی صورت مین ظاہر ہوا ہی الحاصل راہ سلوک بالکل ادب ہی
اگر اوس کا لحاظ نہ رکھی گا اور حتی الوسع اون کی رعایت نکری گا اور بتقدیر کامل رعایت
نہونی ادب کی اپنی آپ کو تصور وار نہ سمجھی گا تو وہ بزرگون کی فیض اور برکت سی محروم
رہیگا اور خدا تک ہرگز نہ پہونچی گا بیت کردم از عقل سوالی کہ بگو ایمان چیست
عقل در گوش دلم گفت کہ ایمان ادب است۔ ادب تاجی ست از لطف الٰہی۔ بنہ

برسر برو ہر جا کہ خواہی ۔ آداب مرشد کی جو بیان کئی گئی وہ مشائخ کی ایجاد نہین
ہین بلکہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وقت سی ہوتی آئی ہین حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم باوجودی کہ اپنی اصحاب مین نہایت بی تکلف تھی مگر حضرات صحابہ
کی ادب کا یہہ حال تہا کہ جب صحبت مین بیٹھتی تھے تو فرماتی تھی کان علی رؤسنا
الطیر یعنی ایسی مؤدب ہوکر بیٹھتی تھی کہ اون کی بدن کو حرکت نہوتی تہی اب اس
ادب کو خیال کر لینا چاہئی مشائخ کرام نی اوسی آداب کی تفصیل بیان کردی ہے
اور جو آداب کہ دوسرون کی ساتہہ برتنا چاہی یہہ ہین پہلا جس طرح کہ وہ مرشد کی
حکم کا اتباع کری اوسیطرح اوس کا اتباع کری جو اوس کا خلیفہ ہو یا اوس کا جو اس سے
پہلی مرید ہوچکا ہو اگرچہ اوس کی اعمال صالحہ ظاہری اُس کی اعمال صالحہ سی کم ہون
یہہ اتباع اوسوقت ہی کہ وہ اگلا مرید حقیقی مرید ہو یعنی توبہ پر قایم ہو دوسرا کسی
پر غصہ نکری کیونکہ غصہ سی ذکر کی نورانیت جاتی رہتی ہی تیسرا طالب علمون سی مناظرہ
اور جھگڑا نکری کیونکہ اس سی نسیان پیدا ہوتا ہی اور قلب مین کدورت آجاتی ہی اگر
اتفاقاً کسی پر غصہ آجائی یا مناظرہ ہوپڑی تو فوراً استغفار پڑہے اور اوس سی عفو
چاہی اگرچہ وہ خفی ہی پر کیون نہ ہو چوتھا اور کسی کو نظر حقارت سی نہ دیکہی بلکہ اوسی
نیک اور صالح گمان کری اور دعا کا اوس سی خواستگار رہو حضرت مجدد الف ثانی
قدس سرہ العزیز اپنی مکتوبات مین لکہتی ہین کہ اگر طالب اپنی آپ کو کافر فرنگ سی
بدتر نہ سمجہی تو اوس پر خدا کی معرفت حرام ہی فائدہ اور لوگون کی تعظیم کے
بیان مین قطب الاقطاب ربانی محبوب سبحانی حضرت محی الدین شیخ عبد القادر
جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ نی غنیۃ الطالبین مین لکہا ہی ویستحب القیام للامام

العادل والوالدین واھل الدین والورع والکرم الناس الی یوم
مستحب ہے قیام کرنا بادشاہ عادل اور والدین اور دیندار اور پرہیزگار اور
بزرگ آدمیون کی لئی اور بنیاد اوس کی وہ ہی کہ مروی ہی کہ جب حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی بھیجا آدمی کو اہل قریظہ کی شان مین حضرت سعد
کے طرف پس وہ آئی حمار پید پر پس فرمایا حضرت سید الانبیا علیہ الصلوۃ والسلام
نی کہڑی ہوو اسطی اپنے سردار کے اور حضرت عائشہ سی مروی ہی کہ اوس نے
فرمایا کہ جب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمۃ الزہرا کی پاس تشریف
لاتی تھی تو حضرت فاطمہ حضرت سید المرسلین صلوۃ اللہ علیہ وسلامہ کی تعظیم کے
کہڑی ہوتیے تھی اور حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھہ مبارک پکڑتی
تھے اور اوس کو بوسہ دیتی تھی اور حضرت رسول اللہ علیہ الصلوۃ والسلام کو
اپنی جگہہ مین بیٹھاتی تھی اور جب حضرت فاطمۃ الزہرا حضرت سید الانبیا صلی اللہ
علیہ وسلم کی خدمت مین آتی تہین تو حضرت سید الکونین صلوۃ اللہ علیہ وسلامہ بھی
ویسا ہی کرتی تھی اور مروی ہی کہ حضرت رسول اللہ علیہ الصلوۃ والسلام نے
فرمایا کہ جب آوی تمہاری پاس سردار قوم کا پس تعظیم کرو اوس کی اور مکرم
رکھو اوس کو کہ یہہ بیٹھانا ہی نہال محبت کا اور دوستی کا دلون مین پس مستحب
ہی قیام کرنا اہل خیر اور اہل صلاح کی لئی جیسا تحفہ دینا اونکو اور مکروہ ہی قیام کرنا
اہل معاصی اور اہل فجور کی لئی فائدہ مرید کی تادیب کی بیان مین۔
غوث الاعظم الاعظم قطب الافخم محبوب سبحانی حضرت محی الدین شیخ عبد القادر
جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ نی منیۃ الطالبین مین لکھا ہی واما الذی یجب

علی الشیخ فی تادیب المرید هو ان یقبله لله عز وجل الخ یعنے جو کہ مرشد مرید
کی تادیب اور تربیت مین واجب ہی وہ یہہ ہی کہ مرشد قبول کری مرید کو اللہ تعالی
کی لئی نہ اپنی نفس کی لئی اور اوس سی ساتھہ نصیحت کی معاشرت کری اور اوس کو
شفقت کی نظر سی دیکھی اور جب مرید احتمال ریاضت سی عاجز ہووی تو مرشد
اوس مین اوس سی نرمی اور سہولت کری پس بتدریج تربیت کرنی والا شفیق حکیم کے
اپنی فرزند کو مرشد اپنے مرید کو تربیت کری پس آسان ریاضت سی مرید کو شروع
کرائی اور ابتداء اوس پر اون ریاضات کا کہ وہ طاقت برداشت کی نر کہتا ہو
بوجہ نر کہی اور اوس کی بعد بتدریج بکار ریاضت شدیدہ کا اوس کو امر کری اور اول
متابعت طبع اور ہوای نفسانی کی ترک کرنیکے لیے جمیع امور مین اور اتباع رخصتون
شرعیہ کا اوس کو امر کری تاکہ وہ بوسطہ اوس کی طبع کی قید اور حکم سی نکلی اور اوس کو
پابندی شرع کی حاصل ہووی پس اوس کو رخصتون شرعیہ سی عزائم کی طرف
منتقل کری ایک بعد دوسری کے پس اوس سی ایک عادت رخصت شرعیہ کی چھوڑائی
اور اوس کی مقام پر ایک خصلت عزیمت اور تقوی سی قائم کری اور اگر در
صورتیکہ مرشد مرید مین ابتداء صدق مجاہدہ اور اتباع عزیمت اللہ تعالی کی
نور سی یا مکاشفہ سی یا فراست سی معلوم کری جیسا کہ سنت آلہی جل شانہ کی اوسکی
بندون مؤمنین اولیاء اور اصحاب امناء علماء مین جاری ہی پس اسوقت مین
مرشد مسامحت اوس مین نکری اور مرید کو اون اشد ریاضت کا امر کری کہ مرشد
جانی کہ قوت ارادت اوس مرید کی اوس سی قاصر نہوگی اس لئی کہ جب پیر کے
نزدیک ثابت ہوجائی کہ یہہ مرید ریاضات شدیدہ کی لئی سزاوار ہی پس جائز ہی

مرشد تہوین ریاضات مین اوس پر خیانت نکری اور مرشد کو لائق ہی کہ مرید سی کسی
حال مین آسودگی اور فراغت حاصل نکری نہ اوس کی مال کی انتفاع سی نہ اوس کی
خدمت سی اور اوس کی تادیب مین اللہ تعالی سی بھی امید عوض کی نرکہی بلکہ وہ تادیب اور
تربیت مرید کی خاص اللہ تعالی کی لئی اور اوس کی امر کی اتباع کی لئی اور وسطہ قبول کرنے
اللہ کی ہدیہ کی کری پس تحقیق وہ مرید کہ بغیر اختیار شیخ کی اور بغیر کوشش کرنے اوس کی
آیا ہی تو وہ تقدیر محض ہی اللہ تعالی کی ارشاد اور ہدایت سی پس مرید ہدیہ اللہ تعالی
کا ہی پس قبول کرنا اوس کا اور حسن تادیب اور تربیت مین اوس کی ساتھہ احسان
کرنا پیر پر واجب ہی پس آسودہ ہووی مرشد اوس کی ساتھہ اور نہ اوس کی مال کے
ساتھہ نہ سر ساتھہ امر اللہ تعالی کی در باب قبول کرنی اوس کی کہ لائی مرید شیخ کی لئی انچہ اللہ
کہ اللہ تعالی نی صلاحیت اور نجابت مرید کی اوس مین رکہی ہی اور حصہ رکہا ہی شیخ کے
لئی اوس مین پس اسوقت مرشد اوس سی اعراض نکری اور اوس کو رد نکری اور
حذر کری پیر اس سی کہ قبول کری مریدون سی جو کہ ہاتھہ مین آوی اوس کو مرید وان سے
بلکہ منتظر ہووی اوس مین اللہ تعالی کی امر کا اور قدرت کا پس جس کو کہ اللہ تعالی لائی
بغیر رنج اور تکلف مرشد کی پس قبول کری اوس کو اور تربیت کری اوس کو پس
اسوقت توفیق دیا جاتا ہی پیر اوس کی تربیت مین اور جلدی حاصل ہوتی ہی سے
فلاح مرید کی اور حصول مقصود اوس کا پس مرشد کو لازم ہی کہ تربیت کری اوس مرید کو
اپنی ہمت سی اور اگر مرشد مرید مین خلل یا فتور پاوی تو وہ اپنے باطن مین مرید کے
جانب سی توبہ کری اور مرشد کو لازم ہی کہ بہید اپنے مریدون کا کہ اوس کو اشراق سے
یا علم لدنی سی یا مرید کی معلوم کرنے اوس کی طلب کتمان کی بعد حاصل ہوا ہو اوس کو

مخفی رکھی اور مرشد کو یہہ لائق نہین کہ اوس بھید کو غیرون پر ظاہر کری اس لئی کہ وہ
بھید مرشد کی نزدیک امانت ہی اور صدور الاحرار قبور الاسرار واقع
ہی یعنی سینے نیکون کی قبرین بھیدون کی ہین پس لائق ہی مرشد کو کہ محل رحمت اور
خزانہ اور جائی امانت مریدون کی بھیدون کی اور متقوی اور معین مریدون کا اور
ثابت رکھنے والا اون کا طریق عشق آلہی مین ہو نہ نفرت دینے والا اونکا عشق آلہی اور
مصاحبت اولیاء اللہ سی ہو اور جب مرشد کسی چیز کو مکروہات شرعیہ سی مرید مین
دیکھی تو چاہئی کہ وہ اوس کو خفیہ مین نصیحت کری اور اوس کو معاودت سی اوس کو
تادیب اور نہی کری اگر ہووی وہ اعتقادیات یا عملیات مین یا یہہ کہ مرید ایسی حال کا
دعوی کری کہ وہ اوس کی لئی نہو یا مرید اپنی عمل کی رویت سی غرور کری پس مرشد کو
لازم ہی کہ مرید کو رویت عمل کی عجب سے نگاہ رکھو اور اوس کی آنکھہ مین اوس کی اعمال اور
افعال کو حقیر گردانی تاکہ مرید ہلاک نہ ہووی اس لئی کہ عجب بندہ کو اللہ تعالی نظر سی گراتا
ہی اور اگر مرشد چاہی کہ اپنی مریدون سی عام جماعت کو نصیحت کری پس مرشد کو چاہئے
کہ وہ اپنی مریدون کو جمع کری اور فرمائی کہ مجھہ پہونچا ہی کہ جو آدمی کہ ایسا دعوی کرتا ہی
اور ایسا کہتا ہی اور ایسی امر غیر مشروعہ کا مرتکب ہوتا ہی وہ تمہاری مین ہی پس مرشد
مصالح اور مفاسد کہ متعلق اوس کی ہون بیان کری اور مریدون کو بطریق عموم کے
نصیحت کری اور ڈرائی کہ اور ایک آدمی کو اون مین سی مخصوص نکری یعنی ایسا کہی کہ
تمہاری مین ایسا آدمی ہی کہ وہ ایسا کہتا ہی یا ایسا کرتا ہی اور خاص کر ایسا نکہے کہ تم مین سے
فلان شخص ایسا کہتا ہی کہ یا ایسا کرتا ہی اس لئی کہ اس مین نفرت مریدون کی پیری ہوتی
ہی اور اگر مرشد مریدون سی درشت گوئی کریگا یا اون کا بھید ظاہر کریگا یا اون کی

غیبت کریگا یا اون کی گناہون کا بالتخصیص ذکر کریگا تو مریدون کی دل پیر سے
اور پیر کی صحبت سی نفرت کریگا اور یہہ نزدیک اون کی اہل اللہ کی حق مین اور
اون لوگون کی حق مین کہ وہ بصدق دل اہل اللہ کی دوست ہین تہمت ہوگی پس
مرشد کو چاہئے کہ اس سی حذر کری اور اگر بہ صورتی کہ عیب چینی اور افشا بہید مریدونکا
اور درشت گوئی پیر پر غالب ہوگئی ہی اور تدارک اوس کا اوس سی ممکن نہین
پس پیر کو چاہئے کہ وہ اپنی نفس کو منصب پیری و مرشدی سی معزول کری اور اپنی کو
مریدون سی الگ کری اور وہ اپنی نفس کے مجاہدہ اور ریاضت مین مشغول ہووی
اور وہ اپنی لئی ایسی مرشد کو طلب کری کہ وہ اوس کو تادیب اور تہذیب دی پس
کسی آدمی کو لائق نہین کہ وہ ایسی اخلاق سی دعوی پیری کا کری پس چاہئے کہ اوس کو کہ وہ
مریدون پر ایسی خصال سی اون کی طریقت الی اللہ کو قطع نکری فائدہ اخوان کے
صحبت کی آداب کے بیان مین قطب الاقطاب ربانی محبوب سبحانی حضرت محی الدین
شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ نی غنیۃ الطالبین مین فرمایا ہی اما الصحبۃ
مع الاخوان فبالایثار والفتوۃ والصفح عنھم والقیام معھم بشرط الخدمۃ الخ
یعنی بہائیون طریقت کی صحبت ایثار سی اور فتوت سی اور اون کی گناہون کی عفو کرنی
اور اون کی خدمت مین قیام کرنیسی رکہی اور وہ اپنا حق کسی پر نہ دیکہی اور کسی سے
حق طلب نکری بلکہ وہ اوردن کا حق اپنی پر دیکہی اور اون کی حقوق کی ادائی مین قصور
نکری اور اون کی صحبت رکہنی کے آداب سی اظہار موافقت کا ہی اون کی ساتہہ اوس مین
کہ وہ کہین اور کرین اور اون کی صحبت مین ہیچ نقصان کو قبول کری اور اگر وہ تقصیر
کرین تو اون کی تاویل کری اور اون سی معذرت کری اور ترک مخالفت اون کی اور

منافرت اون کی اور مجادلت اون کی کری اور اون کی عیوب سی نابینا ہووی
پس اگر کوئی آدمی کسی چیز مین اون سی مخالف ہوی تو ظاہر اجو وہ کہی اوس کو
وہ مسلم رکھو اگرچہ وہ نزدیک اوس کی خلاف واقع کا ہی ہو اور لائق ہی کہ وہ بہائیون کی
دل کو نگاہ رکھو اور اجتناب کری وہ اوس فعل سی کہ وہ اوس کو مکروہ رکھین اگرچہ
وہ اوس فعل مین اون کی صلاح بہی جانی اور کسی سی وہ حسد اور حقد نکری اور اگر
کچھ لوگون کی دل اوس سی کارہ ہون تو وہ اون سی ایسا خلق حسن کری کہ وہ کراہیت
اون کی دل سی زایل ہووی اگر حسن خلق سی وہ کراہیت زایل نہووی تو وہ اون سے
احسان کری تاکہ وہ کراہیت اون سی زائل ہووی اور اگر وہ آدمی اپنی دل مین کسی
اور آدمی کی طرف سی وحشت اور اذیت پاوی بسبب غیبت کرنے کی اوس کی یا
غیر اوس کی پس چاہئی کہ وہ اوس کو اپنی نفس سی ظاہر نکری بلکہ وہ اپنی نفس سی خلاف
وحشت کا دکہای یعنی الفت دکہای فائدہ[1] اجانب سی صحبت رکہنی کی بیان مین۔
غوث الانوار ربانی محبوب سبحانی حضرت محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی فی غنیۃ الطالبین
مین لکہا ہی واما الصحبۃ مع الاجانب فیحفظ الستر عنہم الخ یعنی بیگانون کے
صحبت رکہنی مین پس وہ اون سی اپنا بہید نگاہ رکہی اور اون کی طرف رحمت اور شفقت
کی نظر سی دیکہی اور اون کی احوال کو اون کی نزدیک مسلم رکہی اور احکام طریقت کے
اون سی مخفی رکہو اور اون کی سو اخلاق پر اور اون کی ترک معاشرت پر حتی المقدور صبر کری
اور اپنی نفس کے لئی اون پر فضیلت نجانی اور یہہ سمجہی کہ وہ اہل سلامت سی ہین پس تجاوز
کرینگا اللہ تعالی اون سی اور وہ اپنی نفس کو کہی کہ تم اہل مضائقہ سی ہو پس تم پوچہے جاؤگی
اور حساب لئی جاؤگی تقصیر سی اور تقصیر سے اور حقیر سی اور تحقیق اللہ تعالی عفو فرماتا ہی جاہل کی

[1] یہہ حکایت مخزن کی چشمہ پہلی سے ہووہ ایک شخص نے بہت سی مال جمع کیا تہا

وہ گناہ کہ عالم سی وہ گناہ عفو نہین فرماتا اور عوام اندیشہ نہین کرتی اور خواص خطر پر ہین

فائدہ اغنیا کی ساتھہ صحبت رکھنے کی بیان مین غوثنا ومغیثنا وسیدنا وحبیبنا

غوث الاعظم محبوب سبحانی حضرت محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ نی غنیۃ الطالبین

مین لکھا ہی واما الصحبۃ مع الاغنیاء فالتعذر علیہم وترک الطمع فیہم و

قطع الامل مما فی ایدیہم الخ تو انگرون کی صحبت مین پس اون پر اظہار احتیاج

کا کرنا اور وہ چیز کہ اون کی ہاتھہ مین ہی اوس سی قطع امید کا کرنا اور اون سی ترک طمع کا کرنا

اور جمیع اون کو اپنی دل سی نکالنا اور اون کی نوال اور عطا کی لئی اپنی دین کو ذلت سی

نگاہ رکھنا جیسا کہ حدیث ہی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من تضعضع لغني

لاجل مافی یدہ ذھب ثلثا دینہ یعنی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جو کوئی

عجز کریگا غنی کی لئی واسطی اوس چیز کے کہ اوس کی ہاتھون مین ہی اوس کی دین کی دو ثلث

جاوینگی پناہ مانگتا ہون مین ساتھہ اللہ تعالی کی اوس فعل سی کہ ناقص ہو ساتھہ اوس کی دین

اور پناہ مانگتا ہون مین ساتھہ اللہ تعالی کی ایسی قوم کی صحبت سی کہ دین اون سی رخنہ پاوی

اور اون کی اموال کی شعاع اور اوذکی دنیا کی تازگی ایمان کی نور کو بجھاوی اور اگر درصورتیکہ

فقیر اتفاقا سیر مین یا سفر مین یا مسجد مین یا رباط مین یا مجمع مین اغنیا کی صحبت مین مبتلا ہوجائے

پس اونسی بلکہ جمیع آدمیون سی حسن خلق کری فقیر کو نچاہی کہ وہ اپنی کو اورون سی اچھا جانی

بلکہ وہ یہہ جانی کہ سب آدمی اوس سی اچھی ہین کہ وہ کبر سی نجات پاوی اور وہ اپنی نفس کی لئے

فضیلت نقر کی نچاہی اور دنیا اور آخرت مین اپنی لئی بزرگی کا اعتقاد نکری اور اپنی قدر و

منزلت ندیکہی جیسا کہ کہا گیا ہی کہ نہین قدر اوس کی لئی کہ جو اپنی کو صاحب قدر جانی اور نہین

منزلت اوس کی لئی کہ جو اپنی کو صاحب منزلت جانی پس ادب غنی کا احسان کرنا ہی فقیر کے تئین

کہ وہ نکالنا مال کا ہی اپنے جیب سی فقیر کی لئی اور فارغ ہونا مال سی ہی اوس حال سی کہ وہ
خلیفہ حق کا ہووی تمام کی دنیا میں مالک ہل کا نہووی اور آداب فقیر سی ہی نکالنا غنی کا
اپنی دل سی اور دل اوس کی غنی سی اور اوس کی مال و منال سی فارغ ہووی بلکہ دنیا اور
آخرت سی فارغ ہووی اور وہ اپنے دار و موطن اور محل اور منزل کسی شی دنیا اور آخرت کا
نکری بلکہ وہ اپنی دل کو ماسوی اللہ سی فارغ کری پس وہ اپنے دل کو اللہ تعالی کی محبت سی بھر سکا
امیدوار رہی پس نہووی ماسوی اللہ کی لیو وجود اور حول اور قوت پس وہ سوفت حاصل ہووگا
غنا ساتھہ اللہ تعالی کی بغیر رنج اور غم کی فائدہ فقرا کی صحبت کی اور آداب میں غنیۃ الطالبین
ربانی محبوب سبحانی حضرت محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ فی غنیۃ الطالبین
میں لکھا ہی واما الصحبۃ مع الفقراء فبایثارہم وتقدیمہم علی نفسک فی المآکول
والمشروب والملبوس والمفارش وذوالمجالس وکل شئی نفیس الخ یعنی لازم فقرا
کی صحبت کے آداب سی پس اختیار کرنا اون کا اور مقدم رکھنا اونکا ہی اپنی نفس پر کھانی میں پینی میں
لباس میں لذائذ دنیاوی میں اور مجالس میں اور ہر شئی نفیس میں اور اپنی کو اون سی کمتر
جانی اور اپنے کو اون سی زیادہ کسی شئی میں ہرگز نجانی اور ابی سعد بن احمد بن عیسی سی مروی
ہی کہ اوسنی کہا کہ میں فقرا سی تیس برس تک صحبت رکھی اور درمیان ہماری اور فقرا کی ہرگز
ایسی کلام واقع نہوئی کہ وہ آزردہ ہون اور درمیان ہماری اور فقرا کی منافرت واقع
نہوئی کہ وہ وحشت پاین اوس سی کہا گیا کہ یہہ کیونکر ہوا اوسنی کہا کہ تہا میں ساتھہ اون کے
اپنے نفس پر یعنی ہر وقت اپنے نفس کا خلاف کرتا تہا اور اپنی نفس کو اون کا تابع رکہتا تہا
اور جب تو اون کی پاس آوی تو چاہیے کہ آوی تو خوشی اور رفق سی اور کرتوون سی خلق اچہا
ہدیہ اور مہمانی کا اور ایسی سا بکا اور اپنے تئین از روی اپنے ہدیہ اور اپنی خدمت کی اوپر

فضیلت نجانا بلکہ ہدیہ اور خدمت کی قبول کرنیمین اون کی منت جانا اور حذر کر
یہہ کہ منت رکھی تو اون پر بسبب ہدیہ اور خدمت اپنی کی یا اوس ہدیہ اور خدمت کو
اپنی طرف سی دیکھی تو بلکہ تو اوس پر اللہ تعالی کا شکر کر کہ تجھکو اللہ تعالی نی توفیق فقرا
کی خدمتگذاری کی دی ہی اور تجھی یہہ خدمتگذاری نصیب ہوئی ہی اور اللہ تعالی نی تجھے
اہل اللہ اور اپنی خاصون اور اپنی احبا کی خدمتگذاری کی لائق کیا ہی اس لیے کہ فقرا
صالحین اہل اللہ سی اللہ تعالی کی خاصون سی ہین مطابق حدیث شریف کی قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اھل القرآن ھم اھل اللہ وخاصتہ یعنی حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کہ اہل قرآن کی اہل اللہ اور خاص اللہ تعالی کی ہین پس اہل
قرآن کی وہ ہین کہ قرآن پہ عمل کرتی ہین اور جو آدمی کہ قرآن کو پڑہتی ہین اور اوس پر
عمل نہین کرتی پس وہ اہل قرآن سی اور اہل اللہ سی نہین جیسا کہ حدیث شریف ہی قال النبی
صلی اللہ علیہ وسلم ما امن بالقرآن من استحل محارمہ یعنی حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کہ نہین ایمان لایا ساتھہ قرآن کی وہ آدمی کہ حلال جانا اوس کی
حرام کو پس منت فقیری جانا چاہیی کہ تجھی سی ادنی عطا کو قبول فرمایا اور آداب صحبت فقرا سے
ہی کہ اوس سے نہ محتاج کری تو اون کو سوال تک یعنی قبل اوس کی کہ فقیر تجھی سوال کری تو اوسکی
حاجت کو روا کرنا اور اگر اتفاقاً فقیر تجھسے کوئی چیز قرض لیوی پس اوس کو ظاہراً قرض دینا
مگر باطناً اوس کی قرض کی استرداد کی خواہش نہ کہنا اور اوس کی بعد قریب بین عدم استرداد
اوس کو معلوم کرنا اور اوس کو بطور عطا اور صلہ کی ظاہر کرنا تاکہ وہ آپکا زیر بار احسان
اور منت کا نہووی اور آداب صحبت فقرا سی ہی کہ اون کی دل کی رعایت کرنا اور
اوس کی مراد کی برلانی مین تعجیل کرنا اور طول انتظار سی اوس کی وقت کو منغض نکرنا اسلئے

کہ فقیر ابن وقت ہی جیسا کہ دلہر دہوا ہی کہ ابن آدم اپنی وقت کا ابن ہی وہ مستقبل کا
انتظار نہین کرتا اور آداب صحبت فقر ارسی ہی کہ ہرگاہ تجھکو معلوم ہو کہ فقیر صاحب
عیال اور اطفال ہی پس چاہیئے کہ تنہا اوس سی احسان نکرنا بلکہ بقدر اوس کی اور اوسکی
عیال کی احسان کا اور آداب صحبت فقر ازی ہی کہ جب فقیر تجھکو اپنا احوال کہے تو اوس
صبر کرنا اور اوس حال مین بکشادہ پیشانی و خوشحالی اوس سی ملاقی ہونا اور تہمدخوی
اور نرش روئی اور سخت کلامی سی اوس سی ملاقی نہونا اور جب فقیر تجھسی اوس چیز کا
کہ وہ تیری پاس موجود نہو سوال کری پس وجہ جمیل سی تا وقت مساعدت امکان کی
اوس کو لوٹانا اور فقیر کو جزما رد سوال کی یاس سی وحشت ندینا تاکہ فقیر ساتھہ غضب
شدیدتی اور عدم اصابت حاجت کی لوٹ کر نجاوی اور اپنی اظہار حاجت پر افسوس
نکھاوی اور ایسا نہو کہ حالت یاس مین اوس کا نفس اور طبع اوس پر غالب جائی اور
وہ اپنی پر غصہ اور تمہاری چشم اور اپنی پروردگار پر اعتراض کری کہ ہماری مقسوم مین ناقص
اور اختیاج خلق کیونا خلق سی ہی پس نابینا ہو جائی قلب فقیر کا اور منطفی ہو جائی نور
ایمان اوس کا پس تجھپر اوس کا مواخذہ ہوگا اوس وقت مین کہ سبب نور اون اوسکے
غصہ کا اور ترک ادب کا اور رد سوال کا تو ہی ہوا اور اکثر ایسا ہی ہوتا ہی کہ وہ شخص
بسبب رد کرنی فقیر کے سوال کی ثواب اور معارف اور علوم اور مصالح سی محجوب ہوتا ہی
کہ اوس کی کرنیمین مخفی تہی اگر وہ صبر اور حسن ادب کرتا تو وہ ظاہر ہوتی اور سوال خلق سی
اوٹھتا اور حاصل ہوتا اوس کو ہاتھہ اور قلب اور گھر کا غنا اور گھٹتی اوس کی پاس آکر
فضل خدا کی اور آمد لاوا در نعمار اوس کی اور نازسی پالتا اوس کو رفعت اور رحمت
اور رحمت اور رحابت کا ہاتھہ اور ثابت ہوتا اوس مین قول اللہ تعالی کا کہ وہ یہہ ہے

وھو یتولی الصالحین یعنی اللہ تعالی نیکون کی کام کا متولی اور کفیل ہوتا ہی

فائدہ فقیر کی فقر کی آداب کی بیان مین سید الاغواث سلطان الاقطاب محبوب سبحانی حضرت محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ نی غنیتہ الطالبین مین لکہا ہی وینبغی للفقیر ان تکون شفقتہ علی فقرا شفقۃ الغنی علی غناہ الخ یعنی فقیر کو اپنی فقر پر شفقت اور مہربانی کرنا ایسا چاہیی کہ جیسا غنی اپنی غنا پر مہربانی اور شفقت کرتا ہی اور وہ کوشش کرتا ہی کہ میرا غنا زائل نہو جای ویسا ہی فقیر کو چاہیی کہ وہ کوشش کری تاکہ اوس کا فقر زائل نہو جای پس وہ خدای تعالی سی اپنی فقر کو نہ نگری سی مبادلہ کرنیکی درخواست نکری اور متعرض معایش اور اکتساب اور اسباب اور استغنا اور کثرت مال کا حاصل نہو لیی نہو وی ہان اگر وہ اپنی عیال کی لیی یا عفت نفس کے لیے قوت نگی معاش کی ہو تو مضایقہ نہین رکہتا اور فقیر کی شروط سی ہی کہ جتقدر اوس کی کفایت ہو اوس پر قناعت کری اور کسی حال مین وہ اوس سی زیادہ نہ لیوی اور اوس قدر کو بھی واسطی امتثال امر الہی تعالی شانہ اور خوف وقوع اثم قتل نفس کی لیوی اللہ تعالی نی قرآن مجید مین فرمایا ہی ولا تقتلوا انفسکم ان اللہ کان بکم رحیما یعنی اپنے نفسون کو قتل نکرو تحقیق اللہ تعالی تمہاری پر رحمت کرنیوالا ہی اس لیے کہ حق نفس کا کہ وہ اوس پر واجب ہے وہ کہانا اور پینا اور لباس ہی اوس سی کہ آدمی اوس سے تابم رہ سکی اور ادائی فرائض صوم صلوۃ اور ارکان اور واجبات اوس کی سی ضعیف نہو جای اور وہ اپنی نفس کا حظ ترک کری پس اگر وہ اوس کی نفس مین ہی تو بغیر طلب اوس کی پہونچیگا اور کبھی وہ حظ نفسانیکی خواہش نکری مگر جب وہ بیمار ہو اور اوس کو کہا جاوی کہ فلان چیز کہاؤ تو وہ اوس کو بطریق دوا کی کہاوی کیونکہ اوسوقت مرض کی حالت مین حظ کی چیز کا

استعمال کرنا اور کہانا اون کی لئی حق ہی مثل صحت کیوقت مین کہ وہ قوت کی لئی اور طاقت ادائی اوامر شرائط صلوٰۃ کی لئی کہاتا ہی اور جیسا کہ تو انگر نی تونگری سی لذت حاصل کرتا ہی تو فقیر کو لائق ہی کہ وہ اوس سی زیادہ اپنی فقر سی لذت حاصل کری اور فقیر کو چاہئی کہ وہ اپنی خواری اور گمنامی کو پسند اور اختیار کری اور خلق اللہ کی قبولیت کو اور اون کی آنی کو اور اپنی پاس اون کی جمع ہونی کو اختیار اور پسند نکرے اور فقیری کی شرطون سی ہی کہ جب اوس کی پاس کچھہ نہو تو صفائی حال مین قلب اوس کا قوی تر ہو اور جبوقت کہ فتوحات قلیل ہو تو مانند شعار صالحین کی اوس کی خوشی اور طیبت اور قوت اور نور قلب زیادہ ہو اور جبوقت تہیدستی اوس کی دل کو تاریک کری اور اوس کو وحشت دیوی اور اوس کو اوس کی رب سی غضبناک کری پس وہ معلوم کری کہ بلا فتنہ مین ڈالا گیا ہی اور اوس کو اوس کی فقر مین بڑا گناہ حادث ہوا ہی پس چاہئی کہ اللہ تعالی کی جناب مین توبہ اور استغفار کری اور وہ اپنی گناہ کی تفتیش اور تنقیر اور اپنی نفس کی ملامت کیطرف متوجہ ہووی اور فقیر کا حق ہی کہ جس قدر اوس کا عیال بڑہتی جاوین تو رزق کی باری مین اوس کا دل اپنی پروردگار سی زیادہ ساکن اور واثق ہوتا جاوی اور وسطی امتثال امر الہی جل شانہ کی ظاہر مین اون کی لئی کسب کری اور باطن مین اپنی رب کی وعدہ رزق پر ساکن ہووی اور یقین کری کہ رزق اون کا اللہ تعالی کے نزدیک ہی تحقیق اللہ تعالی نی رزق کی پہونچانیکا وعدہ کیا ہی اور رزق کو مقدر کیا ہی اور وہ اوس کی ہاتہہ سی یا غیر کی ہاتہہ سی اون کی طرف آنیوالا ہی پس اوس کو چاہئے کہ وہ اپنی کو اس کی درمیان سی علیحدہ کری اور خالق اور خلائق کی فیما بین بیہودہ دخل ندیوی بلکہ اون مین امتثال امر الہی کا کری اور اعتراض نکری اور خشمناک نہووی اور حضرت

پروردگار جل شانہ کو تہمم نکرے اور حضرت پروردگار تعالی شانہ کی ایفاء وعدہ مین شک
نہ لاوے اور کسی کی آگی شکایت نکرے بلکہ شکایت اوس کی اللہ تعالی کی جناب عالی مین ہو
اور جناب باری سی اوس کا خواستگار ہووے اور صبر کی توفیق مین اور اون کی حق مین
ادائی ادکی لئی اور جو کہ مقدر ہوا ہی اون پر اون کی رضا مین اور اون کی اضافت مین
اور التزام مؤنت مین اور اون کی تسہیل اور تیسیر رزق مین عرض اون کا اور سوال اوسکا
ذات باری تعالی سی ہو پس اللہ تعالی قریب ہی اور مجیب الدعوات ہی اور اس لئی کہ اللہ تعالی
کی طرف بسبب بلیات کی بندہ رجوع کری تو اللہ تعالی بندہ کو متبلا کرتا ہی اور اللہ تعالی
سوال مین الحاح کرنیوالون کو دوست رکھتا ہی اس لئی کہ از روی سوال کے رب مربوب سے
اور سردار عبد سی اور غنی فقیر سی تمیز ہوتا ہی اور بندہ بسبب سوال اور الحاح کی تکبر اور غرور
اور نخوت سی نکلتا ہی اور تواضع اور ذلت اور افتقار اوس کو حاصل ہوتا ہی اور جب سوال
مین تواضع اور ذلت اور افتقار ثابت ہوگا تو اجابت سوال کی سریعاً عاجلاً غیر اجل ثابت
ہوگی علاوہ اوس کی کہ عقبی مین اوس کا ثواب اوس کی لئی ذخیرہ ہوگا اور فقیر کے ادب سے
ہی کہ فقیر کی لئی غم وقت مستقبل کا نہو بلکہ وہ وقت کی حکم پر مشغول ہو اور وہ وقت ثانی پر
مطلع نہو بلکہ وہ زمانہ حال کو اور اوس کی حدود اور شرائط اور اداب کو نگاہ رکھی اوس
حال مین کہ وہ سرفگندہ اور چشم پوشیدہ ہو اوس کی ماسوا سی خواہ وہ اعلی ہووی اوس سے
یا وہ ادنی ہووی اور وہ غیر کی حال کیطرف حریص نکری کہ اکثر بلا کی اوس کی اوس مین ہی
اور وہ حال اوس کی اہل کی لئی سلامت اور نعمت ہی مانند بعضی غذا کی کہ وہ ایک آدمی
کی حق مین عافیت اور دوسری آدمی کی حق مین بیماری اور بلا ہوتی ہی پس مریض کے
لئی لایق ہی کہ کچھہ بغیر امر طبیب کے نکھاوی پس ایسا ہی فقیر کے لئی لازم ہی کہ وہ اپنے نفس کے لئے

کوئی حالت اختیار نکری تا انکہ وہ حالت بغیر اختیار اوس کی اوس کی لئی ہو کہ بلکہ اللہ
تعالی قدر محض اور ارادہ مجرد سی کری اور وہ اپنی اختیار سی اپنی نفس کو کسی حالات اور
مقامات مین نہ لاوی تا آنکہ امر اوس کا کہ وہ مارتا ہی اور جلاتا ہی اوس کی پاس آوی اور
فعل اوس کا کہ وہ روکتا ہی اور دیتا ہی اور محتاج کرتا ہی اور غنی کرتا ہی اور ہنساتا ہے
اور رولاتا ہی اوس کو وہان سی نقل کری اس لئی کہ یہہ فقیر کی لئی مناسب اور اللہ تعالی
سی موجب قرب کی ہی اور ایسا ہی امراون اہل علم اور اہل طریقت سلف مین جو متقدا
تھی گذرا ہی اور فقیر کی آداب سی ہی کہ وہ تمام ساعات مین ورود موت کی لئی منتظر اور
مترقب اور مہیا رہی تا کہ وہ فقر کی رضا مین اور اوٹھانی ورود اذیت مین اوس کا
معین ہوا اس لئی کہ انتظار اور ترقب موت سی آرزو کوتاہ اور نفس منکسر اور غلبہ ہوا کا
زائل ہوتا ہی اس لئی کہ حدیث شریف ہی قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اکثروا من
ذکر ھادم اللذات یعنی بہت کرو یاد لذتون کی گرانی والی کا یعنی موت کا اور فقیر کے
آداب سی ہی کہ ذکر مخلوق کا اوس کی دل سی نکل جاوی اور فقیر کی آداب سی ہی کہ جب
کوئی غنی اوس پر آوی تو جو کچھہ اوس کی دست رس ہو طعام سی یا میوہ سی اگرچہ وہ
نہوڑی شئی بھی ہو اوس سی تواضع کری اس لئی کہ فقیر اپنی دل مین اسباب سی محترز رہے
پس وہ فقیر غنی سی کہ وہ اپنی غنا کی قید مین ہی ساتھہ ایثار کی اولی ہی مگر اوس وقت کہ وہ
فقیر صاحب عیال تنگدستی مین ہو پس وہ غنی کی لئی اوس چیز کی ایثار کرنہین اپنی عیال پر
تنگی نکری مگر اوسوقت مین کہ اوس کا عیال ایثار مین خوش ہون اور اونکی دلون سے
موافقت اور صبر اور رضا اور معرفت اور یقین اور انوار اونکی زبانون اور جوارح
اور نفسون پہ ظاہر ہون پس اوس وقت بذل اور منع اور ایثار اور امساک مین وہ

خوف نرکہی اور فقیر کے آداب سی ہی کہ تنگدستی مین ورع اور احتیاط کو ترک نکری پس سبب
فقر کے محرمات شرعیہ کیطرف نجاوی پس عزیمت سی رخصت مین آوی اس لئی کہ ورع
مدار دین کا ہی اور طمع ہلاک دین کا ہی اور تناول شبہات کا فساد دین کا ہی جیسا کہ بعض صالحین
نی فرمایا ہی کہ جو شخص کہ فقر کی حالت مین ورع کا ہمراہ نہووی اور بغیر جانچ کی وہ حرام کہادی
پس اوس پر واجب ہی کہ وہ اپنے دین مین فقر کی حالت مین تاویلات کیطرف جلدی نکری
بلکہ احوط کو کہ وہ عزیمت ہی اختیار کری فائدہ فقیر کے سوال کرنیکی آداب کی بیان مین
سید الاغواث والاوتاد سلطان الابدال والافراد محبوب سبحانی حضرت محی الدین شیخ عبد القادر
جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ نی غنیۃ الطالبین لکہا ہی فمن ادب الفقیر ترک السوال للخلق
مادام یجد عندہ ما یکفیہ الخ یعنی فقیر کے آداب سی ہی کہ جبتک وہ اپنے نزدیک قوت کافی
یا وی تو خلق سی سوال کرنیکو ترک کری اور جب ضرورت اور احتیاج اوس کو مضطر اور
مجبور کری تو وہ اظہار حاجت کی سوال کری پس حاجت اوس کی اوس کی سوال کا کفارہ ہے
پس اوس کو سوال کرنا مسلم ہی اور لائق ہے کہ وہ حتی الامکان اپنے نفس کی لئی سوال نکری بلکہ اپنی
عیال کی لئی سوال کری جیسا کہ ہمنے آگی اوس کو بیان کیا ہی پس اگر فقیر کے ہاتہہ مین ایک دانگ
ہو اور وہ درہم کا محتاج ہو تو جبتک کہ وہ دانگ کو صرف نکری اور معلوم سی خالی نہو تبتک
اوس کو سوال کرنا مسلم نہین جیسا کہ کہا گیا ہی لا یظہر من الغیب شئی مادام فی الجیب
شئی یعنی جبتک کہ اپنے جیب مین شئی ہوگی تب تک غیب سی کچہہ ظاہر نہوگا اور اوس کی سوال کے
شروط سی ہی کہ وہ سوال کرنیمین اون کو ندیکہے بلکہ اشارہ اوس کا اللہ تعالی کی طرف ہو اور وہ
مخلوق کو مانند وکیل اور امین کی کہ اون مین اللہ تعالی کا تصرف اور اللہ تعالی کا فعل ہی دیکہے
پس وہ فقیر خدا تعالی کو چہوڑکر اوس کو پروردگار نہ سمجہے اور اون سی سوال کرنیمین اوس کا

مطلب اپنی اور اپنی اہل وعیال کی حال سی اون کو خبردار کرنا ہو نہ یہہ کہ اپنی پروردگار
عزاسمہ کا شکوہ اون سی بیان کرنا مراد ہو اور اون کا سوال از روی خبرگیری اپنی
روزی کی ہو کہ وہ اون سی پوچھی کہ ہماری واسطی ہی کچھہ تمہاری پاس سپرد کیا گیا ہی یا تم کو
کچھہ حوالہ کیا گیا ہی یا کوئی اذن تمکو پہونچا ہی اور ای وکیل ای خزانچی ای امانت دار ای
مملوک ای فقیر ای وہ کہ ہم اور تو برابر ہین اوس مین کہ وہ اوس کی ہاتہہ مین ہی اور مالک
اوس کا ہم دونو کی سوا ہی یعنی اللہ تعالی ہی اور ہم دونو اوس کی پرورش مین ہین
جب وہ فقیر اسطرح پر سوال کریگا تو اوس کو سوال کرنا جائز ہی اور نہین تو جائز نہین اور
ہر مشرک دجال ریاکار بت پرست اہل طریقت کی لباس مین نکلنی والی مدعی کذاب منافق
زندیق کو کرامت نہین پس اگر فقیر کو دیا جاوی تو وہ شکر کری اور اگر منع کیا جاوی تو وہ صبر
کری ایسی ہین صفات فقیر صادق کی اور سوال کی رد کرنیمین متوحش اور متغیر اور غصہ نہو
اور کوئی اعتراض نکری اور اگر وہ رد کرنیوالی کے مذمت کریگا تو اوس پر ظلم کریگا کیونکہ
وہ وکیل اور مامور ہی اور وکیل وہ ہی کہ وہ باذن اپنی آمر اور موکل مطلق کے کہ وہ اللہ تعالی ہی
اوس مین کہ اوس کی ہاتہہ مین ہی تصرف کری بلکہ وہ اللہ تعالی کی طرف رجوع کری اور اوس سے
آسان اور سہل کرنیکا سوال کری تاکہ وہ خلائق کے قلوب کو اوس کا مسخر کری اور اوس کے
لئی دشوار امر کو آسان کری اور اوس کی واسطی رزق کو اوتاری اور اوس کو مقسوم پہونچا
اور اوس سی بہوک اور عذاب اور خوار ہونا بندون کیطرف کو دور کری اور شاید اللہ
تعالی نی لوگون کی عطار کی ہاتہہ کو اوس سی اس لئی روکا ہو کہ اوس فقیر کو اپنی طرف
پہیری اور وہ حق تعالی کی دروازہ کا ملازم ہووی اور وہ اپنی دعا سی اور اپنی
تضرع سی حجاب کو دور کری پس اوس کا اللہ تعالی دینی والا ہونہ بندی فائدہ اداب

عشرہ کی بیان مین غوث الاعظم قطب الافخم محبوب سبحانی حضرت محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی
رضی اللہ عنہ فی غنیۃ الطالبین مین لکھا ہو ینبغی لہ ان یحسن العشرۃ مع اخوانہ۔
فیکون منبسط الوجہ غیر عبوس الخ یعنی فقیر کو چاہئے کہ وہ اپنی بھائیون کی ساتھ معاشرت
اچھی رکھی پس وہ کشادہ رو ہو نہ ترش رو اور اوس مین کہ وہ ارادہ کرتی ہون اون کا مخالف
نہو بشرطی کہ اوس کی کرنیسی شریعت مین رخنہ نہ پڑتا ہو اور حدود شرعی سی تجاوز کرنا اور
ارتکاب گناہ کا نہ ہو بلکہ وہ امور اباحات شرعیہ سی ہون اور اس مین اذن شرعی ہو اور
وہ لڑنی والا اور جھگڑنی والا نہو اور وہ ہمیشہ اپنی بھائیون کا مددگار رہو اوس شرط پر کہ ہمنے
ذکر کیا اور اگر بھائی اوسکی مخالفت کرین تو وہ متحمل ہو اور اون کی اذیت پر وہ صابر ہو
حقد رکھنی والا نہ ہو اور اون کی طرف سی اپنی دل مین بدخلقی اور حسد کا تخم نہ بوئی مگر فریب
غل غش سی پاک ہو اون کی غیبت کی حالت مین اون کی غیبت نکری اور اون کی حاضر مین
بدخلق نہو اور بھائیون کی غیبت کی حال مین اون کی تکلیف دینی والی چیز کو دور کرے
اور حتی الامکان اپنی بھائیون پر عیبون کو ڈھانپی اور اگر کوئی شخص اون مین سی بیمار ہو جائے
تو وہ عیادت کری اور اگر اوس کو کوئی شغل عیادت سی مانع ہو یعنی اگر وہ بسبب کسی شغل کی
عیادت کی لئے نجا سکی تو جب وہ تندرست ہو پس اوس کو تہنیت عافیت کی دیوی اور اگر وہ
آپ مریض ہو جائی اور بعضی بھائی اوس کی عیادت اوس کی نکرین تو اون کو معذور جانے
پس جب وہ بیمار ہو جائی تو عدم عیادت سی اوس کا مقابلہ نکری بلکہ وہ عیادت اوس کی کرے
اور جس نی اوس سی پیوند اخوت کا قطع کیا ہو وہ اوس سی ملی اور جس نی اوس کو رد کیا ہو اوس کو
دیوی اور جس نی اوس پر ظلم کیا ہو اوس کو عفو کری اور جس نی اوس کی ساتھ برائی کی ہو
اپنی پاس اوس کو معذور رکھی اور اپنی نفس کو ملامت کری اور بھائیون کو اپنی ملک سے

منع نکری اور بغیر اذن بہائیون کی اون کی ملک مین حکم نکری اور اپنی جمیع حرکات اور
سکنات مین ورع اور تقوی کو نہ بھولی اور اگر اوس کی بہائیون مین سی کوئی آدمی اوسکے
مال مین اوس کی ساتھہ انبساط کری یعنی نفع لیوی تو وہ خوشی اور سرور اور کشادہ دلی
سی اوس کو قبول کری اور اوس مین اوس سی منت جانی اس لئی کہ خداوند کریم نے
اوس کو اس کی لائق کیا ہی کہ اوس کی مال مین اوس کا بہائی اوس سی مباسط ہوتا ہی
اور اوس سی اوس کی حاجت روائی ہوتی ہی اور حتی الامکان کسی آدمی سی کسی چیز کو
عاریت نہ لیوی اور اگر کوئی بہائی اوس سی کچھہ عاریت لیوی تو وہ حتی الامکان اوس سے
لوٹانا نہ لیوی اس لئی کہ اوس نی بسبب حاجت کی اوس سی عاریت لی ہی اور لوٹا لینا
عاریت کا خلاف فتوت ہی جیسا کہ شرع مین لوٹا لینا ہدیہ اور ہبہ کا اچھا نہین اور اگر
وہ اوس پر قادر نہو پس عاریت دینی مین جلدی کری اور عاریت سی منع نکری اگرچہ
وہ ہر روز نہو اس لئی کہ اوس کی حال کی لائق نہین کہ وہ کسی آدمی سی بسبب بال کی منفرد اور
تنہا ہو اس لئی کہ وہ امین ہی کسی شئی کی نہ مین نہین پس کوئی شئی اوس کی ملک مین
نہین پس جو کوئی کسی شئی کا مالک ہو وی پس اوس چیز کا اللہ مالک ہی اس لئی کہ آدمی
اوس کا بندہ ہی کہ جس کی ہاتھہ مین اوس کی زمام اختیار کی ہی بلکہ وہ اوس اختیار کو
کہ وہ اوس کی ہاتھہ مین ہی اللہ تعالی کی ملک کی دیکھی اور جمیع آدمی عباد اللہ ہین اور
سب اللہ تعالی کی ملکیت مین مساوی ہین اور جو کہ غیر کے ہاتھہ مین ہو اوس مین
حکم شرع کو اور ورع کو اور اوس کی حفظ حدود کو مستعمال مین لاوی تاکہ وہ مباجیہ زائقہ
کے زمرہ سی نہو اور اوس کو لائق ہی کہ جب اوس کو محنت اور رفاقہ لاحق ہو تو جہاں تک ممکن
وہ اپنی بہائیون سی اپنی اوس حال کو مخفی رکہی تاکہ بسبب محنت اور رفاقہ اوس کی اون کے

دل پریشان نہ ہو اور اوس کی لئی تکلیف نکرین اور دیسا ہی جب اوس کو غم اور حزن
لاحق ہو تو وہ اوس کو اپنی بہائیون پر ظاہر نکری اور اون کی فرح اور سرور اور
راحت اور لذت کو منغض نکری اور اگر اوس کی بہائیون کو غم اور ہم لاحق ہو اور
وہ بخلاف اوس کی فرحت اور خوشی کو ظاہر کرتے ہون تو وہ اون کو ظاہرًا اظہار
نشاط اور خوشی مین مساعدہ ہودی اور اون کی اور اون کی وحشت اور حزن اور غم کو
کہ وہ اوس مین ہین مخفی رکہی اور اوس چیز سی کہ وہ مکروہ جانتی ہون اون کا مقابل
نہو اور وہ کسی شئی مین اون سی مختلف نہودی اور لائق ہی اوس کو حسن عشرت کی
ادب مین اگر وہ کسی شئی سی وحشت پاوی تو چاہئی کہ حسن خلق سی اون سی کلام کری اور
اپنی دل کو اوس کی طرف مائل کری تاکہ وحشت رفع ہو اور لائق ہی اوس کو کہ وہ ہر ایک
بہائی سی بلکہ ہر ایک آدمی سی اوس حیثیت سی معاشرت کری کہ وہ کسی کو اوس کی
حد سی متجاوز متخلف نہو بلکہ جس پر کہ وہ آدمی ہو اوسکے متابعت کری جنتک کہ اوس مین
خلاف شرع نہو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہی کہ امرنا معاشر
الانبیاء ان نخدث الناس علی قدر عقولھم یعنی ہم گروہ انبیا کی مامور ہوئے ہین
کہ آدمیون سی مقدار اون کی عقل کی بات کرین اور لائق ہی کہ وہ بہ نسبت اپنی کمترین
کی ساتہہ شفقت کی اور بہ نسبت اپنی فوق رتبہ والون کی ساتہہ اجلال اور تعظیم کے اور اپنی
جیسی آدمیون سی ساتہہ احسان اور ایثار کی معاشرت کری فائدہ فقرا کی کہانے
کی آداب کی بیان مین غوث الاغواث قطب الاقطاب محبوب سبحانی حضرت محی الدین
شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ نی غنیۃ الطالبین مین لکہا ہی من ذالک ان لا
یاکلوا بالشرہ ولا علی الغفلۃ بل یذکروا اللہ عزوجل بقلوبھم عند الاکل ان لا

ینسونہ الخ یعنی کہانیکی آداب سی یہہ ہی کہ فقرا رطعام کو حرص سی اور غفلت پر نکہاوین
بلکہ وقت کہانی طعام کی وہ اپنی دلون سی اللہ تعالی کا ذکر کرین اور اللہ تعالی کو نہ
بہولین اور کہانی کی آداب سی ہی کہ بڑی رتبہ والون سی پہلی طعام کیطرف اپنی ہاتھ
لنبا نکرین اور کہانی کی اداب سی ہی کہ وہ غیرون کو نکہین کہ کہا اور کوئی شئی اپنی
آگی سی غیرون کے آگی نرکہین نہ خدمت کی طریق پر نہ انبساط کی طریق پر مگر صاحب
طعام پس اون کو اون کی لئی ایسا کرنا مسلم ہی اس لئی کہ یہہ اوس سی ایک نوع
کی خدمت ہی اور وہ صاحب طعام کو ہی نکہین کہ ہماری ساتہہ کہا اور جب اوس کو
ایک جگہہ پر بیٹہایا جاوی پس وہ اور جگہہ کو اپنی بیٹہنی کی لئی اختیار نکری اور وہ بیٹہی
جس جگہہ کہا جاوی اور جبتک کہ اوس کا رفیق کہا رہا ہو وہ طعام سی اپنا ہاتہہ نہ
نکالی یعنی وہ اوس کی ساتہہ کہاتا رہی تاکہ اوس کا رفیق شرمندہ نہو جائی پس وہ
اوس کو منع کرنی پر حمل کریگا اور نہین لائق کہ فقیر کی آگی سی طعام کو اٹہایا جاوی
جبتک کہ وہ کہا رہا ہو اور جبتک کہ اوس کی آنکہہ طعام پر ہو اور اوس کو اگرچہ
آرزو طعام کی نہو تب بہی اپنی اصحاب کو کہانی پر یاری دیوی جبتک کہ وہ خلاف
شرع کا نہو اور لائق نہین کہ وہ دسترخوان پر کسی آدمی کی مونہہ مین لقمہ دیوی
اور اگر ساقی پانی لاوی تو وہ پانی سی اعراض نکری اگرچہ ایک قطرہ بہی ہو اور
اگر صاحب طعام کا خدمت کی لئی اوٹہی یا اوس کی ہاتہہ کو دہولائی تو وہ اوس کو
منع نکری اور لائق ہی کہ عزت سی اغنیا رکی ساتہہ اور انتیاری فقرا رکے ساتہہ
اور کشادہ روئی سی بہائیون کی ساتہہ کہاوی اور وہ طعام کا خطرہ دل مین نہ لاوی
مگر اوس وقت کہ طعام حاضر ہو پس اوسوقت کہاوی اور کسی آرزو مین وہ اپنی نفس کا

مساعد نہووی شاید کہ وہ آرزو اوس کی لئی مقسوم مین نہو پس وہ نہ پاوی گا اوس کو
ہرگز پس بہ سبب اوس آرزو کی اللہ تعالی سی وہ محجوب رہیگا اور بسبب اوس کے
وہ اپنی طاعت سی اور اپنی حال کی نگاہ رکہنی سی روگردان ہوگا پس جب وہ اوس آرزو سے
اعراض کریگا اور اپنی حال سی مشغول ہوگا تو وہ سلیم رہیگا پس اگر اوس کی مقسوم مین ہوگی
تو آرزو اوس کی موجود ہوگی اور وہ اوس کو کہائیگا اور اللہ تعالی کا شکر بجا لائیگا
اور وہ کہانیکو اپنا مقصود مقرر نکری اور وہ اپنی قلب کو اوس سی متعلق نرکہی اور اوسکو
اپنی نفس کی حدیث نہ ٹہیرائی بلکہ وہ اپنی جی مین یہ سمجہے کہ نفس میرا مریض ہی اور کہانی سے
اور پینی سی اور شہوات سی اوس کو نگاہ رکہنا ضرور ہی تاکہ نفس مرض سی شفا پاوی اور ہوا
ہوس اور شہوات نفسانی اور امید ین اوس کی نفس کی بیماریان ہین اور اللہ اوس کا
طبیب اور دوا کرنیوالا ہی پس ہرگاہ اللہ تعالی مملوک کہانہ پینا یہ سمجہے تو وہ اوسکو
کہاوی اور جانی کہ اوس کی دوا اور عافیت اوسمین ہی نہ اور طعام مین اور وہ اپنی جمیع
حرکات اور سکنات مین حفظ حال اور مراقبہ سی اور جمیع اشیاء کو اپنی دل سی نکالنی کے
اور کسی شئی کیطرف میل نکرنیسی اور کسی شئی کیسا تہہ طمانیت نہ لینی سی مشغول ہووی ۔

فائدہ آپس مین فقراء کی آداب کی بیان مین سید الاغواث سلطان الاقطاب محبوب سبحانی
حضرت محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ غنیۃ الطالبین مین لکہا ہے
من ذالک ان لا یمنعوا شیئا یکون لهم من اصحابهم من ثیابهم وسجاجیدهم ودراهمهم
ودنانیرهم وما یجری مجراہ الخ یعنی فقراء کی آداب سی ہی کہ اپنی اشیاء کو از قسم کپڑون اور
سجادون اور کوزون اور وہ کہ اون کی قایم مقام ہون آپس مین ایک دوسرے سی منع نکرین
اور اگر کسی فقیر نی اپنی قدم سی اور فقیر کی سجادہ کو کہندلا تو وہ فقیر کو جس کا سجادہ ہی اوس

متوحش نہووی اور وہ غیر کی سجادہ پر اپنا پاؤن نرکہی اور وہ اپنی سجادہ کو اوس
فقیر کی سجادہ پر کہ وہ اس سی رتبہ مین فوق ہو نہ بچہائی اور اگر کوئی فقیر اوس کی مونڈہے
کیطرف اپنی ہاتہہ کو لنبا کری تو وہ اوس کو منع نکری اور وہ اپنی ہاتہہ کو کسی کی مونڈی
کیطرف لنبا نکری اور کسی فقیر سی طلب خدمت کی نکری اور وہ اپنے نفس سی ہر ایک
کی خدمت کری اور وہ فقرار کی قدم کو دبائی یعنی مشت مال کری اور اگر کوئی فقیر اوس کی
پاؤن کو دبانا چاہی تو وہ اوس کو منع نکری اور جب وہ حمام مین جاوی تو فقرار کی
آداب سی نہین کہ وہ کسی دلاک کو اپنی دلک پر مقرر کری اور اگر بعضی فقیر اور بعضی
فقیرون کو دلک کرین تو وہ اون کو منع نکرین اور اگر کوئی اُس کی خرقہ کی طرف یا
سجادہ کیطرف یا اور شئی کیطرف نظر کری تو وہ اوسیوقت مین اوس شئی کو اوس فقیر
کی طرف پہنکدی اور اوس کو ایثار کری اور نہین لائق کہ وہ فقرار کو کہانی کی
وقت اپنی انتظار مین رکہی اور ویسا ہی ہر چیز مین حتی الامکان کسی کو دل کو انتظار سی
ایذا ندیوی اس لئی کہ منتظر گرانی کہینچی والا ہوتا ہی اور جب وہ کسی فقیر کو طعام دیوے
تو وہ اوس کو انتظار کی جس مین نہ ڈالی اس لئی کہ شوربی کا اور سالنی کا انتظار کرنا دلت
ہی اور نہین لائق کہ وہ کسی شئی کو حتی الامکان ذخیرہ کری اور جب طعام بہت نہو تو بعد
بچنی طعام کی وہ آپ کہادی اور مہمانکن فقرا کی لئی پاکیزہ طعام لانیمین وہ کوشش کری
اور اگر وہ گروہ مین ہو پس اوس کو لائق نہین کہ کسی شئی کی کہانیمین یا کسی چیز کی لینیمین
اوس گروہ سی الگ ہووی اور اگر فتوحات سی کوئی چیز اوس کی پاس آوی تو اوس کو
لائق ہی کہ اوس چیز کو اوس گروہ کی درمیان پہنکدیوی اور اگر وہ آپ مریض ہو جاوے
اور وہ گروہ مین ہو پس وہ محتاج ہووی تخصیص دوا اور غذا کیطرف پس اوس کو

لائق ہی کہ وہ اوس مین جماعت سی اذن مانگی اور اگر وہ کسی باطہین یا کسی مدرسہ
مین اوتری کہ اوس مین کوئی شیخ ہو یا خادم ہو پس لائق ہی کہ وہ ساتھہ حکم اوس شیخ کی
ہو اور وہ کوئی فعل بغیر دریافت اوس کی نکری اور جب وہ کسی قوم مین وارد ہووی
پس اوس کو لائق ہی کہ اوس پر کہ وہ قوم ہون اون کی موافقت کری اور اوسکو
لائق نہین کہ تسبیح کی پڑہنی سی یا قرارت سی وہ اپنی آواز کو فقرا مین بلند کری بلکہ
وہ اون سی مخفی کری یا یہہ کہ نقل کری اوس کو تفکر سی یا اعتبار عبادت باطن سی یعنی اوسکو
وہ اپنی جی مین پڑہتا رہی اور اگر وہ خواص ذی اسرار سی ہی پس آواز کی بلند کرنیمین
اوس پر کلفت نہین اس لیئے کہ اللہ تعالی متولی اوس کا ہی اور آمادہ کریگا اوس کی لیئے
اور امر کریگا اور نہی کریگا اوس کو اوس مین اور جماعت کی قلوب کو اوس کا
مسخر اور اوس پر مہربان کریگا اور بہریگا اون کی دلون کو اوس کی دوستی سی ایک تبہ
اور اوس کی ہیبت اور احترام سی دوسری مرتبہ اور ایسا ہی لائق نہین کہ وہ اپنی آواز کو
بغیر تسبیح کی کسی کلام سی بلند کری اور جب وہ قوم مین ہو پس لائق ہی کہ وہ اون قوم کی
ایک آدمی سی سرگوشی نکری اور مخفی سخن نکہی اور وہ فقرا مین حتی الامکان دنیا کی اور کہانیکی
چیز کی بات نکری اور فقیر کے شرائط سی ہی کہ مہما امکن کسی چیز کو نہ لکہی بلکہ وہ مکتوب کی عمل سے
اور قلب کی مراقبہ سی اور حفظ حال اور تفکر سی مشغول ہووی اور فقرا کی روبرو تغلین
بہت نہ پڑہی اور جب وہ روزہ رکہین تو وہ اوس مین اون کا موافق ہووی اور
جب وہ مفطر ہون تب وہ بہی اون کا اوس مین موافق ہووی اور وہ اکیلا اون سی
روزہ نہ کہی اور جب وہ جاگتی ہون تو وہ نیند نکری مگر جب کہ اوس پر نیند غالب ہو پس وہ
اون سی اکیلا ہووی اور نیند کری اوس مقدار پر کہ نیند کا جوش ٹوٹی اور نہین لائق

اوس کو کہ حتی الامکان وہ کسی شئی کی آرزو مین تقدیم کری اور فقرا پر اوس کو اختیار
کری اور اگر کوئی فقیر اوس سی کسی چیز کو طلب کری پس وہ اوس کو رد نکری اگرچہ وہ
قلیل ہو اور اون کی دل کو طول انتظار سی ایذا نہ دیوی جب کوئی فقیر یا کوئی آدمی اوس سے
مشاورت کری پس وہ جواب کی دینی مین عجلت نکری اور اوس کی کلام کو قطع نکری بلکہ
اوس کو مہلت دیوی تاکہ وہ جمیع مافی الضمیر سی اپنی دل کو خالی کری اور اوس کو رد اور
انکار سی جواب دیوی اور جب وہ اوس سی فارغ ہووی اور رای اوس کی صواب پر نہو
تو پہلی اوس کی موافقت سے اوس کو قبول کری اور کہی کہ یہہ وجہ ہی پس جو کچھہ کہ اوس کی
نزدیک صواب ہو نرمی سی اوس کو بیان کرے نہ کہ درشتی اور وحشت سی اور اون کی اذا
سی ہو کہ وقت کہانیکی نہ وہ طعام کی مدح کرین اور نہ ذم کرین فائدہ فقرا کی لئی اپنے
عیال اور اولاد کی شیوہ طریقہ معیشت کی بیان مین غوث الاعظم قطب الانام محبوب سبحانی حضرت
محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ نی غنیۃ الطالبین مین لکہا ہی من ذالک
حسن الخلق والانفاق علیھم بالمعروف بما املنہ الخ یعنی فقرا کی آداب سی
ہی حسن خلق اور نفقہ دنیا عیال کا مطابق امر شرعی کی جیسا کہ ممکن ہو اور جب وہ اوس
چیز کا مالک ہووی کہ اوس کو وہ چیز اوسدن کفایت کری پس وہ کل کے خرچ کے
لئی اوس سی کچھہ نہ کہی اوس حال مین کہ اوس کو اوس چیز کی اوسی دن حاجت ہو اور
اگر اوس دن کی خرچ سی کچھہ زائد ہووی پس وہ کل کی لئی اپنی عیال کی خرچ کے
واسطی اوس کو ذخیرہ کری نہ کہ اپنی واسطی اور وہ کہا جاوی مگر عیال کی متابعت سی بلکہ وہ
اپنی عیال کا مثل خادم کی اور وکیل کی رہی اور وہ اون کی ساتہہ ایسا برتاؤ کرے
[illegible]

اوٹھانی ہیں اور اونکی مصالح کی کوشش کرنہیں خدا تعالی کی احکام کی بجا آوری تصور
کری اور وہ اپنی نفس کی خدمت کو چھوڑکر اپنی عیال کی خدمت کو اختیار کری اور وہ
خود عیال کی کہلانیکی غرض سی کہاوی اور اون سی اپنی نفس کی خواہش کی پیروی کرنیکا
باعث نہووی اور اگر اوس کی پاس ایسی شیئی ہو کہ وہ شیئی اوس کو جاڑی کی ایام مین کام
آوبگی اور وہ گرمیون کی ایام مین اوس چیز کی قیمت کا محتاج ہو تو وہ اوس کو گرمیونکی
ایام کی کارروائی کی لئی فروخت کرلی اور اگر اوسنی اپنی کسب سے اوسدن کا خرچ حاصل
کرلیا ہو اور وہ اوسیدن کی کسب نیسی عیال کی کل کی دن کے خرچ کی لئی بہی حاصل کر
سکتا ہی تو وہ اوسی روز کی کفاف سی قناعت کری اس لئی کہ فقر مین ما یکتفی سی قناعت
کرنا واجب ہی اور کل کے دن کی تدبیر کو کل دن پر چھوڑی اگر اوس کو توکل مین اور صبر
مین اور رنج کہینچنے مین اور بہوک مین اور سختی مین طاقت ہو اور اوس کی عیال کو نہو
پس اوس کو جایز نہین کہ وہ اپنی نفس کی حالت پر اون کو چھوڑی بلکہ وہ اُنکی لئی کسب کری
اور اگر وہ اپنی عیال ہی اطاعت اللہ تعالی کی اور حسن سیرت اور عبادت مشاہدہ کری
پس اوس پر لازم ہی کہ اون کو کسب حلال اور مباحات سی کہلاوی تاکہ وہ طاعت اور
صلاحیت کا ثمرہ لاوی اور اون کو وہ حرام سی نکہلائی پس وہ عصیان اور گناہ کا ثمرہ لاوی گی
اور وہ اپنی نفس کی عمل کی اصلاح مین اور صدق مین اور طہارت مین کوشش کری تاکہ
اللہ تعالی حسن صبر مین اور حسن طاعت مین درمیان اوس کی اور درمیان اوس کی عیال
کے اصلاح کری اور اون کو اون کا موافق کری اور اوس کی صلاحیت کی برکت اوسکی
عیال پر عود کری قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من اصلح ما بینہ وبین اللہ عز وجل
اصلح اللہ ما بینہ وبین الناس یعنی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہی کہ

کہ جو کوئی اون امور کو کہ درمیان اوس کی اور درمیان اللہ تعالی کی ہین اچھا کریگا
اللہ تعالی اون امور کو کہ درمیان اوس آدمی کی اور درمیان اور آدمیون کی ہین
اچھا کریگا اور عیال ہی آدمیون سی ہی اذ جب کوئی مہمان اوس کی گھر مین وارد ہو
پس اوس پر واجب ہی کہ جو چیہہ کہ وہ اپنی مہمان کو کہلاوی اوس سی اپنی عیال کو ہی
کہلاوی اور اگر اوس کو وسعت اور مکنت ہو پس اوس کو چاہئی کہ وہ طعام کو وافر
کری تاکہ وہ طعام سب کو کفایت کری پس اون سی بچ جاوی اور اگر اوس کو فقر اور
قلت اور تنگدستی ہو اور وہ اپنی عیال سی ایثار اور رضا کو مشاہدہ کری پس اسوقت
طعام کو مہمانون کی لئی اختیار کری اور اوس کو اون پر ایثار کری اگر درصورتیکہ مہمان نے کچھہ بچ جاوی تو اوس کو براہ تبرک کی وہ کہالین پس اللہ تعالی اوس کا عوض اوسکو
دیویگا اور جو چیہہ کہ اون کی پاس ہی اوس مین برکت اور وسعت ڈالی گا پس تحقیق
مہمان اپنی زرق کی ساتہہ وارد ہوتا ہی اور مکان والون کی گناہون کو بچاتا ہے
جیساکہ یہہ حدیث مین آیا ہی اور جب ایسی فقیر کو کہ وہ صاحب عیال اور صاحب اہلاس ہو
دعوت مین بلایا جاوی پس فوت سی نہین کہ وہ فقیر اپنی عیال کو فاقہ مین چہوڑ دیوی
اور خود دعوت مین جاکر اپنی حصول شہوت کو یعنی اپنی پیٹ بہرنیکو اپنی عیال کی فاقہ پر
اختیار کریوی اور شریعت اور طریقت مین جایز نہین کہ وہ دعوت مین اپنی عیال کی
لئی طعام کو چہپائی اور وہ ذلت اٹہائی پس اوس کو دعوت مین کوئی آدمی نہ بلائیگا
پس چاہئی کہ وہ اپنی عیال کی ساتہہ صبر کری اور اگر صاحب دعوت مین فوت ہوگی
اور اوس کو معلوم ہوگا کہ فقیر مہمان صاحب عیال ہی تو اوس کو لائق ہی کہ وہ اکیلا
اوس کو دعوت مین نہ بلائی بلکہ فقیر مہمان کا دل اوس کی عیال کی فکر سی خالی کری اور اس

قدر طعام کی اون کو احتیاج ہو اوتنا طعام اون کی طرف بھیجدی اور مہمان فقیر کو اوس
سی آگاہ کری اور فقیر پر واجب ہی کہ وہ اپنی اہل وعیال کو شریعت اور ظاہر علم کے
ملازمت سی تادیب کری اور کم وبیش علم کی مخالفت کرنی پر اون کو قوت ندیوی اور
اوس کو لائق نہین کہ وہ اپنی اولاد کو حرفت سیکھنے کی لئی بازار بھیجی بلکہ اون کو وہ دین کے
احکام سکھاوی اور دنیا کی طلب کرنیکی ترک کرنے پر اون کو باعث ہووی مگر اوس وقت کہ
اوس پر فقر اور قلت صبر اور رسوائی اور اضطراب خلق کی غلبہ کری پس چاہیے کہ وہ آپ اپنے
عیال اور اولاد کو ساتھہ کسب کرنیکی اور تحصیل معاش کی مشغول کری تاکہ وہ اور آدمیون کے
معاش مین مستغنی ہون پس اشتغال کسب کا اور اشتغال ہی ساتھہ حفظ حدود شرع کی افضل ہی
اور وہ اپنی اولاد کو والدین کی حقوق کی مراعات کی وجوب سی اور عقوق سی دور رہونیکی
اور اپنی عیال کو اپنی حق کی مراعات سی اور صبر اور طاعت کی فضیلت سی واقف اور متنبہ
کری فائدہ فقراء کی سفر کرنیکی آداب کی بیان مین غوثنا ومقتدانا وسیدنا ومخدومنا
وحبیبنا والدنا محبوب سبحانی حضرت محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ فی
غنیۃ الطالبین مین لکہا ہی انہ یجب ان یکون سفر المومن الخروج من اوصافہ
المذمومۃ الی صفاتہ المحمودۃ الخ یعنی واجب ہی کہ عادات مذمومہ سی صفات محمودہ
کیطرف نکلنا سفر مومن کا ہو پس وہ ساتھہ درست کرنی اپنی تقوی کی ہوا ہوس نفسانی
سی مولی کی رضا کے طلب کرنے کیطرف نکلی پس جب فقیر ارادہ کری کہ وہ اپنے شہر سی سفر
کری پس اول شی کہ اوس پر واجب ہی وہ یہہ ہی کہ وہ اپنے دشمنون کو راضی کری اور وہ اپنی
والدین سی یا اون اقربا سی کہ وجوب حق مین وہ والدین کی حکم مین ہون مانند چچا اور
ماموں اور دادا اور دادی کی وہ اذن سفر کا مانگی پس جب وہ اوس کی سفر کرنیسی راضی ہون

پس وہ نکلی اور اگر وہ صاحب عیال کا ہو اور اوسکی سفر کرنیمین اون کی مضرت اور ضائع
ہونا ہی پس اوس کو سفر کرنا لازم نہین مگر بعد اصلاح اون امور کے یا اپنی ساتھہ ہمراہ لیجانی
اون کی قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم کفی بالمرء اثما ان یضیع من یقوت یعنی حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہی کہ کافی ہی مرد کی لئی از روی گناہ کی یہہ کہ ضایع کرے اوس کو
کہ وہ قوت دیتا ہی اوس آدمی کو کہ اوس کا کفاف اوس پر واجب ہی چھوڑ دینا گناہ ہی اور
فقیر کے شروط سی ہے کہ جب وہ مسافر ہو تو دل اوس کا اوس کی ساتھہ ہو کسی علاقہ کی طرف
دل اوس کا ملتفت نہو اور کسی مطلب سی دل اوس کا متعلق نہو پس جس جگہہ مین کہ وہ
اوتری دل اوس کا اوس کی ساتھہ ہو اور دل اوس کا فارغ اور سب اشیا سی خالی ہو
جیساکہ ابراہیم بن ادہم سی مروی ہی کہ اوس نی کہا کہ مین ابراہیم بن شیبہ کیساتھہ بادیہ مین
داخل ہوا پس اوس نی مجھہ فرمایا کہ جو شئی علائقاتسی تیری ساتھہ ہی اوس کو پھینکدی پس
مینی بغیر دینار کی سب چیز کو پھینکدیا پس اوسنی فرمایا کہ میری دل کو مشغول نکر جو شئی کہ تیری
ساتھہ ہی اوس کو پھینکدی پس دنیا کو بھی پھینکدیا پس اوس نی فرمایا جو کچھہ علائقات سی تیری ساتھہ
ہی پھینکدی پس مینی یاد کیا کہ میری ساتھہ تسمہ چمڑیکا ہی جوتی کی لئی پس مینی اوس کو بھی پھینکدیا
پس قسم ہی خدا تعالی کی کہ نہ محتاج ہوا مین راہ مین تسمہ کیطرف مگر کہ اوس کو اپنی آگے
پایا پس ابن شیبہ نی فرمایا کہ ایسا حال ہی اوس شخص کا کہ وہ صدق سی اللہ تعالی کی ساتھہ معاملہ
کری اور نہین لائق فقیر کو کہ وہ سفر مین اوس آدمی کو کہ وہ اوس کو حضر مین پڑتا تھا
کوتاہ کری اسلئی کہ سفر اون کی احوال کی زیادتی ہی پس لائق نہین کہ بسبب سفر کی اون اعمال
اور احوال مین خلل حاصل ہو اور رخصت ضعیفون اور عوام کی لئی ہی اور اقویا اور خواص کو
رخصت سی کیا کام ہی بلکہ ہمیشہ جمیع احوال مین اون کی ساتھہ پاسبان قایم ہین اور وہ

حفاظت دایمی مین ہی اور اون کی ساتھہ دوست ہمنشین ہی اور اون کا انس دوست کے
ساتھہ زائد ہی اور اون کی ساتھہ غار قایم ہی اور مدد آلہی تعالی شانہ کی اون کو پی
در پی پہونچنی والی ہی اور تصرف اون کو لازم ہی اور شکر باطنی مدا حضرت ایزد تعالی
شانہ کا ساتھہ آنہوہی کی نزدیک اون کی پہونچنیوالا ہی پس سفر اون کی لیئ قوی تر ہے
اور اوس مطلب کی لیئ کہ وہ در پی اوس کی ہین سفر لائق تر اور احسن تر ہے اس لیئ
کہ اوس سفر مین اون اسباب سی کہ وہ ارباب ہین اور اوس خلق سی کہ وہ بت ہین
اور وہ شیطان سی اشد ہین بعید ہوناہی اور لائق ہی فقیر کو کہ وہ اول سفر مین اپنے
دل کی رعایت کری اور غفلت پر نہ نکلی اور سفر مین کوشش کری تا وہ اللہ تعالی کو
اپنی دل سی نہ بہولی اور اوس کو لائق نہین کہ وہ وہمًا من الوجوہ کسی غرض اغراض دنیاوی
کے لیئ سفر کری بلکہ سفر اوس کا اطاعت آلہی جل جلالہ کی ادا کی لیئ یا حج کی لیئ یا کسی
شیخ کی زیارت کرنیکی لیئ یا کسی متواضع موضع سی اپنی قلب کو کدورت سی صاف اور اپنے
زندگانی کو کامل تر پاوی پس وہ اوسی موضع کو لازم پکڑی اور وہ اوس موضع سی دور
نہووی مگر امر یقینی آلہی سی یا فصل محض اور تقدیر حق تعالی سی پس اوس وقت چاہیئے کہ وہ
اوس طرف جاوی کہ وہ امر کیا جاوی یا اوٹہائی اوس کو تقدیر جب کہ وہ اون سے
ہو کہ وہ قضا اور قدر کی تصرف مین ہین یعنی بغیر ارادہ اور آرزو امی کی وہ قضا اور قدر کے
تصرف مین ہین اور ہوا ہوس اور ارادات اور آرزوین اون کی زائل ہوئی ہین
اور وہ اپنی سی فانی ہین اور وہ اللہ تعالی کی مراد اور محبوب ہین اور جبوقت کہ فقیر
کی لیئ بعضی مواضع مین جاہ اور قبولیت ظاہر ہووی پس اوس کو لائق ہی کہ وہ اوس
موضع سی نکل جاوی اور اوس قبول کو اپنی نفس پر تشویش دیوی تا کہ وہ سبب قبول

خلائق کی اللہ تعالی سی نفی اور محجوب نہو پس اوس کا خلق نصیب ہوا اور یہہ جبھی
کہ اوس مین ہوا ہوس نفسانی موجود ہوا اور جب وہ زائل ہو جاوی پس اوس کے
آگے خلق کی کوئی وجود نہین اور اونکی قبولیت کو اوس فقیر کے نفس مین اثر نہین
پس وہ اوس فقیر کے قلب سی خارج ہین اور درمیان اون کی دل کی اور درمیان خلق کے
حجاب اور پاسبان ہین کہ اوس کی دل کہ دخول خلق سی نگاہ سکہتے ہین تاکہ شرک نہو
پس توحید صرف پراگندہ ہوگی اور لائق ہی کہ فقیر کی لئی کہ وہ سفر مین حسن خلق سی اور مدارات
سی اور ترک مخالفت سی اپنی اصحاب کی ساتھہ معاشرت کری اور وہ اون کی خدمت مین مشغول
ہووی اور اون مین کسی سی وہ طلب خدمت کی نکری اور اوس کو لائق ہی کہ وہ ہمیشہ سفر
مین طہارت پر رہی اور اگر بصورتیکہ پانی موجود نہو تو وہ تیمم کری جیسا کہ حضر مین طہارت
پر رہنا اوس کی لئی مستحب ہی اس لئی کہ وضو ہتیار مؤمن کا ہی جیسا کہ حدیث مین آیا ہے
اور شیاطین اور جمیع موذی سی وضو اوس کی لئی امان ہی اور اوس کو لائق ہی کہ وہ نوربصیرہ
امارہ کو اپنا مصاحب نکری خصوصًا سفر مین پس تحقیق مصاحبت امارہ نوربصیرہ کی شیطان
کی دوستی سی اور شر سی اور فتنہ سی اور متابعت ہوا سی اور فضایح نفس سی اور رحمت سی
قریب تر ہی اور اون کی صحبت مین خطر عظیم ہی مگر یہہ کہ فقیر اون سی ہو کہ اون سے
شیوخ اور علمار باللہ اقتدا کرتے ہون اور وہ نگاہ رکہی گئی ہون اور رام اور
رہنما راہ آلہی عزاسمہ کی اور سکہانیوالی خیر کی اور خلق کو عذاب آلہی جل شانہ سی
ڈرانی والی اور خلق اخلاق بد کو پاک کرنیوالی اور درمیان حق اور درمیان خلق کے
درمیان ہون پس اسوقت خوف نہین کہ وہ امارہ سی یا شیوخ سی مصاحب ہو
اور جب وہ کسی بلدہ مین داخل ہوا اور اوس مین کوئی شیخ ہو پس لائق ہی کہ وہ ابتدا کری

اوس پر سلام کرنیسی اور اوس کی خدمت کرنیسی ورزوہ اوس کی طرف بزرگی اور حشمت اور تعظیم کی
آنکھہ سی دیکھی تاکہ وہ اوس کی فائدہ سی محروم نرہی اور جب اوس کی لی کوئی شیخ آدمی پیروہ
بغیر اصحاب کی اپنی لئی اوس کو قبول اور اختیار نکری اور جب ایک آدمی کو اوس کے
یارون سی غدر واقع ہو یعنی بیمار ہووی پس وہ اوس کی سانھہ تیمارداری اور اوس کو ضایع
نکری اور اللہ تعالی توفیق دیوی والاصواب کا ہی اب مین اپنی رسالہ کو غوث الاغواث ربانی قطب
الاقطاب صمدانی محبوب سبحانی حضرت محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ کی دعائیہ
رباعی پر ختم کرتا ہون جس کا ورد کرنا طالب حق کو بہت مفید ہی ۔ یارب بزرگان خویش منفعلم ۔
ذرقول بد و فعل بد خود خجلم ۔ فیضی بدلم نرعالم قدس بریز ۔ تامحو شود خیال ناساز دلم ۔
جب یہہ رسالہ اتمام کو پہونچا تب فقیر مودودی مؤلف نی چاہا کہ ضمیمہ اس رسالہ کا در باب فضیلت
ذکر اور اہل ذکر اور مکان ذکر کے اور در باب ذکر لطائف ستہ کی اور مقام اون کی لکہتا تاکہ
اگر کوئی آدمی تو بہ اور بیعت و ماتیعلقہما کی فوائد اس رسالہ شتی نمونہ خروار ی مین دیکہکر کسی
اہل اللہ کی دست حق پرست پر بیعت توبہ کی کری تو اوس کو چاہیئے کہ اس ضمیمہ کو کہ در باب
فضیلت ذکر اور اہل ذکر اور مکان ذکر کے ہی دیکہکر ذاکر ہووی اور لطائف ستہ کو
اذکار رحمانی کی انوار سی منور کری تا مجاہدہ اوس کا منتج مشاہدہ ہو جانا چاہیئے کہ مشاہدہ
حضرت اللہ تعالی کی فضل پر اور اپنی مرشد فانی فی اللہ اور باقی باللہ کی مہربانی پر موقوف
ہی مجاہدہ کسبی ہی اور مشاہدہ وہبی ہی ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ
ذوالفضل العظیم سعدی شیرازی نی کہا ہی ۔ شب تاریک و دستان خدا ۔ می نتابد چو
روز رخشندہ ۔ این سعادت بزور بازو نیست ۔ تانہ بخشد خدائی بخشندہ ۔ اور
مقصود اس ضمیمہ کی یہہ سی بیان فضیلت ذکر اور اہل ذکر اور مکان ذکر اور ذکر

لطائف سبعہ اور مقام اون کا ہی نہ کہ حصر اور حصاء انواع ذکر اور جمیع اذکار کا ہی کہ وہ لا تعد و لا تحصی ہین اور اوس باب مین بھی اور رسالہ نافعہ لکھا گیا ہی اور فرض یہہ ہے کہ اقسام ذکر اور مراقبات کی بہت ہین جیسا کہ کسی نی فرمایا ہی طرق الوصول الی اللہ بعدد انفاس الخلائق یعنی طریق وصول الی اللہ کہ مراد اون سی اقسام اذکار اور انواع مراقبات ہین بمقدار خلائق کی انفاس کی متعدد ہین اور اصناف اذکار اور مراقبات مین سی وہ اذکار اور مراقبات مفید ہونگی کہ مرید کو اپنی مرشد کامل اور مکمل سی پہونچے ہونگی اگر کوئی مریدون کو موجب فرمان واجب الاذعان اپنی شیخ فانی فی اللہ باقی باللہ کی عمل مین لاویگا تو اون سی وہ خط مشاہدہ کا اوٹھائیگا کسی نی کیا اچھا کہا ہے۔

مرکز مرسی بی مدد پیر بجای ۔ بے زور کمان رہ نبرد تیر بجای

ھذہ ضمیمۃ لاھل الارادۃ فی التبع فی فضیلۃ الذکر واھلہ وذکر اللطائف السبع

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد خدا و نعت رسول ۔ عرض دارد فقیر نور محمد بتول جانا چاہیے کہ اللہ تعالی نی قرآن مجید مین فرمایا ہی یا ایہا الذین امنوا اذکروا اللہ ذکرا کثیرا یعنی ای ایمان والو اللہ تعالی کی یاد کثرت سی کرو یہان اللہ تعالی نی کثرت سی یاد کرنیکا حکم فرمایا ہی اس حکم پر اہل اللہ اور کاملین امت ہی نی پوری طور پر عمل کیا ہی اور صرف عمل ہی نہین کیا بلکہ عام امت محمدیہ علیہ الصلوۃ والسلام کو اوس پر عمل کرنیکی طریقی تعلیم کی جن کی کہ سی کثرت ذکر کی وہ حالت ہو جاتی ہے کہ اوس سے زیادتی کا احتمال باقی نہین رہتا یعنی ہر وقت سوتی اور جاگتی اور خلوت اور جلوت مین ہر سہ ہوا و مطلوب حقیقی کی یاد مین رہتا ہی جل ذکرہ و تعالی شانہ اونہین کو

اللہ تعالی اسطرح بشارت دیتا ہی والذاکرین اللہ کثیرا والذاکرات
اعد اللہ لھم مغفرۃ واجرا عظیما یعنی جو مرد اور عورتین کثرت سی اللہ تعالی
کی یاد کرتی ہین اون کی لئی اللہ تعالی نی مہیا کر رکھی ہی بخشش اور بڑا بدلہ یعنی جس کا
کچھہ بیان نہین ہو سکتا ایسی ہی لوگون کی شان مین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نی فرمایا ہی سبق المفردون قالوا وما المفردون یا رسول اللہ قال
الذاکرون اللہ کثیرا والذاکرات اور بعض روایت مین ہی طوبی للمفردین
یعنی حضرت سید الثقلین صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کہ سبقت لی گئی مفردون یا یہہ کہ خوشخبری
مفردون کی لئی ہی صحابہ کرام نی عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم مفردون کون
ہین ارشاد ہوا کہ جو مرد اور عورتین کثرت سی اللہ تعالی کی یاد کرتے ہین ترمذی وغیرہ
مین روایت ہی کہ اللہ تعالی نی حضرت یحیی کو پانچ باتون کی نسبت فرمایا کہ انپی وہ خود
بھی عمل کرین اور انپی اسرائیل کو انپر عمل کرنیکا حکم دین اون مین ایک بات یہہ بھی تھی
کہ اللہ تعالی کی یاد کرو کیونکہ یاد کرنیوالی کی مثال ایسی ہی جیسا کوئی شخص دشمن سے
بھاگا اور دشمن اوس کی پیچھے دوڑا یہانتک کہ وہ شخص بھاگ کر مضبوط قلعی مین پہونچگیا
اور انپی جان کو دشمن سی بچالیا اسیطرح بندہ انپی جان کو شیطان سی نہین بچا سکتا بجز
ذکر خدا کی یعنی اللہ تعالی کی یاد ہی ایسی ہی چیز ہی جو انسان کو شیطان سی جو اوس کا
صریح دشمن ہی بچالیتی ہی جب انسان کثرت سی اللہ تعالی کی یاد کرتا ہی تو اوس کی خبر
خود بخود شیطان کو ہوجاتا ہی جیسا کہ حدیث مین آیا ہی کہ ہر انسان کی دل مین دو گہر ہین
ایک مین فرشتہ رہتا ہی دوسری مین شیطان جب یہہ اللہ تعالی کی یاد کرتا ہی تو شیطان ہٹ
جاتا ہی اور جب اللہ تعالی کی یاد نہین کرتا تو اوس کی دل پر انپا موہ رکھکر وسوسہ ڈالتا

بیہقی روایت کرتی ہین کہ ہر حال مین اللہ تعالی کی یاد کثرت سی کرو کیونکہ کوئی کام
یاد خدا سی زیادہ نہ اللہ تعالی کو محبوب ہی اور نہ دنیا و آخرت مین اس سی زیادہ کوئی
نجات دینی والی شئی ہی امام احمد وغیرہ روایت کرتے ہین کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نی ارشاد فرمایا کہ قیامت کی دن اللہ تعالی کی نزدیک سب سی بڑی مرتبہ والی
وہ ہونگی جو کثرت سی اللہ تعالی کی یاد کرنیوالی ہین کسی نی عرض کیا کہ خدا تعالی کی راہ مین
جہاد کرنیوالون سی بھی وہ بڑی مرتبہ والی ہونگی ارشاد ہوا کہ اگرچہ کفار اور مشرکین سی
یہان تک لڑا ہو کہ تلوار ٹوٹ گئی ہو اور خون مین نہا گیا ہو تو بھی اللہ تعالی کی یاد کرنیوالا
اوس سی افضل ہی جب اگر کثرت کی حد دریافت کرنا ہو تو اس حدیث کو ملاحظہ کرنا چاہئی
اکثروا ذکر اللہ حتی یقولو مجنون یعنی یاد خدا کی یہان تک کثرت سی کرو کہ
لوگ دیوانہ کہنی لگین اسی وجہ سی امام غزالی رحمۃ اللہ نی فرمایا ہی کہ اگر صحابہ کرام رضی اللہ
عنہم اس زمانی مین ہوتی تو لوگ اونہین دیوانہ کہتی اور حضرات صحابہ اس وقت کی
لوگون کو کہتی کہ یہہ لوگ قیامت کی دن پر ایمان نہین لائی خیال کرنا چاہئی کہ جب امام
غزالی پانچوین صدی مین اپنی زمانی کی لوگون کا یہہ حال بیان کرتے ہین تو وای
ہر حال تیرہوین اور چودہوین صدی کی مسلمانون کی اور اسبطح قرآن مجید
کی اس آیتہ سی کثرت ذکر کا نشان ملتا ہی الذین یذکرون اللہ قیاما وقعودا
وعلی جنوبھم یعنی جو اللہ تعالی کی یاد کرتی ہین کھڑی اور بیٹھی اور لیٹی جیسا کہ آگے
گذرا اور غرض اس آیت سی اون لوگون کی تعریف ہی جو ہر حال مین اللہ تعالی کی
یاد کرتی ہین کیونکہ انسان کسی وقت مین ان تین حالتون سی خالی نہین ہوتا اور جب
ان تینون حالتون مین ذکر اللہ کا ہوا تو ہر حالت مین ذکر پایا گیا غرض کہ کثرت

ذکر کی وہ ہو کہ کوئی وقت اور کوئی حالت بغیر یاد خدا کی نگذری علامہ جزری وغیرہ علمانی
لکھا ہو کہ جو اذکار اور دعائین کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رات اور دن کی
مختلف اوقات کی لیے منقول ہین اونپر جو کوئی مواظبت کری تو
اُن لوگون مین ہوگا جو کثرت سے اللہ تعالی کی یاد کرتی ہین سورہ بقرہ مین ارشاد خداوندی
جل شانہ ہی فاذکرونی اذکرکم یعنی تم میری یاد کرو مین تمہاری یاد کرونگا صحیح بخاری
اور مسلم مین ایک حدیث قدسی ہی جو اس مضمون کی بسیط شرح کرتی ہو وہ یہہ ہی کہ مین
اپنی بندی کی گمان کی ساتھہ ہون اور مین اوس کی ساتھہ ہون جب وہ مجھے یاد کری
اگر وہ مجھی اپنی جی مین یاد کری تو مین اوسی جی مین یاد کرتا ہون اور اگر وہ مجھی مجمع
مین یاد کرتا ہی تو مین اوس کو ایسے مجمع مین یاد کرتا ہون جو وہ اوس کی مجمع سی بہتر ہے
یعنی ملائکہ مقربین اور ارواح انبیاء اور اولیاء کی مجمع مین یہان یہی اللہ تعالی کی یاد
کرنیکا حکم ہوا اور اوس کا نتیجہ اور فائدہ وہ بیان کیا گیا ہو کہ اگر اوس کی دل مین کچھہ
بھی خدا تعالی کی طلب ہو تو وہ خوشی کی ماری پھولی نہ سمائی اور جو طالبان خدا ہین
اون کی تو ذرا ہو جانیکا مقام ہو وہ شئی کسقدر مغتنم اور ضروری اور کیسی پیاری ہوگی
جس کی وجہ سی ہمارا حضرت رب العالمین مطلوب حقیقی ہم ایسی ناچیز بندون کو یاد
کری اور ایسی بزرگ جماعت مین ہمارا ذکر فرمائی افسوس اوس پر جو باوجود قدرت کی
ایسی نعمت عظمی سی محروم رہی ترمذی وغیرہ مین روایت ہو کہ حضرات صحابہ سی حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کہ کیا مین تمہین ایسی کام سی خبردار نکرون جو تمہاری
پروردگار کی نزدیک تمہاری اور کامون سی بہتر اور پاکیزہ ہو سونی اور چاندی کے
صرف کرنیسی بھی تمہاری لئی بہتر ہو اور اوس سی بھی بہتر ہو کہ تم دشمن سی ملو اور تم اونکی

گردنین کاٹو اور وہ تمہاری صحابہ نی عرض کیا کہ کیون نہین یا رسول اللہ علیک الصلوٰۃ والسلام ارشاد ہوا کہ اللہ تعالی کی یاد اون سب باتون سی بہتر ہی اور یہہ حدیث مع ترجمہ کی آگی اس رسالہ مین لکھی گئی ہی حصن حصین کی شرح مین ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالی نے لکھا ہی کہ اس حدیث سی معلوم ہوا کہ ہر عبادت مین ثواب کا ملنا اوس کی مشقت کی اندازی پر نہین ہی بلکہ اللہ تعالی کبھی تھوڑی نیکی پر وہ ثواب دیتا ہی جو بہت پر نہین دیتا ثواب کی کمی اور زیادتی بعض وقت مشقت کی اندازی پر ہوتی ہی اور بعض وقت نیکی کی مراتب پر موقوف ہوتی ہی یعنی جیسی عمدہ اور عالی مرتبہ نیکی ہوگی ویسا ہی زیادہ ثواب ملیگا۔

صحیح بخاری اور مسلم مین ہی کہ اللہ تعالی کی ایسی بھی فرشتی ہین جو رستون مین اللہ تعالی کی یاد کرنیوالون کو ڈھونڈتی پھرتی ہین تاکہ وہ اون کی زیارت کرین جسوقت کسی نی اللہ تعالی کی یاد کرنیوالون کو پایا تو ایک نی دوسری کو آواز دی کہ اپنی مطلب کیطرف آو یہہ سنتی ہی وہ فرشتی اون ذکر کرنیوالون کو اپنی پرون سی گھیر لیتی ہین آخر حدیث تک صحیح مسلم مین ہی کہ جو گروہ اللہ تعالی کی یاد کرنی بیٹھتا ہی فرشتے اوس کا طواف کرتے ہین اور خدا کی رحمت اونہین ڈھانک لیتی ہی اور تسلی اونپر نازل ہوتی ہی اور اللہ تعالی اپنی مقربین مین اون کا ذکر کرتا ہی ترمذی مین ہی کہ ایک شخص نی عرض کیا یا رسول صلی اللہ علیک وسلم شرایع اسلام مجھپر غالب ہوگئی یعنی کثرت کی وجہ سی مین اونہین ادا کر نہین سکتا لہذا مجھی ایسی چیز تعلیم فرمائی کہ مین اوس پر عمل کرون ارشاد ہوا کہ تیری زبان اللہ تعالی کی یاد مین ہمیشہ تر رہی مقصود یہہ معلوم ہوتا ہی کہ دل کسی وقت مین یاد خدا سی غافل نرہی اعمال ظاہری فرض وواجب و سنت مؤکدہ کی سوا اور ادا ہون یا نہون ذکر قلبی مین دو فائدی ظاہر ہین ایک

ایک یہہ کہ ہر وقت انسان کر سکتا ہی اگرچہ کیسا ہی ضعیف کیوں نہ ہو دوسری یہہ کہ
اِس مین ریا کو دخل نہین ہوتا بخلاف عبادت جسمانی کہ اوس مین انسان تھک جاتا ہی
اور ریا سی بچنا بھی اوس مین دشوار ہی اس وجہ سی صوفیہ کرام اول ذکر قلبی ہی کی
زیادہ تاکید کرتی ہین ابن حبان روایت کرتی ہین کہ جب حضرت معاذ مین کو جانی
لگی تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی دریافت کیا کہ اللہ تعالی کی نزدیک کون
کام زیادہ پسندیدہ ہی ارشاد ہوا کہ تو ایسی حال مین مرے ہی کہ اللہ تعالی کی ذکر کی
تیری زبان تر ہو یعنی تمام عمر اللہ تعالی کی یاد مین مشغول رہی یہان تک کہ اوسی پر
خاتمہ ہو جائی ملا علی قاری نی اس حدیث کی شرح مین لکھا ہی کہ اس مین دو باتون
کی طرف اشارہ ہی ایک یہہ کہ تمام نیک اعمال کا خلاصہ اللہ تعالی کی یاد ہی دوسری
یہہ کہ زندگی مین اللہ تعالی کی یاد مین مشغول رہنا باعث ہی اس امر کا کہ موت کی نازک
حالت مین بھی اوسی اللہ تعالی کی یاد رہی حدیث مین آیا ہی کہ جس حال مین تم جیوگی
اوس مین مروگی اور جس مین مروگی اوس مین قیامت کی دن اوٹھوگی یہہ امر تجربہ
سی بھی بخوبی ثابت ہوتا ہی کہ جس امر کا انسان عادی ہوجاتا ہی وہ بی اختیار حالت
بیخودی مین بھی جاری ہوتا ہی مثلا چھوٹی بچی جو قرآن مجید پڑہنی مین سوتی ہین جب
وہ جاگتی ہین تو وہی قرآن مجید کی سورتین یا آیتین پڑہتی ہین جن کی دن کو اونہون نی
مشق کی ہی آدمی سوتی مین اوسی قسم کی خواب اکثر دیکھتا ہی جس امر کا خیال جاگتی مین
اوسی رہتا ہی اسیطرح جو مرد خدا اپنی زندگی مین اللہ تعالی کی یاد مین مشغول رہیگا مرتی
وقت بھی اوسی اللہ تعالی ہی کی یاد رہیگی اور دل اور زبان سی بی اختیار اوسی کا نام
نکلیگا اسیوجہ سی اہل اللہ مریدی اللہ تعالی کی یاد کی کثرت کراتی ہین طبرانی مین حضرت

معاذ سی روایت ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کہ جنتیون کو
کسی امر پر حسرت اور ندامت نہوگی مگر زندگی کی اوس وقت پر جسمین اونہون نی
خدائی عزوجل کی یاد نہ کی ہوگی و ای برحال اون کی جنہون نی اپنی عمر فضول کامون
مین تباہ کی یا بری کامون مین ہنسی رہی اور اس زندگانی کی قدر نجانی جس کا ایک
ایک دقیقہ بیش بہای جس کی قدر مرتی وقت معلوم ہوگی مگر اوس وقت ندامت کچھ
نفع ندی گی ابن حبان سی روایت ہی کہ جو لوگ کسی جگہہ بیٹہکر علیحدہ ہوئی اور اوس
مجلس مین خدا کا ذکر اونہون نی نہ کیا تو گویا مرا ہوا گدہا کہا علیحدہ ہوئی اور یہہ
جلسہ قیامت کی روز اونہین باعث ندامت کا ہوگا اور متعدد روایتون مین اللہ
تعالی کی ذکر کی ساتہہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بہیجنا بہی آیا ہی یعنی
یہہ مضمون ہی کہ جس مجلس مین لوگ مجتمع ہوکر متفرق ہوگئی اور اوس مین اللہ تعالی کا
ذکر نہ کیا اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ بہیجا تو اون کی وہی
مثال ہی جو اوپر ذکر کی گئی اِس مثال کی یہہ وجہ معلوم ہوتی ہی کہ الدنیا جیفۃ
وطالبہا کلاب آیا ہی یعنی دنیا مردار چیز ہی اور اوس کی طلب کرنیوالی کتی ہین
پس جب اون غافلون نی مقام جلسہ مین دنیا ہی کا ذکر کیا تو معلوم ہوا کہ اوس مردار
شئی کا استعمال کرتی رہی اگر کچھہ بہی خدائی پاک کا ذکر کرلیتی تو یہہ ناپاکی دور ہوجاتی
مقصود اس تشبیہہ سی غفلت سی نفرت دلانا اور اوس سی ڈرانا ہی کہ ذکر خدائی تعالی
سی غافل رہنا نہایت بُری اور نفرت خیز چیز ہی یہان اون حدیثون پر بہی نظر
کرنی چاہیی جو اُس مجلس کی تعریف مین آئی ہین جس مین اللہ تعالی کا ذکر ہوا امام
احمد روایت کرتی ہین کہ کوئی قوم اللہ تعالی کی یاد کرنی کی لئی نہین بیٹہتی مگر پکارنی

والا آسمان سی پکارتا ہی کہ کھڑی تم ہو بخشدی گئی ابو نعیم حضرت انس سی روایت
کرتی ہین کہ جس گھر مین اللہ تعالی کی یاد ہوتی ہی وہ آسمان والون کی نظر مین ایسا
چمکتا ہی جیسی زمین والون کی نظر مین تارے چمکتے ہین حاکم حضرت عائشہ سی روایت
کرتی ہین کہ جسنی اللہ تعالی کا ذکر کیا اور خوف خدا سی اوس کے آنسو یہان تک بہی
کہ زمین پر گری قیامت کی روز اللہ تعالی اوس کو عذاب نہ کریگا ترمذی مین روایت
ہی کہ جو کوئی صبح کی نماز جماعت سی پڑہی اور پہر آفتاب نکلنی تک بیٹھا ہوا اللہ تعالی
کی یاد کرتا ہی پہر دو رکعت نماز پڑہی تو اوس کو کامل ثواب ایک حج اور عمری کا
ملیگا ذکر کی فضیلت مین بہت کثرت سی احادیث آئی ہین اون کا نقل کرنا موجب
طوالت کا ہی جس قدر لکہا گیا طالب صادق کی اشتغال کی لیی کافی ہی اللہ تعالی توفیق
دی ہان ایک حدیث اور لکہنا مناسب معلوم ہوتا ہی وہ یہہ ہی ابن حبان اور ابو یعلی
وغیرہما روایت کرتی ہین کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی قسم کہا کر فرمایا کہ بعضی
لوگ دنیا مین عمدہ پہولون پر اللہ تعالی کی یاد کرتے ہین اللہ تعالی جنات عالیہ مین اونہین
داخل کریگا ملا علی قاری حصن حصین کی شرح مین مصنف سی نقل کرتے ہین کہ اس حدیث مین
اشارہ ہی کہ بادشاہ اور امرا اور دیگر اہل دنیا کی حشمت اور خوشحالی اللہ تعالی کی
یاد سی مانع نہین بلکہ وہ لوگ اس امر مین ماجور رہون گی یعنی ثواب پاوین گی اللہ تعالی
اپنی رحمت سی اونہین جنت مین داخل کریگا اس لیی کہ مباحات اور رخصت سی ہین
سورہ اعراف مین ہی قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ والطیبات
من الرزق یعنی کہہ دی تو کنی حرام کیا اللہ تعالی کی زینت کو جسی اللہ تعالی نی اپنے
بندون کی لیی پیدا کیا اور اچہی چیزین کہانی کی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی

نی ایک مرتبہ اپنی اوپر شہد حرام کرلیا تہا اوس کی باب مین سورۃ تحریم مین ارشاد وجب
الانقیاد حضرت اللہ تعالی کا یون ہوا یا ایہا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک یعنے
جو شیٔ کہ اللہ تعالی نی تیری لئی حلال کی ہی اوس کو تو کس لئی حرام کرتا ہی اصل یہہ ہی کہ
اسباب دنیا وی ہیونا چندان مضر نہین ہی مگر تعلق قلبی اونسی نہونا چاہیے حدیث شریف
ہی حب الدنیا راس کل خطیئۃ یعنی محبت دنیا کی سردار کل گناہون کی ہی اس لئی
مولانا رومی نی فرمایا ہی ۔ چیست دنیا از خدا غافل بدن ۔ نی قماش و نقرہ و فرزند و زن
البتہ اسباب تعلق سی بی تعلق رہنا ہر ایک کا کام نہین حاصل یہہ ہی کہ اہل اللہ کی لئی
کوئی خاص طرز اور وضع نہین ہی جس سی عوام اونہین پہچان سکین بعضے زہد کرکے
صبر مین گذارتے ہین اور اللہ تعالی کی محبت مین اونہین تکلیفین کچہہ نہین معلوم ہوتین
بلکہ وہ محبت کی نشہ مین ایسے سرشار ہوتی ہین کہ تکلیفون کی اونہین خبر ہی نہین ہوتی
اور اگر ہوتی بہی ہی تو اوس کی طرف سی اوس کو سمجہکر عجیب لطف اوٹہاتی ہین مطابق
بیت حافظ شیرازی کی ۔ بدم گفتی و خرسندم عفاک اللہ نکو گفتی ۔ جواب تلخ می زیبد لب
لعل شکر خارا ۔ بعضے خدا تعالی کی نعمتون سی محفوظ ہوکر شکر آہی مین گذارتی ہین اور
جسطرح سی پہلی گروہ کو تکلیف یا رخدا سی باز نہین رکہتی اسیطرح اس گروہ کو راحت ذکر
خدا سی مانع نہین ہوتی جو خدا تعالی اونکی صبر کو باعث حصول کرتا ہی وہی اس گروہ کے
شکر کو موجب تقرب کرتا ہی وہ مالک و مختار ہی جس کو جس راہ سی چاہتا ہی بلاتا ہی فی الجملہ کسی کا
صبر کچہہ کرسکتا ہی نہ کسی کا شکر الحاصل یہہ اللہ تعالی کا فضل ہی جسی چاہی دی البتہ عوام کو
یہہ مقام رہو کی گاہی اونہین چاہیو کہ نہ کسی کی ظاہری زہد پر فریفتہ ہون اور نہ کسی کی
ظاہری زہد پر بدگمانی کرین بلکہ اولیاء اللہ کی شناخت جو احادیث مین آئی ہی اور

بزرگون نی لکھی ہی اوس پر نظر رکھین عبدالرحمن بن غنم و اسماء بنت یزید راوی ہین
کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا خیار عباد اللہ الذین اذا رؤ
ذکر اللہ یعنی اچھے بندی وہ ہین کہ جب وہ نظر پڑین تو اللہ تعالی یاد آئی جیسا کہ اس
رسالہ مین آگی یہہ حدیث تحقیق و تدقیق لکھی گئی ہی اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ
تعالی عنہما سی ناقل ہین افضلکم الذین اذا رؤ ذکر اللہ تعالی لرویتہم یعنی تم مین
افضل وہ لوگ ہین جن کی دیکھنی سی اللہ تعالی یاد آئی اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ
تعالی عنہما سی اسطرح نقل کرتے ہین خیارکم من ذکرکم باللہ سرویتہ وزاد فی
علمکم منطقہ ورغبکم فی الاخرۃ عملہ یعنی بہترین تمہاری وہ ہین جن کا دیکھنا اللہ
تعالی کی یاد دلائی اور اون کی کلام سی تمہاری نیک کامون مین ترقی ہو اور اون کی
عمل سی تمہین آخرت کی طرف رغبت ہو اور اسی مضمون کو امام احمد اور طبرانی نی بھی
روایت کیا ہی یہان یہہ امر بھی یاد رکھنا چاہئی کہ یہہ اثر جو بیان کیا گیا ہی سبب اختلاف
دروتس اور قابلیت ناظر کی کمی و بیشی مین مختلف ہوتا ہی اور بعضی جگہہ نہین ہوتا جیسا
آگی گذرا اور فی الحقیقت وجود اہل اللہ کا کرامت ہی کرامات سبحانہ جل شانہ کی اور اللہ
تعالی کی طرف دعوت اون کی لوگون کو رحمت ہی اللہ تعالی کی رحمتون سی مردی دلون
کو جلانا اون کی نشانیون سی نشانی ہی یہہ لوگ امان اہل ارض کی ہین اور غنیمت ہین
اہل زمانہ کی کہ سبب عیطرادن دہم یہ نرقون ان کی شان مین ہی کما مر غیر
مرۃ اون کا کلام دوا ہی اور نظر اون کی شفا ہی ہم جلساء اللہ وہم قوم لا یشقی
جلیسہم ولا یخیب انیسہم یعنی اولیاء اللہ تعالی کی ہمنشین ہین اور وہ ایسی قوم
ہی کہ اون کی ہمنشین شقی نہین ہوتی اور اون کی انیس نقصان نہین اوٹھاتی کما

۱۳۱۳ اور وہ علامت کہ اہل خص اہل باطل سی جدا ہون یہہ ہی کہ جو کوئی کہ وہ شریعت
پر استقامت رکھتا ہو اور اوس کی صحبت سی دل کو اللہ تعالی کیطرف میل اور توجہ
پیدا ہو اور ماسوی اللہ تعالی سی دلکو برودت حاصل ہو وہ اہل خص کا اور اولیاء اللہ
سی ہی علی تفاوت الدرجات اور یہہ تفاوت بھی بہ نسبت ارباب مناسبت کی ہی اور بی
مناسبت محروم مطلق ہی ۔ ہرکہ اورویٔ بہ بہبود ندشت ۔ دیدن رویٔ نبی سود ندشت
انتباہ یاد خدا سی مقصود یہہ نہین ہی کہ ہر وقت آدمی زبان سی اللہ اللہ کرتا رہے
چونکہ انسان کی حالتین مختلف ہوتی ہین تو آدمی کی حال کی مناسب یاد خدا بھی ہونی چاہیے
الغرض یہہ کہ اپنی زندگی کی اوقات کو خدا تعالی کی مرضیات مین صرف کرنا خدا تعالی کے
یاد ہی بشرطیکہ نیت خالص ہو مثلا کوئی شخص کہانا کھاتا ہی اور یہہ غرض ہو کہ میرا نفس ہلاکت
سی بچی اور عبادت کی قوت ہو تو یہہ کھانا بھی اللہ تعالی کی یاد ہی اور اگر اس سی مقصود
شہوت پرستی اور بری کام پر قوت ہی تو یہہ کھانا غفلت ہی اسیطرح اوس کا اوٹھنا بیٹھنا
سونا نکاح کرنا تجارت کرنا وغیرہم سب افعال کا یہی حال ہی حدیث مین آیا ہی کہ مسلمان کا
کوئی فعل رائگان نہین جاتا یعنی اوس کی ہر فعل پر اوسی ثواب ملتا ہی مطلب یہہ ہی کہ جو
امر شریعت مین منع نہین ہی جب اوس کو کسی نیت خیر سی کریگا ثواب پائیگا غرض کہ
اس قسم کی کل امور نیت خیر کی ساتھہ ذکر اللہ مین داخل ہین مگر یہہ دوام ذکر اہل ظاہر کے
لئی ہی اور ہر مسلمان کو ایسا کرنا چاہئی اور اہل باطن کی یاد دوسری قسم کی ہی اون کا دل کسی
وقت اور کسی حالت مین خدا تعالی کی یاد سی غافل نہین ہوتا بلکہ اون کو اللہ تعالی سی ایک
تعلق قلبی ہو جاتا ہی جیسا عاشق کا معشوق سی کہ وہ کسی حال اور کسی وقت مین زائل نہین ہوتا
اور یاد الہی بہ نسبت تعلق قلبی کی ادنی درجہ ہی اور تعلق قلبی سی مراد عشق ہی کہ وہ کثرت

ذکر الٰہی سی پیدا ہوتا ہی اور ذاکرین کی حق مین ہی رجال لا تلھیھم تجارۃ و لا بیع عن ذکر اللہ حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند قدس سرہ اللہ تعالی باسرارھم نی فرمایا کہ مینی بنیا بازار مین ایک تاجر کو دیکھا کہ تخمیناً پچاس ہزار دینار کی خرید و فروخت کی مگر ایک لحظہ اوس کا دل اللہ تعالی کی یاد سی غافل نہین ہوا اور ذکر کی تعریف مین فقیر مؤلف کی ہموطن اعنی ملا معین الدین ہروی نی جو غزل فرمائی ہی اوس کو اس جگہہ لکھنا انسب نظر آیا وہ یہہ ہی ؎

ربود جان و دلم را جمال نام خدا ۔۔۔ نواخت تشنہ دلانرا زلال نام خدا

وصال حق طلبی ہمنشین نامش باش ۔۔۔ بہ بین وصال خدا در وصال نام خدا

میان اسم و مسمی چو فرق نیست بہ بین ۔۔۔ تو در تجلی اسمار کمال نام خدا

یقین بدانکہ تو باحق نشستہ شب و روز ۔۔۔ چو ہمنشین تو باشد خیال نام خدا

تراسزد طیران در فضای عالم قدس ۔۔۔ بشرط آنکہ بہ پری بال نام خدا

چو نام او شنوم گر بود مرا صد جان ۔۔۔ فدای اوست بعز و جلال نام خدا

معین ز گفتن نامش ملول کی گردد ۔۔۔ کہ از خداست ملالت ملال نام خدا

فائدہ سید الاغوات سلطان الاقطاب محبوب سبحانی حضرت محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ نی غنیۃ الطالبین مین لکھا ہی و اما الذکر فقولہ عز و جل یا ایھا الذین امنوا اذکروا اللہ ذکرا کثیرا و قولہ عز و جل فاذکرونی اذکرکم و اشکروا لی و لا تکفرون اختلف العلماء فی ذالک الخ یعنی لاکن ذکر پس قول اللہ تعالی کا ہی یا ایھا الذین امنوا الآیۃ یعنی تم میرا ذکر کرو تا مین تمہین یاد کرون اور شکر کرو میرا اور کفران نعمت کا نکرو پس اختلاف کیا ہی علماء نی اس کی معنی

۲ یعنی ایمان والو اللہ تعالی کا ذکر بہت کرو اور قول اللہ تعالی کا ہی فاذکرونی اذکرکم

ہین پس حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ نی اس کی معنی ہین فرمایا ہی اذکروني
بطاعتي اذکرکم بمغفرتي یعنے یاد کرو مجھے اپنی طاعت سے یاد کرونگا ہین تمکو اپنی مغفرت
اور مدد سی جیساکہ اللہ تعالی نی فرمایا ہی والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا
یعنی جنھون نی جہاد اور مجاہدہ کیا ہی ہماری راہ مین ہر آئینہ دیکھا ینگی ہم اوس کو اپنی
وصول کی راہ اور حضرت سعید ابن جبیر نی اس آیتہ کی معنی ہین فرمایا ہے اذکروني
بطاعتي اذکرکم بمغفرتي یعنی یاد کرو تم مجھے اپنی طاعت سی یاد کرونگا ہین تمکو اپنی
مغفرت سی جیساکہ اللہ تعالی نی فرمایا ہی واطیعوا اللہ والرسول لعلکم ترحمون۔
یعنی فرمان برداری کرو اللہ تعالی کی اور رسول کی شاید کہ تم رحم کیے جاؤ اور حضرت فضیل
ابن عیاض نی فرمایا ہی فاذکروني بطاعتي اذکرکم بثوابي یعنی یاد کرو تم مجھے طاعت سے
یاد کرونگا ہین تمکو ثواب سی جیساکہ اللہ تعالی نی فرمایا ہی ان الذین امنوا وعملوا
الصالحات انا لانضیع اجر من احسن عملا اولئك لھم جنات عدن الآیۃ
یعنی تحقیق جو لوگ ایمان لائی اور عمل صالح کیا ہی ہر آئینہ نہ ضایع کرینگی ہم اجر اوس شخص کا
کہ اچھا کیا ہی عمل وہ وہ ہین کہ اون کی لی بہشت عدن ہی آخر آیت تک اور حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہی من اطاع اللہ فقد ذکر اللہ وان قلت صلاتہ
وصیامہ وتلاوتہ القرآن ومن عصی اللہ فقد نسی اللہ وان کثرت
صلاتہ وصیامہ وتلاوتہ القرآن یعنی جس نی فرمان برداری کی اللہ تعالی کی
پس تحقیق یاد کیا اوس نی اللہ تعالی کو اگرچہ کم ہو نماز نفلی اوس کی اور روزہ نفلی اوس کا
اور تلاوت قرآن مجید اوس کی اور جس نی کہ نافرمانی کی اللہ تعالی کی پس تحقیق وہ
بھولا اللہ تعالی کو اگرچہ بہت ہو نماز اوس کی اور روزہ اوس کا اور تلاوت قرآن مجید

اوس کی اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی نی فرمایا ہی کفی بالتوحید دعا
وکفی بالجنۃ ثوابا یعنی از روی عبادت کی توحید کافی ہی اور از روی ثواب کے
بہشت کافی ہی یعنی اعلی درجہ عبادت کا توحید ہی اور افضل درجہ ثواب کا دخول جنت ہے
اور ابن کیسان نی کہا ہی فاذکرونی بالشکر اذکرکم بالزیادۃ یعنی یاد کرو
مجھی شکر نعمت سی یاد کرونگا مین تمکو زیادتی نعمت سی جیسا کہ اللہ تعالی نی فرمایا ہے
لئن شکرتم لازیدنکم یعنی اگر تم شکر کروگی البتہ زیادہ کرونگا مین تمکو اور بعض نے
کہا ہی فاذکرونی بالتوحید والایمان اذکرکم بالدرجات والجنان یعنے
یاد کرو مجھے توحید اور ایمان سی یاد کرونگا مین تمکو درجات سی اور بہشت سی جیسا کہ اللہ تعالی
نی فرمایا ہی وبشر الذین امنوا وعملوا الصالحات ان لھم جنات تجری من
تحتھا الانھار الایۃ یعنی بشارت دی اون کو کہ ایمان لائی اور عمل صالح کی تحقیق
اون کی لئی وہ بہشتین ہین کہ جاری ہین اون کی نیچی نہرین اور بعض نی کہا ہی اذکرونی
علی ظھر الارض اذکرکم فی بطنھا اذا نسیتم اھلھا یعنی یاد کرو مجھی زمین کے
پیٹھ پر تا کہ یاد کرون مین تمکو اوس کی پیٹ مین جبکہ بھولین لوگ تمکو جیسا کہ اصمعی کہا ہی
کہ دیکھا مین نی اعرابی کو کھڑا ہوا عرفات مین روز عرفہ کی اور وہ کہہ رہا تھا الھی عجت
الیک الاصوات بضروب اللغات یسئلونک الحاجات وحاجتی الیک ان
تذکرنی عند البلاء اذا نسیتنی اھلی یعنی یا الٰہی بلند ہین تیری طرف آوازین
گوناگون لغات سی مانگتی ہین تجھی حاجتین اور حاجت میری تیری طرف یہہ ہی کہ یاد کرے تو
مجھی بلا مین کیونکہ جب بھولین مجھی اہل میری اور بعض نی کہا ہی اذکرونی فی الدنیا اذکرکم
فی الاخرۃ یعنی یاد کرو مجھے دنیا مین یاد کرونگا مین تمکو آخرت مین اور بعض نی کہا ہی اذکرونی

بالطاعات اذکرکم بالمعافاۃ یعنے یاد کرو مجھے عبادات سی یاد کرونگا مین تمکو
عفو اور بخشش سی بدلیل قول اللہ تعالی کی من عمل صالحا من ذکر او انثی
وھو مومن فلنحیینہ حیوۃ طیبۃ یعنی جو کوئی کہ عمل صالح کیا مرد ہو یا عورت حال
آنکہ وہ مؤمن ہو پس ہر آئینہ جلائینگے ہم اوس کو حیات پاک سی اور بعض نی کہا ہی اذکرنی
بالخلا والملا اذکرکم بالخلا والملا یعنے یاد کرو مجھے ظاہر و باطن مین یاد کرونگا
مین تمکو ظاہر و باطن مین جیسا کہ مروی ہی کہ اللہ تعالی نی اپنے بعض کتب مین کہ اون کو انبیاء
علیہم السلام پر نازل کیا ہی فرمایا ہی انا عند ظن عبدی بی فلیظن بی ما شاء وانا
معہ اذا ذکرانی فمن ذکرنی فی نفسہ ذکرتہ فی نفسی ومن ذکرنی فی ملاء
ذکرتہ فی ملاء خیر منہ ومن تقرب الی شبرا تقربت الیہ ذراعا ومن
تقرب الی ذراعا تقربت الیہ باعا ومن اتانی ماشیا اتیتہ ھرولۃ و
من اتانی بقراب الارض خطیئۃ اتیتہ بمثلھا مغفرۃ بعدان لا یشرک
بی شیئا یعنی مین اپنے بندون کی گمان کی نزدیک ہون پس گمان کرے مجھسے جو کہ
وہ چاہے اور مین اوس کی ساتھہ ہون جب وہ یاد کرتا ہی مجھے پس جو کوئی یاد کرتا ہے
مجھے اپنی جی مین یاد کرتا ہون مین اوس کو اپنی جی مین اور جو کوئی یاد کرتا ہی مجھے جماعت
مین یاد کرتا ہون مین اوس کو جماعت مین کہ اچھی ہی اوس کی جماعت سی اور جو کوئی قرب
ہوتا ہی مجھے بالشت بھر نزدیک ہوتا ہون مین طرف اوس کی گز بھر اور جو کوئی قریب
ہوتا ہی مجھے ایک گز بھر قریب ہوتا ہون مین طرف اوس کی مقدار درازی دو
ہاتھہ کی اور جو کوئی آتا ہی میرے پاس چلتا ہوا آتا ہون مین اوس کی پاس دوڑتا
ہوا اور جو کوئی لاتا ہی میری پاس مقدار زمین کی گناہ لاتا ہون مین اوس کی پاس
مثل اوس کی مغفرت یعنی اگر وہ تمام زمین کے برابر گناہون سی میری پاس آوی تو مین اوسکی پاس

ساتھہ اوتنی مغفرت کی آوٹگا بعد اوس کی کہ وہ شریک نکری ساتھہ میری کسی شئی کو اور بعض
نی کہا ہی اذکرونی فی النعمۃ والرخاء اذکرکم فی الشدۃ والبلاء یعنے
یاد کرو مجھے اپنی نعمت اور راحت کی حالت مین یاد کرونگا مین تمکو تمہاری شدت اور
بلا کی حالت مین جیسا کہ اللہ تعالی نی فرمایا ہی فلولا انہ کان من المسبحین
للبث فی بطنہ الی یوم یبعثون یعنی اگر نہوتا یونس تسبیح کہنے والون مین سی
البتہ وہ رہتا مچھلی کی پیٹ مین روز قیامت تک اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ
تعالی عنہ نی فرمایا ہی تحقیق بندہ جب دعا کرتا ہی خوشی کی حالت مین پس اگر اوس پر
بلا نازل ہوتی ہی تو ملائکہ جناب باریتعالی مین عرض کرتے ہین کہ ای رب ہماری تیری
بندہ پر تحقیق بلا نازل ہوئی ہی پس ملائکہ اوس کی شفاعت کرتی ہین پس اللہ تعالی
اون کی شفاعت کو قبول فرماتا ہی اور اگر بندہ خوشی کے حالت مین اللہ تعالی کو
نہین پکارتا اور یاد نہین کرتا پس اوس کو ملائکہ کہتی ہین اب بلا کی حالت مین دعا
مانگتی ہو پس وہ اوس کی شفاعت نہین کرتی مانند قصہ فرعون کی جیسا کہ قرآن مجید مین
ہے الآن وقد عصیت قبل الآیۃ یعنی کیا اب توبہ کی تو نی اور تحقیق نافرمانی
کی تو نی پہلی آخر آیۃ تک اور بعض نی کہا ہی اذکرونی بالتسلیم والتفویض اذکرکم
باصلح الاختیار یعنے یاد کرو مجھی تسلیم اور تفویض آپنی سی یاد کرونگا مین تمکو اچھی
اختیار سی جیسا کہ قرآن مجید مین ہی ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ یعنی جو کوئی
اللہ تعالی پر توکل کریگا پس وہ اوس کو کافی ہی اور بعض نی کہا ہی اذکرونی بالشوق
والمحبۃ اذکرکم بالوصل والقربۃ یعنی یاد کرو مجھے شوق اور محبت سی یاد کرونگا
مین تمکو اپنی وصل اور قربت سی اور بعض نی کہا ہی اذکرونی بالمجد والثناء اذکرکم

بالعطاء والجزاء یعنی یاد کرو مجھے بزرگی اور شناسی یاد کرونگا میں تمکو عطا اور جزا سی اور بعض نی کہا ہی اذکروني بالتوبة اذکرکم بغفران الحوبة یعنی یاد کرو مجھے توبہ کرنیسے یاد کرونگا میں تمکو گناہون کی مغفرت سی اور بعض نی کہا ہے اذکروني بالدعاء اذکرکم بالعطاء یعنی یاد کرو مجھے دعا سی یاد کرونگا میں تمکو عطا سی اور بعض نی کہا ہی اذکروني بالسؤال اذکرکم بالنوال یعنی یاد کرو مجھکو سوال کرنیسے یاد کرونگا میں تمکو بخشش سی اور بعض نی کہا ہی اذکروني بالغفلة اذکرکم بالغفلة یعنی یاد کرو مجھے بغیر غفلت کی یاد کرونگا تمکو بیدرنگ اور بستی نی کہا ہی اذکروني بالندم اذکرکم بالکرم یعنی یاد کرو مجھے اپنے گناہون کی ندامت سی یعنی توبہ سی یاد کرونگا میں تمکو بخشش سی اور بعضی نی کہا ہے اذکروني بالمغفرة اذکرکم بالمغفرة یعنی یاد کرو مجھے اپنے گناہون کی معذرت سی یاد کرونگا میں تمکو امرزش سی اور بعض نی کہا ہی اذکروني بالارادة اذکرکم بالافادة یعنی یاد کرو مجھکو ارادت قلبی سی یاد کرونگا تمکو فائدہ دینی سی اور بعض نی کہا ہی اذکروني بالتفضل اذکرکم بالتفضل یعنی یاد کرو مجھکو اپنے گناہون کی باہر آنیسی اور ترک گناہون سے یاد کرونگا میں تمکو بزرگی سی اور بعض نی کہا ہی اذکروني بالاخلاص اذکرکم بالخلاص یعنی یاد کرو مجھکو محبت سی یاد کرونگا میں تمکو نجات دینی سی اور بعض نے کہا ہی اذکروني بالقلوب اذکرکم بکشف الکروب یعنی یاد کرو مجھکو دلون سے یاد کرونگا میں تمکو سختیون کے دفع کرنیسے اور بعض نی کہا ہی اذکروني بالنسیان اذکرکم بالایمان یعنی یاد کرو مجھکو بغیر فراموشی کی یاد کرونگا میں تمکو ایمان سی اور بعض نی کہا ہی اذکروني بالافتقار اذکرکم بالاقتدار یعنی یاد کرو مجھکو عجز اور

احتیاج سی یاد کرونگا مین تمکو اقتدار سی اور بعض نی کہا ہی اذکرونی بالاعتذار
والاستغفار اذکرکم بالرحمۃ والاغتفار یعنی یاد کرو مجھکو عذر کرنے سی اور
طلب بخشش کرنیکی گناہون سی یاد کرونگا مین تمکو رحمت سی اور بخشش سی اور بعض نے
کہا ہی اذکرونی بالایمان اذکرکم بالجنان یعنی یاد کرو مجھکو ایمان سی یاد کرونگا
مین تمکو بہشت سی اور بعض نی کہا ہی اذکرونی بالاسلام اذکرکم بالاکرام یعنی
یاد کرو مجھکو اسلام سی یاد کرونگا مین تمکو بخشش سی اور بعض نی کہا ہی اذکرونی بالقلب
اذکرکم بالکشف الحجب یعنی یاد کرو مجھکو دل سی یاد کرونگا مین تمکو حجابون کی کہولنے سی
یعنی اگر قلب سی مجھکو یاد کروگی تو مین تمہاری دل کی حجاب جو مانع میری مشاہدہ کی ہین
کہولدونگا اور بعض نی کہا ہی اذکرونی ذکرا فانیا اذکرکم ذکرا باقیا یعنے
یاد کرو مجھکو ذکر فانی سی یاد کرونگا مین تمکو ذکر باقی سی اور بعض نی کہا ہی اذکرونی
بالابتہال اذکرکم بالافضال یعنی یاد کرو مجھکو عجز سی یاد کرونگا مین تمکو بزرگی دونگا
اور بعض نی کہا ہی اذکرونی بالتذلل اذکرکم بمغفرتی التذلل یعنی یاد کرو مجھکو زاری
اور خواری سی یاد کرونگا مین تمکو گناہون کی مغفرت سی اور کسی نی کہا ہی اذکرونی
بالاعتراف اذکرکم بمحو الاقتراف یعنی یاد کرو مجھکو اپنے گناہون کی اعتراف سی
یاد کرونگا مین تمکو گناہون کی بخشش سی اور کسی نی کہا ہی اذکرونی بصفاء السر
اذکرکم بخالص البر یعنی یاد کرو مجھکو صفائی باطن سی یاد کرونگا مین تمکو نیکی خالص سے
اور کسی نے کہا ہی اذکرونی بالصدق اذکرکم بالرفق یعنی یاد کرو مجھکو صدق سی
یاد کرونگا مین تمکو رفق سی اور کسی نی کہا ہی اذکرونی بالصفو اذکرکم بالعفو یعنے
یاد کرو مجھکو برگزیدگی سی یاد کرونگا مین تمکو بخشش سی اور کسی نے کہا ہے اذکرونی

بالتعظیم اذکرکم بالتکریم یعنی یاد کرو مجھکو عظمت سے یاد کرونگا مین تمکو بزرگی سے
اور کسی نی کہا ہی اذکرونی بالتکبیر اذکرکم بالنجاۃ من السعیر یعنی یاد کرو
مجھکو تکبیر اور یاد کرونگا مین تمکو دوزخ کی نجات دینی سی اور کسی نی کہا ہی اذکرونی بالترک
الجفاء اذکرکم بحفظ الوفاء یعنی یاد کرو مجھکو ترک جفا سی یاد کرونگا مین تمکو وفا کی نگاہ
رکھنی سے اور کسی نی کہا ہی اذکرونی بترک الخطاء اذکرکم بانواع العطاء
یعنی یاد کرو مجھکو ترک خطا سی یاد کرونگا مین تمکو گوناگون عطا سی اور کسی نے کہا ہی اذکرونی
بالجھد فی الخدمۃ اذکرکم باتمام النعمۃ یعنی یاد کرو مجھکو کوشش کرنے خدمت
سی یاد کرونگا مین تمکو تکمیل نعمت سی اور کسی نی کہا ہی اذکرونی من حیث انتم اذکرکم
من حیث انا ولذکر اللہ اکبر یعنی یاد کرو مجھکو اپنی حیثیت سی یاد کرونگا مین
تمکو اپنی حیثیت سی اور ہر آئینہ ذکر کرنا اللہ تعالی کا بڑا ہی اور ربیع نی اس آیتہ کی
معنی مین کہا ہی ان اللہ تعالی ذاکر من یذکرہ وزائد لمن یشکرہ ومعذب
لمن یکفرہ یعنی اللہ تعالی یاد کرنیوالا اوس کا ہی کہ وہ یاد کریگا اللہ تعالی کو اور اللہ تعالی
زیادہ کرنیوالا اوس کی نعمت کا ہی کہ وہ شکر کرتا ہی اللہ تعالی کا اور اللہ تعالی عذاب
کرنیوالا اوس کا ہی کہ وہ کفران نعمت کرتا ہی اللہ تعالی کا اور سدی نی اس آیتہ کی معنی
مین کہا ہی نہین کوئی بندہ کہ یاد کری وہ اللہ تعالی کو مگر یہہ کہ یاد کری اللہ تعالی اوس کو
اور نہین یاد کرتا اوس کو مومن مگر یہہ کہ یاد کرتا ہی اللہ تعالی اوس کو رحمت سی اور
نہین یاد کرتا اوس کو کافر مگر یہہ کہ یاد کرتا ہی اللہ تعالی اوس کو عذاب سی اور سفیان
بن عیینہ نی کہا ہی کہ یہو نچا ہی مجھے کہ تحقیق اللہ تعالی نی فرمایا ہی کہ دی ہی مین نی اپنے
بندون کو وہ چیز کہ اگر دیتا مین وہ جبرائیل اور میکائیل کو تو البتہ تو اب بزرگی

بزرگ دیتا ہوتا ہین نے اون کو اور وہ یہہ ہی کہ مینی اپنے بندون کو کہا فاذکرونی
اذکرکم یعنی یاد کرو مجھے یاد کرونگا مین تمکو اور مینے موسیٰ کو کہا کہ تو ظالمون کو کہہ کہ
وہ مجھے یاد نکرین اس لئے کہ تحقیق جو مجھے یاد کرتا ہی تو مین اوس کو یاد کرتا ہون
تو اگر ظالم مجھے یاد کرینگے تو مین لعنت سی اون کو یاد کرونگا یعنی اون پر مین
اپنی لعنت بھیجون گا اور ابو عثمان نہدی نی کہا ہی کہ تحقیق مین جانتا ہون جسوقت
کہ رب میرا مجھے یاد کرتا ہی اوس کو کہا گیا کہ کیسا تم جانتی ہو اوس نی کہا کہ اللہ تعالی
نی فرمایا ہی فاذکرونی اذکرکم پس جسوقت کہ مین اللہ تعالی کو یاد کرتا ہون
تو اللہ تعالی مجھے یاد کرتا ہی اور بعض نی کہا ہی کہ اللہ تعالی حضرت داود علیہ السلام
کیطرف وحی بھیجی کہ ای داود ساتھہ میری خوشی کر اور ساتھہ ذکر میری کے تنعم کر
اور حضرت سفیان ثوری رحمتہ اللہ علیہ نی فرمایا ہی کہ ہر شئی کی ائی عقوبت ہے
اور عقوبت عارف کی انقطاع عارف کا ہی اللہ تعالی کی ذکر سی اور بعض نی کہا ہی
کہ اللہ تعالی کا ذکر جب بندہ مومن کی قلب مین متمکن ہوتا ہی پس اگر شیطان
اوس کی دل کی نزدیک ہوتا ہی تو وہ مصروع ہوتا ہی جیسا کہ انسان جب کہ شیطان
اوس کی نزدیک ہوتا ہی تو مصروع ہوتا ہی پس شیاطین اوس شیطان مصروع
کی لئی کہتی ہین کہ اوس کی لئی کیا ہی پس کہا جاتا ہی کہ اوس کو انسان نے مس
کیا ہی یعنی جیسا کہ بندہ گنہہ گار بسبب مس کرنی شیطان کی مصروع ہوتا ہی ایسا ہی
شیطان بسبب نزدیک ہونی قلب بندہ مومن ذاکر کی مصروع ہوتا ہی اور
سہل بن عبد اللہ نی فرمایا ہی کہ مین اللہ تعالی کی ذکر نکرنیسی کوئی گناہ کو زیادہ
قبیح نہین جانتا یعنی مین سب گناہون سی اللہ تعالی کی عدم ذکر کو اقبح السیئات

جانتا ہون اور کسی نی کہا ہی کہ ذکر خفی کو ملایک نہین لکھتے اس لئی اون کو اوس کی
اطلاع نہین ہوتی اور وہ بہیدہی درمیان بندہ ذاکر کی اور درمیان رب کی
اور کسی نے کہا ہی کہ منی تعریف کسی ذاکر کی کہ وہ جنگل مین تھا سنی پس مین اوس کے
پاس گیا پس جسوقت کہ ہم بیٹھے تھی ایک بڑا جانور درندہ آیا پس اوسنی اوس
ذاکر کو اپنا پنجہ مارا اور اوس ذاکر سی اوس نی تکہ گوشت کا توڑ لیا پس وہ ذاکر اور
مین دونو بیہوش ہوگئی جب ہم دونو ہوش مین آئی تو منی ذاکر سی پوچہا بہہ کیا
ذاکر نی کہا کہ جب مجہی اللہ تعالی کی ذکر مین غفلت واقع ہوتی ہے تو اللہ تعالی
اس سبع کو بہیجتا ہی پس وہ مجہی کاٹتا ہی جیسا کہ تمنی اب اوس کو دیکہا خصوصاً لطائف سبع
کی بیان مین جاننا چاہیے کہ نزدیک اکثر عارفون کی لطائف ستہ ہین قلب ۱ اور روح ۲
اور سر ۳ اور خفی ۴ اور اخفی ۵ اور اخفی اخفی ۶ اور نزدیک بعض کی لطائف عشرہ ہین
کہ وہ مراد لطائف ستہ مذکورہ ہی اور سلطان الاذکار سی ہین اور سلطان الاذکار
مراد عناصر اربعہ کی ذکر سی ہی اور نزدیک فقیر مؤلف مودودی کی لطائف سبع ہین
کہ وہ مراد لطائف ستہ مذکورہ اور سلطان الاذکار سی ہین بی اعتبار تعدد عناصر اربعہ
کی اس لئی کہ سلطان الاذکار وہ ہی کہ جمیع شرائین سی بلکہ ہر بن مو سی ذکر اللہ تعالی
کا جاری ہو جب اوس مین تعداد شرائین اور ہر بن مو کا معتبر نہین تو کس لئی اوس مین
تعدد عناصر اربعہ کا معتبر سمجہکر اوس کو مع لطائف ستہ مذکورہ کی لطائف عشرہ کہا جاوی
تو جیسا اوس مین تعداد شرائین اور ہر بن مو کا معتبر نہین ویسا ہی اوس کو بغیر اعتبار
تعدد عناصر اربعہ کی ایک ذکر جان کر مع لطائف ستہ مذکورہ کی لطائف سبع کہا جاوی اور
ذکر ضد نسیان کا ہی پس جو چیز کہ اوس سی یاد حق کی حاصل ہو وہ ذکر اللہ تعالی کا ہی

سواء کان اسماً او رسماً و فعلاً او جسماً او جسمانیاً او مجرداً او غیر
ذالك اور جو چیز کہ وہ موجب عدم ذکر اللہ تعالی کی ہو وہ نسیان ہین سواء
کان اسماً او رسماً و فعلاً او جسماً او جسمانیاً او مجرداً او غیر ذالك
پس سب افعال اور اقوال اور احوال صوفی کی بشرط تذکر اور تیقظ اور انتباہ کے
ذکر ہین اور بشرط عدم ان کی عدم ذکر یعنی نسیان ہین اس لیے کہ جمع ہونا اور
رفع ہونا دو ضد و نکا محال ہی ہان ایک کی تحقق سی دوسرے کا رفع اور ایک کے
رفع سی دوسری کا تحقق ہو سکتا ہی اور نزدیک مشایخ کی ذکر چند قسم پر ہی اونمین سے
ایک ذکر لسان کا ہی اور وہ لفظ ہی کہ معتبر ہی اوس مین ہیئت حروف اور تقدم
اور تاخر بعض حروف کا بعض پر اور حرکات اور سکنات اور اگر اوس کو صوت سے
یاد کرینگے تو وہ ذکر جہر ہوگا اور اگر اوس کو بی صورت یاد کرینگی تو وہ ذکر خفی
ہوگا اور اقسام اور انواع ذکر کی بہت ہین کہ حصر اون کا بہت متعسر ہے اور تمام
اذکار جہریہ اور خفیہ اور تلاوت قرآن مجید اور درود شریف اور ادعیہ ماثورہ
اور تسبیح تہلیل تحمید تکبیر بلکہ جمیع اور اوسانی ذکر لسانی سی ہین اور حضرت شیخ علیہ
یحیی منیری رحمتہ اللہ علیہ نے لکھا ہی کہ ذکر کی چار نوع ہین اول وہ ہی کہ لسان ذاکر
ہو اور دل غافل ہو اور دوسرا وہ کہ زبان ذاکر ہو اور دل ہی ذاکر ہوگا یہہ کہ
بخلاف زبان کی دل کبھی کبھی غافل ہو جاوی اور تیسرا وہ کہ دل ذکر مین موافق زبان
کی ہو یعنی جب زبان ذکر کری تو دل بھی ذکر کری مگر کسی کسی وقت مین یہہ دونو
غافل ہو جاوین اور چوتھا وہ کہ زبان غافل اور عاطل اور دل ذاکر از حاضر ہو اور
یہہ منتہای مقامات ہی اس لیے کہ ہم المہمات حضور اور آگاہی ہی اور یہی ہی حقیقت

ذکر کی اور اسیوقت ذاکر اپنی ذکر قلبی کا آواز سنتا ہی کہ اوس کو غیر اوس کا کوئی
نہین سنتا اما عزفار کی اقوال سی کہ اوس کو شیخ الواصلین امام العارفین رئیس العلما
شمس الاولیا فانی فی اللہ باقی باللہ حضرت شیخ کلیم اللہ شاہ جہان آبادی رضی اللہ
تعالی عنہ نی کشکول شریف مین جو اولیا راور عزفار متاخرین خاندان عالی شان
چشتیہ کی سندہی لایا ہی واضح ہوتا ہی کہ ذکر روحی اور سری اور خفی اور اخفی
اور اخفی اخفی نام مقامات اور درجات ذکر قلبی کی ہین جیسا کہ اوں اقوال سی
لائح ہوتا ہی کہ ذکر قلبی مطالعہ اسم کا یا حضور مدلول اوس اسم کا ہی بی اعتبار تقدم اور
تاخر حروف اور حرکات اور سکنات کی بلکہ یکمرتبہ مرتبۃ الحروف والحرکات والسکنات
حضور اوس اسم کا ہی باوجود تصفیہ دل کی ہوا جس نفسانی اور وساوس شیطانی سی وسطے
انہماک کی ذکر مین اور اگر حضور مسمی کا ایسا واقع ہو کہ کثرت انہماک سی اوس مین فراموشی
اسم سی حاصل ہو اور ذاکر اپنی صفت سی فانی ہو جائی اس لئی کہ اللہ تعالی اوس کا
ذاکر ہی اور ذاکر کی لئی ذکر اور وصف اور حال باقی نرہی تو اوس کو ذکر روحی
کہتے ہین اور یہہ تفاوت ہی بحسب حالات ذاکرین کے بعضی کو کبھی کبھی ہوتا ہی اور
اکثر نہین ہوتا اور بعضی کو بالعکس اور اگر وہ دواما ایسا حاصل ہو کہ ہوا جس نفسانی
اور وساوس شیطانی کہ عبارت خواطر سی ہین اوس مین ہرگز راہ نپاوین اگرچہ
ذاکر اوس کی دور کا ارادہ کری باوجود فراموشی اسم کی اور باوجود اس کی
کہ نہو ذاکر کو حضور مگر حضور حق تعالی کا لاکن ذاکر اتنا جانی کہ مین ذاکر ہون
اور ذکر درمیان رکہتا ہون اور مذکور مقصود اور مطلوب ہمارا ہی تو اوس کو ذکر
سری کہتی ہین اور اگر ذکر اور ذاکر ذاکر کی علم سی اوٹہہ جاوین اور غیر مذکور کی

باقی نرہے لاکن اگر علم رفع علم کا اور لذت کا اوس کی ذاکر مین باقی ہی تو
اوس کو ذکر خفی کہتے ہین اور اگر علم رفع علم کا اور لذت اوس کی بھی ذاکر کی
رفع ہوجائی اور ذاکر عین مذکور کا ہوجائی اور درمیان ذاکر کے اور
مذکور کے غیریت بالکلیۃ مرتفع ہوجائی اور ذاکر کو ذات آلہی تعالی شانہٗ
مین فنا حاصل ہو تو اوس کو اخفی اور اخفی اخفی کہتے ہین یعنی ذکر قلبی کہ وہ
مطالعہ اسم کا یا حضور مدلول اوس اسم کا ہی بی اعتبار تقدم اور تاخر حروف
اور حرکات اور سکنات کی اگر وہ اوس مقام کو پہونچی کہ کثرت انہماک
سے اوس مین فراموشی اسم سی حاصل ہو اور ذاکر اپنی صفت سی احیاناً
فانی ہوجائی تو وہ ذکر روحی ہی اور اگر وہ اس سی ترقی کرکی اوس درجہ کو
پہونچی کہ ذاکر اپنی صفت سی دواماً فانی ہوجائی کہ ہواجس نفسانی اور
وساوس شیطانی کہ مبارت خاطر ہی ہین اوس مین ہرگز راہ نپاوین اور
نہو ذاکر کو حضور مگر حضور حق تعالی کا تو وہ ذکر سر ہی اور اگر وہ اس سی بھی
ترقی کرکی اوس مقام کو پہونچی کہ ذکر اور ذاکر کے علم سی اوٹھہ جاوین اور
بغیر مذکور کی کچھہ باقی نرہی لاکن اگر علم رفع علم کا اور لذت اوس کی ذاکر
مین باقی ہی تو وہ ذکر خفی ہی اور اگر اوس سی بھی ترقی کرکے اوس درجہ کو
پہونچی کہ علم رفع علم کا اور لذت اوس کی بھی ذاکر سی رفع ہوجائی اور
ذاکر عین مذکور کا ہوجائی اور ذاکر کو ذات آلہی مین فنا حاصل ہو تو
وہ ذکر اخفی اور اخفی اخفی ہی تو اس تقریر سی معلوم ہوا کہ یہہ سب نام مقامات
اور درجات ذکر قلبی کی ہین اور ایسا ہی عارف ربانی عبد الکریم جیلی کی

کلام سی کہ وہ کشکول شریف مین منقول ہی معلوم ہوتا ہی کہ علامت ذکر قلبی
کی وہ ہی کہ ذاکر اپنا ذکر تمام اشیا سی یا بعض اشیا سی جمیع اوقات مین
یا اکثر اوقات مین سُنی اور تمکین اوس کی اوس مقام مین ہو اور علامت ذکر
روحی کی وہ ہی کہ ذاکر تمام اشیا سی تسبیح مخصوص اون اشیا کی سُنی اور
وہ کسی کی فاعلیت بغیر اللہ تعالی کی نہ دیکھی یعنی جب ذکر قلبی اس درجہ کو پہونچی
کہ ذاکر جمیع اشیا سی تسبیح اون کی سُنی اور وہ کسی کی فاعلیت کو بغیر اللہ تعالی
کی نہ دیکھی تو وہ ذکر روحی ہو اور ایسا ہی احمد بن غیلان کمی کی کلام سی مفہوم
ہوتا ہی کہ وہ بھی کشکول شریف مین منقول ہی کہ ذکر قلب استوا حضور حق
اور خلق کا ہی اور ذکر روح غلبہ حضور حق کا ہی بہ نسبت حضور خلق کی اور ذکر
سر وہ ہی کہ نہو ذاکر حضور مگر حضور حق تعالی اور ذکر خفی وہ ہی کہ مخفی ہو وجود
روح مین مانند خفاکون کی سر مین تو اس سی بھی معلوم ہوا کہ ذکر قلب استوا
حضور حق اور خلق کا ہی اور جب وہ اس درجہ کو پہونچی کہ اوس مین حضور حق
کا بہ نسبت حضور خلق کی غالب ہو تو وہ ذکر روحی ہی اور اگر وہ اوس سی ترقی
کرکے اوس درجہ کو پہونچی کہ ذاکر کو حضور بغیر حضور حق تعالی کی نہو تو وہ ذکر سر ہی
اور اگر وہ اوس سی ترقی کرکے اوس درجہ کو پہونچی کہ وجود روح مین مخفی ہو جاے
مانند خفاکون کی سر مین تو وہ ذکر خفی ہی اگرچہ ذکر ذکر سلطان الاذکار کا کشکول
شریف مین نہین مگر اخفی اور اخفی اخفی کی تفسیر سی معلوم ہوتا ہی کہ یہہ عین صفات
سلطان الاذکار کی ہین کہ وہ جریان ذکر تعالی شانہ کا ہر شریان سی بلکہ ہر
بن موی اور فناذاکر کا ذات الہی عز اسمہ مین ہو اس لئی کہ بغیر حصول اوسکی

درمیان ذاکر کی اور مذکور کی غیریت مرتفع اور عینیت حاصل نہین ہوتی
اور ذاکر کو ذات آلہی تعالی شانہ مین ایسا فنا حاصل نہین ہوتا کہ ذکر اور
ذاکر ذاکر کی علم سی اوٹھہ جائین اور ذاکر مین مذکور کا ہو جائی اور علم رفع عدم کا
اور لذت اوس کی بہی ذاکر مین باقی نرہی جیسا کہ کسی نی کہا ہی تو اونشوی
ولی اگر جہد کنی جائی برسی کز تو توئی برخیزد + اور مولوی رومی نے فرمایا ہی
تو در دگم شود وصال اینست وبس خویش را گم کن کمال اینست تو یہہ
تو یہہ بعینہ خاصہ سلطان الاذکار کا ہی یعنی اللہ کی ذات پاک کی سوا کسی چیز کا
دہیان نہ رہی جیسا کہ ذایقین اس ذائقہ اور واصلین اس مقام کی اوس پہ
واقف ہونگی مگر مشایخ مجددیہ نقشبندیہ کہتے ہین کہ لطائف ستہ قلب اور
روح اور سر اور خفی اور اخفی اور نفس ناطقہ ہین اور وہ سا تہہ سلطان الاذکار
کی کہ عبارت ذکر عناصر اربعہ سی ہی لطائف عشرہ ہین اور قلب اور روح اور سر
اور خفی اور اخفی عالم امر سی ہین کہ وہ امر آلہی تعالی شانہ سی یکبارگی پیدا ہوی
ہین اور نفس ناطقہ اور عناصر اربعہ عالم خلق سی ہین کہ وہ بتدریج پیدا ہوئی ہین
اور عالم امر کا لطیف اور نورانی ہی اور عالم خلق کا کثیف اور ظلمانی ہے اور
وہ کہ کر روحی اور سری اور خفی اور اخفی کو ذکر قلبی کی مقامات اور درجات
سی نہین جانتی بلکہ وہ ہر ایک لطیفہ کی لیی مکان علیحدہ مقرر کرتے ہین اگرچہ
مشایخ جمیع طرق کی اس پر متفق ہین کہ قلب نیچی پستان چپ کی اور سر فوق
اوس کی ہی جیسا کہ کشکول شریف مین بہی ہی کہ سر لطیفہ ایست فوق قلب مگر
مشایخ مجددیہ نقشبندیہ ماورائی اس کی کہ مکان قلب کا زیر پستان چپ کے

اور مکان سر کا فوق اوس کی ہی مکان نفس ناطقہ کا فوق وسط حاجبین کی اور مکان اخفی کا وسط سینہ مین اور مکان روح کا زیر پستان راست اور مکان خفی کا فوق اوس کی مقرر کرتے ہین اور وہ کہتے ہین کہ لطائف خمسہ یعنی یعنے قلب ۱ روح ۲ سر ۳ خفی ۴ اخفی ۵ کہ وہ سینہ مین ہین بدستور مرقومہ ذیل کے ہین

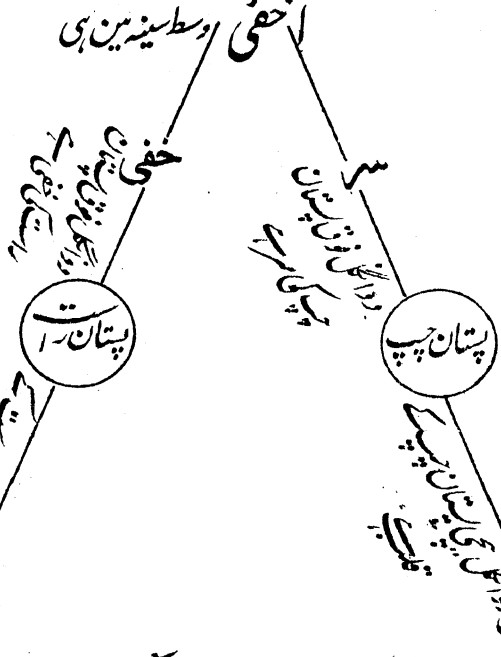

اور وہ ہر مکان کی ذکر کو جریان اوس لطیفہ کا کہتے ہین یعنی جس لطیفہ کی مکان سے کہ ذکر اللہ اللہ کا جاری ہو تو وہ کہتے ہین کہ اس ذاکر کا فلان لطیفہ جاری ہوا بغیر حصول کیفیات اور حالات اون کی کہ اون کی ہر ایک کی تفسیر مین کشکول شریف سی نقلاً لکھا گیا ہی اور جمیع مقامات ذکر طریقہ مجددیہ نقشبندیہ کی کہ تفصیل اور تشریح اون کی موجب طوالت ہی سلطان الاذکار مین داخل ہین

اور نزدیک اون کی جس سالک کو کہ سلطان الاذکار حاصل ہوا تو اوس کو
جمیع مقامات اور منازل ذکر کی حاصل ہوئی اور حق بھی یہی
ہی بنا بر آن مشائخ جمیع طرق کی بعد ذکر قلبی کی سلطان الاذکار جاری
کراتی ہین کہ وہ محیط تمام مقامات ذکر کا ہی مگر مشائخ مجددیہ نقشبندیہ کہ وہ
تبدریج مقامات ذکر کی طی کرا کی آخر مین سلطان الاذکار جاری کراتے
ہین اور مراقبات علحدہ ہین اب فقیر مؤلف مودودی اس رسالہ کو دعا
پر ختم کرتا ہی یا الٰہی بحرمت حضرت سید الانبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس
رسالہ کو موجب نفع مسلمین فرمانا آمین تمت ہذا الرسالۃ بعون اللہ ذی
الفضل والمنن فی بلدۃ حیدرآباد دکن صانہا اللہ عن الشر
والفتن وکان ذالک فی التاریخ ۲۴
شہر ذی الحجہ الحرام ۱۳۱۴ھ
بحبر یہ نبویہ صلعم
فقط

بتمت بالخیر

سلسلۂ شریفہ منظومۂ چشتیہ از حضرت پیران فقیر مودودی
مؤلف رسالۂ مشتی نمونہ خرواری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ای خداوندا تو ذات کبریا کے واسطے
رحم کر مجھ پر محمد مصطفےٰ کے واسطے

مین ہوا ہون سخت زار اس سخت تین کے واسطے
کھول دی مشکل علی المرتضیٰ کے واسطے

خواجۂ بصری حسن کا نام لاتا ہون شفیع
شیخ عبدالواحد اہل بقا کے واسطے

فضل کر مجھ پر طفیل خواجۂ ابن عیاض
شاہ ابراہیم بلخی بادشا کے واسطے

حضرت خواجہ حذیفہ کی لئی ٹک رحم کر
بوہبیرہ بصری صاحب ہدا کے واسطے

حضرت ممشاد کی خاطر میرا دل شاد کر
شیخ بو اسحاق قطب چشتیا کے واسطے

خواجۂ ابدال احمد بو محمد مقتدا
خواجۂ بو یوسف صاحب صفا کے واسطے

خواجۂ مودود چشتی اور خواجۂ حاجی شریف
خواجۂ عثمان اہل اقتدا کے واسطے

والی ہندوستان خواجہ معین الدین حسن
شیخ قطب الدین قطب الاتقیا کے واسطے

کام کر شیرین طفیل خواجۂ گنج شکر
اور نظام الدین محبوب الٰہ کے واسطے

دل کو روشن کر طفیل شہ نصیر الدین چراغ
اور کمال الدین کمال اصفیا کے واسطے

دور کر ظلمت سراج الدین و دنیا کی لیئے
اور علم الحق و دین علم الہدا کے واسطے

حضرت محمود راجن سرور دنیا و دین
اور جمال الدین حسن صاحب صفا کے واسطے

شیخ حسن اور خواجۂ شیخ محمد کی طفیل
حضرت یحییٰ مدنی مقتدا کے واسطے

فضل مجھ پر طفیل شہ کلیم اللہ ولی ❊
اور نظام الدین مقبول خدا کے واسطے

دین و دنیا کا وسیلہ پیر عالم فخر دین
خواجۂ نورِ محمد رہنما کے واسطے

حضرتِ خواجہ سلیمان تونسوی کامل ولی
قبلۂ عرفان صاحب مصطفیٰ کی واسطے

ہادیِ دینِ نبی محبوبِ ربِ العالمین
خواجہ شمس الدین سیالی پیشوا کیواسطے

مجتہدی اپنی محبت قطع کر از ماسوا
عظمتِ پیرانِ شجرہ چشتیا کیواسطے

انتہا حضرت شاہ شریف اورنگ آبادی کہ وہ حضرت خواجہ نظام الدین اورنگ آبادی کا خلیفہ تھا اُن کی خلفاؤن کی سلاسل مین لکھا ہے کہ حضرت خواجہ حسن محمد مرید و خلیفہ اپنی والد ماجد حضرت شیخ احمد المعروف بمیان جیو اور وہ مرید اور خلیفہ اپنی والد ماجد حضرت شیخ نصیر الدین ثانی اور وہ مرید و خلیفہ اپنی والد ماجد حضرت شیخ مجدد الدین اور وہ مرید اور خلیفہ اپنی والد ماجد حضرت شیخ سراج الدین کا کہ وہ فرزند اور جانشین حضرت خواجہ شیخ کمال الدین المشہور بعلامہ کا ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہم واللہ اعلم

سلسلہ شریفہ منظومہ قادریہ از حضرات پیران فقیر مودودی مؤلف رسالہ مشتے نمونہ خروار از ذوالفقار علی صاحب مقیم مقام ناسک

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا الٰہی حضرت ذاتِ پاکِ کبریا کیواسطے
ای خدا اپنی صفت جل و علی کیواسطے

مظہرِ ذاتِ خدا و باعثِ ایجادِ خلق
مہبطِ قرآن محمد مصطفیٰ کے واسطے

رہنمائے راہ حق حضرت علی المرتضیٰ ۔ پیشوائے اولیا شیرِ خدا کے واسطے
صابر و شاکر حسین ابن علی المرتضیٰ معدنِ جود و شہید کربلا کے واسطے
مخزنِ صبر و توکل شاہ زین العابدین واقفِ اسرارِ حق شمس الہدیٰ کے واسطے
حضرت باقر امام دین محمد مصطفےٰ جعفر صادق امام الاتقیا کے واسطے
موسیٰ کاظم امام ہفتمین عالی نسب اور امام ہشتمین حضرت رضا کے واسطے
اور سدید الدین ہین معروف کرخی اولیا اور سری ابن مغلطی صفا کے واسطے
ہین ابو القاسم کہ اوس کو کہتے ہین حضرت جنید بوبکر شبلی کرامی اولیا کے واسطے
شیخ عبد الواحد ابن حضرت عبد العزیز بو الفرح طرطوسی پیر مدا کے واسطے
یا الٰہی کر میری التجا مقبول اب بو الحسن ہکاری ذو الغرو علا کے واسطے
وہ ابی سعد مبارک بن علی مخزمی رہنمائے دین صدر الاتقیا کے واسطے
قطب الاقطاب زمان و غوث الاغوث جہان شیخ عبد القادر صدر الاولیا کے واسطے
اور ضیاء الدین عبد القاہر ان محبوب رب حضرت عمار یاسر رہنما کے واسطے
حضرت روزبہان فارسی شیخ کبیر عاشق صادق محمد مصطفےٰ کے واسطے
شیخ نجم الدین کبریٰ رہنمائے راہ حق شاہ مجد الدین شرف شاہ ولا کے واسطے
ہین رضی الدین لالا شیخ ذو الغر و صفا اور جمال الدین احمد باخدا کے واسطے
عبد الرحمن نور دین ان صدر جمع اولیا شیخ علاؤ الدولہ سمنانی ہدا کے واسطے
شیخ محمود ہی لقب اون کا جہانمین شرف دین حضرت سید علی صاحب لقا کے واسطے
حضرت اسحاق ختلانی کہ ہین کامل ولی شمس عرفان صاحب غرو علا کے واسطے
وہ محمد نور بخش قادری ہادی طبق عاشقِ راسخ جناب کبریا کے واسطے
نور بخش عرفان وہ حضرت غیاث نور بخش حضرت خواجہ حسن صاحب صفا کے واسطے

حضرت خواجہ محمد رہنمای عارفین	خواجہ یحیی ذالمجد وہدا کیواسطے
اور کلیم اللہ باشندی جہان آباد کی	شہ نظام الدین صدرالاولیا کیواسطے
اور فخرالدین کہ اون کو کہتے فخر جہان	حضرت نور محمد مقتدا کیواسطے
خواجہ شاہ سلیمان تونسوی کامل ولی	خواجہ شمس الدین سیالی رہنما کیواسطے
ہو میسر عشق مولا اتباع مصطفےٰ	خاتمہ سو خیر جملہ اولیا کیواسطے

انتباہ بعض سلاسل قادریہ فخریہ مین بعد حضرت عمار یاسر کے حضرت روزبہان فارسی کا نام نہین بلکہ حضرت نجم الدین کبریٰ کے ارادت اور خلافت کا تعلق بغیر وساطت حضرت روزبہان فارسی کی حضرت عمار یاسری ہی اور علی ہذا القیاس بعض سلاسل قادریہ فخریہ مین تین حضرات ملقب بنورنبخش ہین ایک حضرت سید محمد نوربخش بعد اون کی اون کا فرزند حضرت سید محمد علی نوربخش بعد اونکی حضرت غیاث محمد نوربخش ہین رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین جیسا حضرت ضیاءالدین چشتی قادری فخری جی پوری کی ملفوظات سی کہ اوس کا نام مرات ضیائی ہی اور کتاب فخریہ انتظام سی کہ نواب غازی الدین خان کی تالیف ہی بخوبی ظاہر ہوتا ہی واللہ اعلم بالصواب۔

تقریظ قدوۃ العلماء المحققین زبدۃ الفضلاء المدققین مولانا مولوی شاہ عبدالقادر صاحب قادری چشتی بدایونی دامت درجاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً و مسلماً اہل سلام پر ظاہر ہی کہ سلف کرام وقت شایع ہونی اہوار

باطلہ فاسدہ مخالفین اہل سنت سنیہ کی واسطی ہدایت عوام وحمایت احکام اسلام کے
مطابق فرمان اذا ظهرت الاهواء والفتن فليظهر العالم علمه فان لم يفعل
فعليه لعنة الله الخ وبمقتضائی السکات عن الحق شیطان اخرس ہمیشہ
احقاق حق وابطال باطل فرماتی رہی ہین چنانچہ آثار سلف ابرار وخلف اخیار ہی ظاہر
وباہر کالشمس فی نصف النہار ہی بنا علیہ اسوقت مین جو افراط تفریط مسائل شریعت
وطریقت مین واقع ہو رہی ہی کہ تمسک مبطلین مستحسنات ائمہ کرام بلکہ مسنونات
حضور جناب سید الانام علیہ الصلوۃ والسلام کو ممنوع وحرام ٹھیراتے ہین اور
متصوفہ جاہلین پابندی احکام شرع اسلام کو بیکار ولغو وخالی از مرام بتلاتے
ہین پس محض بحمایت اسلام ودر دین موافق طریق سلف صالحین کے سلالہ
سادات عظام وبقیۃ اسلاف کرام مجمع فضائل علیہ منبع فواضل علیہ جناب مولینا و
بالفضل اولنا حضرت مخدومی سید لطف علی شاہ صاحب المعروف بصاحبزادہ پٹنہ
مبارک زادت برکاتہم اس تصنیف شریف وتالیف لطیف سی اردو زبان مین
عوام اہل اسلام کو اپنی برکات سی مشرف فرمایا اور احیاء سنت سنیہ فرماکر بڑا فیض
دینی جاری فرمایا ہر چند یہہ عاجز لیاقت اس کی نہین رکھتا ہی کہ کماینبغی کچھہ بھی توصیف
جناب مؤلف ممدوح وتالیف شریف کی کرسکی لیکن جب احباب دینی نی اس عاجز سی
دریافت حال واقعی کیا تو بمقتضائی من سئل عن علم علمه ثم کتمه الجم بلجام
من النار یوم القیامۃ باوجود اپنی عدم لیاقت کی اظہار حق مین دریغ نکیا
لہذا اس کتاب مستطاب کی خوبی مطالب ومسائل عمدگی براہین ودلائل بیان
کرکے حضرات ناظرین سی امید رکھتا ہی کہ وقت شرفیابی مطالعہ اس کتاب کی

کاتب سطور کی حق میں بھی دعائے حسن خاتمہ و نجات و استقامت مذہب اہل سنت وجماعت سے دریغ نفرماویں تو محبت دینیہ سے بعید نہیں ہے۔ از کریمان کارہا دشوار نیست۔ و آخر دعوانا الحمد للہ رب العالمین۔

حررہ الفقیر عبد القادر القادری الچشتی غفر اللہ تعالی ذنوبہ آمین

تقریظ عربی زبدۃ العلماء العظام و قدوۃ الفضلاء الکرام علامۃ الدہر نخبۃ الزمان مولانا ابو الخیر مولوی محمد عبد الوہاب صاحب بخاری سلمہ الباری تلمیذ ارشد مولانا مولوی ابو الحسنات عبد الحی صاحب لکھنوی علیہ الرحمہ صدر مدرس مدرسہ حیدر آباد دکن صانہا اللہ تعالی عن حوادث الزمن ؛

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی غفر لنا الکبائر بالعفو و الحسنات و عفا عنا الصغائر بالوضوء و غیرہا من الاعمال الصالحات لا الہ الا ہو الذی افاض علینا سحب البرکات و ازال عنا حجب الظلمات و الصلوۃ و السلام علی من ارسلہ بالمعجزات الباہرات و البینات الزاہرات محمد بن المبعوث الی کافۃ المخلوقات المنعوت بافضل النعوت و الصفات المحمود فی البریۃ بالمحامد و الفیوضات الذی لولاہ لما خلق الموجودات و ما وجد الارض و السموات و علی آلہ و اصحابہ الواصلین الی اعلی الدرجات و الصاعدین الی الحق ما تصی

الغايات وعلى تبعهم وتبع تابعيهم من الصلحاء الذين بلغوا مدارج
الاحسان باحسن النيات ووصلوا الى معارج العرفان بالخشيه من
العقوبات وبعد فيقول العبد المعترف من بحار السيئات الذي لا
بضاعة له الا ارتكاب الخطيات الفقير الى ربه الغني الباري الشهير
بابي الخير محمد عبد الوهاب البهاري عامله الله المتعال بانواع الجود
والافضال ورفاه عن حضيض القال الى ذروة الحال ان العلوم على
تشعب فنونها وتكثر غصونها من اجل ما يتوجه اليه الانسان واكمل ما
يلتفت اليه الاعيان وعلم الاديان من بينها افضل العلوم وراسها ومبنى
شرائع الاحكام واساسها فقد صنف فيها الافاضل كتبا شريفة ونحا
لطيفة وقديما كان يختلج في القلب ان اطالع في بحث التوبة والاستغفار
كتابا يحتوي على تحقيقات مستودعة في كتب الشريعة والاخبار الى
ان وصلت الى بلدة حيدر آباد دكن صانها الله عن حوادث الزمن
فوصلت الي هذه الرسالة العالية المتعلقة بالتوبة والبيعة وغيرها
من المباحث العالية فاطلعت فيها على رموز هي الحقائق وامور
هي الدقائق قد احتوت على نفائس مطالب لا توجد في مطاوي الكتب
العظيمة واشتملت على عرائس مارب يخلو عنها الصحف الضخيمة فتمنيت
بان يكتب على خدود الحور بالنور ويتغرد بها العنادل والشهرور
بالسحور تتزين بها رقوم عباراتها صفحات القراطيس وتترنم بذكر فقراتها
طواويس الفراديس مملوة على فرائدكلها كالفصوص مشحونة بعوائد

تجری مجری النصوص یندفع عن مطالعتها الکسلان ویجلوعن
استماع مضامینها صدی الاذان یترشح علیها انوار من الخواص
والعرفان وینتشر منها ازاهر من التصوف والاحسان کیف
وقد ضمنها الحبر العلامة والنحریر الفهامة اغیث المدرار
لیث کتائب الاخیار الماجد القرم ذو الفضل والکرم المولی
الجلیل الفاضل النبیل زبدة الاصفیاء عمدة الاولیاء صاحب المقام
الرفیع الاسنی ذو المحامد العالیة والاعلی مالک سلطنة
الشریعة والطریقة الجامع لمرتبتی العلم والعمل بالحقیقة مجمع
المناصب العلمیة منبع المناقب العلمیة مولانا المخدوم المعزز
بسید لطف علی الچشتی الهروی صانه ربه القوی عن حوادث
الایام وادام فیوضه علی الخاص والعام والان نختم الکلام وعلی الله
التوکل فی البدء والختام وله الحمد والثناء بالدوام والصلوٰة علی
رسولها سید الانام وآله واصحابه الکرام ما تعاقبت الصبح
والاظلام وتناوبت اللیالی والایام حرره ابوالخیر محمد عبدالوهاب
البهاری غفرالله له ولوالدیه الباری صدر المدرسین
فی المدرسة النظامیة الواقعة فی بلدة حیدرآباد دکن
صانها الله تعالی عن حوادث الزمن

جو تقریظ عربی کہ فاضل جلیل عالم نبیل عین انسان بلاغت

انسان عین فصاحت مولانا مولوی ابوالمکارم سید میر محمد حنیف صاحب نے

فقیر مؤلف کیطرف بطریق مکتوب کے لکھی ہی وہ یہ ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ المنزل واذکر اسم ربک بکرۃ واصیلا ومن اللیل فاسجد لہ وسبحہ لیلا طویلا ھو الذی اوضح لمعالم الاسلام سبیلا وجعل السنۃ علی الاحکام دلیلا وارسل لمناھج الھدایۃ رسولا ومھد لشارع الشرائع اصولا رب المشرق والمغرب لا الہ الا ھو فاتخذہ وکیلا وھدی من یشاء من عبادہ الی ان یکبروا تکبیرا ویھللوا تھلیلا نحمدہ علی ما اعطی طالبیہ عطیۃ معرفتہ ومنح بفضلہ عارفیہ منحۃ خشیتہ ومدحھم قائلا انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء ونزدی بالعظمۃ والکبریاء ونسربل بالمجد والبھاء فتحرک فی کل متحرک بکل حرکۃ وسکن فی کل سکون یحلول کما یشاء حقیقۃ وجود المطلق عین ھویۃ المسمی بالخلق والحق ظھر فی کل ذات بکل خلق والصف بکل معنی فی کل خلق وحق والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد الذی علم ما لم یعلم سواہ وخشی بقدر علمہ باللہ وکان اعلم لعظم ما لاح لہ وقال انا اعلمکم باللہ واخشاکم لہ المدعو بفرد من افراد بنی ادم عبدہ ورسولہ المعظم ونبیہ المکرم ورداۃ المعلم وطراز الاکم وسباق الاقدم وصراط الاقوم مجلی مرات الذات منتھی الاسماء والصفات صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ ونقلۃ اثارہ وحملہ اخبارہ الدعا

الی اصح الاقوال والهدایة الی ارشد الافعال اما بعد فیا
ذا الفضائل المعترف بها نبهاء العصر یا جامع اشتات الفواضل التی
جلت عن الحصر یا من ثبت الفضل لدیه وارتسم وعنه اقتر الزمان
وابتسم ارسلت الی رسالتك التی یجب لها التعظیم والتکریم فاقررت
بمجزاتها والقیت لها عصا التسلیم ولما سرحت نظری فی دقائق مبانیه
وفرحت فکری بالتامل فی غرائب معانیها قلت ما عسی ان اصف من لطائف
اسرارها وابدی من اذکار حقائقها فمبانیها اسلس من نسیم السحر
وانور من البدر الزهر من جنات النعیم ومعانیها ابهی من الفرائد و
اسنی من وجوه الخرائد سوادها انسان للاعیان وان ذلك الافضل
من الله علی اعیان الانسان والفضل من الله علی الانسان فی کل حین
وان وبیاضها صباحة حور الجنان ونقوشها کانها من الیاقوت والمرجان
ومضامینها مصداق فیهن قاصرات الطرف لم یطمثهن انس قبلهم
ولا جان فلله انت من زبدة العارفین ونخبة السالکین وما
اقول فی تصنیف کانه یتابرج من سطور کالریاض المعارف والحقائق
ویتروج منه متاع مذهب الحنفیه علی التحقیق بالدقائق وهو لمصداق
هذا الابیات لائق ؎ کتاب لو تامله ضریر ✻ لعاد کریمتاه
بلا ارتیاب ✻ ولو مرت حوامله بقبر ✻ لصار المیت حیا فی التراب
کانها صحیفة سماویة او نجمة نورا وشمعة طور حریّ بان یکتب بقلم
النور علی خدود الحور فلله در المصنف بالرحمة والافضال والغر

والاجلال فذوقة السالكين زبدة العارفين قد جمع في هذه الرسالة من
مطالب عديدة وسلك في مسالك منهاجها ومناسك مباهجها
طرقا نورانية وسبلا عرفانية يباح في رياض ازهارها وحياض
انهارها السرائر الروحانية والبصائر العرفانية فجاء بحمد الله جليل الشان

اطال الله عمرك في ارتقاء	فان بقاءك الفوز العظيم ٭
لازلت يا صدر الهداية والتقى	بدرا على افق الكمالة والهدى

ثم انك ايها الفاضل والانسان الكامل المخدومي ومولائي وسيدي
المزمتني ان اقرض عليه وانتظم بذالك في سلك ما انتسب اليه
وذا العمري من حسن ظنك الجميل في من ليس له الا بضاعة مزجاة ونهم
قليل ومن اين للذهن الكليل انتقاد كلام الاسمى وكيف تقبل دعوى
شرف التاصل من المدعى ورجائي فيك ايها المفضال العفو والصفح
مني واجعل جائزتي قبول كتابتي لتتم سعادتي ٭ فالناس كلهم
لسان واحد ٭ يتلوا الثناء عليك والدنيا فم كتبه ببنانه وقاله
بلسانه العبد الضعيف النحيف اللهيف ابو المكارم مير محمد حنيف الحنفي
مذهبا والقادري مشربا والحيدري نسبا والحيدرابادي
وطنا صدر المدرسين في المدرسة التي بنيت لاهل المناصب
المعززين في يوم الاثنين اوايل شهر جمادى الاولى سنة ١٣١٥ خمس عشر
وثلاث مائة بعد الالف من هجرة من خلقه الله على اكمل وصف صلى الله
عليه وعلى اله واصحابه ونقلة اثارة وحملة اخباره فقط

تقریظ عالم اجل فاضل باعمل مولنا موسوی حافظ محمد انوار اللہ صاحب استاذ حضور پرنور والی حیدرآباد دکن خلد اللہ تعالے ملکہ و سلطنتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اس کتاب کو اول سی آخر تک بنی مطالعہ کیا اور مستفید ہوا فی الواقع وہ مریدون کو بجائی پیر ہے اور پیرون کی لئی تذکیر منکرون کا جواب شافی ہے اور متوقفون کی لئی ترغیب و افی غرض کہ اس سی کوئی مستغنی نہین ہوسکتا کیون نہو مصنف اس کی معقول و منقول کی جامع صاحب علوم ظاہری و باطنی ہین ہر افراط و تفریط سی دور اعتدال پر قایم ہین حقتعالی اس کتاب کی فیوض و برکات کافہ اسلام کو نصیب فرماوی اور ظل عاطفت اون کا جمیع مسترشدین کے سر پر ممدود رکھی آمین یارب العالمین بحرمتہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین ۔ کتبہ محمد انوار اللہ صاحب عفا عنہ ۔

ایضاً تقریظ رسالہ مسمی بنمونہ خرواری بزبان اردو از زبدۃ العلماء قدوۃ الفضلاء مولوی میر محمد حنیف صاحب صدر مدرس مدرسہ منصبداران رکاب سرکار نظام خلد اللہ ملکہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ المزیدیۃ بعقد اللال والماء السلسال والعذب الزلال علی محمد والصحابہ واصحابہ النائبین فی الافعال والاقوال ثنوی حمد ہے جو ہو شروع کلام اوس کا بہتر ہی سب طرح انجام نیت کو قول کن سے ہست کیا

پھر دو عالم کا بندوبست کیا حکم اوس کا ہے خلق پر جاری

وہ ہی معبود خالق و باری ۔ اللہ تعالی کی رحمت دیکھو اُس نے ہمکو پیدا کیا ہماری لئی لاکھون چیزین بنائین جس سے ہمین بڑا آرام ملتا ہی ہماری طرح طرح کے کام نکلتی ہین غرض اپنی ساری ضرورتین اللہ تعالی کی دی ہوئی چیزون سی پوری کرتے ہین اگر یہہ چیزین نہون تو زندگی دوبھر ہوجاوی جب ہمکو اللہ تعالی نی اپنی جود مطلق سی اتنی نعمتین بخشی ہین ہماری لئی ایسے کام کے چیز بھی پیدا کی ہین مثلاً ایک ہوا ایسی بڑی نعمت ہی کہ ہماری زندگی بغیر اوس کی محال ہی اور ہمین بفحوای ولقد کرمنا بنی آدم کے ساری مخلوق سے افضل بنایا ہی تو ہمکو بھی چاہئے کہ ہر وقت اوسی یاد کرین اور اوس کے عبادت کرین بیت ابر و باد و مہ و خورشید و فلک در کارند تا تو نانی بکف آری و بغفلت نخوری ہمہ از بہر تو سرگشتہ و فرمان بردار شرط انصاف نباشد کہ تو فرمان نبری قال اللہ تعالی وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون ای لیعرفون اور درود نامحدود سرور عالم و آدم ہماری رسول اکرم نبی اقحم صلی اللہ علیہ وسلم پہ نازل ہو جیو کہ جن کی اطاعت ہین اللہ تعالی کی ہی اور آپ کی پیروی ہین محبت و رضامندی حق تعالی کی ہی جیسا کہ آیۃ کریمہ قال اللہ تعالی من یطع الرسول فقد اطاع اللہ اور آیۃ شریفہ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ سے ظاہر ہے ہمہ دولت کے طالبان شریعت اور سالکان طریقت کو مفید اور شائقان مجاہدہ نیکبخت کو بشارت ہو کہ رسالہ مفتی نمونہ خروار زبور احکام اہلیہ

اختتام سی آراستہ ہو کر جلوہ افروز دیدہ مشتاقان روزگار ہوا اخلاق اور
سلوک مین یہہ ایک نئی کتاب ہے جو اس سی پیشتر نہ کسی کان نے سنی اور
نہ کسی آنکھہ نی دیکھی یہہ شریعت اور طریقت کے اصول کا لب لباب ہی اور
احکام اسلام اور اقوال حضرت خیر الانام علیہ الصلوۃ والسلام کا انتخاب ہے
فلک ارشاد پر نیرین کا قران السعدین ہی دریای شریعت اور حقیقت مین مجمع
البحرین ہی یہہ وہ کتاب ہی جس کا مدت مدید سی والہین کو اشتیاق تہا اور
ہر ایک صاحب اوس کا مشتاق نفیس جس دکان سی ملی اوس کو بسر و چشم قبول
کر لینی چاہئی جو چیز ہماری مفید ہو لینی چاہیے مصرع کیون ندکہین زندہ
دل یہہ شاہد مقصود ہی بیت جبکی ہے دل مین یہہ انداز سخن کسکا ہی جی ہو جیسے
یہہ بے مانند ہین کسکا ہی۔ علما اور عرفا کے اسرار کا لہلہاتا ہوا باغ صالحین
سلف اور خلف کے دماغ کا مہکتا ہوا جو ہندو سب اخلاق کے آئینہ مین قوم کی حالت
سنہالنی کا چلتا ہوا نسخہ یعنی رسالہ نشتی نوند خرواری گلہا گیا اور معنی مرج البحرین
یلتقیان کا ذہلایا گیا یعنی شریعت کے چلنی والے اور طریقت کے ڈہونڈہنی
والون کو ہر شب چراغ ہدایت مثل نور روشن کے بتلایا گیا امر کی فحوی دیکھنی
سے تعلق رکہتی ہے نہ لینی چیز کی تعریف کرنے سے یہہ رسالہ کیون نہ تعریف کے
قابل ہو کہ جس کی تعریف عالم ربانی فاضل حقانی مروج شرع مستقیم مشرح
تباج الافاضۃ علی الانام کاشف سر المعنی والمرام مولانا و سیدنا و سیدنا و مولانا علی
چشتی المروی صاحب نص با المواہب لدنیہ بہ اخبار ہ صاحب بہشت معارف
دامت برکاتہ و افاضتہ بین انام الی یوم القیامۃ بحق محمد و علی آلہ

ظلالہ بقیت بقاء الدھر غوثا طالب ولا زلت بالارشاد
للخلق ھادیا اگرچہ یہہ ہیچمیرز کہ مجھ بیان لایق نہ تہا کہ حضرت
صاحب ممدوح کی رسالہ پر تقریظ لکھی اور اوس کے مضامین کو بنظر امعان دیکھہ کر
مگر بفحوای اھل ما فوق الادب کے یہہ بے ادب نے چند سطور مسطور کیا اور دست
کو نگار اور دیدہ کو جلای وافر بخشا عبد الصمد افضل محمد کے عبارت دیباچہ
ابو الفضل میں حسب حال اپنے پایا بی ساختہ زبان پر لایا من ہیچمدان شناسی ہا چہ
یار اکہ جرم تمرا پیرہن از کتان دوزم و بہشت را بگل خرزہرہ ارایش
دہم و خورشید را بمشعل افروزم و نمایش ماہ بسبجل کنم جس کی تعریف میں زبان
لال ہی اور قلم بے زبان کی کیا مجال ہی اس رسالہ کی تقریظ چھوٹا منہ بڑی بات
ہی واقعی بات ہی اگر قبول ہو نبات ہی بلکہ نبات ہی مصرع گر قبول افتد زہی
عز و شرف کتبہ العبد الضعیف ابو المکارم میر محمد حنیف حنفی مذہب
قادری مشرب صدر مدرس مدرسہ منصبداران رکاب اعلیحضرت حضور پر نور
نظام الملک آصفجاہ خلد اللہ ملکہ۔

تقریظ تالیف زبدہ محبان قدوہ دوستان مولوی حکیم احمد اللہ صاحب
برہان پوری حال مقیم ابولا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

احمد اللہ وحدہ واصلی علی من لا نبی بعدہ حمدا المنزہ یتمی
بالہ فی الخلق وجدنہ وان کان سواہ ملاۃ جمالہ جمیع الاکوان
فی الکون لما رایت الا ایاہ خالق قادر کی حمد مخلوق عاجز کر سکے یہہ محال ہی

اور حقیقت آفتاب کی ایک ذرہ ناچیز بیان کرنیکا دعوی کری کیا مجال ہی
یہان اپھون اپھون کی زبان ناطقہ لال ہی لاریب کہ ہم سب فانی ہین
اور وہ باقی لم یزل و لایزال ہی اوس نے ہمکو نیست سی ہیت کیا کہ تم عدم
میدان وجود مین لایا اور چونکہ نسیان اور غفلت انسان ضعیف البنیان
کی طینت مین داخل ہی اور خطا اور عصیان امر موروثی خلقت ہی بیت
گہنہ بارث رسیدست از پدر مارا ۔ خطا نر روز ازل رزق آدمی زادست
اس لئی بغرض انتباہ ہمیشہ رسول مبعوث ہوتی رہی تا بہولی ہوؤن کو
ہدایت کرین بہٹکی ہوؤن کو راہ بتاوین مریضان معاصی کا علاج حسب
مزاج ادویہ گوناگون سی فرمائین جہانتک ہو پرہیز کرائین بدپرہیزی سے
بچائین اور یہہ بر ظاہر ہے کہ ہماری خاتم النبیین سید الاولین والاخرین
صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی بعد تا قیامت اور کوئی نبی مبعوث ہونی والا نہین
اس لئی تکمیل دین آلہی اور اتمام نعمار غیر متناہی آپ ہی کی ذات بابرکات
پر منحصر ہوئی الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی خوشخبری اور
بزرگی آپ کو مرحمت فرمائی وہ اور کسی کی حصہ مین نہ آئی مصرع بعد از خدا
بزرگ توئی قصہ مختصر ۔ علی ہذا القیاس آپ کی امت کی حق مین بھی ارشاد
کنتم خیر امۃ اخرجت للناس ہی یہہ کس قدر موجب سپاس ہوا الی اصل
آپ کل امراض روحانی اور جسمانی کا علاج قادر خلاق علی الاطلاق نی اپنے حکیم
حاذق وطبیب نائق حضرت احمد مجتبی محمد مصطفی علیہ الصلوۃ والسلام ہی کی
ذمہ رکہا اور ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ صافہ

کہہ سنایا د توبوا الی اللہ جمیعا ایہ المومنون لعلکم تفلحون ومن
تاب وعمل صالحا فانہ یتوب الی اللہ متنا یا ارشاد عام مگر اس کی تعلیم
اور تفہیم ذمہ حضرت خیر الانام علیہ الصلوۃ والسلام ہی چنانچہ عن ابی ہریرۃ
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی لاستغفر اللہ واتو
الیہ فی الیوم اکثر من سبعین مرۃ تعلیم ہی اور والذی نفسی بیدہ
لو لم تذنبوا لذہب اللہ بکم ولجاء بقوم یذنبون فیستغفرون اللہ
فیغفر لہم تفہیم ہی جمعی بدرت گریہ وآہ آوردند جمعی ہمہ دیدہ ونگاہ آوردند
جمعی دیدند خواہش عفو نرا رفتند جہان جہان گناہ آوردند ان اللہ
یقبل توبۃ العبد مالم یغرغر غنایت وقت توبہ ہی بیت توبہ ہارا
نفسی باز پسین دست ردست بخیر دیر رسیدی درمحابستند
اور ندم باعث ہدم حوبہ ہی بیت سنبش فکندن زگنہ دادنجاتم صد
طاعت ناکردہ بیک سجدہ اداشد ایضا دل درست اگر بہشت آفرینش را
ہمان دل ست کہ از خجلت گناہ شکشت علمار کہ ورثۃ الانبیاء ہین
اور اسی کی تحت ہین داخل کل اولیاء واصفیاء واذکیاء وصلحاء ہین
ان حضرات بابرکات علیہم الرحمۃ والرضوان نے بھی اتباعاً لکریمہ۔
ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ تحریراً اور تقریراً
تعلیماً وتفہیماً ونشر بگاوہ وہ موشگافی کی کہ کوئی دقیقہ واگذاشت نکیا غیب کو
شہود کردکہا یا معدوم کو موجود کرتبایا چنانچہ اندلون یہہ رسالہ نافع الموسوم
بمشتہی نمونہ خرواری جوزبدۃ العلماء المحققین قدوۃ الفضلاء المدققین

واقف اسرار جبروت کاشف حقائق لاہوت مخدومنا ومولانا وبالفضل والنبا
سیدی سندی حضرت مولوی سید خواجہ لطف علی شاہ صاحب الحسینی المودودی
آبادالحسنی القادری امادالچشتی الہروی وطنا المعروف بصاحبزادہ صاحب
چشت مبارک دامت شمس اناضتہ ساطعتہ علی رؤس المشتہرین الی یوم الدین
نے تحریر فرمایا ہی حق تو یہہ ہی کہ عجب کام کر دیکھایا ہی ذرہ کو آفتاب تک پہونچنے
کا طریقہ تعلیم فرمایا ہی دریا کو کوزہ مین بہر کر تبایا ہی شریعت اور طریقت کا
امتزاج اسطرح بتلایا ہی جس کو دیکھکر مرج البحرین یلتقیان بی تحاشا منہ سی
نکل آتا ہی وہ مضمون جو آجتنک کسی نے نہین سنا آپکی زبان قلم نے اظہار
کر دیا لاسیما داخل بحث تو یہ مضمون بیت تازہ ندرت ہی شریعت کی شریعت
اور طریقت کی طریقت ہی سبحان اللہ عجیب مقام ہی شریعت وطریقت
دونون کا سلالہ ہی شریعت والون کا ایمان اور طریقت والون کی جان ہی
کیا معنی کہ اس کا عامل ہو اور جنت مین نہ داخل ہو اس کی مطالعہ سی دل مین
نور کے شعشعہ پیدا ہوتے ہین رنگا رنگ آلودہ مجلی ومصفا ہوتے ہین ہر ہر فقرہ
اس کا جادہ راہ ہدایت ہی ہر ہر سطر صراط مستقیم جنت ہی مضمون تازہ ہے
اظہار نکات بی اندازہ ہی کہنی کو تو یہ کا بیان ہی مگر در اصل خلاصہ حدیث
و قرآن ہی زہی سعادت عظمی وس شخص کے جو اس کتاب کو اپنا دستور العمل
کر لی اور تھی دولت نصیب اوس شخص کے کہ اس گلستان بی خزان کی سیر
اپنا دامن امید کامیابی مراد سی بھر لی الحاصل تقریظ میرا یہہ بیان ہی چہ گویا
مشتی نمونہ خروارے ہی اس کہنی کی تصدیق دیکھنے ہی ہوگی زبان قلم مین

اس قدر طاقت نہین کہ شمہ از اوصاف کتاب یا صاحب کتاب بیان کر سکے
میری اس لکھنے اور کہنے سی دونو کی اوصاف بدرجہا برتر ہین یہہ ہی ایک
عشق اور جنس شوق تہا جو معرض اظہار مین آیا اب اپنی رب کریم و رحمت
رحیم سی یہی التجا ہی کہ وہ مجہ ناچیز بے تمیز غریق بحر عصیان کو ذوق اسلام و
ایمان ارحمت فرماے اور محض اپنی صفت ستاری سی میرے تمام عیوب
ذنوب اپنی دامن مغفرت سی ڈہانپ دی انہ ہو الغفور الرحیم و الصلوۃ و السلام
علی رسولہ الکریم و آلہ و صحابہ الفخیم و انا العبد المقصر الاواہ ابن عبدہ و ابن
امتہ احمد اللہ البرہان فوری کان اللہ لہ و لوالدیہ آمین یا حی یا رب تو
مرا باتش تہر مسوز و در خانہ دل چراغ ایمان افروز این خلعت بندگی
کہ شد پارہ رحیم بہ از راہ کرم بر شتہ عفو بہ دوز۔

نظر زبان منظومہ از نتایج فکر نا ظم دفتر متعمدانی صدر انجمن شبلی بانی مولوی
محمد مظفر الدین صاحب علی بدولگا نا ظم صدر ڈاکخانہ سرکار نظام الملک آصفجاہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شکر ہے اوس خالق افلاک کا — مرتبہ جس نے بڑہایا خاک کا
دی کی انسان کو خلافت کا شرف — برگزیدہ کر کے رکہا ہر وارف
بیض سی اپنے حبیب پاک کے — رتبی عالم مین بڑہائی خاک کے
سب جہان مین کر کے ہمکو انتخاب — امت مرحومہ کا بخشا خطاب
جس مین ہر دم بہر تعلیم ادب — یک نہ یک رہتا ہی انسان منتخب
اس مانی مین بہی وہ موجود ہے — یعنی صاحبزادۂ مورد ہے

سید لطف علی ہی جن کا نام — راقم ان ہی کا ذکر خیر سی اُنکو کام
خاندان چشت مین کامل فقیر — ورع و تقوی مین ہین شیخ بے نظیر
قادری چشتی حسینی ذی کمال — جس کا حضرت غوث اعظم نا نیال
اون کی یہہ تالیف پر اسرار ہے — یہہ نمونہ مشتی از خروار ہے
ہین رقم اس مین سب احکام نجات — فیض بخشی کی ہین درج اس مین نکات
وصف اس کا ہو زبان سی کیا ادا — ہی یہہ گنج فضل و انوار خدا
ہی شریعت کا خلاصہ سب سی — اس سی ہے نور حقیقت جلوہ گر
ہین طریقت کی طریقے اس مین رقم — معرفت کی درج ہین اکثر شیم
ہین مریدون کی لئی ارشاد غیب — طالبون کی جس سی ہون رد و ریب
ہی مفصل علم دین کا اختصار — بندگون کے لئی ہے بحر بے کنار
اس مین مضمون جسقدر موجود ہے — فیض خلق کی مقصود ہے
فقرہ سنجی سے اسی مطلب نہین — خواہش اس سی رضای رب نہین
اس سی مقصد خالصاً للہ ہے — منزل توحید کی یہہ راہ ہے -
طول گوئی سی ہی اس کو کام کیا — ہو وی بندون کو شوق نام کیا
ہی رہ توحید بتلانا غرض - — دور ہوتا ہے جہالت کا مرض
بہر وصفش از کلام مولوی — ہست کافی این دو بیت مثنوی
گر نیقی وسوسہ بدخواہ را — کی رسد اسی ثم وجہ اللہ را
این کتاب او دکان وحدت است — وحدت اندر وحدت اندر وحدت است
وصف اس کا ہو نہین سکتا تمام — کر علی اس دعا پر اختتام

اپنی گنج معرفت سے ای خدا
اجر اس کا کر مؤلف کو عطا

جس کا حصہ ہو ہماری بھی نصیب
ہین تیری بندی گنہ گار اور غریب

اس دعا کے بعد یہہ آیا خیال۔
کہ لکھون تالیف کا بھی اسمین سال

دی سروش غیب نے مجھکو ندا
فکر کیون کرتا ہے ای مرد خدا

فیض جاری عالم بالا کا ہے
سال نیک اس نسخہ والا کا ہے

۱۳۱۵

یا یہہ کہدی سال جس پر فیض ہے
عالم بالا کا جاری فیض ہے۔

۱۳۱۵

ایضاً قطعہ تاریخ دیگر

فیض لطف علی سے یہہ نسخہ
گنج اسرار کا نمونہ ہے۔

یون معلی نی کی رقم تاریخ
اصل خرواری کا نمونہ ہے

۱۳۱۵

ایضاً منہ قطعہ تاریخ دیگر در فارسی

فیض حضرت لطف علیشاہ۔
بدل حاصل چو شد لطف دو گونہ

بگو تاریخ این نسخہ معلے
بخرواری ز گنج دین نمونہ

۱۳۱۵

ایضاً منہ قطعہ تاریخ دیگر در فارسی

رقم کرد این نسخہ با کمال
چو لطف علی شاہ اہل یقین

نبشتہ معلی سن طبع او۔
نمونہ بخرواری از گنج دین۔

۱۳۱۵

جس کتاب پر مطبوع پر جو یہہ مہر مولف اس رسالہ پر طبع نہوگی تو وہ کتاب بغیر اجازت مولف کی مطبوع سمجھی جاویگی

اعلان - حق تصنیف اس کتاب کا حقائق آگاہ معرفت دستگاہ وقف موز علی و خفی عالیجناب فیضمآب حضرت سید شاہ لطف علی صاحب مودودی المعروف بہ صاحبزادہ چشت مبارک حق تالیف و تصنیف اس کتاب کا مجہ غریب کو عطا فرمایا کہ صاحب بغیر اجازت عاصی کے قصد طبع نہ فرمائیں - المعلن ملا محمد مراد پشاوری تاجر کتب -

کتب قومہ ذیل نزد فدوی موجود ہیں جن حضرات کو خریداری منظور ہو حسب ذیل

پتہ سے طلب فرماویں بشرط زر نقد ہو

حدیقۃ الاحباب فی احوال اصحاب للوہ		کیمیا انسان	عصہ
وقار الاسلام سے		خلاصہ غایۃ الاوطار	۹
جعفر و عباسہ عصہ	۸	قصہ عورت ڈلہ	۳
مرقعہ عبرت عصہ	۸	سلوک حقیقی	۳
تفرقہ بین اسلام و زندیقہ اردو	۱۰	دیوان مرزا ہمدم	عصہ
کتاب محبت و شوق مصنفہ مولوی نصاب صاحب مرحوم	۸	فلاح کونین فی فضایل حرمین شریفین	عاں
حقیقت روح انسانی	۶	تریاق اعظم	۱۲
شرح لوح شریف	۶	باغ نسوان	عصہ
دیوان خاموش	۴	ملفوظات خواجہ عبداللہ	۴
معلم بنظیر عصہ	۸	مراۃ العارفین	عصہ ۴
علاج الباہ عاں		شرح رباعیات جامی	۸
مجموعہ فتاوی غزنوی اردو عصہ		شرح لمعات شرح سومہ	۱۲
خلاصہ احکام قتل	۲		

ماسوا اس کے اور بہت سی کتب متنوعہ کے پاس موجود ہیں حسب الطلب ارسال خدمت شریف کیے جاوینگے۔ المشتہر ملا محمد مراد تاجر کتب روبرو پوسٹ خانہ سرکار عالی بیگمپور